مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA

یا عباسؑ

۷۸۶
۹۲-۱۱۰
یا صاحب الزماںؑ ادرکنی

DvD Version

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

بسم الله الرحمن الرحيم

(جلد ۱۱)

مسائل الشریعه

ترجمہ

وسائل الشیعه

تالیف

محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ وتحشیہ

فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

ناشر

مکتبۃ السبطین ۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ
جلد	:	گیارہ
تالیف	:	محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ وتحشیہ	:	فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی، سرگودھا، پاکستان
کمپوزنگ	:	غلام حیدر (میکسیما کمپوزنگ سینٹر، موبائل: 0333-5169622)
طباعت	:	میکسیما پرنٹنگ پریس، راولپنڈی
ناشر	:	مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
طبع اول	:	جمادی الاول ۱۴۲۹ھ ۔ مئی ۲۰۰۸ء
ہدیہ	:	Rs 250-00
تعداد	:	۱۱۰۰

ملنے کے پتے

❁ اسلامک بک سینٹر
مکان نمبر 362-C، گلی نمبر 12، G-6/2
اسلام آباد۔ فون: 2870105

❁ معصوم پبلیکیشنز بلتستان
منٹھوکھا، علاقہ کھرمنگ، سکردو، بلتستان
موبائل: 0346-5927378
ای میل: maximahaider@yahoo.com

❁ مکتبۃ السبطین
۲۹۶/۹۔ بی بلاک، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

فہرست مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ (جلد گیارہ)

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
	کتاب امر بالمعروف اور نهی عن المنکر اور ان کے ملحقات	۳۰۳
	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اوران کے متعلقہ ابواب (اس سلسلہ میں کل اکتالیس (۴۱) باب ہیں)	۳۰۴
۱	یہ امر ونہی دونوں واجب ہیں اوران کا ترک کرنا حرام ہے۔	۳۰۴
۲	امر ونہی کے وجوب کی چند شرطیں ہیں ایک یہ کہ معروف ومنکر کا علم ہو۔ دوسرا تاثیر کا امکان ہو اور تیسرے ضرروزیاں کا اندیشہ نہ ہو۔	۳۰۸
۳	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پہلے دل سے، پھر زبان سے اور بعد ازاں ہاتھ سے واجب ہے اور اس پر قتال کرنے اور حدود کے قائم کرنے کا حکم؟	۳۱۱
۴	جب خاص لوگ منکرات کا ارتکاب کریں تو عام لوگوں پر اس کا انکار اور اسے بدلنا واجب ہے۔	۳۱۴
۵	ہر حالت میں (کم از کم) دل سے منکر کا انکار واجب ہے اور اس پر رضامند ہونا حرام ہے اور معروف پر رضامند ہونا واجب ہے۔	۳۱۵
۶	منکر سے ناپسندیدگی کا اظہار کرنا اور اس کے مرتکب سے روگردانی کرنا واجب ہے۔	۳۱۸
۷	منکر کا ارتکاب کرنے والے کا بائیکاٹ کرنا واجب ہے اور ہر ممکن طریقہ سے اس کا ازالہ کرنا واجب ہے۔	۳۱۹
۸	ان (بری) باتوں پر جن پر خدا غضبناک ہوتا ہے خدا کی خاطر غضبناک ہونا واجب ہے۔	۳۲۰
۹	اپنے اہل وعیال کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب ہے۔	۳۲۱
۱۰	واجب ہے کہ آدمی جن واجبات کا دوسروں کو حکم دے خود ان کو بجا لائے اور جن کاموں سے دوسروں کو روکے خود ان سے رُکے۔	۳۲۲
۱۱	مخلوق حتیٰ کہ والدینؑ کو خوش کرنے کی خاطر خالق کو ناراض کرنا حرام ہے اور اس کا الٹ یعنی خالق کی خاطر مخلوق کو ناراض کرنا واجب ہے۔	۳۲۴
۱۲	اپنے آپ کو ذلیل کرنے کے درپے ہونا مکروہ ہے۔	۳۲۶

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
	معروف اور نیکی بجالانے کے ابواب (اس سلسلہ میں کل انتالیس (۳۹) باب ہیں)	۳۹۴
۱	نیکی بجالانا مستحب ہے اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے۔	۳۹۴
۲	معذوری سے پہلے بھلائی کرنے میں جلدی کرنا مستحب ہے۔	۳۹۷
۳	مستحب ہے کہ ہر ایک کے ساتھ بھلائی کی جائے اگرچہ یہ معلوم نہ بھی ہو کہ وہ اس کا اہل ہے یا نہ؟	۳۹۸
۴	نیکی اور بھلائی کے اہل کے ساتھ بھلائی کرنا مستحب مؤکد ہے۔	۳۹۹
۵	بے محل اور نااہل کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا جائز نہیں ہے۔	۴۰۰
۶	بھلائی کرنے والے کی تعظیم اور منکر اور قبیح کام کرنے والے کی تحقیر واجب ہے۔	۴۰۱
۷	مستحب ہے کہ بھلائی کرنے والے کے ساتھ اس کی بھلائی کے عوض اس جیسی بھلائی کی جائے یا اس سے دوگنی کی جائے یا کم از کم اس کے حق میں دعا ہی کی جائے۔ ہاں البتہ بھلائی کرنے والے کے لئے عوض کا مطالبہ کرنا مکروہ ہے۔	۴۰۲
۸	احسان اور بھلائی خدا کی طرف سے ہو یا خلق کی جانب سے اس کا کفران (شکریہ ادا نہ کرنا) حرام ہے۔	۴۰۵
۹	نیکی اور بھلائی کو چھوٹا سمجھنا اور اسے چھپانا اور جلدی انجام دینا مستحب ہے اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔	۴۰۷
۱۰	کسی آدمی کیلئے کوئی ایسا کام کرنا مکروہ ہے جس کا اسے نقصان زیادہ ہو بہ نسبت اس فائدہ کے جو اپنے بھائی کو پہنچانا چاہتا ہے۔	۴۰۸
۱۱	مومن کو قرضہ دینا مستحب ہے۔	۴۰۸
۱۲	غریب و نادار (سے اگر کچھ لینا ہو تو اس) کو مہلت دینا واجب ہے اور اسے (معاف کرکے) بری الذمہ قرار دے دینا مستحب ہے۔	۴۰۹
۱۳	میت اور زندہ (مقروض) کو قرضہ حلال کر دینا مستحب ہے۔	۴۱۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔

امابعد خدا کے فضل و کرم سے مسائل الشریعہ اردو ترجمہ وسائل الشیعہ کی گیارہویں جلد کا ترجمہ شروع کیا جا رہا ہے جو کہ جہاد اور اس کے متعلقہ مسائل از قسم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ گرانقدر مطالب و ابواب پر مشتمل ہے۔ حسب سابق یہاں بھی اصل کتاب کا ترجمہ شروع کرنے سے پہلے جہاد کی حقیقت، اس کی فضیلت و افادیت اور اس کے اقسام اور چند مجمل احکام پر مشتمل ایک جامع تبصرہ منجانب احقر مترجم پیش کیا جا رہا ہے۔ تاکہ قاری بصیرت کے ساتھ اصل کتاب کو شروع کر سکے و اللہ الموفق و المؤید و علی التکلان۔

مقدمہ منجانب احقر مترجم مشتمل بر حقیقت و فضیلت جہاد

جہاد کی فضیلت و اہمیت اور اس کے اقسام کا بیان

صاحبانِ علم و اطلاع پر جہاد کی فضیلت و اہمیت مخفی و مستور نہیں ہے۔ کئی احادیث میں وارد ہے کہ ہر نیکی کے لئے نیکی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ راہِ خدا میں جان قربان کرنے تک نوبت پہنچ جائے پھر اس کے بعد کوئی نیکی نہیں ہے۔ (الوسائل)

اسی طرح متعدد روایات میں وارد ہے کہ:

﴿الجنۃ تحت ظلال السیوف﴾ کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے۔ (ایضاً)

چونکہ ہر چیز کی بلندی و پستی کا دار و مدار اس کی غرض و غایت پر ہوتا ہے تو جب جہاد کی غرض و غایت اعلاء حق اور حق و حقیقت کی نشر و اشاعت اور باطل اور باطل نواز قوتوں کا قلع قمع اور ان کی سرنگونی ہے تو اس لحاظ سے بھی جہاد بہترین عبادت ہے اور دین مبین کی نشر و اشاعت کا بہترین ذریعہ ہے۔ الغرض جہاد جوع الارض کیلئے نہیں ہے اور نہ دنیا کے امن و امان کو تہ و بالا کرنے کیلئے ہے بلکہ صرف دین حق اور اس کے حقائق کی نشر و اشاعت کیلئے اور اسلام کی حفاظت اور مسلمانوں کے جان و مال اور عزت و ناموس کے تحفظ کیلئے ہے۔ ارشاد قدرت ہے:

﴿اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ۔ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرٌ﴾۔

جن (مسلمان) لوگوں سے جنگ و جدال کیا جاتا ہے (ان پر جنگ مسلط کی جاتی ہے) ان کو جہاد

کی اجازت دی جاتی ہے اور خدا ان کی مدد اور نصرت پر قادر ہے۔

جہاد کے اقسام

سب سے پہلے تو جہاد کی بڑی بڑی دو قسمیں ہیں: (۱) جہاد ابتدائی۔ اور (۲) جہاد دفاعی۔

پہلی قسم سے مراد وہ جہاد ہے جو حق و حقیقت کے ان منکروں سے کیا جاتا ہے جو نہ صرف یہ کہ حق کو قبول نہیں کرتے بلکہ اس کی نشر و اشاعت اور دوسروں کے اقرارِ حق کیلئے بھی سد راہ بنتے ہیں تا کہ راستہ کا یہ سنگ گراں راستہ سے ہٹا دیا جائے اور ہر قسم کے فتنہ و فساد کی جڑ کٹ جائے۔ ﴿حتٰی لا تکون فتنة﴾ اور دوسری قسم سے مراد وہ جہاد ہے جو کفار و مشرکین اور منکرین کے حملوں اور ان کی طرف سے مسلط کردہ جنگ کے دفاع میں اور اپنی جان و مال اور ناموس کی حفاظت کیلئے کیا جائے۔

پہلی قسم میں نبی یا اس کے وصی کی اجازت ضروری ہے جبکہ دوسری قسم میں اس کی ضرورت نہیں ہے جہاد بالنفس یعنی اسی طرح جہاد کی دو قسمیں اور بھی ہیں: (۱) جہاد بالعدو۔ (۲) جہاد بالنفس یعنی ظاہری دشمن کے خلاف جہاد کرنا۔ (۳) اور باطنی دشمن یعنی نفس امارہ کے خلاف جہاد جسے جہاد اکبر جبکہ پہلی قسم کو جہاد اصغر کہا گیا ہے۔ اور اس کی مزید دو ذیلی قسمیں بھی ہیں: (۱) جہاد بالسیف یعنی تلوار سے جو کفار سے کیا جاتا ہے اور (۲) جہاد باللسان یعنی زبان سے جہاد جو کہ منافقین سے کیا جاتا ہے جیسا کہ آیت مبارکہ ﴿و جاھد الکفار والمنافقین﴾ کی تفسیر میں فریقین کے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں کفار کے خلاف سیف و سنان سے جہاد کرنا مراد ہے جبکہ منافقین سے زبان و کلام سے جہاد کرنا مراد ہے اور ان کے نفاق کا خاتمہ کرنا اور انہیں دولت اخلاص سے مالا مال کرنا مقصود ہے۔ ان تمام باتوں کی وضاحت آپ کو وسائل الشیعہ کی اس گیارہویں جلد میں ملے گی جو کہ جہاد کی فضیلت اور اہمیت اور اس کے اقسام کے بیان کیلئے مخصوص ہے۔ واللہ الموفق۔

وانا الاحقر
محمد حسین النجفی بقلمہ
سرگودھا
۱۸ ستمبر ۱۹۹۳ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ۔

کتاب الجہاد

کتاب وسائل الشیعہ کی کتاب الجہاد کے مختلف ابواب کی اجمالی فہرست اوز جہاد عدو اور جہاد نفس کے مختلف ابواب کی فہرست۔ ذیل میں ترتیب وار اس سلسلہ کی تفصیل پیش کی جارہی ہے۔

دشمن سے جہاد کرنے اور اس سے متعلقہ مباحث کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل بہتر (۷۲) باب ہیں)

باب ۱

جب جہاد کی ضرورت ہو اور اس کی طاقت بھی ہو تو یہ واجب کفائی ہے اور یہ اندھے، لنگڑے اور فقیر و نادار سے ساقط ہے۔

(اس باب میں کل اٹھائیس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چوبیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن ابان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ہر قسم کی خیر و خوبی تلوار میں ہے اور تلوار کے سایہ میں ہے اور لوگوں کو سیدھا نہیں کرتی مگر تلوار۔ اور تلواریں ہی جنت و جہنم کی کلید ہیں۔

(الفروع، التہذیب، ثواب الاعمال، الآمالی)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کا ایک دروازہ ہے جسے "باب المجاہدین" کہا جاتا ہے۔ جب مجاہدین اس دروازہ کے پاس جائیں گے تو اسے کھلا ہوا پائیں گے اور وہ اس وقت اپنی تلوار لٹکائے ہوئے ہوں گے۔ حالانکہ ہنوز عام لوگ مقام حساب میں کھڑے ہوں گے اور ان کو فرشتے مرحبا (خوش آمدید) کہیں گے۔ پس جو شخص جہاد ترک کرے گا تو خدا اسے ذلت و رسوائی کا لباس پہنائے گا۔ اسے تنگی معیشت میں مبتلا کرے گا۔ اور اس کے دین کو مٹائے گا۔ (پھر فرمایا) خداوند عالم نے میری امت کو گھوڑوں کی ٹاپوں اور نیزوں کی انیوں سے عزت و توقیر بخشی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غازیانِ راہِ خدا جن گھوڑوں پر دنیا میں سوار تھے جنت میں بھی ان کے گھوڑے وہی ہوں گے۔ اور غازیوں کی چادریں ان کی تلواریں ہوں گی۔ (الفروع، ثواب الاعمال)

۴۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے ایک ایسی بات کی خبر دی ہے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں اور دل مسرور و شادکام ہو گیا۔ کہا: یا محمدؐ! آپ کی امت میں سے جو شخص راہِ خدا

میں جہاد کرے اور (اس سلسلہ میں) اس پر صرف بارش کا ایک قطرہ بھی پڑ جائے یا اسے دردِ سر لاحق ہو جائے تو بروز قیامت خدا اس کے نامہ اعمال میں شہادت کا ثواب درج کرے گا۔ (الفروع، امالی صدوق، ثواب الاعمال)

۵۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہاد کرو (مال) غنیمت حاصل کرو گے۔ (الفروع)

۶۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا: کیا وجہ ہے کہ قبر میں شہید کی آزمائش نہیں کی جاتی؟ فرمایا: اس کی آزمائش کے لئے اس کے سر پر تلوار کا لگنا کافی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کون سا جہاد افضل ہے؟ فرمایا: جس (مجاہد) کے گھوڑے کی کوچیں کاٹ دی جائیں اور راہِ خدا میں اس کا خون بہا دیا جائے۔ (ایضاً)

۸۔ حسن بن محبوب اپنے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بنو امیہ کے بعض خلفاء و امراء کو ایک خط لکھا جس میں تحریر فرمایا: منجملہ ان خرابیوں کے جو پیدا ہوگئی ہیں۔ یا پیدا کی گئی ہیں ایک یہ ہے کہ اس جہاد کو ضائع و برباد کر دیا گیا ہے جسے خدا نے تمام اعمال پر فضیلت دی ہے۔ اور جس کے عامل کو دوسرے عاملوں پر درجات، بخشش اور رحمت میں فضیلت دی ہے۔ کیونکہ دین کو اسی سے غلبہ ملتا ہے اور اسی کی وجہ سے دین کا دفاع کیا جاتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے خدا نے اہل ایمان کا مال اور ان کی جان جنت کے عوض خریدی ہے۔ خدا نے ان پر حدود کی حفاظت کرنے کی شرط عائد کی ہے۔ جہاد کی ابتداء یہ ہے کہ لوگوں کی طاعت ترک کرکے بندوں کو خدا کی اطاعت کی دعوت دی جائے اور بندوں کی پرستش ترک کرکے خدا کی پرستش کی دعوت دی جائے اور بندوں کی سرپرستی کی بجائے لوگوں کو خدا کی سرپرستی کی دعوت دی جائے۔ اور جس (کافر) کو جزیہ دینے کے لئے کہا جائے اور وہ ادا کرنے سے انکار کر دے اسے قتل کر دیا جائے گا اور اس کے اہل و عیال کو قید کر لیا جائے گا۔ اور یہ کسی بندہ کو کسی بندہ کی اطاعت کی بجائے کسی دوسرے بندہ کی اطاعت کی دعوت کی مانند نہیں ہے۔ اور جو جزیہ کا اقرار کرے اس پر ظلم و زیادتی نہیں کی جائے گی۔ اور اس کا عہد و پیمان نہیں توڑا جائے گا۔ اور اسے اس کی طاقت سے بھی کم تکلیف دی جائے گی۔ اور (فتح کی صورت میں) مال غنیمت تمام مسلمانوں کا عام مال ہوگا۔ اور اگر جنگ و جدال اور قتل و قتال کیا جائے تو اس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و کردار کے مطابق عمل درآمد کیا جائے گا۔ (منجملہ ان خرابیوں کے ایک یہ بھی ہے کہ) اندھے، لنگڑے اور غریب و نادار کو بھی جہاد کرنے کی تکلیف دی گئی ہے۔ اور جو طاقت رکھتے ہیں ان کو طاقت برداشت سے زیادہ تکلیف دی گئی ہے۔ حالانکہ پہلے اہل مصر میں لشکر بھیجتے وقت عدل و انصاف کیا جاتا تھا

(کہ آج یہ گروہ تو کل فلاں دوسرا گروہ بھیجا جاتا تھا)۔ اب نوبت بایں جا رسیدہ کہ لوگ دو قسم کے ہو گئے ہیں۔ ایک اجیر (مزدور) ہے جو اجرت لے کر جہاد کرتا ہے۔ اور دوسرا جو شرعاً معذور تھا۔ مگر اسے جہاد پر مجبور کیا گیا تو وہ کسی دوسرے شخص کو اجرت پر جہاد کے لئے بھیجتا ہے۔ اس طرح (رقم ادھر صرف ہوگئی) اور لوگ فقیر و نادار ہو گئے۔ اور حج ضائع ہوگئی۔ پس ایسے شخص سے بڑھ کر کون ٹیڑھا ہے۔ اور جو (دین کو قائم رکھے) اس سے بڑھ کر کون سیدھا ہے۔ پس اس طرح جہاد کو ان بندوں پر لوٹا دیا گیا (جن پر شرعاً واجب نہ تھا) اور جہاد بندوں پر اضافی بوجھ بن گیا۔ یہ ہے زبردست غلطی اور خطا۔ (ایضاً)

۹۔ حیدرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جہاد فرائض (نماز یومیہ) کے بعد تمام اعمال سے افضل ہے۔ (الفروع)

۱۰۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خداوند عالم کو شہید کے خون کے قطرہ سے بڑھ کر کوئی قطرہ پسند نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ ابن محبوب مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جنگ جمل والے دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ایہا الناس! (میدان کارزار میں) ثابت قدم رہنے والا موت سے بچ نہیں سکتا اور بھاگنے والا اسے درماندہ نہیں کر سکتا۔ موت سے بچنے کا کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ جو (طبعی) موت نہیں مرے گا وہ قتل کر دیا جائے گا۔ (اور جو قتل نہیں ہوگا وہ طبعی موت مر جائے گا)۔ خبردار بہترین موت قتل ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے (راہ خدا میں) تلوار کی ایک ہزار ضربت میرے لئے بستر پر مرنے سے زیادہ آرام دہ ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ ابوعبدالرحمن اسلمی حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اما بعد! جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے اس نے اپنے خاص دوستوں کے لئے کھولا ہے۔ وہ تقویٰ کا لباس ہے، اس کی محکم زرہ ہے۔ اور مضبوط ڈھال ہے۔ جو اسے ترک کرے گا خدا اسے ذلت کا لباس پہنائے گا اور بلاء و مصیبت اسے اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ اور اسے کبت و رسوائی سے روندا جائے گا اور اس کے دل پر آڑ رکھ دی جائے گی اور جہاد کو ضائع کرنے کی وجہ سے حق کا اس سے منہ مڑ جائے گا۔ اور اسے ظلم و جور کا ذائقہ چکھایا جائے گا اور اس سے انصاف روک دیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، نہج البلاغہ)

۱۳۔ ابوحفص کلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے اپنے رسول کو اسلام

کے ساتھ لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ اور آپ ﷺ نے (تین سال خفیہ) اور دس سال تک (علانیہ) تبلیغ فرمائی۔ مگر لوگوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ (ہجرت کے بعد) خدا نے آپ ﷺ کو جہاد کرنے کا حکم دیا۔ پس ہر قسم کی خیر و خوبی تلوار میں ہے اور تلوار کے نیچے ہے اور (اسلام کا) معاملہ اسی طرح (آخر میں کمزور) ہو جائے گا۔ جس طرح شروع ہوا تھا۔ (الفروع)

۱۴۔ ابن محبوب مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے جہاد کو فرض قرار دیا ہے، اس کی بزرگی بیان کی ہے۔ اور اسے اپنی نصرت قرار دیا ہے ﴿إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ﴾۔ خدا کی قسم دنیا ہو یا دین وہ جہاد کے بغیر درست نہیں ہوتے۔ (ایضا)

۱۵۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جہاد کرو۔ اس طرح تم اپنی اولاد کو مجد و شرف کا وارث بنا جاؤ گے۔ (ایضا)

۱۶۔ ابو دجانہ انصاریؓ نے احد والے دن اس طرح سر پر پگڑی باندھی کہ اس کا ایک شملہ اپنے کاندھوں پر لٹکا کر متکبرانہ انداز میں چلنے لگے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے (انہیں دیکھ کر) فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ کے سوا خدا اس چال سے چلنے کو ناپسند کرتا ہے۔ (ایضا)

۱۷۔ معمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہر قسم کی خیر و خوبی تلوار میں ہے۔ نیز آپ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہر قسم کی خیر و خوبی قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ (ایضا)

۱۸۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا کی راہ میں شہید ہو جائے تو خداوند عالم اسے اس کی برائیوں سے آگاہ نہیں کرے گا۔ (ایضا)

۱۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زید بن علیؑ سے اور وہ اپنے آباء و اجداد کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شہید کے لئے خدا کی جانب سے سات خصلتیں ہیں: (۱) جب اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو اس کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (۲) (شہید ہوتے ہی) اس کا سر حور العین میں سے اس کی دو زوجاؤں کی گود میں جاتا ہے جو اس کے چہرہ سے غبار صاف کرتی ہیں۔ اور اس سے کہتی ہیں مرحبا (خوش آمدید)۔ اور وہ بھی ان کے جواب میں یہی کہتا ہے۔ (۳) اسے جنت کا لباس پہنایا جاتا ہے۔ (۴) خازنانِ جنت اس کے لئے ہر قسم کی خوشبو اپنے ہمراہ لے کر آتے ہیں۔ (۵) وہ (مرنے سے پہلے جنت میں) اپنی منزل کو دیکھتا ہے۔ (۶) اس کی روح سے کہا جاتا ہے کہ جنت میں جہاں

چاہے گھوم پھر۔ (۷) وہ خدا کے چہرہ (اس کی عظمت و کبریائی) کو دیکھتا ہے اور یہ بات ہر نبی و شہید کے لئے راحت و سکون کا باعث ہے۔ (التہذیب)

۲۰۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نیکی والے کے اوپر ایک اور نیکی ہے۔ یہاں تک کہ وہ راہ خدا میں شہید ہو جائے۔ پس جب وہ راہ خدا میں شہید ہو جائے تو پھر اس کے اوپر اور کوئی نیکی نہیں ہے۔ اور ہر عقوق (نافرمانی) کے اوپر نافرمانی ہے۔ یہاں تک کہ کوئی آدمی اپنے والدین میں سے کسی ایک کو قتل کر دے۔ پس جب وہ ایسا کر گزرے تو پھر اس کے بعد کوئی عقوق نہیں ہے۔
(التہذیب، الخصال، الفروع)

۲۱۔ عثمان بن مظعونؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا جی سیر و سیاحت کرنے کو چاہتا ہے اور یہ کہ پہاڑوں میں رہ کر گھوموں پھروں؟ فرمایا: اے عثمان! ایسا مت کر کیونکہ میری امت کی سیاحت غزوہ اور جہاد کرنے میں ہے۔ (التہذیب)

۲۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام اپنے مکتوب میں لکھا: جہاد امام عادل کے ہمراہ واجب ہے۔
(عیون الاخبار)

۲۳۔ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص راہ خدا میں جہاد کرنے کی نیت سے نکلے۔ تو اسے ہر ہر قدم پر سات لاکھ نیکیاں ملتی ہیں اور اس کی سات لاکھ برائیاں مٹا دی جاتی ہیں۔ اور اس کے سات لاکھ درجے بلند ہوتے ہیں اور وہ خدا کی ضمانت میں ہوتا ہے۔ اور اگر وہ طبعی موت سے بھی مر جائے۔ تو بھی وہ شہید متصور ہوتا ہے۔ اور اگر زندہ بچ کر واپس آ جائے تو اس حالت میں واپس لوٹتا ہے کہ اس کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (عقاب الاعمال)

۲۴۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقیؒ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کون سا عمل سب اعمال سے افضل ہے؟ فرمایا: نماز (پنجگانہ) بروقت ادا کرنا، والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور راہِ خدا میں جہاد کرنا۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مقدمۃ العبادات (کے باب ۱) وغیرہ میں (جیسے باب ۲۷ از دفن، باب ۴۳ از قراءت قرآن و باب ۲۹ از دعا، باب ۱۲ از ذکر خدا، باب ۱۱ از صوم مندوب، باب ۳۸

و ۱۴ از وجوب حج و باب ۱ و ۲ از آدابِ سفر و باب ۱۱۴ از احکام عشرت اور باب ۸۶ و ۸۷ از مزار میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (بابُ ۴ و ۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جب تک بیٹے پر جہاد واجب عینی نہ ہو جائے تب تک جہاد میں والدین کی اجازت شرط ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں بخوشی جہاد کرنا چاہتا ہوں! فرمایا: پس راہ خدا میں جہاد کر۔ کیونکہ تو قتل ہو گیا تو خدا کے نزدیک زندہ ہوگا۔ اور اس سے رزق پائے گا اور اگر (جہاد سے پہلے) مر گیا۔ تو اجر و ثواب خدا پر لازم ہوگا۔ اور اگر زندہ بچ کر واپس آ گیا تو گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح شکم مادر سے متولد ہوا تھا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میرے بوڑھے والدین موجود ہیں ان کا خیال ہے کہ وہ میرے ساتھ مانوس ہیں یہ میرے کہیں جانے کو ناپسند کرتے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: پھر اپنے والدین کے ہمراہ قیام کر۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تمہارے ماں باپ کا تمہارے ساتھ ایک شب و روز مانوس ہونا ایک سال کے جہاد سے بہتر و برتر ہے۔ (الامالی، الاصول)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابرؓ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک جوان حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں جوان رعنا ہوں اور جہاد کرنا پسند کرتا ہوں۔ مگر میری والدہ اسے ناپسند کرتی ہے؟ فرمایا: واپس لوٹ جا اور اپنی والدہ کے ہمراہ رہ۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے مبعوث برسالت کیا ہے تیری ماں کا تجھ سے مانوس ہونا ایک سال تک راہ خدا میں جہاد کرنے سے بہتر ہے۔
(الاصول من الکافی)

باب ۳

جو شخص جہاد کے لئے جائے (اس کے پیچھے اسکے پسماندگان سے) اچھا برتاؤ کرنا اس کی پیغام رسانی کرنا مستحب ہے۔ اور اس کو اذیت پہنچانا، اس کی غیبت کرنا اور اسکے پیچھے بدسلوکی کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ قمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی دعا ضرور مستجاب ہوتی ہے جن میں سے ایک راہِ خدا میں جہاد کرنے والا ہے۔ دیکھنا کہ تم اس کے پیچھے (اس کے پسماندگان سے) کیسا سلوک کرتے ہو؟ (التہذیب)

۲۔ وھب بن وھیب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص کسی غازی کا پیغام (متعلقہ آدمی تک) پہنچائے تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے راہِ خدا میں غلام آزاد کیا ہے اور وہ اس کے جہاد کے ثواب میں شریک ہے۔

(التہذیب، ثواب الاعمال، الامآلی، الفروع)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مومن غازی کی غیبت کرے اور اسے اذیت پہنچائے۔ اور اس کے پسماندگان سے برا سلوک کرے تو قیامت کے دن اس کا میزانِ عمل اس طرح نصب کیا جائے گا کہ جو اس کی سب نیکیوں کو ختم کر دے گا۔ اور پھر اسے جہنم میں اوندھا لٹکا دیا جائے گا۔ کیونکہ وہ غازی (جس کو اس نے اذیت پہنچائی) خدا کی اطاعت میں مصروف تھا۔ (الفروع، عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (آدابِ سفر باب ۴۷ میں اور احکام عشرت باب ۱۲۲ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

جہاد صرف مرد پر واجب ہے عورت پر نہیں۔ ہاں البتہ اس پر اپنے شوہر کی اطاعت واجب ہے اور غلام کے جہاد کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اصبغ بن نباتہ سے اور وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے مردوں اور عورتوں پر جہاد واجب قرار دیا ہے مگر مرد کا جہاد یہ ہے کہ وہ اپنا مال اور اپنی جان راہِ خدا میں قتل ہو کر نثار کرے۔ اور عورت کا جہاد یہ ہے کہ وہ شوہر کی ایذا رسانی اور اس کی غیرت (دوسری شادی کرنے) پر صبر کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ عورت کا جہاد شوہر سے اچھا سلوک کرنا ہے۔ (الفروع)

۳۔ جناب علامہ حلیؒ ابن جنید سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مروی ہے کہ ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا امیر المومنین! آپ ہاتھ بڑھائیں تا کہ میں اس بات پر آپ کی بیعت کروں

کہ اپنی زبان سے آپ کے لئے دعا کروں گا، اپنے دل سے مخلصانہ نصیحت کروں گا اور اپنے ہاتھ سے آپ کے ہمراہ جہاد کروں گا۔ آپؑ نے اس شخص سے پوچھا کہ آیا تو آزاد ہے یا غلام؟ اس نے عرض کیا: غلام ہوں۔ پس حضرت امیر علیہ السلام نے ہاتھ بڑھایا اور اس نے آپ کی بیعت کی۔ (مختلف الشیعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ابن جنید نے اس روایت کے مطابق عمل کیا ہے۔ اور جناب علامہ نے اس کی چند تاویلیں کی ہیں: (۱) آزادی کی بنا پر بیعت لی۔ (۲) مالک کی اجازت سے لی۔ (۳) سخت ضرورت کے تحت ایسا کیا۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۱ وغیرہ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے تمام مردوں پر (بشمول غلاموں کے) جہاد کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ مگر اس کے بعد (باب الحج اور کتاب النکاح میں) ایسی حدیثیں بھی بیان کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر اپنے مال و جان میں تصرف نہیں کر سکتا۔ (فصارت المسئلة فی قالب الاشکال واللّٰہ العالم)۔

باب ۵

جہاد کے اقسام کا بیان، اور اس کا منکر کافر ہے اور اس کے دوسرے احکام؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن عیاض سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جہاد کے بارے میں سوال کیا کہ آیا وہ سنت ہے یا فرض؟ فرمایا: جہاد کی چار قسمیں ہیں۔ پس دو قسم کا جہاد تو فرض ہے۔ اور ایک قسم ہے تو سنت مگر وہ ادا فرض کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور ایک قسم خالص سنت ہے۔ پس وہ دو قسم کا جہاد جو فرض ہے ان میں ایک تو جہاد النفس ہے۔ یعنی آدمی اپنے نفس سے جہاد کرے یعنی اسے گناہوں سے باز رکھے اور یہ سب جہادوں سے بڑا جہاد ہے۔ اور دوسرا کافروں سے جہاد کرنا ہے۔ جو کہ فرض ہے۔ اور وہ جہاد ہے جو سنت ہے مگر ادا فرض کے ساتھ ہوتا ہے تو یہ دشمن سے جہاد ہے جو تمام امت پر فرض (کفائی) ہے۔ اور اگر سب کے سب اسے ترک کریں گے تو ان پر عذاب خداوندی نازل ہو جائے گا۔ یہ امام پر سنت ہے کہ وہ امت کو اپنے ہمراہ لے جا کر دشمن کے پاس جائے اور اس سے جہاد کرے۔ اور وہ جہاد جو سنت ہے۔ تو وہ ہر سنت کام کا انجام دینا ہے۔ اور اس کے انجام دینے اور اسے زندہ رکھنے میں جدوجہد کرنا (سنتی جہاد ہے)۔ پس اس (سنت) پر عمل کرنا اور اسے زندہ کرنا افضل الاعمال ہے۔ کیونکہ اس طرح ایک سنت زندہ ہوتی ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کوئی اچھی سنت قائم کر جائے گا تو اسے

اس کا اجر اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کے برابر اسے بھی اجر ملے گا۔ بغیر اس کے کہ ان کے اجر میں کوئی کمی واقع ہو۔ (الفروع، تحف العقول، التہذیب، الخصال)

۲۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے جو کہ ہمارے محبوں میں سے تھا میرے والد ماجد سے حضرت امیر علیہ السلام کی جنگوں کے بارے میں سوال کیا؟ تو میرے والد نے جواب میں فرمایا: خداوند عالم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانچ قسم کی تلواروں کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ جن میں سے تین تلواریں تو میان سے کھینچی ہوئی تھیں۔ جو اس وقت تک میان میں نہیں ڈالی جائینگی جب تک جنگ اپنے ہتھیار نہ ڈال دے (ختم نہ ہو جائے) اور جنگ اس وقت تک اپنے ہتھیار نہیں ڈالے گی جب تک سورج مغرب کی جانب سے طلوع نہیں ہوگا۔ (اور یہ امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کا دن ہے) اس وقت تمام لوگ پُر امن ہوں گے۔ اور جو شخص اس سے پہلے ایمان نہ لا چکا تھا۔ اسے اس وقت کا ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اور ایک تلوار رکی ہوئی ہے۔ اور ایک (پانچویں اور آخری) میان میں ڈالی ہوئی ہے۔ اس کا کھینچنا تو ہمارے غیر کے اختیار میں ہے۔ مگر اس کا حکم ہمارے متعلق ہے! (پھر اس اجمال کی تفصیل بیان کرتے ہوئے) فرمایا: پس وہ تین تلواریں جو میان سے باہر کھینچی ہوئی ہیں تو ان میں ایک ننگی تلوار تو وہ ہے جو مشرکین عرب کے خلاف کھنچی ہوئی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (پس جب محترم مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں کہیں بھی پاؤ قتل کرو اور انہیں گرفتار کرو۔ اور ان کا گھیراؤ کرو اور ہر گھات میں ان کی تاک میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ بے شک خدا بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے) (سورۂ توبہ، آیت ۵)۔ پس یہ (مشرک) لوگ وہ ہیں کہ ان سے ان کے قتل یا ان کے اسلام میں داخل ہونے کے سوا اور کوئی چیز قبول نہیں کی جائے گی۔ ان کے مال اور آل اولاد کو قید کر لیا جائے گا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنت قائم کی ہے۔ کہ آپؐ نے ان کو قید کر کے اور فدیہ لے کر معاف کر دیا تھا۔ دوسری (ننگی) تلوار وہ ہے جو اہل ذمہ پر ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (لوگوں سے اچھی بات کرو)۔ یہ اہل ذمہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ بعد ازاں خداوند عالم کے اس ارشاد نے اسے منسوخ کر دیا۔ ﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ﴾ ((اے

مسلمانو!) اہل کتاب میں سے جو لوگ اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور خدا و رسول کی حرام کردہ چیزوں کو حرام نہیں جانتے اور دین حق (اسلام) کو اختیار نہیں کرتے ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ چھوٹے بن کر (ذلیل ہوکر) ہاتھ سے جزیہ دیں)۔ (سورۂ توبہ، آیت ۲۹) پس ان میں سے جو لوگ دار الاسلام میں ہوں گے تو ان سے جزیہ یا قتل کے سوا اور کچھ قبول نہیں کیا جائے گا۔ مگر ان کی اولاد کو قید نہیں کیا جائے گا۔ اور جب وہ جزیہ دینا قبول کرلیں گے تو ان کا قید کرنا اور ان کے مال پر قبضہ کرنا ہم پر حرام ہو جائے گا۔ اور ان سے نکاح[1] کرنا جائز ہو جائے گا۔ اور جو دار الحرب میں ہیں تو ان کا قید کرنا ہمارے لئے حلال ہے اور ان سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ اور ان سے سوائے دار الاسلام میں داخل ہونے یا جزیہ دینے کے یا قتل کرنے کے اور کچھ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور تیسری (ننگی) تلوار وہ ہے جو مشرکین عجم جیسے ترک و دیلم اور خزر (وغیرہ) پر لٹکی ہوئی ہے۔ چنانچہ خداوند عالم نے اس سورہ کے اول میں جس میں کافروں کا قصہ بیان کیا ہے، فرماتا ہے: ﴿فَضَرْبَ الرِّقَابِ. حَتّٰى إِذَآ أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ. فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا﴾ (پس جب کافروں سے تمہاری مڈبھیڑ ہو جائے تو ان کی گردنیں اڑاؤ۔ یہاں تک کہ جب خوب خون ریزی کر چکو (خوب قتل کرلو) تو پھر ان کو مضبوط باندھ لو اس کے بعد (تمہیں اختیار ہے) یا تو احسان کرو (رہا کردو) یا فدیہ لے لو یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے)۔ (سورۂ محمد، آیت: ۴) پس اس آیت مبارکہ میں جو یہ وارد ہے کہ ﴿فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ﴾ تو اس سے مراد قید کر کے احسان کرنا (اور پھر آزاد کرنا) ہے۔ ﴿وَإِمَّا فِدَآءً﴾ تو اس سے ان کے اور اہل اسلام کے درمیان باہمی فدیہ لینا دینا مراد ہے۔ پس ان سے قتل، یا دار الاسلام میں داخلہ کے سوا اور کچھ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور یہ جب تک دار الحرب میں مقیم ہیں ان سے جزیہ لینا جائز نہیں ہے۔ اور وہ (چوتھی) تلوار جو رکی ہوئی ہے یہ باغیوں اور تاویل کرنے والوں کے خلاف تلوار ہے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا . فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ﴾ (اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان کے درمیان صلح کراؤ پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر تعدی و زیادتی کرے تو تم سب ظلم و زیادتی کرنے والے سے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ حکم الٰہی کی طرف لوٹ آئے)۔ (سورۂ حجرات، آیت: ۹) فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے درمیان وہ شخص موجود ہے جو میرے بعد تاویل پر جنگ کرے گا۔ جس طرح میں نے تنزیل پر کی ہے۔ آنحضرتؐ سے پوچھا گیا کہ وہ کون ہے؟

[1] اس مسئلہ کی پوری تحقیق کتاب النکاح میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

فرمایا: خاصف النعل (جوتا گانٹھنے والا) یعنی حضرت امیر علیہ السلام۔ عمار بن یاسر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس علَم کے ساتھ تین بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ (کفار سے) جنگ لڑی ہے۔ اور اب چوتھی بار (حضرت امیر علیہ السلام کے ہمراہ باغیوں سے) لڑ رہا ہوں۔ (پھر فرمایا) خدا کی قسم! اگر یہ لوگ ہمیں مار مار کر مقام ہجر[1] کی کھجوروں تک بھی پہنچا دیں تب بھی ہمیں یقین ہوگا کہ ہم حق پر ہیں۔ اور وہ (اہل شام) باطل پر ہیں۔ اور ان (باغیوں) کے ساتھ حضرت امیر علیہ السلام کی روش وہی تھی جو فتح مکہ کے دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیرت کفارِ مکہ کے ساتھ تھی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کی اولاد کو قید نہیں کیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ جو شخص اپنا دروازہ بند کر کے (اپنے گھر میں) بیٹھا رہے گا وہ امن میں ہوگا۔ اور جو ہتھیار اتار دے گا یا ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ مامون ہوگا۔ بصرہ والے دن حضرت امیر علیہ السلام نے بھی ایسا ہی فرمایا تھا کہ ان کی اولاد کو قید نہ کرنا، اور زخمی کو قتل نہ کرنا، بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرنا، اور جو اپنے مکان کا دروازہ بند کر لے، یا ہتھیار اتار دے وہ امن میں ہوگا۔ اور وہ (پانچویں اور آخری) تلوار جو ہنوز میان میں ہے۔ تو اس سے مراد وہ (قائم آل محمد علیہ السلام کی تلوار) ہے جس سے قصاص لیا جائے گا۔ چنانچہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے: ﴿النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ﴾۔ (سورۂ مائدہ، آیت: ۴۵) پس اس تلوار کا کھینچنا تو مقتول کے وارثوں سے متعلق ہے۔ مگر اس کا حکم ہمارے متعلق ہے (کہ حکم امام کے بغیر قصاص لینا جائز نہیں ہے) تو یہ ہیں وہ پانچ تلواریں جن کے ساتھ خداوند عالم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا۔ پس جو ان سب کا یا ان میں سے کسی ایک کا۔ یا اس کے احکام کا انکار کرے وہ اس (اسلام و قرآن) کا منکر ہے جو خدا نے پیغمبر اسلام ﷺ پر نازل کیا ہے۔ (الفروع، الخصال، التہذیب، تفسیر عیاشی)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جہاد دو قسم کا ہے۔ ایک اہل شرک (و کفر) کے ساتھ۔ اس سے کوئی نہیں بچ سکے گا۔ سوائے اس کے جو اسلام لائے یا ذلیل ہو کر جزیہ ادا کرے۔ دوسرا اہل زیغ و ضلال (باغیوں) سے جہاد اس سے اس کے سوائے کوئی نہیں بچ سکے گا جو خدا کے امر (اطاعت امامؑ) کی طرف لوٹ آئے۔ ورنہ سب قتل کر دیے جائیں گے۔ (التہذیب)

۴۔ عمران بن عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ﴾ (ان کافروں سے جنگ کرو جو تم سے متصل ہیں) کی تفسیر میں فرمایا: ان سے

---

[1] ہجر یمن میں ایک دور دراز مقام ہے جہاں کھجوریں بہت ہوتی ہیں۔ (القاموس)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مراد دیلم والے ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود وھب بن وھیب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قتل کی دو قسمیں ہیں (۱) قتل کفار۔ (۲) اور قتل درجہ (جہاد میں مارا جانا)۔ اور قتال و جہاد کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) کافر گروہ سے قتال۔ یہ اس وقت تک جاری رہے گا کہ جب تک وہ اسلام نہ لائیں۔ (۲) باغی گروہ سے قتال یہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک وہ اپنی بغاوت و سرکشی سے لوٹ نہ آئیں۔ (الخصال)

باب ۶

راہِ خدا میں مرابطہ (دشمن کی سرحد کے پاس پڑاؤ رکھنا) اور اس شخص کا حکم جو مرابطہ کے لئے کسی سے کوئی چیز وصول کرے؟ اور حکام جور کے ہمراہ قتال و جہاد کرنا حرام ہے۔ مگر یہ کہ دشمن اس طرح آدھمکے کہ جس سے اسلام خطرہ میں پڑ جائے تب اپنی یا اسلام کی حفاظت کی خاطر لڑے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم اور زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رباط صرف تین دن تک ہوتا ہے یا زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک اور جب اس سے بڑھ جائے تو پھر یہ جہاد ہے۔ (التہذیب)

۲۔ یونس بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا۔ جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں! آپ کے موالیوں میں سے ایک شخص کو (ان ظالم حاکموں کے ہمراہ ہوکر) راہِ خدا میں جہاد کرنے کے لئے تلوار اور کمان (گھوڑوں) کی پیشکش کی گئی۔ اور اس نے جا کر وصول بھی کر لی۔ جبکہ وہ راہ خدا میں جہاد کرنے کی حقیقت سے نابلد تھا۔ پھر اس کے اصحاب اس سے ملے اور انہوں نے اسے بتایا کہ ان (حکام جور) کے ہمراہ جہاد فی سبیل اللہ جائز نہیں ہے۔ لہٰذا انہوں نے اسے حکم دیا کہ وہ یہ دونوں چیزیں واپس کر دے تو؟ .... فرمایا: ہاں ایسا ہی کرے! عرض کیا: اس شخص نے اس شخص کو (جس نے یہ چیزیں اسے دی تھیں) تلاش کیا۔ مگر وہ اسے نہ مل سکا۔ اور اسے بتایا گیا کہ وہ شخص وفات پا گیا (یا کہیں چلا گیا) ہے تو؟ فرمایا: اس صورت میں صرف دشمن کی سرحد پر مرابطہ (حفاظت کی خاطر پڑاؤ ڈالے) مگر قتال نہ کرے۔ عرض کیا: جیسے قرموین، عسقلان، اور دیلم وغیرہ کی سرحد؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: جہاں یہ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ اگر وہاں دشمن آدھمکے تو یہ کیا کرے؟ فرمایا: اسلام کی طرف سے قتال کرے! (دوسری روایت کے

مطابق فرمایا: وہ جہاد نہ کرے۔ مگر یہ کہ مسلمانوں کے گھروں کے انہدام یا ان کی اولاد کے بارے میں خطرہ ہو)۔ عرض کیا: اگر رومی مسلمانوں پر چڑھائی کریں تو آیا یہ انہیں نہ روکے؟ فرمایا: مرابطہ کرے۔ مگر قتال نہ کرے۔ مگر یہ کہ اسے اسلام اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا اندیشہ ہو تو پھر (قتال کرے مگر اس صورت میں اس کا یہ قتال) اپنی ذات کے لئے (اور اسلام) کے لئے ہوگا۔ حاکم جائر کے لئے نہیں ہوگا۔ کیونکہ اسلام کے مٹنے کی صورت میں (خدانخواستہ) خود دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مٹ جائے گا۔

(التہذیب، علل الشرائع، الفروع)

۳۔ طلحہ بن زید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص دار الحرب میں امان نامہ لے کر داخل ہوا۔ تو یہ جن لوگوں کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا ان سے ایک دوسری قوم (کفار) کی لڑائی ہوگئی تو؟ (یہ کیا کرے؟) فرمایا: مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی جان کی حفاظت کرے اور خدا و رسول کے حکم پر قتال کرے۔ مگر حکام جور کے ہمراہ کفار سے جہاد نہ کرے۔ (التہذیب)

۴۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں؟ آپ ان لوگوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ان سرحدوں پر قتل و قتال کرتے ہیں؟ فرمایا: افسوس ہے اُن پر جو یہاں بھی قتل ہوتے ہیں اور آخرت میں قتل ہوں گے۔ (پھر فرمایا) بخدا۔ شہید نہیں ہیں۔ مگر ہمارے شیعہ اگرچہ اپنے بستروں پر بھی وفات پائیں[1] (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد (باب ۷ و ۱۲ و ۱۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

اس شخص کا حکم جو اپنے کچھ مال کی مرابطہ (دشمن کی سرحد پر پڑاؤ ڈالنے) کے لئے منت مانے یا اس کی وصیت کر جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ بنی ہاشم میں سے

---

[1] جیسا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ﴿من مات علی حب آل محمد فقد مات شھیداً﴾ (جو شخص آل محمد علیہم السلام کی محبت پر مرے وہ شہید ہوتا ہے)۔ (تفسیر کشاف) ع

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

(احقر مترجم عفی عنہ)

ایک شخص نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ کئی سال ہوئے کہ میں نے منت مانی تھی کہ ہماری طرف (دشمن کی سرحد پر) جو ساحل سمندر ہیں وہاں جا کر مرابطہ کروں گا۔ جس طرح جدہ وغیرہ ساحل سمندر پر لوگ مرابطہ کرتے ہیں۔ تو میں آپ پر قربان ہو جاؤں! آپ فرمائیں کہ آیا مجھ پر اس منت کا پورا کرنا لازم ہے یا نہ؟...... یا اس کے عوض کچھ مال فدیہ دے کر اسے کسی کارِ خیر میں صرف کر دوں؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا جسے میں نے پڑھا کہ اگر تمہاری اس منت کی بعض مخالفین کو اطلاع مل گئی ہے اور اگر اسے پورا نہ کرو گے تو تمہیں ان کے طعن و تشنیع کرنے کا اندیشہ ہے تو پھر تو اسے پورا کرو۔ ورنہ وہ مال جس کے خرچ کرنے کا ارادہ تھا وہ نیکی کے کاموں میں صرف کر دو۔ وفقنا اللّٰہ و ایاک لما یحب و یرضی۔ (التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود محمد بن عیسٰی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ یونس نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا۔ کہ ان (مخالفین) میں سے ایک شخص نے مرتے وقت وصیت کی کہ اس کے مال میں سے ایک گھوڑا اور ایک ہزار درہم اور تلوار اس شخص کو دی جائے گی جو اس کی طرف سے بعض سرحدوں پر مرابطہ کرے اور جہاد کرے۔ چنانچہ اس مرنے والے کے وصی نے یہ سب کچھ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص کو دے دیا اور اس نے لاعلمی سے یہ سب کچھ لے لیا۔ اور بعد میں اسے پتہ چلا کہ اس (جہاد) کا تو ہنوز وقت نہیں آیا تو آپ فرمائیں کہ آیا وہ اس شخص کی جانب سے مرابطہ کرے یا نہ؟ فرمایا: اس نے جو کچھ لیا ہے وہ وصی کو واپس کر دے اور مرابطہ نہ کرے کیونکہ ہنوز اس کا وقت نہیں آیا۔ یونس نے عرض کیا کہ وہ اس وصی کو پہچانتا نہیں ہے تو؟ فرمایا: اس کے بارے میں پوچھ گچھ کرے؟ یونس نے عرض کیا کہ اس نے پوچھ گچھ کی ہے۔ مگر اس کا پتہ نہیں چلا تو اب وہ کیا کرے؟ فرمایا: اگر یہ صورتِ حال ہے تو پھر صرف مرابطہ کرے (سرحد پر پڑاؤ ڈالے) مگر قتال نہ کرے۔ عرض کیا کہ اگر اس نے صرف مرابطہ کیا ہوا تھا کہ دشمن آ دھمکا۔ حتیٰ کہ اسے اندیشہ ہوا کہ وہ اس کی قیام گاہ میں داخل ہو جائے گا تو اب وہ کیا کرے؟ قتال کرے یا نہ؟ فرمایا: ان (حکام جور) کی طرف سے قتال نہ کرے۔ بلکہ حفاظت اسلام کے لئے کرے۔ کیونکہ اگر اسلام مٹ گیا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر مٹ جائے گا۔ یونس نے عرض کیا: میرے آقا! آپ کے چچا زید نے بصرہ میں خروج کیا ہے اور وہ میری جستجو میں ہیں (کہ میں ان کے پاس جاؤں) مگر اپنی جان کا خطرہ ہے تو آیا میں بصرہ جاؤں یا کوفہ؟ فرمایا: کوفہ جاؤ۔ اور جب وہ وقت گزر جائے تو پھر بصرہ جانا۔ (قرب الاسناد)

باب ۸

جہاد میں کسی کو اپنا نائب بنانا اور اس پر مزدوری حاصل کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ غزوہ (جہاد) پر اجرت لینا کیسی ہے؟ فرمایا: اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے جہاد کرے تو اس سے اجرت اور مزدوری لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد، التہذیب)

باب ۹

وہ شخص کون ہے جس کے لئے لشکر اکٹھا کرنا اور ان کو جہاد کے لئے لے جانا جائز ہے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعمرو زہری (زبیدی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ خدا (پر ایمان لانے) کی طرف اور اس کی راہ میں جہاد کرنے کی طرف دعوت کسی خاص قوم وقبیلہ کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کے سوا اور کسی کے لئے جائز نہیں۔ یا ہر وہ شخص جو خدا و رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے وہ یہ کام کر سکتا ہے؟ فرمایا: یہ کام ایک خاص قوم کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کے سوا اور کوئی شخص یہ کام انجام نہیں دے سکتا! میں نے عرض کیا: وہ قوم کون ہے؟ فرمایا: جو راہِ خدا میں قتال و جہاد کرنے کے مقررہ خدائی شرائط پر پورا اترے۔ وہ خدا کی طرف دعوت دینے (اور انکار کی صورت میں منکرین سے جہاد کرنے) کے لئے ماذون ہے! اور جو اس معیار پر پورا نہیں اترتا وہ یہ کام کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یرحمک اللہ! آپ یہ بات ذرا وضاحت سے کریں؟ فرمایا: خداوند عالم نے قرآن مجید میں اپنی طرف بلانے کا تذکرہ بھی کیا اور بلانے والوں کے اوصاف بھی بیان کئے اور ان کے درجات و طبقات بھی بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنی طرف، اپنی اطاعت و اتباع امر کی طرف دعوت دینے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے سب سے پہلے تو اپنا نام لیا ہے کہ ﴿وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ. وَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (خدا سلامتی والے گھر (جنت) کی طرف بلاتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے)۔ پھر دوسرے نمبر پر اپنے رسولؐ کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ﴾ (کہ خدا کے

راستے کی طرف حکمت اور موعظۂ حسنہ کے ساتھ بلاؤ۔ احسن طریقہ سے ان سے بحث کرو) یعنی قرآن کے ساتھ۔ لہٰذا خدا کی طرف وہ نہیں بلا سکتا جو خود خدا کے امر کی مخالفت کرے اور جس طرح خدا نے بلانے کا حکم دیا ہے۔ (اس طرح نہ بلائے۔ خدا نے نبیؐ کے متعلق فرمایا ہے: ﴿وَ اِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾ (آپ سیدھے راستے کی طرف بلاتے ہیں)۔ پھر تیسرے نمبر پر ان بلانے والوں میں اپنی کتاب (قرآن) کا نام لیا۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (یہ قرآن بہت زیادہ سیدھے راستے کی طرف بلاتا ہے اور اہل ایمان کو خوشخبری سناتا ہے)۔ بعد ازاں (چوتھے نمبر پر) خدا نے ان لوگوں کا تذکرہ فرمایا جو خدا، رسولؐ (اور قرآن) کے بعد جن کو اس نے اس دعوت دینے کا اذن دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ. وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (تم میں ہمیشہ ایک ایسا گروہ موجود رہنا چاہیئے جو لوگوں کو خیر و خوبی کی طرف بلائے۔ اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ اور یہی گروہ کامیابی حاصل کرنے والا ہے) پھر خدا نے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ یہ ''گروہ'' کون ہے؟ یہ فرمایا کہ یہ ذریت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ میں سے ہے، حرم کے اندر رہنے والا ہے جس نے کبھی غیر اللہ کی پرستش نہیں کی ہے۔ یہ وہ اہل مسجد ہے کہ جس کے لئے ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی دعا واجب (قبول) ہوئی ہے۔ ﴿وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ﴾ جس کے بارے میں خدا نے خبر دی ہے کہ اس نے اس سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھا ہے۔ اور اسے پاک و پاکیزہ بنایا ہے۔ اور اس سے امت محمدیہؐ کے وہ لوگ مراد ہیں جن کو خدا نے اس آیت میں مراد لیا ہے ﴿اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ﴾ (میں علی وجہ البصیرۃ خدا کی طرف بلاتا ہوں اور وہ بھی بلاتا ہے جو میرا حقیقی متبع ہے) یعنی وہ شخص جس نے سب سے پہلے آنحضرتؐ پر ایمان کا اظہار کیا سب سے پہلے آپ کی تصدیق کی۔ اور جس نے کبھی شرک باللہ کا ارتکاب نہیں کیا۔ اور اپنے ایمان کو کبھی ظلم یعنی شرک سے آلودہ نہیں کیا اور جس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے میں بھی آنحضرتؐ کی اتباع کی۔ اور جسے خدا نے اپنی طرف بلانے کی اجازت دی اور اس کا تذکرہ یوں فرمایا: ﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (اے نبی! تیرے لئے خدا کافی ہے اور اہل ایمان میں سے وہ شخص جو تیرا حقیقی متبع ہے)۔ پھر ان اتباع کرنے والوں کی مزید وضاحت یوں فرمائی: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ . وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا...... الآیۃ﴾ (محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں تم انہیں دیکھو گے کہ وہ (کبھی) رکوع (اور کبھی) سجود کر رہے ہیں......) مزید فرمایا:

﴿یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ. نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ﴾ (اس دن خدا اپنے نبی اور جو ان پر ایمان لائے ان کو رسوا نہیں کرے گا۔ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑتا ہوگا)...... نیز فرمایا: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ...... الآیۃ﴾ پھر خدا نے اس فوز و فلاح پانے والے مخصوص اہل ایمان کے اوصاف جلیلہ بیان کیے۔ تاکہ جو شخص ان میں سے نہیں ہے وہ ان میں داخل ہونے کا لالچ نہ کرے۔ چنانچہ ان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ o وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ تا قولہ تعالیٰ ﴿اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ o الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ﴾ (یہ وہ ہیں جو خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، جو لغو اور بے ہودہ باتوں سے منہ موڑتے ہیں...... یہی لوگ جنت الفردوس کے وارث ہیں)۔ نیز ان کی توصیف و تعریف میں فرمایا: ﴿وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ﴾ تا آخر دو آیات۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے ساتھ کسی اور کو خدا سمجھ کر نہیں پکارتے تا آخر...............) پھر خداوند عالم نے خبر دی کہ اس نے اس قسم کے (مخلص) اہل ایمان سے اور جو ان جیسے ہیں ان سے ان کا مال اور ان کی جانیں جنت کے عوض خریدی ہیں ﴿اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ. یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ﴾ (بے شک اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے ان کی جانیں خرید لی ہیں اور ان کے مال بھی اس قیمت پر کہ ان کے لیے بہشت ہے وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں پس وہ مارتے بھی ہیں اور خود بھی مارے جاتے ہیں (ان سے) یہ وعدہ اس (اللہ تعالیٰ) کے ذمہ ہے تورات، انجیل اور قرآن (سب) میں)۔ (سورۂ توبہ، آیت: ۱۱۱)۔ پھر ان کے عہد و پیمان اور بیع و شرا کی ایفاء کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ. وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ﴾ (اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنے وعدہ کا پورا کرنے والا ہے؟ پس اے مسلمانو! تم اس سودے پر جو تم نے خدا سے کیا ہے خوشیاں مناؤ۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے)۔ (سورۂ توبہ، آیت: ۱۱۱)۔ فرمایا: جب یہ آیت مبارکہ ﴿اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ﴾ نازل ہوئی تو ایک شخص نے اٹھ کر عرض کیا: یا نبی اللہ! ایک شخص شمشیر بکف ہو کر راہِ خدا میں رات تک برابر جہاد کرتا ہے یہاں تک کہ شہید ہو جاتا ہے۔ مگر اس نے دن میں محرماتِ الٰہیہ میں سے بعض حرام کاموں کا ارتکاب کیا تھا۔ تو آیا وہ شہید ہے؟ تب خداوند عالم نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ﴿اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ تو خداوند عالم نے

بتایا کہ جو اس قسم کے (گنہگار) مومن ہوں اور مجاہد وہ شہید بھی ہیں اور جنتی بھی (پھر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا) وہ تائب ہیں گناہوں سے، وہ صرف خدا کی عبادت کرتے تھے اور کسی چیز کو اس کا شریک نہیں بناتے، وہ سختی اور نرمی ہر حالت میں خدا کی حمد وثنا کرتے ہیں۔ وہ روزہ دار ہیں، رکوع وسجود کرنے والے ہیں یعنی نماز پنجگانہ پر مداومت کرنے والے ہیں۔ اور خشوع وخضوع کے ساتھ۔ اوقاتِ فضیلت میں اور مکمل رکوع وسجود کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ وہ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی ان پر عمل کرتے ہیں اور وہ برائی سے روکتے ہیں اور خود بھی رکتے ہیں۔ ارشاد قدرت ہوا جس کی یہ صفات ہوں ان کو شہادت اور جنت کی خوشخبری سنا دو۔ پھر خدا نے خبر دی کہ اس نے قتال وجہاد کا حکم نہیں دیا۔ مگر انہی لوگوں کو جن کے یہ صفات ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ o نِ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ﴾۔ (سورۃ الحج، آیت: ۳۹ و ۴۰)۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے وہ خدا اور رسول اور ان کے پیروکار اہل ایمان کا ہے جن کے یہ مذکورہ بالا صفات ہیں۔ پس دنیا کا جو کچھ مال ومنال مشرکوں، کافروں، ظالموں اور فاسقوں، فاجروں اور خدا اور رسولؐ کی مخالفت کرنے اور ان کی اطاعت سے منہ موڑنے والوں کے قبضہ میں ہے وہ انہوں نے ان صفات کے مالک، اہل ایمان پر ظلم کرکے اور ان سے غصب کرکے حاصل کیا ہے۔ کیونکہ یہ سب مالِ فئی ہے۔ جو خدا نے اپنے رسول کو عطا کیا تھا۔ اور (ان کے بعد) ان اہل ایمان کا حق ہے جو خدا نے بطورِ مالِ فئے ان کو عطا کیا تھا۔ پھر کفار ومشرکین نے اس پر غلبہ پالیا۔ پس فئے کے معنی یہی ہیں کہ جن (جو اہل ایمان کا مال تھا) اور ظالموں نے اس پر قبضہ کرلیا تھا اور وہ پھر ان حقداروں کی طرف لوٹ آیا۔ (اور حق بحقدار رسید)........... کیونکہ ''فئے'' کے معنی رجوع کرنے کے ہیں۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ یعنی فاؤا کے معنی رجعوا کے ہیں۔ پھر فرمایا: ﴿وَ اِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ فرمایا: ﴿وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ م بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ﴾ یہاں بھی ''تفئی'' کے معنی رجوع کرنے کے ہیں۔ ایک اور جگہ فرماتا ہے: ﴿فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ یہاں بھی فائت بمعنی رجعت ہے۔ الغرض ''فئی'' اس مال کو کہا جاتا ہے جو اپنے اصلی مقام پر آ جائے۔ (جہاں سے اسے چھینا گیا تھا)۔ چنانچہ جب سورج ڈھل جائے تو کہا جاتا ﴿قد فاءت الشمس﴾ جب سایہ وہاں پہنچ جائے جہاں پہلے تھا۔ اسی طرح خداوند عالم نے اہل ایمان کو جو مال فئے دیا ہے یہ وہی مال

ہے جو اہل ایمان کا تھا اور کفار و مشرکین نے اس پر ناجائز قبضہ کر لیا تھا۔ خدا نے (اپنی قدرتِ کاملہ سے) اسے اس کے حقیقی مالکوں کی طرف لوٹا دیا۔ الغرض خدا نے (جہاد کے سلسلہ میں) فرمایا: ﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا﴾ یہ جہاد کا اذن صرف ان اہل ایمان کو دیا گیا جن میں مذکورہ بالا صفاتِ ایمانی پائے جائیں جن کا ہم پہلے تذکرہ کر چکے ہیں۔ اور یہ اس لئے ہے کہ جہاد کے اذن کے لئے مظلوم ہونا ضروری ہے اور مظلوم ہونے کے لئے مؤمن ہونا لازم ہے۔ اور کوئی شخص اس وقت مومن بن نہیں سکتا جب تک اس میں ایمانی صفات نہ پائی جائیں۔ پس جب اس میں خدا کے بیان کردہ شرائط ایمان پائے جائیں گے تو وہ مومن بنے گا اور جب مومن بنے گا تو پھر مظلوم بنے گا اور جب مظلوم بنے گا تو پھر جہاد کا ماذون و مجاز ہوگا۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا: ﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ﴾ اور اگر کوئی شخص شرائط ایمان کا واجد و جامع نہیں ہے تو وہ مظلوم نہیں ہے۔ بلکہ وہ ظالم ہے اور باغی ہے۔ لہٰذا خود اس سے قتال واجب ہے۔ جب تک اس ظلم و عدوان سے باز نہ آجائے۔ تو اس قسم کا آدمی جہاد کرنے اور خدا کی طرف بلانے کا کس طرح مجاز ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ شخص ان مظلوم اہل ایمان میں سے نہیں ہے۔ جن کو جہاد کرنے کی قرآن میں اجازت دی گئی ہے۔ پس یہ آیت مبارکہ ﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا﴾ ان مہاجرین کے بارے میں نازل ہوئی جن کو مکہ والوں نے ان کے گھروں اور مالوں سے نکال دیا تھا۔ تو ان کو ان (مکہ کے کفار و مشرکین) سے جہاد کرنے کی اجازت دی گئی کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا تھا۔ راوی نے عرض کیا کہ جب یہ آیت ان مہاجروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جن پر اہل مکہ نے ظلم کیا تھا۔ تو (ان کے لئے اہل مکہ سے جہاد کرنا تو درست) مگر انہوں نے جو کسریٰ و قیصر اور عرب کے دوسرے قبائل سے جہاد کیا۔ اس کا جواز کیا ہے؟ فرمایا: اگر یہ اذن و اجازت ان مظلوم مہاجروں تک محدود ہوتی۔ جن پر اہل مکہ نے ظلم کیا تھا تو پھر اس کے نتیجہ میں جہاں کسریٰ و قیصر اور دوسرے قبائل عرب سے جہاد جائز نہ ہوگا۔ وہاں ایک اور خرابی بھی لازم آئے گی کہ جب دنیا میں نہ مکہ ہے اور نہ کوئی ظالم ہوگا اور نہ کوئی مظلوم جن کو ظالموں کے خلاف جہاد کی اجازت تھی تو پھر خود بخود حکم جہاد ختم ہو جائے گا۔ (حالانکہ بالاتفاق ایسا نہیں ہے)...... لیکن حقیقت حال اس طرح نہیں ہے جس طرح تو نے گمان کیا ہے۔ کیونکہ ان مہاجروں پر دو قسم کا ظلم کیا گیا تھا۔ (۱) اہل مکہ نے ان پر (براہ راست) ظلم کیا۔ کہ ان کو اپنے گھر بار اور مال و متاع سے بے دخل کر کے نکال دیا۔ اس لئے ان کے لئے ان کے خلاف قتال و جہاد کرنا جائز ہے۔ (۲) اور کسریٰ و قیصر اور دوسرے قبائل و عجم نے ان پر ظلم کیا۔ کہ ان کے قبضہ میں جو کچھ مال و متاع ہے وہ سب ان اہل ایمان کا ہے۔ یہ اس کے زیادہ مستحق ہیں (جو ان لوگوں نے اپنے قبضہ میں لے رکھا ہے) لہٰذا اس وجہ

سے ان سے قتال و جہاد جائز ہے۔ اور اسی حجت و دلیل کی بنا پر زمان (و مکان) کے اہل ایمان و ایقان اس زمانہ کے کفار و مشرکین سے جہاد کرنے کے لئے ماذون و مجاز ہیں۔ مگر یہ مدنظر رہے کہ خداوند عالم نے ان اہل ایمان کو جہاد کرنے کا اذن دیا ہے جو ان شرائط ایمان پر پورے اترتے ہیں جن کو خدا نے مقرر کیا ہے (جن کا اوپر تذکرہ کیا جا چکا ہے)۔

پس جس شخص میں یہ شرائط پائے جائیں گے وہ مومن بھی ہے اور مظلوم بھی اور جہاد کے لئے ماذون بھی اور جو اس کے برخلاف ہے وہ نہ مظلوم ہے اور نہ ماذون بلکہ وہ ظالم ہے۔ اس لئے وہ نہ خدا کی طرف دعوت دینے کا روادار، نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا حقدار اور نہ ہی راہ خدا میں جہاد کرنے کا سزاوار کیونکہ وہ کس طرح خدا کی طرف دعوت دے سکتا ہے۔ جسے خود توبہ کرنے اور حق اختیار کرنے کی دعوت دی جائے، وہ کس طرح دوسروں سے جہاد کر سکتا ہے جس سے خود جہاد کیا جائے اور وہ دوسروں کو کس طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر سکتا ہے۔ جس کو خود معروف کا حکم دینا اور برائی سے روکنا لازم ہو؟ ہاں جو ان شرائط کے معیار پر پورا اترے خواہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو (یا کسی اور گروہ سے) اس کے لئے جہاد کرنے کی اجازت ہے۔ کیونکہ خداوند عالم کے احکام اولین و آخرین سب کے لئے یکساں ہیں مگر یہ کہ کوئی علت اور مانع حائل ہو۔ اور یہ علت و مانع بھی سب میں مشترک ہے۔ سب کے فرائض ایک جیسے ہیں اور سب اولین و آخرین سے ایک جیسی باز پرس ہوگی۔ اور سب سے ایک جیسا حساب و کتاب ہوگا یعنی جن امور کے بارے میں اولین سے باز پرس کی جائے گی انہی کے متعلق آخرین سے بھی سوال جواب کیا جائے۔ اور جو لوگ ان مذکورہ بالا شرائط کے معیار پر پورے نہیں اترتے تو وہ جہاد کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ مگر یہ کہ وہ ان شرائط کی طرف لوٹ آئیں اور انہیں اپنے اندر پیدا کریں۔ پس جب یہ اہل ایمان و اہل جہاد والی شرائط ان کے اندر مکمل ہو جائینگی تو وہ جہاد کے لئے ماذون و مجاز بھی ہو جائیں گے۔ پس بندہ کو چاہیئے کہ خدا سے ڈرے۔ اور غلط امیدوں کا سہارا نہ لے جن سے خدا نے منع کیا ہے۔ اور ان جھوٹی حدیثوں پر اعتماد نہ کرے جن کو قرآن جھٹلاتا ہے اور ان کے راویوں سے برأت ظاہر کرتا ہے۔[1] اور صرف شبہات کی بنا پر خدا پر جرأت نہ کرے ورنہ اسے معذور نہیں سمجھا جائے گا۔ کیونکہ اپنے آپ کو راہِ خدا میں قتل ہونے کے لئے پیش کرنے سے بڑھ کر کوئی منزلت و مقام نہیں ہے جس کے ذریعہ سے خدا تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہو وہ اپنی جلالت قدر میں تمام اعمال کی انتہا ہے۔ پس آدمی کو چاہیئے کہ اپنے بارے

---

[1] جیسے ﴿لا تجتمع امتی علی ضلالة﴾ اور ﴿یا صلوا خلف کل بر و فاجر﴾ یا ﴿اطیعوا کل امام مبرًا کان او فاجرًا وغیرہ﴾۔ (مرآۃ العقول) (احقر مترجم عفی عنہ)

میں صحیح فیصلہ کرے۔ اور اپنے نفس (اور اس کے افعال و اعمال) کو قرآن پر پیش کرے کیونکہ ہر انسان جس قدر اپنے آپ کو جانتا ہے اتنا کوئی اور اسے نہیں جانتا۔ لہٰذا اگر دیکھے کہ اس میں وہ شرائط پائے جاتے ہیں جو جہاد کرنے کے لئے ضروری ہیں تو عملی اقدام کرے۔ اور اگر کچھ کمی و کوتاہی نظر آئے تو پھر اسکی اصلاح کرے۔ اور جہاد کے لئے جن شرائط کی ضرورت ہے۔ تو اسے اپنے اندر پیدا کرنے پر آمادہ کرے۔ تا کہ (گناہوں کی) ہر قسم کی میل کچیل سے طاہر و مطہر ہو جائے۔ اور جس شخص میں یہ شرائط جہاد نہ پائے جائیں اور پھر بھی وہ جہاد کرنے کا ارادہ کرے ہم اس سے یہ نہیں کہتے کہ تو جہاد نہ کر۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ پہلے اپنے اندر مجاہدین و مومنین والے صفاتِ جلیلہ و جمیلہ پیدا کر (تاکہ تمہارا جہاد تمہارے لئے اور اسلام و مسلمین کے لئے مفید اور نتیجہ خیز ہو) ورنہ اگر ان شرائط کی عدم موجودگی میں اور گناہوں پر اصرار اور محرمات الٰہیہ کے ارتکاب کے باوجود تم جہاد کرو گے تو پھر سن لو مجھے اپنی زندگی کی قسم! حدیث (نبویؐ میں) وارد ہے کہ بعض اوقات خدا اس دین کی ان لوگوں سے بھی تائید و نصرت کر دیتا ہے جن کا اس دین میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا آدمی کو ڈرنا چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ وہ کہیں ان لوگوں میں سے قرار نہ پائے۔ اس (تفصیلی بیان میں) تمہارے لئے وہ کچھ بیان کر دیا گیا ہے جس کے بعد جہالت کے لئے کسی عذر کی گنجائش باقی نہیں رہتی ﴿ولا حول ولا قوة الا باللّٰه و حسبنا اللّٰه علیه توکلنا و الیه المصیر﴾۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبدالکریم بن عتبہ ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ فرقۂ معتزلہ کے چند آدمی خدمت امامؑ میں حاضر ہوئے۔ جن میں عمرو بن عبید، واصل بن عطا اور حفص بن سالم مولیٰ ابن ھبیرہ اور دیگر چند بڑے آدمی شامل تھے۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب خلیفہ ولید کے قتل کا حادثہ رونما ہوا.........سب نے گفتگو کرنے کا حق عمرو بن عبید کو دیا۔ چنانچہ اس نے ایک لمبی چوڑی تقریر کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اہل شام نے اپنے خلیفہ کو قتل کر دیا ہے۔ اور وہ لوگ آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں۔ اور ان کے حالات دگرگون ہیں۔ لہٰذا ہم لوگوں نے بڑے غور و فکر کے بعد ایک ایسے آدمی کو تلاش کر لیا ہے جس میں عقل بھی ہے، دین بھی ہے اور مروت بھی ہے اور خلافت کی اہلیت بھی۔ اور وہ محمد[1] بن عبداللہ بن الحسن (بن الحسن بن علی بن ابیطالبؑ) ہے اور ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کی بیعت کریں۔ اور ان کا مکمل ساتھ دیں اور جو ان کا ساتھ دے ہم اس کا ساتھ دیں اور جو ان سے الگ ہو ہم اس سے الگ ہوں اور جو مخالفت کرے اس سے جہاد کریں۔ اور ہم نے چاہا کہ یہ پروگرام آپ کے سامنے پیش کریں۔ تا کہ آپ بھی ہمارا ساتھ دیں۔ کیونکہ آپ کے مقام و

---

[1] ملقب بہ نفس ذکیہ جو ۱۴۵ھ میں بمقام مدینہ شہید کئے گئے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

شان کی بنا پر آپ کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں ہے۔ نیز آپ کے بہت سے شیعہ و پیرو بھی ہیں۔ جب اس کی گفتگو ختم ہوئی تو امام علیہ السلام نے حاضرین سے پوچھا آیا تم سب کی یہی رائے ہے جو عمرو نے ظاہر کی ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ تب امام علیہ السلام نے خدا کی حمد و ثنا اور درود بر مصطفیٰؐ کے بعد فرمایا کہ ہم (اہل بیتؑ) صرف اس وقت ناراض ہوتے ہیں جب خدا کی نافرمانی کی جائے۔ لیکن جب اس کی اطاعت کی جائے تو پھر ہم خوش ہوتے ہیں.......... فرمایا: اے عمرو! اگر تم اس شخص کی بیعت کرو جس کی کرنا چاہتے ہو۔ اور پھر تمام امت بھی اس طرح اس کی بیعت کرے کہ کوئی آدمی بھی اختلاف نہ کرے۔ تو تم ان مشرکوں کے ساتھ کیا سلوک کرو گے جو نہ اسلام لاتے ہیں اور نہ ہی جزیہ ادا کرتے ہیں۔ آیا تمہارے صاحب (محمد بن عبداللہ) کے پاس اس قدر علم ہے کہ ان کے بارے میں سیرت نبیؐ کے مطابق عمل کر سکو جو کہ انہوں نے مشرکوں کے خلاف جنگوں میں کیا سلوک کیا تھا۔ عمرو نے کہا: ہاں! فرمایا: بتاؤ۔ کیا کرو گے؟ کہا: پہلے ان کو اسلام لانے کی دعوت دیں گے اور اگر انہوں نے اس کا انکار کیا تو پھر جزیہ کا مطالبہ کریں گے! امام علیہ السلام نے فرمایا: اور اگر وہ مجوسی ہوں۔ اہل کتاب نہ ہوں تو؟ عمرو نے کہا: (اہل کتاب اور دوسرے) سب برابر ہیں۔ فرمایا: اگر وہ عرب کے مشرک ہوں اور بت پرست تو؟ کہا: سب برابر ہیں! امام علیہ السلام نے فرمایا: آیا تو نے قرآن پڑھا ہوا ہے؟ کہا: ہاں! فرمایا: پھر پڑھ ﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ﴾ اس آیت مبارکہ میں تو خدا نے جزیہ میں اہل کتاب ہونے کی شرط عائد کی ہے! تو کیا اس سلسلہ میں اہل کتاب اور دوسرے لوگ برابر ہیں؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: تم نے یہ بات کہاں سے لی ہے؟ کہا: لوگوں سے سنا کہ وہ اسی طرح کہتے ہیں۔ فرمایا: اس کو چھوڑو (کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ یہ بتاؤ کہ خدا و مصطفیٰؐ کیا کہتے ہیں).......... آپ نے اپنا احتجاج جاری رکھتے ہوئے جو کہ خاصا طویل ہے۔ فرمایا: اے عمرو بن عبید! خدا سے ڈر۔ اور اے جماعت! تم بھی خدا سے ڈرو۔ کیونکہ میرے والد ماجد نے جو تمام روئے زمین کے لوگوں سے بہتر تھے اور سب سے زیادہ قرآن و سنت کے عالم تھے۔ مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی تلوار سے لوگوں کو مارے اور ان کو اپنی ذات کی طرف بلائے۔ جبکہ مسلمانوں میں اس سے بڑا عالم موجود ہو تو وہ گمراہ ہے اور تکلف کرنے والا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

قتال اور جہاد سے پہلے (منکرین کو) اسلام کی طرف دعوت دینا واجب ہے۔ مگر یہ کہ پہلے ان کو دعوت دی جا چکی ہو اور ان سے قتال ہو چکا ہو۔ اور ظالم کے ہمراہ ہو کر قتال کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے یمن بھیجتے ہوئے فرمایا: یا علی! اس وقت تک کسی سے جہاد نہ کرنا جب تک پہلے اسے اسلام لانے کی دعوت نہ دینا۔ اور خدا کی قسم! اگر خداوند عالم تمہارے ذریعہ سے ایک شخص کو ہدایت کر دے تو وہ تمہارے لئے ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے (یعنی ہماری دنیا سے بہتر ہے)۔ اور یا علی! اس کی وِلا (میراث) بھی تمہارے لئے ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابوعمرہ سلمی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں پہلے دشمن سے بہت جہاد کرتا تھا۔ اور اجر و ثواب کی جستجو میں بہت عرصہ تک باہر رہتا تھا۔ مگر اسے میرے لئے ممنوع قرار دے دیا گیا۔ اور کہا گیا کہ امام عادل کے بغیر جہاد جائز نہیں ہے۔ تو آپ کیا فرماتے ہیں؟ اصلحک اللہ! فرمایا: اگر تم چاہو تو اجمالی جواب دوں اور اگر چاہو تو خلاصہ بیان کروں؟ عرض کیا: بس اجمالی جواب دیں۔ فرمایا: خداوند عالم قیامت کے دن لوگوں کو ان کی نیتوں کے مطابق محشور کرے گا! (سائل نے اس پر اکتفا نہ کرتے ہوئے گویا چاہا کہ خلاصہ بیان کیا جائے! چنانچہ) اس نے عرض کیا: خلاصہ بیان کریں! فرمایا: تم اپنا مسئلہ پیش کرو۔ اس نے عرض کیا: میں نے جہاد کیا اور مشرکوں سے قتال کیا، آیا ان کو (اسلام کی) دعوت دینے سے پہلے ان سے جہاد کروں؟ فرمایا: اگر پہلے (دعوت کے بعد) ان سے قتال و جہاد کیا گیا ہے تو اسی پر اکتفا کر کے ان سے جہاد کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر پہلے ان سے قتال و جہاد نہیں کیا گیا۔ تو پھر دعوتِ اسلامی دینے سے پہلے جہاد نہیں کر سکتے! اس شخص نے عرض کیا کہ میں نے ان کو دعوت دی۔ اور ان میں سے ایک نے لبیک کہتے ہوئے دل و جان سے اسلام کا اقرار کر لیا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ مگر اس پر ظلم و جور کیا گیا، اس کی ہتک حرمت کی گئی، اس کا مال دبایا گیا، اور اس پر زیادتی کی گئی۔ تو اس سے گلوخلاصی کرانے کا طریقہ کیا ہے؟ جبکہ میں نے اسے دعوت دی تھی؟ فرمایا: تم دونوں کو اجر و ثواب عطا کیا جائے گا، اگر وہ تمہارے ہمراہ رہ کے تمہاری اور تمہاری حرمت کی حفاظت کرے، تمہارے قبلہ و کتاب سے دفاع اور تمہارے خون کی حفاظت کرے تو یہ اس سے بہت بہتر ہے کہ وہ تمہارے قبلہ کو

گرائے، تمہاری ہتک حرمت کرے اور تمہاری کتاب کو جلائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں اور عنوان میں بیان کردہ حکم پر باب ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۵ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

اسلام کی طرف دعوت دینے کی کیفیت کا بیان؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زہری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ قریش کے کچھ آدمی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؑ سے پوچھا کہ (جہاد سے پہلے) دین اسلام کی طرف دعوت دینے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: یوں کہو: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ میں تمہیں خدا تعالیٰ اور اس کے دین (اسلام) کے قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اور ان تمام باتوں کا مجموعہ دو چیزیں ہیں: (۱) ایک عقیدہ رکھنا۔ (۲) دوسرا خدا کی خوشنودی کے لئے عمل کرنا۔ پس عقیدہ یہ ہے خدا کو وحدہٗ لاشریک مانا جائے اور یہ کہ وہ رحیم ہے، عزیز ہے، علیم ہے، قدیر ہے، ہر شئی پر غالب ہے، نفع وضرر اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے جس کا آنکھیں ادراک نہیں کرسکتیں۔ مگر وہ آنکھوں کا ادراک کرتا ہے اور وہ لطیف وخبیر ہے۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے عبد خاص اور اس کے رسول ہیں اور وہ جو کچھ خدا کی طرف سے لائے ہیں وہ برحق ہے۔ اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ باطل ہے۔ پس اگر وہ اسے تسلیم کرلیں (تو وہ مسلمان ہیں) پس ان کے لئے وہ سب کچھ (فوائد) ہیں۔ جو مسلمانوں کے لئے ہیں اور ان پر وہ کچھ (فرائض) لازم ہیں جو دوسرے مسلمانوں پر لازم ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دعوت کی یہ کیفیت (جو اس حدیث میں مذکور ہے یہ بظاہر اس کی افضل ترین کیفیت ہے۔ (ورنہ اس سے کمتر پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے)۔

باب ۱۲

جہاد کا وجوب امام (برحق) کے امر و اذن سے مشروط ہے۔

اور جو امام عادل نہ ہو اس کے ہمراہ ہو کر جہاد کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بشیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ امام مفترض الطاعہ کے علاوہ کسی کے ہمراہ ہو کر قتال کرنا مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کی مانند حرام ہے۔ اور آپ نے میرے جواب میں فرمایا ہے کہ ہاں ایسا ہی ہے؟ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے (یہ جواب سن کر) فرمایا: وہ ایسا ہی ہے وہ ایسا ہی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبدالملک بن عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے عبدالملک! کیا وجہ ہے کہ تم انعامات کی طرف نہیں جاتے جدھر تمہارے اہل دیہہ جاتے ہیں؟ راوی نے عرض کیا: کدھر؟ فرمایا: جدہ، عبادان، مصیصہ اور قزوین (سرحدات) کی حفاظت کے لئے۔ عرض کیا: آپ کے حکم کی انتظار رہتی ہے۔ فرمایا: ہاں بخدا۔ اگر یہ نیکی ہوتی تو وہ اس کی طرف ہم سے سبقت نہ لے جاتے! راوی نے عرض کیا: زیدیہ (فرقہ والے) کہتے ہیں کہ ہمارے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میں اور کوئی اختلاف نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ جہاد کے قائل نہیں ہیں (جبکہ ہم اس کے قائل ہیں)۔ امام علیہ السلام نے (از راہِ تعجب) فرمایا: کیا میں اس کا قائل نہیں ہوں؟ ہاں بخدا میں اس کا قائل ہوں۔ مگر میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ میں اپنا علم چھوڑ کر ان کی جہالت کی طرف جاؤں (اور موقع و محل دیکھے بغیر جہاد کرتا پھروں) (ایضاً)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ (سفر حج میں) مکہ کے راستہ میں عباد بصری (مشہور صوفی) کی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اس نے چھوٹتے ہی امام علیہ السلام سے کہا: آپؑ جہاد اور اس کی سختی کو ترک کر کے حج اور اس کی نرمی کی طرف متوجہ ہو گئے جبکہ خدا فرماتا ہے ﴿اِنَّ اللّٰـهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ. يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ...... الآية﴾ امام علیہ السلام نے فرمایا: ذرا اس آیت کو مکمل کرو کہ خدا فرماتا ہے: ﴿اَلتَّـآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ...... الخ﴾ فرمایا: جن مجاہدوں کی خدا نے یہ صفتیں بیان کی ہیں جب ایسے مجاہد مل گئے تو پھر ان کے ہمراہ ہو کر جہاد کرنا حج سے افضل ہوگا۔ (ورنہ بصورت دیگر حج افضل ہے)۔
(الفروع، الاحتجاج، تفسیر قمی، کذا فی التہذیب)

۴۔ حسن بن عباس بن جریش حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے سورۃ انا انزلناہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: میں اس زمانہ میں (جبکہ امام برحق خانہ نشین ہے اور حکام جور کا دور دورہ ہے) حج و عمرہ اور (بیت اللہ کے) جوار کے سوا اور کسی جہاد کو نہیں جانتا۔ (الاصول)

۵۔ عبداللہ بن مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ (سید زادہ) نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ جبکہ میں بھی سن رہا تھا۔ مجھ سے میرے والد نے اپنے خانوادہ سے اور انہوں نے اپنے آباء سے یہ

حدیث بیان کی ہے کہ ان کی خدمت میں بعض لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے شہروں میں سے ایک شہر ہے جسے ''قزوین'' کہا جاتا ہے اور وہاں ایک دشمن ہے جسے دیلم کہا جاتا ہے۔ تو آیا وہاں اس سرحد (کی حفاظت کے لئے) مرابطہ کرنے (اسلحۂ جنگ کے ساتھ پڑاؤ ڈالنے) اور دشمن سے جہاد کرنے کی گنجائش ہے! فرمایا: تم پر خدا کے اس گھر کا حج لازم ہے۔ بس تم اس کا حج کرو۔ سائل نے دوبارہ اپنا سوال دھرایا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ تم پر خدا کے اس گھر کا حج لازم ہے۔ بس تم اس کا حج کرو۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنی کمائی سے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو۔ اور ہمارے امر (ظہور و قیام) کا انتظار کرو پس اگر اس دور کو درک کر لیا تو پھر تم اس شخص کی مانند ہو گے جو جنگ بدر میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوا ہو۔ اور اگر اس سے پہلے مر گئے تو پھر اس طرح ہمارے قائم آل محمد علیہ السلام کے خیمہ میں ہو گے۔ اور اس موقع پر امام علیہ السلام نے دونوں ہاتھوں کی انگشت ہائے شہادت باہم ملا کر فرمایا: میں اس طرح نہیں کہتا۔ یہاں انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو اکٹھا کیا۔ کیونکہ یہاں ایک سے دوسری بڑی ہے.......... (محمد بن عبداللہ) کا یہ تمام قصہ سن کر حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا (تمہارے بزرگ نے) سچ کہا ہے (حقیقت حال اسی طرح ہے)۔ (الفروع)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبداللہ بغدادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں (رباب[1] اور وابیب پر موجود ہوتا ہوں اور وہ لوگ (قتال کے لئے) اسلحہ کی منادی کرتے ہیں (کہ مسلح ہو کر نکلو) تو کیا میں بھی ان کے ہمراہ چلا جاؤں؟ فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر تم ان کے ہمراہ جاؤ۔ اور پھر کسی (کافر) کو قید کر لو۔ اور اسے امان دینے کا عہد و پیمان کرو جس طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مشرکوں کے ساتھ کیا تھا تو کیا یہ لوگ تمہارے عہد کی ایفاء کریں گے؟ عرض کیا: نہیں۔ بخدا! وہ ایفا نہیں کریں گے۔ فرمایا: پھر ان کے ہمراہ نہ جاؤ پھر مجھ سے فرمایا: خبردار! وہاں تلوار[2] ہے۔ (التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک مسلمان آدمی کو جہاد کے لئے اس (حاکم) کے ہمراہ نہیں نکلنا چاہیئے جس کے حکم پر (شرعی حکم ہونے) کا اطمینان نہ ہو۔ اور جو مال فئی

---

[1] کہا گیا ہے کہ نجد کے بعض علاقوں میں ایک سرحد کا نام ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس سے خلیفہ کا دروازہ مراد ہو کہ وہاں موجود ہوتا ہوں۔ (الوافی)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: (۱) اگر نکلو گے تو قتل ہو جائیں گے۔ (۲) ان کے ہمراہ نہیں جاؤ گے تو قتل کر دیئے جاؤ گے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

میں خدا کے حکم کا نفاذ نہ کرے۔ کیونکہ اگر وہ اس جگہ مرگیا تو وہ ہمارے حقوق کے بندش اور ہمارا خون بہانے میں ہمارے دشمن کا مددگار سمجھا جائے گا۔ اور اس کی موت جاہلیت (گمراہی) کی موت سمجھی جائے گی۔
(علل الشرائع، الخصال)

۸۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے حدیث شرائع دین میں فرمایا: امام عادل کے ہمراہ جہاد واجب ہے۔ اور جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔ (الخصال)

۹۔ جناب حسن بن علی بن شعبہ اپنی تحف العقول میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام اپنے مکتوب میں لکھا کہ امام عادل کے ہمراہ جہاد کرنا واجب ہے۔ اور جو شخص اپنے مال منال، گھر بار اور اپنی جان کی حفاظت کی خاطر لڑتا ہوا قتل ہو جائے وہ شہید ہے اور دار التقیہ میں کسی کافر (اور مشرک) کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ سوائے قاتل یا باغی کے (کہ ان کا قتل وہاں جائز ہے) مگر جبکہ تمہیں اپنی جان کا اندیشہ نہ ہو......... اور اپنے مخالفین وغیرہ کا مال کھانا بھی جائز نہیں ہے۔ اور دار التقیہ میں تقیہ کرنا واجب ہے۔ اور جو شخص اپنی جان سے ظلم کو دفع کرتے ہوئے تقیۃً قسم کھائے اس قسم کی خلاف ورزی کرنے پر قسم توڑنے کے احکام لاگو نہیں ہوتے۔ (تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ میں اور اس سے پہلے باب ۴۲ از وجوب حج میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳ و ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کے قیام سے پہلے تلوار لے کر خروج کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سولہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ تم پر اس خدا کا تقویٰ لازم ہے جو واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اپنے نفسوں کے لئے غور وفکر کرلو۔ بخدا ایک شخص اپنی بھیڑ بکریوں کے لئے ایک چرواہا رکھتا ہے۔ مگر جب اسے اس سے بہتر چرواہا مل جائے جو اس کی بکریوں کی اس سے بہتر دیکھ بھال کرسکتا ہو تو وہ پہلے کو نکال کر دوسرے کو رکھ لیتا ہے (تو بھیڑ بکریوں کے لئے تو اس قدر احتیاط مگر کیا اپنے لئے) یہ احتیاط ضروری نہیں ہے؟) بخدا اگر تمہارے پاس کئی نفس (جان) ہوتے تو پھر ممکن تھا کہ بطور تجربہ ایک کے ذریعہ سے

جنگ کرتے (اور اگر غلطی پر مرجاتے) تو دوسرا نفس تو باقی ہوتا۔ جس سے اظہارِ حقیقت کے بعد عمل کرتے۔ لیکن تمہارے پاس تو صرف ایک نفس ہے۔ اگر وہ ضائع ہوگیا۔ تو پھر توبہ کرنے کی بھی فرصت نہیں ملے گی۔ لہٰذا تمہیں زیادہ حزم و احتیاط کی ضرورت ہے۔ اگر تمہارے پاس ہماری طرف سے بھی کوئی آدمی (خروج کرکے) آئے تو تم غور و فکر کرلو کہ کس بات پر خروج کر رہے ہو؟ اور یہ مثال نہ دو کہ جناب زیدؓ (بن علیؑ) نے خروج کیا تھا۔ زید عالم تھا اور سچا تھا۔ اور پھر انہوں نے اپنی ذات کی طرف بھی نہیں بلایا تھا۔ بلکہ آل محمدؐ میں سے ''رضا'' (پسندیدہ شخص) کی طرف دعوت دی تھی۔ اور اگر ان کو غلبہ حاصل ہو جاتا تو اپنے وعدہ کی ایفاء کرتے۔ مگر وہ بڑے مضبوط و محکم حکومت کو توڑنے کے لئے نکلے (مگر اسے توڑنے میں کامیاب نہ ہو سکے اور خود شہید ہوگئے)..... تو یاد رکھو کہ آج اگر ہم میں سے کوئی شخص خروج کرتا ہے تو اگرچہ وہ ''رضاءِ آل محمدؐ'' کی طرف بھی لوگوں کو بلائے! تو ہم تم کو گواہ کرکے کہتے ہیں کہ ہم اس بات پر راضی نہیں ہیں اور بھلا جو شخص آج ہماری نافرمانی کرتا ہے جبکہ (ہم اور) وہ تنہا ہیں تو وہ اس وقت کس طرح ہماری فرمانبرداری کرے گا جب مختلف علم اور جھنڈے بلند ہو رہے ہوں گے۔ ہاں البتہ جب تمام بنی فاطمہ ایک شخص پر متفق ہو جائیں گے تو بخدا وہی تمہارا صاحب (امام زمانہ) ہے۔ وہ بھی تب جب رجب کا مہینہ ہوگا۔ خدا کا نام لے کر اُدھر متوجہ ہو جاؤ۔ اور اگر شعبان تک تاخیر کرو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر یہ پسند کرو کہ ماہِ رمضان کے روزے اپنے اہل و عیال میں رکھو۔ تو شاید یہ بات اور بھی تمہاری تقویت کا باعث ہو۔ اور سفیانی (کا خروج) اس (امام برحق کے ظہور) کی علامت کے لئے کافی ہے۔

(روضۂ کافی وکذا فی علل الشرائع)

۲۔ ربعی مرفوعاً حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: خدا کی قسم! قائم آل محمدؐ کے خروج سے پہلے ہم میں سے جو شخص بھی خروج کرے گا تو اس کی مثال پرندہ کے اس بچہ جیسے ہوگی جو اپنے پر و بال اگنے سے پہلے اپنے آشیانہ سے پرواز کرے اور بچے اسے پکڑ لیں اور (اس کو کھلونا بنا کر) اس سے کھیلیں (اور اس کے پر نوچیں)۔ (ایضاً)

۳۔ سدیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے سدیر! اپنے گھر کو لازم پکڑ۔ اور گھر کا ٹاٹ بن کر رہ۔ اور جب تک شب و روز ساکن ہیں تو بھی ساکن رہ۔ ہاں البتہ جب تجھے اطلاع ملے کہ سفیانی نے خروج کیا ہے تو پھر ہماری طرف کوچ کر۔ اگرچہ پیدل چلنا پڑے۔ (ایضاً)

۴۔ ابو المرہف حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص غبار اڑاتا ہے اس پر غبار پڑتا ہے (فرمایا) ''محاصیر'' ہلاک ہوگئے۔ پس راوی نے عرض کیا: میں آپ پر قربان! محاصیر کون ہیں؟ فرمایا: جلد بازی

کرنے والے! خبردار! وہ لوگ (مخالفین) صرف اسی کا ارادہ کر کے (اسے نشانہ بناتے ہیں) جو ان کے درپے ہوتا ہے (یا جو معاملہ ان کو پیش آتا ہے یہ اسے روک نہیں سکتے۔ ن۔ و۔)............ اے ابوالمرھف! تمہارا کیا خیال ہے جس گروہ نے اپنے آپ کو خدا کے بھروسہ پر قید کر رکھا ہے۔ کیا وہ ان کے لئے کشائش کا انتظام نہیں کرے گا؟ ہاں بخدا۔ وہ ضرور ان کے لئے کشائش کا اہتمام کرے گا۔ (ایضاً)

۵۔ فضل کاتب بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کو ابومسلم (خراسانی) کا خط ملا۔ امام علیہ السلام نے (نامہ بر سے) فرمایا: تمہارے خط کا (ہمارے پاس) کوئی جواب نہیں۔ یہاں سے نکل جا............ فرمایا: خدا کبھی بندوں کی جلد بازی کی وجہ سے جلد بازی نہیں کرتا۔ اور (یہ بھی سمجھ لو کہ) پہاڑ کا اپنی جگہ سے ہٹانا آسان ہوتا ہے۔ بہ نسبت اس حکومت کے ختم کرنے کے جس کے ختم ہونے کا ہنوز وقت نہ آیا ہو............ راوی نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں! ہمارے اور آپ کے درمیان (حکومت حقہ قائم ہونے کی) علامت کیا ہے؟ فرمایا: اے فضل! جب تک سفیانی خروج نہ کرے۔ تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔ ہاں جب سفیانی خروج کرے۔ تو پھر ہماری (دعوت پر) لبیک کہتے ہوئے آ جانا۔ یہ بات تین بار فرمائی۔ کیونکہ یہ علامت حتمی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قائم آل محمد علیہ السلام کے قیام سے پہلے (خروج کا) جو علم بلند کیا جائے گا۔ اس کا حامل طاغوت (شیطان) ہے جو چاہتا ہے کہ خدا کے سوا اس کی پرستش کی جائے۔ (ایضاً)

۷۔ عمر بن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کے ظہور سے پہلے پانچ (حتمی) علامتیں ظاہر ہوں گی: (۱) صیحۂ سماوی۔ (۲) خروج سفیانی، (۳) مکہ اور مدینہ کے درمیان) زمین کا دھنس جانا۔ (۴) نفس زکیہ کا (بے گناہ) قتل۔ (۵) یمانی (دجال) کا خروج۔ راوی نے عرض کیا: اگر ان علامتوں کے ظہور سے پہلے آپ کے خاندان میں سے کوئی شخص خروج کرے تو کیا ہم اس کے ہمراہ نکلیں؟ فرمایا: نہ۔ الحدیث۔ (ایضاً)

۸۔ معلی بن خنیس بیان کرتے ہیں کہ میں عبدالسلام بن نعیم، سدیر اور بہت سے اصحاب و احباب کے خطوط لے کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ امر (خلافت) کسی طرح آپ تک پہنچ جائے۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے (کہ جب بنی امیہ کی حکومت کا چراغ گل ہو رہا تھا) اور مسودہ ظاہر ہو رہے تھے اور ابھی تک بنی عباس کو غلبہ حاصل نہیں ہوا تھا۔ امام علیہ السلام نے وہ تمام خطوط زمین پر دے

مارے اور فرمایا: افسوس! افسوس! میں ان لوگوں کا امام نہیں ہوں۔ کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ (ہم اہل بیتؑ میں سے ظاہری اقتدار پر وہ فائز ہوگا) جو سفیانی کو قتل کرے گا۔ (اور ہنوز تو سفیانی کے خروج کا وقت ہی نہیں آیا)۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علی! مضبوط پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹانا آسان ہے۔ بہ نسبت اس حکومت کو ختم کرنے کے جس کے ابھی دن پورے نہ ہوئے ہوں۔ (الفقیہ)

۱۰۔ ابن ابوعبدون اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث (کے ضمن) میں مامون عباسی سے فرمایا: میرے بھائی زید[1] کا قیاس زید بن علی علیہ السلام پر نہ کرو۔ وہ آل محمدؐ کے علماء میں سے تھے۔ جو خدا کی خاطر غضبناک ہوئے۔ اور اس کے دشمنوں سے جہاد کیا۔ یہاں تک کہ اس کی راہ میں شہید ہوگئے۔ اور مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے باپ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ فرما رہے تھے کہ خدا میرے چچا زید پر رحم کرے۔ جنہوں نے آل محمدؐ میں سے رضا (پسندیدہ شخصیت) کی طرف دعوت دی اور اگر وہ ظفریاب ہو جاتے تو وہ ضرور اپنے وعدہ کی وفا کرتے۔ اور انہوں نے اپنے خروج سے پہلے مجھ سے مشورہ کیا تھا اور میں نے ان کو بتایا تھا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ قتل ہوں اور کناسۂ کوفہ پر سولی پر لٹکائے جائیں تو بسم اللہ .... فرمایا زید بن علی نے کوئی ناحق دعویٰ نہیں کیا تھا وہ اس سے بڑے پرہیزگار تھے (کہ ایسا دعویٰ کرتے) انہوں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ میں تمہیں آل محمدؐ کے رضا کی طرف بلاتا ہوں۔ (عیون الاخبار)

۱۱۔ جناب ابن ادریس حلیؒ آخر سرائر میں سیاری کی کتاب سے نقل کرتے ہیں اور انہوں نے ایک شخص سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آل محمدؐ میں سے خروج کرنے والوں کا تذکرہ کیا گیا۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں اور میرے شیعہ اس وقت تک خیریت سے ہوتے ہیں جب تک آل محمدؐ میں سے کوئی شخص خروج نہیں کرتا۔ (اس کے بعد مصیبت و ابتلا کا دور شروع ہو جاتا ہے)۔ (فرمایا) میں اس بات کو

---

[1] حضرت امام رضا علیہ السلام کے بھائی زید نے بصرہ میں خروج کیا۔ اور بنی عباس میں سے کئی لوگوں کے گھر جلا دیئے۔ اور جب ان کو پکڑ کر مامون کے دربار میں لے جایا گیا تو اس نے امام رضا علیہ السلام کے پاس خاطر سے انہیں معاف کر دیا۔ اور امام علیہ السلام سے شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر آپ کے بھائی نے خروج کیا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں اس سے پہلے زید بن علی نے بھی خروج کیا تھا جو قتل ہو گئے۔ اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا: الخ......(احقر مترجم عفی عنہ)

پسند کرتا ہوں کہ اگر آل محمدؑ میں سے کوئی شخص خروج کرے (اور وہ جاں بحق ہو جائے) تو اس کے اہل و عیال کا خرچ و خوراک میرے ذمہ ہو۔ (السرائر)

۱۲۔ شیخ حسن فرزند شیخ طوسیؒ باسناد خود ابوالحسن عبیدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا پر بھروسہ کر کے اپنے آپ کو روکے رکھے گا (مصائب و شدائد پر صبر کرے گا اور کوئی غلط اقدام نہیں کرے گا) تو خدا تعالیٰ ضرور اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۳۔ حسین بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عبداللہ بن بکیر ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے آپ کی خدمت میں پیش کروں! فرمایا: وہ کون سی حدیث ہے؟ عرض کیا کہ ابن بکیر بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عبید بن زرارہ نے یہ حدیث بیان کی۔ کہ جن دنوں ابراہیم بن عبداللہ بن الحسنؑ نے خروج کیا ہوا تھا۔ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: میں آپ علیہ السلام پر قربان ہو جاؤں! محمد (ابراہیم) بن عبداللہ نے خروج کیا ہے۔ تو آپ علیہ السلام اس کے ہمراہ خروج کرنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: جب تک آسمان و زمین ساکن ہیں۔ تو تم بھی ساکن رہو۔ (یہ فرمان امام علیہ السلام سن کر) عبداللہ بن بکیر نے کہا کہ اگر یہ بات درست ہے کہ جب تک آسمان و زمین ساکن ہیں (قیامت نہیں آتی) اور کوئی خروج نہیں ہو سکتا۔ تو پھر نہ کوئی قائم آل محمد ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی ظہور و خروج ہے؟............ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے یہ سارا واقعہ سن کر فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام والی حدیث تو سچی ہے مگر ابن بکیر نے اس کی جو (غلط) تاویل کی ہے۔ وہ درست نہیں ہے آسمان و زمین کے سکون سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ تم اس وقت تک خروج سے باز رہو جب تک آسمان (ندائے آسمانی سے) اور زمین لشکر (سفیانی) کو دھنسانے سے ساکن ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ، معانی الاخبار، عیون الاخبار)

۱۴۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک خطبہ کے ضمن میں فرمایا: زمین کو لازم پکڑو۔ اور بلا و مصیبت پر صبر کرو۔ اور اپنے ہاتھوں اور تلواروں کو اپنی زبانوں کی خواہش پر حرکت نہ دو۔ اور اس کام میں جلد بازی نہ کرو جس میں خدا نے تمہارے لئے جلدی نہیں کی۔ کیونکہ جو شخص خدا، رسولؐ اور اہل بیتؑ کے حقوق کی معرفت رکھ کر اپنے بستر پر مر جائے تب بھی وہ شہید ہے۔ اور اس کا اجر و ثواب خدا کے ذمہ ہے اور اس نے جس نیک عمل کے کرنے کی نیت کی تھی وہ اس کا مستحق قرار پائے گا۔ اور اس کی نیت تلوار کھینچ کر لڑنے کے قائمقام ہوگی۔ ہاں۔ ہر چیز کی ایک مدت ہوتی ہے اور ہر کام کا ایک مقررہ وقت ہوتا ہے۔ (نہج البلاغہ)

۱۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زمین گیری کو لازم پکڑ اور جب تک وہ علامات نہ دیکھے جن کا میں تذکرہ کروں گا، جن کو تم درک نہیں کر سکو گے۔ تب تک اپنے ہاتھ پاؤں نہ ہلاؤ۔ (وہ علامات یہ ہیں: (۱) بنی فلاں کا اختلاف۔ (۲) آسمان سے منادی کی ندا۔ (۳) دمشق کی جانب سے آواز کی آمد! الحدیث۔ اس حدیث میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی بہت سی علامتیں مذکور ہیں۔ (کتاب غیبت شیخ طوسیؒ)

۱۶۔ جناب ابراہیم بن محمد بن سعید ثقفی اپنی کتاب الغارات میں باسناد خود زر بن حبیش سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے خطبہ دیا.......... ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا امیر المؤمنین! ہمیں آنے والے فتنوں کی خبر دیں! فرمایا: جب فتنے آتے ہیں تو (حقیقت) مشتبہ ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں کچھ فتنوں کا تذکرہ کیا...... جس پر ایک اور شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا امیر المومنین! اس پُرفتن دور میں کیا کیا جائے؟ فرمایا: اپنے نبی کے اہل بیت کو دیکھو۔ پس اگر وہ اپنے گھر میں قیام پذیر ہوں تو تم بھی اپنے گھروں میں بیٹھو۔ اور اگر وہ تمہیں (نصرت) کے لئے بلائیں تو تم ان کی نصرت کرو۔ تمہیں اس کا اجر دیا جائے گا۔ اور ان سے سبقت نہ لے جانا۔ ورنہ تمہیں بلا و مصیبت پچھاڑ دے گی۔ بعد ازاں بیان فرمایا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے کشائش و آسائش حاصل ہوگی۔ (کتاب الغارات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

ترکوں اور حبشیوں سے (جنگ و جدال) اس وقت تک ترک کرنا مستحب ہے جب تک وہ ترک کریں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک تُرک تم کو نہ چھیڑیں تب تک تم بھی ان کو نہ چھیڑو۔ کیونکہ ان کی کاٹ بہت سخت ہے اور ان کی کاٹ بڑی ظالم ہے۔ (علل الشرائع)

۲۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود حذیفہ بن یمان سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک تُرک تمہیں نہ چھیڑیں تب تک تم بھی ان کو نہ چھیڑو کیونکہ میری امت میں

ہے جس سے سب سے پہلے ملک اور جو کچھ خدا نے انہیں عطا کر رکھا ہے چھینا جائے گا۔ وہ قنطور بن کرکر کی اولاد ہوگی۔ اور یہ تُرک ہیں۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن نویاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک حبشہ والے تمہیں نہ چھیڑیں تب تک تم بھی انہیں نہ چھیڑو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ خانۂ کعبہ کے خزانہ کو نہیں نکالیں گے دو شریعت والے (یعنی حبش جو پہلے عیسائی تھے اور بعد میں مسلمان بنے)۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۵

سریّہ[1] کے امیروں اور ان کے ساتھیوں کے آداب؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کبھی کہیں سریہ بھیجتے تھے تو اس کے حق میں دعا کرتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کبھی کہیں کوئی سریہ بھیجنا چاہتے تھے تو انہیں بلا کر اور اپنے سامنے بٹھا کر فرماتے تھے: جاؤ بسم اللہ و فی سبیل اللہ و علی ملة رسول اللہ! خبردار! مال غنیمت میں سے کچھ نہ چرانا، کسی (کافر کا) مثلہ نہ کرنا، اور دھوکہ دہی سے کام نہ لینا، اور کسی بہت بوڑھے، بچے اور عورت کو قتل نہ کرنا اور سوائے اضطراری صورت کے کوئی درخت نہ کاٹنا۔ اور جب کوئی ادنیٰ یا اعلیٰ مسلمان کسی مشرک (اور کافر) کو (قول یا فعل سے) امان دے دے تو وہ پڑوسی کے حکم میں ہے۔ یہاں تک کہ قرآن سنے۔ پس اگر وہ (اسلام لا کر) تمہاری پیروی کرے تو وہ تمہارا دینی بھائی ہے وہ اگر انکار کرے تو اسے اس کی جائے امن تک پہنچاؤ۔ اور خدا سے مدد طلب کرو۔

(الفروع، المحاسن، التہذیب)

---

[1] کفار کے خلاف اسلامی لشکر کی جو مہم جوئی کی جاتی ہے اس کی دو قسمیں: (۱) ایک کو غزوہ کہا جاتا ہے جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بنفس نفیس شریک ہوں۔ (۲) دوسری کو سریہ کہا جاتا ہے جس میں آنحضرت ﷺ بنفس نفیس شریک نہ ہوں بلکہ کسی دوسرے شخص کو امیر لشکر بنا کر بھیجیں۔ تو یہاں انہی سرایا کے امراء اور ان کے لشکریوں کے آداب مذکور ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب کسی شخص کو کسی سرّیہ کا امیر بنا کر روانہ کرتے تھے تو اسے اپنی ذات کے بارے میں بالخصوص اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں بالعموم تقویٰ خداوندی اختیار کرنے کا حکم دیتے تھے۔ پھر فرماتے تھے: بسم اللّٰہ وفی سبیل اللّٰہ۔ جہاد کرو۔ اور جو شخص خدا کا منکر ہے اس سے قتال کرو۔ کسی کو دھوکہ نہ دو، مال غنیمت میں سے چوری نہ کرو۔ کسی کا مثلہ نہ کرو۔ کسی بچہ کو قتل نہ کرو۔ اور جو لوگوں سے الگ تھلگ کسی پہاڑ کی چوٹی پر پناہ گزین ہے اسے بھی قتل نہ کرو۔ اور کھجوروں کو نہ جلاؤ۔ اور نہ ہی انہیں پانی میں ڈبوؤ، کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹو، کسی زراعت کو آگ نہ لگاؤ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کل کلاں خود تمہیں اس کی ضرورت پڑ جائے، ماکول اللحم جانوروں کو ذبح نہ کرو۔ سوائے اس کے جس کے کھانے کی تمہیں ضرورت ہو۔ اور جب (اسلام اور) مسلمانوں کے دشمن سے مڈبھیڑ ہو تو پہلے اس کو تین باتوں میں سے ایک بات کے قبول کرنے کی دعوت دو۔ اگر وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی قبول کر لیں تو تم بھی ان سے قبول کر لو۔ اور ان کو مت چھیڑو۔ (۱) ان کو اسلام کی دعوت دو۔ پس اگر وہ اسے قبول کریں۔ تو تم بھی قبول کر لو۔ اور ان سے ہاتھ روک لو۔ (۲) اسلام لانے کے بعد ان کو (دارالاسلام کی طرف) ہجرت کرنے کی دعوت دو۔ پس اگر وہ اسے قبول کر لیں تو تم بھی قبول کر کے ان سے ہاتھ روک لو۔ اور اگر وہ ہجرت کرنے سے انکار کریں اور اپنے (کافرانہ) شہروں میں رہنے پر اصرار کریں تو ان کے وہی حقوق ہوں گے جو بدو اہل ایمان کے ہوتے ہیں۔ اور ان کو فئی اور (مال غنیمت کی) تقسیم سے کچھ حصہ نہیں ملے گا۔ جب تک فی سبیل ہجرت (جہاد۔ ن د) نہ کریں۔ اور اگر ان دونوں (اسلام و ہجرت) کا انکار کریں تو پھر ان سے جزیہ دینے کی پیشکش کرو۔ پس اگر وہ اسے قبول کر لیں تو تم بھی قبول کر کے ان سے رک جاؤ۔ اور اگر اس سے بھی انکار کریں تو پھر خدا پر بھروسہ کر کے ان سے اس طرح جہاد کرو جس طرح کرنے کا حق ہے۔ اور اگر تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو۔ اور وہ کسی حَکَم کے حکم پر اترنا چاہیں تو ان کو اپنے حکم (فیصلہ) پر اتارو۔ کیونکہ پہلی صورت میں ممکن ہے کہ تم ان کے بارے میں حکم خدا کے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے عمل نہ کر سکو۔ اسی طرح خدا و رسول کی ذمہ داری پر نہ اتارو۔ بلکہ اپنی اور اپنے آباء و برادران کی ذمہ داری پر اتارو۔ کیونکہ اگر تم اپنی ذمہ داری کی خلاف ورزی کرو گے تو یہ بات قیامت کے دن خدا و رسولؐ کی ذمہ داری کی خلاف ورزی کرنے کی بہ نسبت آسان ہوگی۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ریان بن صلت (ہروی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کوئی ایسا لشکر (بطور سرّیہ) کہیں بھیجتے جس کے امیر کو متہم جانتے ہوئے (پورا دیانتدار نہ جانتے) تو اس کے ہمراہ کچھ اپنے قابل اعتماد آدمی لگا دیتے تھے جو اس کی نگرانی کرتے تھے۔ (قرب الاسناد)

۵۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیرؑ کا خطبہ نقل کرتے ہیں جس میں آپ نے اپنے اصحاب کو قتال و جہاد پر آمادہ کرتے ہوئے فرمایا: (جنگ کے وقت) زرہ پوش کو اس پر مقدم رکھو جو زرہ پوش نہیں ہے۔ اور ڈاڑھوں اور دانتوں کو دبا کر رکھو کہ اس سے تلواریں کھوپڑیوں سے چوک جاتی ہیں۔ اور نیزوں کو ان کے اطراف سے نرمی سے پکڑو۔ کہ یہ ان کے آنے جانے کے لئے (اور خون بہانے کے لئے) زیادہ سہولت کا باعث ہے اور آنکھیں بند رکھو۔ کہ ایسا کرنا دل کو زیادہ مضبوط رکھنے کا ذریعہ ہے۔ آوازوں کو بالکل ختم کرو۔ (خاموشی سے لڑو) کہ یہ بات بزدلی کو دور کرنے کا سبب ہے۔ اور اپنے جھنڈوں کو ادھر اُدھر نہ جھکاؤ، اور وہ اپنے بہادروں کے ہاتھ میں دو۔ کیونکہ جو لوگ مصائب کے نزول پر صابر ہوتے ہیں وہی ان جھنڈوں کی حفاظت و نگہداشت کر سکتے ہیں اور دائیں بائیں سے ان کو گھیرے رہتے ہیں اور ان سے آگے یا پیچھے نہیں رہتے۔ جوان مرد وہ ہوتا ہے جو اپنے مد مقابل کی خود کفایت کرتا ہے۔ اور اسے اپنے بھائی پر نہیں ٹالتا۔ خدا کی قسم اگر تم دنیا کی تلوار سے فرار کرو گے تو آخرت کی تلوار سے نہیں بچ سکو گے۔ تم سردارانِ عرب ہو۔ فرار میں خدا کی ناراضی ہے۔ ذلت و رسوائی ہے۔ اور عار و شنار ہے۔ فرار کرنے والے کی عمر میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اور اس کے اور اس کے مقررہ دن کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔ بہادر اس طرح موت کی طرف جاتا ہے جس طرح پیاسا آدمی پانی کی طرف جاتا ہے۔ یاد رکھو! جنت نیزوں کی انیوں کے نیچے ہے۔ آج کے دن خبروں کی آزمائش کی جائے گی۔ یا اللہ! اگر یہ لوگ حق کو مسترد کرتے ہیں تو ان کی جمعیت کو توڑ دے۔ اور ان کے اتحاد کو افتراق سے بدل دے اور ان کی خطاؤں کی وجہ سے ان کو ہلاک کر دے۔ کیونکہ جب تک ان پر نیزہ کا ایسا وار نہیں کیا جائے جس کی وجہ سے ہوا آر پار ہو جائے اور ایسی تلوار کا وار نہ کیا جائے جو کھوپڑیوں کو کاٹ کے رکھ دے یہ تب تک اپنے موقف سے ادھر اُدھر نہیں ہٹیں گے۔............ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

زہر اور آگ پھینکنے اور پانی چھوڑنے اور منجنیق سے (گولہ باری کرنے) کا حکم؟ اور اگر اس سے کوئی مسلمان یا اہل ذمہ مارا جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مشرکوں کے شہروں میں زہر کے پھینکنے کی ممانعت کی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حفص بن غیاث بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شہر جنگ کی زد میں آتے ہیں۔ آیا جائز ہے کہ وہاں پانی چھوڑا جائے یا آگ سے جلا دیئے جائیں یا ان پر منجنیق سے گولہ باری کی جائے جس سے وہ ہلاک ہو جائیں۔ حالانکہ ان میں عورتیں، بچے اور بوڑھے بھی موجود ہیں۔ اور مسلمانوں کے قیدی اور کچھ تاجر پیشہ لوگ بھی ہیں؟ فرمایا: ہاں ان کے ساتھ یہ سلوک روا ہے۔ اور ان (مذکورہ افراد) کی وجہ سے اس کاروائی کو بند نہ کیا جائے۔ اور ان کی نہ کوئی دیت ہے اور نہ کوئی کفارہ۔[1] (ایضاً)

باب ۱۷

دشمن پر شبخون مارنا مکروہ ہے۔ اور زوال کے وقت جنگ شروع کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عباد بن صہیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

---

[1] یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے (مراۃ العقول ج ۳، صفحہ ۳۷۴) اور جو اس میں سخت احکام مذکور ہیں وہ بظاہر اسلام اور بانی اسلام کے نرم مزاج اور اخلاق جلیلہ کے منافی ہیں۔ بھلا وہ رؤف و رحیم نبیؐ جو جنگ میں عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو مارنا تو بجائے خود دشمن کے درخت کاٹنے اور اس کی فصل کو خراب کرنے کی اجازت نہیں دیتا وہ کیسے گوارا کر سکتا ہے۔ کہ دشمن پر آگ برسا کر اس کے پورے شہر کو تہس نہس کر دیا جائے جس میں دشمن کی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے علاوہ مسلمانوں کے قیدی اور تاجر بھی شامل ہوں اور پھر ان کی نہ دیت دی جائے اور نہ کفارہ؟ ع

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است؟

شہید اولؒ نے اسے صرف اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب طاقتور کافر حربی پر فتح پانا صرف اسی صورت میں منحصر ہو۔ مگر یہ تاویل بھی دل کو مطمئن نہیں کرتی۔ کافر جیسا بھی ہو اور وہ جس قسم کی روش کا مظاہرہ کرے اسلام جیسے انسانیت کے اقدار کے امین دین کے علمبرداروں کو کبھی بھی شرافت و انسانیت کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے واللہ الموفق۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کبھی دشمن پر رات کے وقت شبخون نہیں مارا تھا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ یحییٰ بن ابو العلاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام اس وقت تک جنگ شروع نہیں کرتے تھے جب تک سورج نہیں ڈھل جاتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ (اس وقت) آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، رحمت ایزدی متوجہ ہوتی ہے اور فتح و نصرت نازل ہوتی ہے اور فرماتے تھے کہ یہ وقت رات کے زیادہ نزدیک ہوتا ہے تاکہ قتل کم ہو، طلب کرنے والا لوٹ جائے اور بھاگنے والا بچ جائے۔ (الفروع، علل الشرائع، التہذیب)

باب ۱۸

کفار حربی میں سے عورت، زمین گیر، اندھے، بہت بوڑھے، پاگل اور بچوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ وہ بھی (عملی) جنگ میں حصہ لیں۔ اور ان سے جزیہ بھی نہیں لیا جائے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ (کفار کی) عورتوں سے کیوں جزیہ ساقط ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دار الحرب میں عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت کی ہے۔ مگر یہ کہ وہ خود قتال و جدال کریں۔ پس اگر وہ جنگ کریں تو پھر تم بھی کرو۔ ہاں البتہ جہاں تک ممکن ہو ان سے رکو۔ اور کسی خلل و نقص کی پروا نہ کرو۔ پس جب دار الحرب میں ان کو قتل کرنے کی ممانعت ہے۔ تو دار الاسلام میں تو بطریق اولیٰ ان کا قتل جائز نہ ہوگا۔ اور (اگر بالفرض اس پر جزیہ واجب ہوتا اور) وہ ادا نہ کرتی تب بھی اس کا قتل جائز نہ ہوتا اس لئے اس پر واجب کیا ہی نہیں گیا۔ لیکن اگر مرد جزیہ نہ دیں تو وہ عہد و پیمان کے توڑنے والے متصور ہوں گے اور ان کا قتل کرنا اور خون بہانا جائز ہو جائے گا۔ کیونکہ دار الشرک میں مردوں کا قتل کرنا جائز ہے۔ اسی طرح دار الحرب میں اہل ذمہ کے (اور اہل شرک کے) زمین گیر، اندھے، بہت بوڑھے اور عورتوں اور بچوں کا قتل جائز نہیں ہے۔ اسی لئے ان سے جزیہ کا وجوب اٹھا لیا گیا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، علل الشرائع، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مشرکوں کو قتل کر دو اور ان کے بوڑھوں اور بچوں کو زندہ چھوڑ دو۔ (التہذیب)

۳۔ طلحہ (بن زید) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سنت اسی طرح جاری ہے کہ پاگل اور مغلوب العقل (دیوانہ) سے جزیہ نہ لیا جائے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

باب ۱۹

جب کوئی نصرانی اس قدر بوڑھا ہو جائے کہ کسب و اکتساب کے قابل نہ رہے تو اس کا نان ونفقہ بیت المال سے ادا کیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ابوحمزہ سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں جسے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اس واقعہ کی اطلاع ملی ہے کہ ایک بار ایک نابینا اور بوڑھا آدمی آنجنابؑ کے پاس سے گزرا جو سوال کر رہا تھا۔ جناب علیہ السلام نے پوچھا: یہ کون ہے؟ عرض کیا گیا: یہ ایک نصرانی ہے! فرمایا: جب تک یہ تندرست وتوانا تھا تو تم اسے استعمال کرتے رہے اور آج جبکہ وہ بوڑھا ہو گیا اور عاجز۔ تو تم نے اس سے ہاتھ روک لیا؟ اسے بیت المال سے عطا کرو۔ (التہذیب)

باب ۲۰

(کسی کافر ومشرک کو) امان دینا اور پھر اس امان کا پاس کرنا واجب ہے۔ اگرچہ امان دینے والا کوئی معمولی مسلمان یا غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہی حکم اس شخص کا ہے جو امان کے گمان سے داخل ہو۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے کیا معنی ہیں کہ ادنیٰ آدمی بھی ان کی امان کی کوشش کرے گا......؟ فرمایا: اگر مسلمانوں کا لشکر مشرکوں کے قلعہ کا محاصرہ کرے اور ان کا کوئی شخص اوپر سے جھانک کر کہے کہ مجھے امان دو۔ تاکہ میں تمہارے سردار سے ملاقات کرکے (دین اسلام کی صداقت پر) مباحثہ کرسکوں؟ اور کوئی ادنیٰ مسلمان اسے امان دے دے تو ان کے افضل و اعلیٰ پر بھی اس کی پاسداری ووفاداری واجب ہوگی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے ایک غلام مسلمان کی امان کو بھی نافذ العمل قرار دیا۔ جو کسی قلعہ والے کو دے دے۔ اور فرمایا: وہ بھی اہل ایمان میں سے

ہے۔ (الفروع، قرب الاسناد، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کسی کو امان دے اور پھر اسے قتل کر ڈالے تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ وہ غدر اور دھوکہ دہی کا پرچم اٹھائے ہوگا۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب، عقاب الاعمال)

۴۔ محمد بن حکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر (مسلمانوں کا) کوئی گروہ (کفار کے) کسی شہر کا محاصرہ کرلے۔ اور وہ امان کا سوال کریں؟ اور یہ کہیں: "نہیں"۔ اور وہ خیال کریں: "ہاں"۔ اور اس گمان کی بنا پر وہ اتر آئیں تو وہ امان میں ہوں گے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے حضرت امیر علیہ السلام کی کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین اور انصار اور اہل یثرب (مدینہ) میں سے جو ان کے ساتھ شامل ہوں گے کے درمیان ایک معاہدہ لکھا جس میں تحریر تھا کہ جنگ کرنے والی جماعت عدل و انصاف کے ساتھ نوبت بنوبت جنگ کرے گی (پہلے ایک اس کے بعد دوسری) اور کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کی جائے گی اور اس جماعت کے سربراہ کی اجازت کے بغیر کوئی جنگ چھیڑنا جائز نہیں ہے۔ (یا اس کی اجازت کے بغیر کسی کافر کی حرمت کو پناہ نہ دی جائے یا اس جماعت کی اجازت کے بغیر لکڑیوں کی ایک گٹھڑی نہ باندھی جائے) اور پڑوسی اپنی جان کی مانند ہوتا ہے کہ اسے کسی طرح بھی ضرر نہیں پہنچایا جائے گا۔ اور پڑوسی کا احترام پڑوسی پر اسی طرح لازم ہے جس طرح ماں باپ کا ہوتا ہے۔ اور جہاد فی سبیل اللہ میں کوئی مومن صرف عدل و انصاف (اور قومی مصلحت) کی بنیاد پر صلح کرے گا۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حبہ عرنی سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی کو اس کے خون کی امان دے۔ اور پھر غدر و مکر سے اس کا خون بہائے تو میں اس قاتل سے بری و بیزار ہوں۔ اگرچہ مقتول جہنمی ہی کیوں نہ ہو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۴ باب ۱ از انفال، و ج ۳ باب ۷ از نماز استسقاء اور یہاں باب ۱۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۔۔ باب ۳۱) قصاص میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

غدر (عہد شکنی) حرام ہے۔ اور عہد شکن سے جہاد کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کفار حربی کی دو بستیاں ہیں جن کے سردار الگ الگ ہیں ان کی آپس میں لڑائی ہوگئی۔ اور پھر باہمی صلح بھی ہوگئی۔ بعد ازاں ایک سردار نے دوسرے سے عہد شکنی کی۔ اور اس (عہد شکن) نے آکر اس شرط پر مسلمانوں سے صلح کی کہ وہ اس کے مخالف کے دیہات پر حملہ کریں۔ تو؟ فرمایا: مسلمانوں کو نہ عہد شکنی کرنا چاہیئے اور نہ ہی اس کا حکم دینا چاہیئے۔ اور نہ عہد شکنوں کے ہمراہ ہو کر ان سے جنگ لڑنی چاہیئے۔ ہاں البتہ ان کو چاہیئے کہ وہ کفار و مشرکین کو جہاں بھی پائیں ان سے جہاد کریں اور کفار کا (باہمی) معاہدہ ان پر لاگو نہ ہوگا۔ (الاصول، من الکافی)

۲۔ یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ہر وہ شخص جو اپنے امام سے عہد شکنی کرے گا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی باچھ ایک طرف لٹکی ہوئی ہوگی یہاں تک کہ واصل جہنم ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار کوفہ میں برسر منبر خطبہ دیتے ہوئے حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: ایہا الناس! اگر عہد شکنی ناپسندیدہ چیز نہ ہوتی تو میں سب لوگوں سے زیادہ چالاک ہوتا۔ مگر ہاں۔ ہر عہد شکن کا انجام فسق و فجور ہے۔ اور ہر فسق و فجور کا انجام کفر ہے۔ اور ہر قسم کی عہد شکنی، فجور اور خیانت جہنم میں جائے گی۔ (ایضاً)

باب ۲۲

اشہر حرم میں اس شخص سے قتال کرنا حرام ہے جو ان کے احترام کا قائل ہے۔ ہاں جو ان کی حرمت کا قائل نہیں ہے اس سے قتال جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علاء بن فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ آیا شہر حرام میں مسلمانوں کے لئے کفار سے جنگ کی ابتداء کرنا جائز ہے؟ فرمایا: اگر مشرک (اور کافر) بھی اس کو جائز جانتے ہوئے جنگ کی ابتداء کرتے رہتے ہوں

اور مسلمانوں کا خیال ہو کہ وہ اس مہینہ میں جنگ شروع کر کے ان پر غلبہ حاصل کر سکتے ہیں تو پھر جائز ہے۔ اور یہی خدا کا ارشاد ہے کہ ﴿اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ﴾ (حرمت والے مہینہ کا بدلہ حرمت والا مہینہ ہے اور حرمتوں میں بھی قصاص (ادلا بدلا) ہے) (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۹۴) (فرمایا) اس سلسلہ میں رومی بھی کفار کی مانند ہیں۔ کیونکہ وہ بھی کسی مہینہ کی حق وحرمت کے قائل نہیں ہیں۔ اس لئے وہ ایسے مہینہ میں جنگ کی ابتداء کرتے رہتے ہیں۔ البتہ مشرکین (پہلے) اس کے حق وحرمت کے قائل تھے مگر اب انہوں نے اسے مباح سمجھ لیا ہے۔ تو پھر تم بھی اسے مباح سمجھو۔ اور باغیوں (اسے حلال جاننے والوں) سے قتال کی ابتداء کرو۔ (التہذیب)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ بقیۂ صوم میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۳ از دیات نفس میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

قیدیوں کے قتل کرنے کا حکم؟ اور ان میں سے جو چلنے سے عاجز ہو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ میرے والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ جنگ کے (قیدیوں کے) دو حکم ہیں: (۱) پہلا حکم یہ ہے کہ جب جنگ نے ہنوز ہتھیار نہ ڈالے ہوں (رکی نہ ہو) بلکہ برابر جاری ہو۔ تو جو شخص اس حالت میں جنگی قیدی بنایا جائے تو امام کو اختیار ہے اگر چاہے تو اس کی گردن اڑادے۔ اور چاہے تو اس کے دائیں بائیں ہاتھ پاؤں قطع کرا کے چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ تڑپ تڑپ کر دم توڑ دے۔ اور یہی خداوند عالم کا فرمان ہے: ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ﴾ (بے شک جو لوگ خدا اور رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کے لیے دوڑتے پھرتے ہیں، ان کی سزا یہ ہے کہ (۱) انہیں قتل کر دیا جائے۔ (۲) یا سولی پر چڑھا دیا جائے۔ (۳) یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں۔ (۴) یا جلا وطن کر دیے جائیں یہ تو ہوئی ان کی رسوائی دنیا میں اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے) (سورۂ مائدہ، آیت: ۳۳) کیا تم غور نہیں کرتے کہ خداوند عالم نے امامؑ کو (مختلف طریقہ سے مارنے کا) جو اختیار دیا ہے وہ صرف ایک چیز کفر کی وجہ سے دیا ہے۔ اس کے اور مختلف اسباب نہیں ہیں راوی نے عرض

کیا کہ یہ جو خدا فرماتا ہے: ﴿اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ﴾ (یا ان کو جلاوطن کر دیا جائے) اس کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اس کے تعاقب میں گھوڑے لگائے جائیں تو وہ بھاگ جائے۔ پس اگر اسے پکڑ لیا گیا تو اس پر وہی حکم لاگو ہوگا جو اوپر میں نے بیان کیا ہے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جب جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے یعنی ختم ہو جائے تو جنگ کے خاتمہ کے بعد جو شخص قید کیا جائے تو اس کے بارے میں امامؑ کو اختیار ہے: (۱) اگر چاہے تو احسان کر کے اسے چھوڑ دے۔ (۲) اور چاہے تو اس سے فدیہ لے۔ (۳) اور چاہے تو اسے غلام بنا لے۔ پس اس طرح وہ غلام بن جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زہری سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب تم کسی قیدی کو پکڑو اور وہ چلنے سے عاجز ہو اور تمہارے پاس کوئی محمل نہ ہو تو پھر اسے چھوڑ دو۔ اسے قتل نہ کرو۔ تمہیں کیا معلوم کہ اس کے بارے میں امامؑ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: اور جب کوئی قیدی مسلمان بن جائے تو اس کا خون محفوظ ہو جائے گا اور وہ مال فیٔ (غنیمت) بن جائے گا۔ (التہذیب، الفروع، علل الشرائع)

۳۔ عبداللہ بن میمون بیان کرتے ہیں کہ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی خدمت میں ایک قیدی پیش کیا گیا جس نے آنجنابؑ کی بیعت کی۔ جنابؑ نے فرمایا: میں تمہیں قتل نہیں کرتا۔ کیونکہ میں رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ پس (یہ کہہ کر) اسے آزاد کر دیا۔ اور اس سے چھینا ہوا مال بھی اسے واپس کر دیا۔ (التہذیب)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے پوچھا کہ ایک شخص نے دار الشرک سے ایک مشرک غلام خریدا غلام نے کہا کہ میں چل نہیں سکتا! اور مسلمانوں کو یہ اندیشہ دامنگیر ہوا کہ (اگر اسے چھوڑ دیا گیا) تو یہ دشمن کی فوج میں شامل ہو جائے گا آیا اسے قتل کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں اگر (یہ) خوف ہو تو پھر اسے قتل کیا جا سکتا ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۴ و ۲۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

جس شخص کا کسی باغی گروہ سے تعلق ہو اس کیلئے بھگوڑے کا تعاقب کیا جائے گا، زخمی کو قتل کیا جائے گا اور ان کا قیدی قتل کیا جائے گا۔ اور جس کا کوئی گروہ نہ ہو اس کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب ایمان کی دو دعویدار جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں۔ اور ان میں سے ایک عادل ہو اور دوسرا باغی۔ اور عادل جماعت باغی جماعت کو شکست دے دے تو؟ فرمایا: جماعت عادلہ کو (باغی جماعت کے) بھگوڑوں کا تعاقب نہیں کرنا چاہیئے، ان کے قیدی کو قتل نہیں کرنا چاہیئے۔ اور زخمی کو ختم نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر یہ سب کچھ اس صورت میں ہے کہ جب کوئی باغی نہ بچ جائے اور ان باغیوں کا کوئی ایسا گروہ بھی نہ ہو۔ جس کی طرف وہ لوٹ کر جائیں۔ اور اگر ان کا کوئی ایسا گروہ موجود ہو جس کی طرف وہ لوٹ کر جائیں تو پھر ان کے قیدی کو قتل کیا جائے گا، ان کے بھگوڑے کا تعاقب کیا جائے گا۔ اور ان کے زخمی کا کام تمام کیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے اہل قبلہ (باغیوں) کے ساتھ وہ سلوک کیا جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مشرکوں کے ساتھ بھی نہیں کیا تھا۔ امام علیہ السلام پہلے تو یہ کلام سن کر ناراض ہوئے پھر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا: بخدا آنجناب علیہ السلام نے ان لوگوں کے بارے میں وہی سلوک کیا جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن مشرکین کے ساتھ کیا تھا۔ فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے مالک (اشترؒ) کو لکھا جو کہ جمل کے دن مقدمۃ الجیش کا سردار تھا کہ اس شخص کو نیزہ نہ ماریں جو لڑائی کی طرف متوجہ نہ ہو، اس کو قتل نہ کریں جو میدان سے بھاگ رہا ہو۔ اور کسی زخمی کا کام تمام نہ کریں۔ اور جو اپنا دروازہ بند کرے وہ مامون ہے۔ مالک نے امام علیہ السلام کا حکمنامہ لے کر پڑھے بغیر اپنے آگے گھوڑے کی زین کے اگلے حصہ پر رکھ لیا۔ اور فوج کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو قتل کرو۔ چنانچہ ان کو بصرہ کے کوچوں تک پہنچا کر دم لیا۔ پھر مکتوب کو کھول کر پڑھا۔ اور ایک منادی کو حکم دیا کہ اس مکتوب کے مندرجات کی منادی کرے۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن شریک اپنے باپ (شریک) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب جمل والے دن (مخالف) لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی اور لوگوں نے بھاگنا شروع کیا۔ تو حضرت امیر علیہ السلام نے حکم دیا کہ بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرو، کسی زخمی کا کام تمام نہ کرو۔ اور جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے وہ امن میں ہے۔ لیکن جب صفین کی جنگ ہو رہی تھی تو آپ علیہ السلام نے آنے جانے والے کو قتل کیا، زخمی کا کام تمام کیا۔ ابان بن تغلب نے عبداللہ بن شریک سے کہا یہ تو (ایک قسم کے لوگوں سے) دو قسم کی رفتار ہے؟ عبداللہ نے جواب دیا کہ جنگ جمل میں طلحہ و زبیر قتل ہو گئے تھے (لہٰذا ان کا کوئی گروہ باقی نہیں رہا تھا)۔ مگر (صفین میں باغیوں کا سرغنہ) معاویہ زندہ اور

موجود تھا (جس کی طرف وہ رجوع کرتے تھے)۔

(الفروع، التہذیب، رجال کشی، کذا فی تحف العقول عن الامام علی الہادی علیہ السلام فی جواب مسائل یحییٰ بن اکثم)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۵ و ۳۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

باغیوں کے قیدیوں اور ان کے مالِ غنیمت کا حکم؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اہل جمل سے جو سلوک کیا تھا۔ وہ ان کے شیعوں کے لئے ان تمام چیزوں سے بہتر تھا جن پر سورج طلوع کرتا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ کل کلاں ان کے مخالفوں کو (صفین میں) غلبہ ہو سکتا ہے۔ تو اگر آپ ان کو قید کرتے تو ان کے شیعہ بھی قید کئے جاتے۔ راوی نے عرض کیا کہ آیا حضرت قائم آل محمد علیہ السلام بھی اپنے مخالفین سے یہی سلوک کریں گے؟ فرمایا: نہ۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس لئے ان پر احسان کیا تھا کہ کل کلاں ان کے غلبہ کا علم تھا۔ مگر حضرت قائم علیہ السلام کو علم ہے کہ ان کے مخالفین کو کبھی غلبہ حاصل نہیں ہوگا۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن، علل الشرائع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود روایت کرتے ہیں راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ جب حضرت قائم علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو وہ لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟ فرمایا: وہی سلوک کریں گے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے غلبۂ اسلام کے وقت لوگوں سے کیا تھا؟ راوی نے عرض کیا کہ آنحضرت علیہ السلام نے اس وقت کیا سلوک کیا تھا؟ فرمایا: دورِ جاہلیت کے طریقہ کار کو باطل قرار دے کر لوگوں سے عدل و انصاف کا برتاؤ کیا تھا۔ اسی طرح حضرت قائم علیہ السلام بھی اپنے قیام کے دور میں صلح و سکون والے آئین کو باطل کرکے ان کے ساتھ (اسلامی) عدل و انصاف کا برتاؤ برتیں گے۔ (التہذیب)

۳۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے (اپنی جنگوں میں مخالف) لوگوں سے کیا سلوک کیا تھا؟ فرمایا: ابوالیقظان رحمہ اللہ (جناب عمار بن یاسر) نے جو بڑا ذہین آدمی تھا، عرض کیا: یا امیر المؤمنینؑ! آپ ان لوگوں (اہل جمل) سے کیا سلوک کریں گے؟

فرمایا: اسی طرح احسان والا سلوک کروں گا جو (فتح مکہ کے دن) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ سے کیا تھا۔ (التہذیب)

۴۔ مروان بن حکم بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے بصرہ والے دن ہمیں شکست دے دی۔ تو ہم لوگوں سے چھینا ہوا سب مال واپس لوٹا دیا جس نے بیّنہ (دو گواہ) پیش کر دیے اسے اس کے مطابق اور جو بیّنہ پیش نہ کر سکا۔ اس سے حلف لیا۔ کسی شخص نے عرض کیا: یا امیر المومنین! مال غنیمت اور قیدی ہم میں تقسیم کریں۔ اور جب کچھ اور لوگوں نے بھی یہی مطالبہ کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ام المومنین (عائشہ) کو تم میں سے کون اپنے حصہ میں لے گا؟ اس پر وہ لوگ خاموش ہو گئے۔ (التہذیب، علل الشرائع، قرب الاسناد)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر حضرت امیر علیہ السلام اپنی جنگوں میں اپنے مخالفوں کو قید کرنے اور ان کا مالِ غنیمت حاصل کرنے سے درگزر نہ کرتے تو ان کے شیعوں کو لوگوں سے بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا۔ (اور آج ان سے بھی وہی سلوک روا رکھا جاتا)۔ بخدا ان کی سیرت ان کے شیعوں کے لئے ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع کرتا ہے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ و ۲۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶
باغیوں کے قتال و جہاد کا حکم؟

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے روبرو بنی فلاں کے ایک شخص کا ذکر کیا گیا اور کہا گیا کہ اگر ہم ان لوگوں میں سے ہوتے جنہوں نے کوفہ میں خروج کیا تھا (سادات بنی ہاشم) تو وہ ہماری مخالفت کرتا۔ تو؟ فرمایا: ان سے قتال کرو۔ کیونکہ یہ لوگ بمنزلۂ تُرک و روم کے (کفار کے) ہیں یہ دشمن کی سرحد سے فراری ہیں ان سے قتال و جہاد کرو۔ (التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ناصبی (دشمن اہل بیتؑ) کا مال اور ہر وہ چیز جو اس کی ملکیت میں ہے وہ (اہل ایمان کے لئے) حلال ہے۔ سوائے اس کی عورت کے کیونکہ اہل شرک کا

نکاح جائز ہے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکوں کو (حرامزادہ ہونے) کی گالی دینے کی ممانعت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ ہر قوم و (ملت) کا نکاح ہوتا ہے۔ (فرمایا) اگر ہمیں یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ ان کے ایک شخص کے عوض تمہارا ایک شخص قتل نہ ہو جائے۔ حالانکہ تمہارا ایک شخص ان کے ہزار اشخاص سے بہتر ہے۔ تو ہم تمہیں حکم دیتے کہ تم ان کو قتل کرو۔ لیکن (تم ایسا نہ کرو)۔ یہ بات امام سے متعلق ہے۔ (وہ مناسب کاروائی کریں گے)۔ (ایضاً)

۳۔ ابن مغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں حروریہ (خوارج) کا تذکرہ کیا گیا؟ فرمایا: اگر وہ امام عادل یا (مسلمانوں کی) جماعت کے خلاف خروج کریں تو تم ان سے قتال و جہاد کرو۔ اور اگر وہ کسی ظالم و جائر امام کے خلاف خروج کریں تو پھر ان کے خلاف جہاد نہ کرو۔ کیونکہ یہ ان کے لئے ایک ایسی رسی ہے جس میں وہ بندھے ہوئے ہیں۔
(التہذیب، علل الشرائع)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہروان میں خارجیوں کے خلاف جہاد سے فارغ ہوئے تو فرمایا: میرے بعد ان سے جو بھی ان کے خلاف قتال کرے گا (بنی امیہ اور بنی عباس) تو یہ اس سے زیادہ حق کے قریب ہوں گے۔ (التہذیب)

۵۔ عبد الرحمٰن بن حجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے (نام نہاد) اہل قبلہ کے خلاف جہاد کرنے میں خیر و برکت تھی۔ کیونکہ اگر آپ علیہ السلام ان کے خلاف جہاد نہ کرتے تو کسی کو معلوم نہ ہو سکتا کہ ان (باغیوں) کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جمیل بن دراج بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا خارجی (دین و ایمان میں) شک کرنے والوں میں سے ہیں؟ فرمایا: ہاں! اس پر بعض اصحاب نے عرض کیا: وہ کس طرح اہل شک ہیں جبکہ وہ تو جہاد کی دعوت دیتے ہیں؟ فرمایا کہ جو کچھ اس کے اندر ہے (امام حق کے بارے میں شک و شبہ ہے) اس کی وجہ سے اہل شک میں سے ہیں۔ (ایضاً)

۷۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عمر بن علی سے اور وہ اپنے اب و جد سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علی! میرے بعد فتنہ (اور بغاوت) میں (آپ کے ہمراہ ہو کر) اہل ایمان پر اسی طرح (باغیوں سے) جہاد کرنا واجب

قرار دیا گیا ہے جس طرح مشرکوں اور کافروں کے خلاف ان پر میرے ہمراہ ہوکر جہاد کرنا واجب قرار دیا گیا ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! وہ فتنہ کیا ہے؟ جس میں ہم پر جہاد کرنا واجب قرار دیا گیا ہے؟ فرمایا: یہ ان لوگوں کے خلاف جہاد ہے۔ جو خدا کی وحدانیت اور میری رسالتؐ کی گواہی تو دیتے ہوں گے۔ مگر وہ میری سنت کی مخالفت کرتے ہوں گے، اور میرے دین (کے حقائق) پر طعن وتشنیع کرتے ہوں گے۔ جناب امیر علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! جب وہ خدا کی توحید اور آپ کی رسالت کی شہادت دیتے ہوں گے تو پھر ان کے خلاف کس طرح جہاد کریں؟ فرمایا: دین میں احداث (وبدعات) پھیلانے کی، میرے امر (سنت) سے علیحدگی اختیار کرنے اور میری عترت کے خون کو مباح سمجھنے کی وجہ سے۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۸۔ عبداللہ بن ابی اوفی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خارجی لوگ دوزخیوں کے کتے ہیں۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ دار التقیہ میں کسی ناصبی اور کافر کا قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر اس کا جو قاتل ہو۔ یا فتنہ وفساد میں کوشاں ہو! اور وہ بھی تب کہ جب تمہیں اپنی ذات یا اپنے اصحاب کے بارے میں کوئی خوف وخطر نہ ہو۔ (عیون الاخبار)

۱۰۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امیر علیہ السلام نے جن لوگوں کے خلاف لشکرکشی کی وہ ان کو شرک ونفاق کی طرف منسوب نہیں کرتے تھے۔ بلکہ فرماتے تھے کہ ہمارے بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تقیہ[1] پر محمول ہے۔

۱۱۔ ابان بن صلت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عباسی بسا اوقات آپ کا ذکر کرتا ہے اور مجھے (آپ کے بارے میں غلط باتیں) سناتا ہے۔ اور بسا اوقات وہ میرے ہاں رات کو یا دن کے وقت سو جاتا ہے۔ اگر میں اس کا گلہ دبا دوں۔ تاکہ وہ ہلاک ہو جائے۔ اور میں کہہ دوں گا کہ اچانک مر گیا ہے؟ امام علیہ السلام نے تین بار ہاتھ جھاڑ کر فرمایا: نہ ابان۔ نہ ابان۔ (ایسا نہ کرنا۔ ورنہ تمہارا نقصان

---

[1] کیونکہ اس میں باغیوں کو اہل ایمان کا بھائی کہا گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مومن مومن کا بھائی ہوتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے قرآن مجید میں وارد ہے: ﴿و بعثنا الی ثمود اخاھم صالحا﴾ "ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا تھا۔" (احقر مترجم عفی عنہ)

ہوگا)۔ پھر عرض کیا کہ فضل بن سہل اپنے اموال کے متعلق مجھے عراق بھیجتا ہے اور میرے جانے کے چند دن بعد عباسی نے عراق جانا ہے۔ کیا میں قم میں آپ کے بعض موالیوں کو کہتا جاوں کہ ان کے بتیس تیس آدمی نکل کر اور ڈاکوؤں اور چوروں کے روپ میں اسے قتل کر ڈالیں۔ اور کہا بھی یہی جائے گا کہ اسے چوروں نے قتل کر ڈالا؟ راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام یہ کلام سن کر خاموش رہے نہ ہاں کی اور نہ نہ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس خاموشی کا سبب تقیہ ہے۔ اور ایسا کرنے کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔ ورنہ اگر امام علیہ السلام اسے غلط سمجھتے تو پھر ممانعت کرنے میں تو کوئی تقیہ نہ تھا۔

۱۲۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے بعد خارجیوں کو قتل نہ کرنا کیونکہ جو شخص حق کو ڈھونڈنا چاہے اور غلطی کر جائے (جیسے خوارج) وہ اس شخص کی طرح نہیں ہوتا جو بالا رادہ باطل کو تلاش کرے اور اسے پالے (جیسے معاویہ اور اس کے اصحاب)۔ (نہج البلاغہ)

باب ۲۷

میدانِ جنگ میں اگر دشمن تین ہوں (اور مسلمان ایک) تو ان سے مسلمان کا بھاگنا جائز ہے۔ لیکن اگر دشمن ایک یا دو ہوں یعنی دوگنا ہوں تو پھر فرار جائز نہیں ہے۔ (اگر دوگنا سے زائد ہوں تو پھر فرار جائز ہے)۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن صالح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص میدان کارزار میں دو دشمنوں سے فرار کر جائے۔ وہ (شرعاً لشکر سے) فراری ہے (جو کہ حرام ہے) اور جو تین سے بھاگے وہ فراری نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: اوائل میں خدا نے ایک مومن پر فرض کیا تھا کہ دس کافروں اور مشرکوں سے جہاد کرے۔ اور ان سے منہ نہ موڑے۔ اور جو منہ موڑے گا وہ اپنی جگہ جہنم میں مہیا کرے گا۔ پھر ان کے حال پر ترس کھاتے ہوئے اس میں کمی کر دی اور مومن پر دو کافروں سے جہاد واجب قرار دیا۔ پس دو نے اس سابقہ فرض کو منسوخ کر دیا۔ (ایضاً)

۳۔ جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اپنے رسالہ محکم و متشابہ میں تفسیر نعمانی کے حوالہ سے اور وہ باسناد خود اسماعیل بن جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت

امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجناب علیہ السلام نے ناسخ ومنسوخ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب خداوند عالم نے ابتداء میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث بر سالت فرمایا تو ان کو صرف زبانی دعوت (اسلام) دینے کا حکم دیا۔ اور ان پر یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ﴾ (کہ کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کرو اور ان کی ایذا رسانی ترک کرو)۔ اور جب کفار نے آپؐ پر شبخون مار کر (آپ کو شہید کرنا چاہا) تو خدائے تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ اور (ہجرت کے بعد) آپ کو (کفار سے) جہاد کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا﴾ (بعد ازاں قتال وجہاد والی چند آیتیں ذکر کرنے کے بعد) فرمایا: پس اس جہاد والی آیت نے اس روکنے والی آیت ﴿وَدَعْ اَذٰىهُمْ﴾ کو منسوخ کر دیا۔ اور اسی سلسلہ (ناسخ ومنسوخ) میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پہلے امت محمدیہؐ پر فرض کیا کہ ایک مسلمان دس کافروں سے جہاد کرے چنانچہ فرمایا: ﴿اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ. وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (اگر تمہارے بیس صابر ہوئے تو وہ دوسو پر غالب رہیں گے اور اگر تمہارے ایک سو ہوئے تو کفار کے ایک ہزار پر غلبہ پائیں گے)۔ پھر خدا نے اسے منسوخ کر دیا اور فرمایا: ﴿اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا. فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ. وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ﴾ (اب خدا نے یہ جانتے ہوئے کہ تم میں کمزوری آگئی ہے تمہارے لئے تخفیف کر دی ہے۔ لہٰذا اگر تمہارے ایک سو ہوں گے تو وہ ان کے دوسو پر غالب آئیں گے اور اگر تمہارے ایک ہزار ہوئے تو ان کے دو ہزار پر غالب آئیں گے)۔ پس اس آیت نے سابقہ آیت کو منسوخ کر دیا۔ پس جب جنگ میں تعداد کی نسبت یہ ہو کہ ہمارے ایک کے مقابلہ میں وہ دو سے زیادہ ہوں تو اس صورت میں اگر یہ فرار کر جائے تو وہ میدان سے فراری متصور نہ ہوگا۔ اور اگر ایک کے بالمقابل دو کی نسبت ہو اور پھر بھاگ جائے تو یہ فراری متصور ہوگا۔ (المحکم والمتشابہ)

باب ۲۸

جو مسلمان بھاری زخم لگنے کے بعد (کافروں کے ہاتھ میں) قید ہو جائے، اس کا فدیہ بیت المال سے ادا کیا جائے گا ورنہ اس کے اپنے مال سے۔ اور زخم کے بغیر اپنے آپ کو قید کے لئے پیش کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کے ہاتھ سورۂ برأت دے کر (اور بروایت دیگر علم دے کر) بھیجا۔ تو ان کے ہمراہ کچھ آدمی بھی بھیجے۔ اور فرمایا: تم میں سے جو شخص سخت بھاری زخم کے بغیر قید ہوگا وہ ہم سے نہیں ہوگا۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھاری زخم کے بغیر گرفتار ہو جائے۔ اس کا فدیہ بیت المال سے ادا نہیں کیا جائے گا ہاں البتہ اگر اس کے گھر والے چاہیں گے تو اس کے اپنے مال سے فدیہ ادا کریں گے۔ (الفروع)

باب ۲۹

میدانِ کارزار سے فرار حرام ہے ماسوا بعض مستثنیٰ صورتوں کے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ایک کلام کے ضمن میں فرمایا کہ بھگوڑے آدمی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے پروردگار کو ناراض کرنے والا اور اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنے والا ہے۔ اور فرار کرنے میں خدا کی ناراضی ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والی ذلت و رسوائی ہے اور عار و شنار ہے۔ نیز فرار کرنا آدمی کی زندگی میں اضافہ بھی نہیں کرتا اور اس کے مقررہ دن کے درمیان حائل نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی وہ اپنے رب کو راضی کرتا ہے۔ (فرمایا) آدمی کا حق پر رہ کر مر جانا بری صفتوں سے ملوث ہو کر زندہ رہنے سے بہتر ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے ان کے مسائل کے جواب کے ضمن میں انہیں لکھا: خدا نے میدانِ کارزار سے فرار کرنے کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ اس میں دین کی کمزوری، انبیاءؑ اور عادل ائمہؑ کا استخفاف و سبکی ہے اور دشمنوں کے خلاف ان کی مدد و نصرت سے دست برداری ہے۔ بلکہ انہوں نے جس چیز کی دعوت دی ہے یعنی اقرار توحید کرنے، عدل و انصاف کا اظہار کرنے، ظلم و جور ترک کرنے اور فتنہ و فساد کے مٹانے کی اس فرار میں گویا اس دعوت کو رد کرکے ان ذوات کو سزا دی گئی ہے۔ کیونکہ اس طرح دشمن کو مسلمانوں کے خلاف کاروائی کرنے کی جرأت بڑھ جاتی ہے کہ وہ ان کو قید کرتا ہے، قتل کرتا ہے۔ اور خدا کے دین کو ختم کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔
(الفقیہ، علل الشرائع، عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ و ۲۷ میں اور اس سے بھی پہلے ج ۲،

باب ۲۰ از احتضار، باب ا، از نماز جعفر طیارؑ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۵ از جہاد نفس میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۰

جب مسلمان اعوان و انصار کم ہوں تو پھر باغیوں اور مشرکوں سے جہاد ساقط ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہیثم بن اسحاق رمّانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: فرزند رسولؐ! مجھے یہ بتائیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت امیر علیہ السلام نے پورے پچیس سال تک اپنے دشمنوں سے جہاد کیوں نہیں کیا؟ اور اپنی حکومت کے دوران کیوں کیا؟ فرمایا: انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اقتداء کی ہے کہ جنہوں نے اعلانِ نبوت کے بعد پورے تیرہ سال تک مکہ میں اور ہجرت کے بعد انیس ماہ تک مشرکوں سے جہاد نہیں کیا تھا۔ (اور بعد میں کیا)........... اور اس کی وجہ صرف اعوان و انصار کی قلت تھی۔ اور اسی وجہ سے حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے دشمنوں سے جہاد نہیں کیا کہ ان کے انصار و اعوان بھی کم تھے۔ تو اگر تیرہ سال اور انیس ماہ تک کافروں سے جہاد نہ کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ تو اگر حضرت امیر علیہ السلام پچیس سال تک جہاد نہ کریں تو ان کی امامت پر بھی کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(عیون الاخبار، علل الشرائع)

۲۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ان (اپنے دشمنوں) سے کیوں جہاد نہیں کیا؟ فرمایا: دو وجہ سے، ایک تو خدا کے علم کی وجہ سے کہ جو کچھ ہونا ہے وہ ہو کر رہے۔ دوسرا، اعوان کی قلت کی وجہ سے۔ کیونکہ آنجناب علیہ السلام کے ہمراہ صرف تین اہل ایمان تھے۔ وبس۔ (علل الشرائع، تفسیر عیاشی)

۳۔ جناب عیاشی باسناد خود ابو اسامہ شحّام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ (مخالف) لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر (خلافت) حضرت علی علیہ السلام کا حق تھی تو آپ علیہ السلام نے اپنے حق کے حصول کے لئے جنگ کیوں نہ لڑی؟ فرمایا: خدا نے انصار و اعوان کے بغیر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سوا اور کسی کو جہاد کرنے کی تکلیف نہیں دی۔ ہاں البتہ اپنے نبیؐ کے بارے میں فرمایا: ﴿فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ﴾ (خدا کی راہ میں جہاد کریں صرف آپ کی ذات کو تکلیف دی

جاتی ہے)۔ مگر دوسرے لوگوں کے بارے میں فرمایا: ﴿اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ﴾ (کہ صرف اس شخص کو میدانِ جنگ سے فرار کی اجازت ہے جو جہاد کے لئے جگہ بدلنا چاہے یا اپنے گروہ کے ساتھ شامل ہونا چاہے)۔ مگر جناب امیر علیہ السلام کے پاس کوئی گروہ نہ تھا۔ اور اگر ہوتا تو آپ علیہ السلام ضرور جہاد کرتے۔ (تفسیر عیاشی)

باب ۳۱

(میدانِ کارزار میں) مبارزہ (مدِ مقابل) طلب کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن جمیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ دو صفوں کے درمیان حکم امام کے بعد مدمقابل طلب کرنے کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ مگر حکم امام کے بعد مبارزہ طلب کیا جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے بنی ہاشم کے ایک شخص (مجاہد) کو دعوتِ مبارزت دی۔ مگر اس نے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تم نے کیوں انکار کیا؟ اس نے عرض کیا کہ یہ شخص عرب کا شہسوار ہے۔ میں ڈر گیا کہ کہیں مجھ پر غالب نہ آ جائے؟ فرمایا: اس نے (مبارزت کر کے) تم پر بغاوت و تعدّی کی ہے لہٰذا اگر تم اس کا مقابلہ کرتے تو اسے قتل کر ڈالتے۔ (فرمایا) اگر کوئی پہاڑ بھی کسی پہاڑ پر ظلم و تعدی کرے تو خدا اسے توڑ دے گا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بار (کسی جنگ میں) حضرت امام حسین علیہ السلام نے مبارز طلب کیا۔ جب جناب امیر علیہ السلام کو اس کا پتہ چلا تو فرمایا: اگر دوبارہ ایسا کیا تو تمہیں سزا دوں گا۔ اور کسی دوسرے شخص نے مبارز طلب کیا۔ اور تم نے لبیک نہ کہی تو تب بھی میں تمہیں سزا دوں گا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہ (مبارز طلبی) بغاوت[۱] ہے۔ (الفروع، عقاب الاعمال)

۳۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجناب علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے فرمایا: بیٹا! کبھی (دشمن کو) مبارزہ کی دعوت نہ دینا۔ ہاں البتہ اگر وہ دعوت دے تو لبیک ضرور کہنا۔ کیونکہ دعوت دینے والا باغی ہوتا ہے۔ اور باغی پچھاڑا جاتا ہے۔ (نہج البلاغہ)

۱۔ یہ روایت امام علیہ السلام کے ترکِ اولیٰ پر محمول ہے۔ یا تعلیم المسئلہ پر یعنی اس سے دوسروں کو مسئلہ سمجھانا مطلوب ہے۔ (مرآۃ العقول)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۲

اگر چہ قیدی کافر ہو جسے کل کلاں قتل بھی کرنا ہو تب بھی اس سے نرمی کرنا اور اسے کھلانا پلانا مستحب ہے اور جو اسے قید کرے گا وہی اسے کھانا کھلائے گا۔ اور جو قید خانہ میں ہوگا اسے بیت المال سے کھلایا جائے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیدی کا کھانا پانی اس شخص کے ذمہ ہے جو اسے قیدی کرے گا۔ اگر چہ کل اس کے قتل کرنے کا بھی ارادہ ہو۔ کیونکہ قیدی کافر ہو یا کوئی اور اسے کھانا پلانا چاہیئے اور اس سے ... کرنی چاہیئے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت مبارکہ ﴿وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا﴾ کا مطلب دریافت کیا؟ فرمایا: اس سے مراد قیدی ہے! فرمایا: یتیم کو کھانا کھلایا جائے گا۔ اگر چہ اسے قتل کرنے کی طرف لے جایا جا رہا ہو۔ اور فرمایا: جس شخص کو ہمیشہ کی قید و بند میں رکھا جاتا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام اس کے کھانے کا بہت انتظام کرتے تھے۔ (التہذیب)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ قیدی کو کھانا کھلانا اور اس سے نیکی کرنا واجب ہے۔ اگر چہ کل اسے قتل ہی کردو۔ (قرب الاسناد)

باب ۳۳

جب تک باغی جنگ کی ابتداء نہ کریں اس وقت تک اہل حق کو جنگ سے روکنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن جندب سے اور وہ (اپنے) باپ (جندب) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام ہر اس مقام پر جہاں بھی ہماری دشمن سے مڈبھیڑ ہوتی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک یہ لوگ جنگ کا آغاز نہ کریں تب تک تم آغاز نہ کرنا۔ کیونکہ ایک تو خود تم حق اور حجت پر ہو۔ اور دوسرا تمہارا پہل نہ کرنا تمہارے لئے ایک اور حجت ہے۔ اور جب جنگ میں ان کو شکست دے دو۔ تو بھاگنے والے کو قتل نہ کرو، زخمی کا کام تمام نہ کرو۔ اسے ننگا نہ کرو اور کسی مقتول کا مُثلہ نہ کرو۔ (اس کے کان اور ناک وغیرہ

اعضائہ کاٹو)۔ (الفروع)

۲۔ جناب شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کے دوسرے کلام میں یوں وارد ہے کہ فرمایا کہ جب قوم (مخالفین) سے مڈبھیڑ ہو تو جب تک وہ آغازِ جنگ نہ کریں۔ تم ان سے قتال نہ کرو۔ ہاں جب وہ ابتداء کریں تو پھر ان پر ٹوٹ پڑو۔ (ایضاً)

باب ۳۴

جہاد و قتال کے جملہ آداب کا بیان؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عقیل خزاعی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امیر علیہ السلام کسی جنگ میں موجود ہوتے تھے تو مسلمانوں کو چند وصیتیں فرمایا کرتے تھے: (۱) نماز کی نگہداشت کرنا، اس کی حفاظت کرنا اور بکثرت پڑھنا اور اس کے ذریعہ سے خدا کا تقرب حاصل کرنا۔ کیونکہ یہ (نماز) اپنے اوقات پر اہل ایمان پر واجب کی گئی ہے۔ (فرمایا) یہ وہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ جسے کافر بھی جانتے ہیں۔ چنانچہ ان سے پوچھا جائے گا کہ ﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ﴾ (تمہیں کیا چیز جہنم میں لے گئی؟) تو وہ کہیں گے: ﴿لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ﴾ (ہم نماز نہیں پڑھتے تھے)۔ خدا نے اس کی معرفی کرادی ہے۔ اور اس سے ان اہل ایمان کو نوازا ہے جن کو مال و متاع کی زیب و زینت اور مال و اولاد کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز سے غافل نہیں کرتی۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ﴾ (یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو کاروبار اور خرید و فروخت خدا کی یاد اور نماز قائم کرنے سے غافل نہیں کرتی)۔ (فرمایا) باوجودیکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنت کی بشارت مل چکی تھی۔ اس کے باوجود وہ اپنے نفس کو (نماز کی وجہ سے) مشقت میں ڈالتے تھے چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا...... الآيه﴾۔ چنانچہ آپ اپنے اہل و عیال کو نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے اور خود اس (کی تکلیف) پر صبر کرتے تھے۔ (۲) پھر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کو مسلمانوں کے لئے تقرب کا باعث قرار دیا گیا ہے اور جو شخص پیسے کے لالچ میں قلبی خوشی سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو وہ سنت سے جاہل ہے اور اجر و ثواب کے اعتبار سے وہ خسارا میں ہے، مقصد حیات گم کردہ ہے اور اس کی حسرت و ندامت طویل ہے۔ کیونکہ اس نے خدا کے حکم کو ترک کیا ہے اور اس چیز سے روگردانی کی ہے جس پر بندگانِ خدا میں مصالحت کی گئی ہے۔ ارشاد قدرت ہے: ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ (۳) پھر امانت کی ادائیگی لازم ہے کیونکہ جو امین نہیں ہے وہ

خسارے میں ہے۔ اور اس کا عمل اکارت ہے۔ یہی امانت ہے جسے زمینوں، آسمانوں اور پہاڑوں پر پیش کیا گیا۔ مگر وہ باوجود اپنی وسعتوں، بلندیوں اور مضبوطیوں کے اس کے اٹھانے سے ڈر گئے۔ (مگر انسان نے اسے اٹھالیا)۔ (۴) پھر اسلام۔ (نماز۔ ن و) کے بعد جہاد کو افضل الاعمال قرار دیتا ہے اور اسی سے دین کا قوام و قیام ہے۔ اور اس کا اجر بہت عظیم ہے، نیز اس میں عزت و عظمت بھی ہے۔ اور نیکیاں بھی۔ اور شہادت کے بعد جنت کی بشارت و خوشخبری بھی! اور کل کلاں خدا کے ہاں رزق اور عزت و کرامت بھی۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ......الآیہ﴾ (جو لوگ خدا کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں۔ ان کو مردہ خیال نہ کرو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے ہاں سے رزق پاتے ہیں)۔ پھر (یہ بھی یاد رکھو کہ) جو جہاد کرنے کے مستحق ہیں اور گمراہی پر ایک دوسرے کے پشت پناہ ہیں ان کے خلاف جہاد کرنے سے ڈرنا۔ دین میں گمراہی ہے۔ اور اس طرح ذلت و رسوائی کے علاوہ دنیا بھی چھن جاتی ہے۔ اور اس طرح آدمی میدانِ کارزار سے فرار کر کے جہنم کا سزاوار بھی بن جاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ﴾ (اے ایمان والو! جب میدانِ کارزار میں دشمن کے لشکر سے تمہاری مڈبھیڑ ہو جائے تو ان کو پیٹھ نہ دکھاؤ)۔ پس ان مقامات پر خدا کے حکم پر عمل درآمد کرو۔ کہ جن میں صبر کرنا سعادت بھی ہے اور دنیا و آخرت کی ہر قسم کی ہولناکیوں اور ہر قسم کے خوف و ہراس سے نجات کا باعث بھی ہے۔ کیونکہ خداوند عالم کو ان چیزوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے جس میں لوگ شب و روز میں مشغول رہتے ہیں وہ سب کچھ جانتا ہے۔ نہ وہ گمراہ ہوتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔ پس (جہاد میں) صبر کرو۔ ثابت قدم رہو اور خدا سے فتح و نصرت کا سوال کرو۔ اور اپنے نفسوں کو جہاد و قتال پر آمادہ کرو۔ اور خدا سے ڈرو۔ کیونکہ خدا ڈرنے اور نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابو صادق بیان کرتے ہیں کہ میں نے تین مقامات جمل، صفین اور نہروان کے دن حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ لوگوں کو جہاد پر آمادہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے: اللہ کے بندو! خدا سے ڈرو۔ آنکھیں جھکاؤ۔ آوازیں آہستہ کرو۔ کلام کم کرو۔ اور اپنے نفوس کو منازلہ (نزال نزال کہنے)، مجادلہ (ایک دوسرے کو دھمکانے دھتکارنے)، مبارزہ (مدمقابل کو دعوت دینے)، مناضلہ (تیر اندازی کرنے)۔ منابذہ (باہمی دشمنی کرنے اور جدا ہونے)، معانقہ (دشمن سے گھتم گھتا ہونے)۔ اور مکارمہ (کرم میں مقابلہ کرنے) کے لئے آمادہ کرو۔ اور ثابت قدم رہو اور بکثرت خدا کا ذکر کرو۔ تاکہ فوز و فلاح پاؤ۔ اور آپس میں نزاع نہ کرو۔ ورنہ کمزور اور بزدل ہو جاؤ گے اور اس طرح تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو۔ کیونکہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ مالک بن اعین بیان کرتے ہیں کہ جنگ صفین میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے لوگوں پر جنگ و جدال پر برانگیختہ کرتے ہوئے فرمایا: خداوند عالم نے تمہیں ایک ایسے (جان کے) کاروبار کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔ جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے گی۔ اور خیر و خوبی تک پہنچادے گی۔ وہ (کاروبار یہ ہے): (۱) خدا پر ایمان لانا۔ (۲) اس کی راہ میں جہاد کرنا کہ خدا نے اس کا ثواب گناہوں کی بخشش اور جنات عدن میں بہترین مکانات ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ﴾ (خدا اپنے ان بندوں سے محبت کرتا ہے، جو اس کی راہ میں اس طرح جم کر لڑتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں) پس تم سیسہ پلائی ہوئی دیواروں کی مانند اپنی صفوں کو سیدھا رکھو، زرہ پوش کو مقدم کرو۔ اور جس کے بدن پر زرہ نہیں اسے مؤخر کرو۔ دانت پیسا کرو کہ ایسا کرنے سے تلوار کھوپڑی سے چوک جاتی ہے (کہ اعصاب تن جاتے ہیں لہٰذا تلوار اثر نہیں کرتی) اور نیزے پڑنے کے وقت ان کی انیوں کے ساتھ مڑ جاؤ کہ یہ ان کے زیادہ حرکت کا سبب ہے (جس سے وہ اثر نہیں کریں گے)۔ آنکھیں نیچی جھکا لو۔ کیونکہ یہ بات مضبوطی اور اس کے سکون کا باعث ہے (کہ جنگ کی ہولنا کیوں پر نگاہ نہ پڑے)۔ آوازوں کو ختم کردو۔ کیونکہ یہ بزدلی کو زیادہ دور کرتی ہے۔ اور وقار کے زیادہ قریب ہے۔ اور اپنے جھنڈوں کو ادھر اُدھر نہ پھیرو۔ اور ان کو صرف اپنے ان بہادروں کے ہاتھ میں دو جو واجب الحفاظت چیزوں کی حفاظت کرنے والے اور مصائب و شدائد پر صبر کرنے والے ہیں۔ کسی مقتول کا مُثلہ نہ کرو۔ اور جب مخالفین کی اقامت گاہوں تک پہنچ جاؤ۔ تو ان کی پردہ دری نہ کرو۔ ان کے گھر کے اندر داخل نہ ہو۔ اور ان کے (گھر سے) کوئی مال و منال نہ اٹھاؤ۔ سوائے اس مال کے جو ان کے لشکر سے دستیاب ہو۔ اور کسی عورت کو اذیت پہنچا کر برانگیختہ نہ کرو۔ اگرچہ وہ تمہیں اور تمہارے سرداروں پر سب وشتم بھی کرے کیونکہ یہ ناقص القویٰ، ناقص النفس اور ناقص العقل ہوتی ہیں۔ ہمیں (عہد رسالتؐ میں) ان سے ہاتھ روکنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ حالانکہ وہ مشرکہ (اور کافرہ) تھیں اور اگر کوئی شخص کسی عورت کو پکڑ لیتا تھا۔ تو یہ بات اس کے لئے اور اس کے بعد اس کی اولاد کے لئے باعث ننگ و عار سمجھی جاتی تھی۔ جان لو کہ واجب الحفاظت چیزوں کی حفاظت کرنے والے لوگ وہی ہوتے ہیں جو اپنے جھنڈوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کو آگے پیچھے (اور دائیں بائیں) جانب سے گھیرے رہتے ہیں اور ان کو (زمین بوس کرکے) ضائع نہیں کرتے۔ نہ اس سے اس قدر پیچھے رہتے ہیں کہ اسے (دشمن کے) حوالہ کردیں اور نہ اس سے اتنا آگے جاتے ہیں کہ اسے تنہا چھوڑ دیں (کیونکہ عام اہل لشکر علم ہی کو دیکھ کر دلیری سے لڑتے ہیں) خدا اس بندہ پر رحم فرمائے جو اپنے بھائی کے ساتھ مواسات و ہمدردی کرے۔ اور اپنے مدمقابل کو اپنے بھائی کی طرف نہ موڑے تاکہ یہ اور اس کا مدمقابل

اس پر اکٹھا حملہ نہ کریں۔ ورنہ وہ ملامت ہی ملامت حاصل کرے گا۔ اور کمینگی کا مظاہرہ کرے گا کہ وہ (اس کا بھائی) دو آدمیوں سے جنگ کر رہا ہو۔ اور یہ اس سے بھاگ کر خاموش تماشائی بن کر ان کی لڑائی دیکھتا رہے۔ (اور اپنے بھائی کی مدد نہ کرے)۔ پس جو ایسا کرے گا خدا اس سے نفرت کرے گا۔ پس اپنے آپ کو خدا کی نفرت اور ناراضی کے درپے نہ کرو۔ کیونکہ آخرکار تمہاری گزرگاہ خدا کی ہی طرف ہے۔ اور خدا فرماتا ہے: ﴿قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَکُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا﴾ (اے رسولؐ! کہہ دو کہ اگر تم موت یا قتل سے فرار کرو گے تو یہ فرار تمہیں کوئی فائدہ نہ دے گا۔ اور تمہیں بہت ہی کم فائدہ اٹھانے کا موقع ملے گا)۔ خدا کی قسم! اگر تم دنیا کی تلواروں سے فرار کرو گے تو آخرت کی تلوار (عذابِ الٰہی) سے نہیں بچ سکو گے۔ پس صبر و صداقت سے استعانت حاصل کرو۔ کیونکہ صبر و ضبط کے بعد نصرت نازل ہوتی ہے۔ پس خدا کی راہ میں اس طرح جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔ ﴿ولا قوۃ الا باللّٰہ﴾ (ہر قسم کی قوت و طاقت کا مرکز و معدن خدا کی ذات ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ جب تمہاری دشمن سے مڈبھیڑ ہو جائے تو کلام کم کرو۔ اور خدا کو یاد کرو۔ اور دشمن کو پیٹھ نہ دکھاؤ۔ ورنہ خدا کو ناراض کرو گے اور اس کے قہر و غضب کے مستوجب ہو جاؤ گے۔ اور جب اپنا کوئی برادر (ایمانی) زخمی حالت میں دیکھو۔ یا جو لڑنے سے کمزور پڑ گیا ہے یا دشمن جس کے (قتل کرنے یا قید کرنے کا) لالچ کر رہا ہے تو اسے اپنی جان دے کر بھی بچاؤ۔ (ایضاً)

باب ۳۵

جو کچھ مشرک مسلمانوں سے ان کی اولاد، غلام اور دیگر اموال لوٹ کر لے جائیں اور پھر وہ سب کچھ بطور مال غنیمت مسلمانوں کے قبضہ میں آ جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہشام بن سالم سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جنگ میں مشرکین مسلمانوں کی اولاد، ان کے غلام اور جو کچھ مال و دولت لوٹ کر لے جائیں۔ اور پھر مسلمان ان سے جنگ کرکے ان پر فتحیاب ہو جائیں۔ اور جو کچھ وہ لے گئے تھے یہ اسے بطور مال غنیمت لے آئیں تو مسلمانوں کی اولاد اور ان کے غلاموں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ فرمایا: جہاں تک ان کی اولاد کا تعلق ہے وہ تو اپنے ماں باپ، بھائی یا ولی کو گواہوں کے ساتھ واپس

لوٹائی جائے گی۔ اور جہاں تک غلاموں کا تعلق ہے تو وہ مسلمان مجاہدوں کے حصہ میں رکھ کر فروخت کئے جائیں گے (اور قیمت مجاہدوں کو ملے گی) اور ان کے اصلی مالکوں کو ان کی قیمت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔
(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ترکوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کی اور ان کی کچھ اولاد کو پکڑ کر لے گئے۔ اور پھر ان میں سے بعض کو وہاں سے چوری کر کے واپس لایا گیا۔ تو کیا جن کی وہ اولاد ہے ان کو واپس کی جائے گی؟ فرمایا: ہاں۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اور مسلمان اپنے مال کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔ وہ جہاں بھی (اور جس طرح بھی) اسے مل جائے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ جمیل ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس کا ایک غلام تھا جو دار الشرک میں گیا اور (پھر اسلامی جنگ اور اس کی کامیابی کے نتیجہ میں مسلمانوں نے) اسے قید کر لیا۔ تو؟ فرمایا: اگر مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے مالک پہنچ گیا۔ تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے (اسی کو ملے گا) اور اگر تقسیم کے بعد پہنچا تو پھر یہ اس کی قیمت کا زیادہ حقدار ہوگا۔ (جو بیت المال سے ادا کی جائے گی)۔ (ایضاً)

۴۔ طربال بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کی کنیز تھی جسے مشرک لوگ لوٹ کر اور ڈاکہ ڈال کر لے گئے۔ پھر مسلمانوں نے ان کے خلاف جہاد کیا۔ اور وہ مال غنیمت میں اسے قید کر کے لے آئے تو؟ فرمایا: اگر وہ مال غنیمت میں موجود ہو اور وہ شخص بینہ قائم کر کے ثابت کر دے کہ یہ اس کی کنیز ہے جسے کفار اس سے لوٹ کر لے گئے تھے تو وہ اسے مل جائے گی۔ اور اگر وہ فروخت کر دی گئی ہو اور مال غنیمت سے نکل گئی ہو۔ مگر اسے مل جائے۔ تو وہ اسے واپس لوٹائی جائے گی۔ اور جس نے خریدی تھی اس کی قیمت مجموعی مال غنیمت سے ادا کی جائے گی۔ عرض کیا گیا کہ اگر تمام مال غنیمت تقسیم ہو جائے اور لوگ اپنا اپنا حصہ لے کر چلے جائیں اور مالک کو اس کے بعد اپنی یہ کنیز ملے تو؟ فرمایا: بینہ قائم کر کے یہ اس سے واپس لے سکے گا جس کے پاس وہ ہے اور وہ شخص اس بات پر بینہ قائم کر کے امیر لشکر سے اس کی قیمت وصول کرے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور علماء کی ایک جماعت نے اس کے مطابق عمل کیا ہے اور جو حدیثیں اس کے خلاف ہیں ان کو تقیہ پر محمول کیا ہے۔

باب ۳۶

ہجرت کرنے کے بعد تعرّب (اعرابی بننا اور دیہات میں قیام کرنا) اور ایک مسلمان کا دارالحرب میں سکونت اختیار کرنا یا بلا ضرورت وہاں جانا حرام ہے۔ اور وہاں مسلمان کے قتل کرنے کا حکم؟ اور جس شخص کی عورت کفار کے پاس چلی جائے اور وہ دوسری عورت سے شادی کرے اس کا حق مہر بیت المال سے ادا کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ہجرت کے بعد پھر تعرّب (بدّو بننا اور دیہات میں قیام کرنا) نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ محمد بن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے میرے مسائل کے جواب کے ضمن میں مجھے لکھا کہ ہجرت کرنے کے بعد خداوند عالم نے تعرّب (بدّو بننے) کو حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے دین اور انبیاء و مرسلین اور حجج اللہ (صلوات اللہ علیہم اجمعین) کی معاونت چھوٹ جاتی ہے۔ علاوہ بریں اس میں کئی مفسدے ہیں۔ اور دیہات میں سکونت اختیار کرنے سے کئی صاحبانِ حق کے حق ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ایک شخص دین کی مکمل معرفت رکھتا ہو۔ تو اس کے لئے جاہلوں کے ساتھ اکٹھا رہائش رکھنا جائز نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں اندیشہ ہے کہ وہ علم (اور اس کے تقاضے) ترک کر کے جاہلوں کے زمرہ میں داخل ہو جائے۔ اور اس میں بہت آگے نکل جائے۔ (الفقیہ، علل الشرائع، عیون الاخبار)

۳۔ حذیفہ بن منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص ہجرت کے بعد پھر دیہاتی (بدو) بن جائے وہ اس امر (دین اسلام) کی معرفت کے بعد اس کا تارک ہے۔ (معانی الاخبار)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے (بنی) خثعم کی طرف ایک لشکر بھیجا جب اس لشکر نے ان کو

آ دبایا تو انہوں نے سجدہ کر کے (اظہارِ اسلام کر کے) پناہ لی۔ مگر لشکر نے اس کے باوجود بعض کو قتل کر دیا تو جب آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو فرمایا: ان کے نماز پڑھنے کی وجہ سے نصف دیت اس مقتول کے ورثا کو دو[1]۔ اور فرمایا: میں ہر اس مسلمان سے بری و بیزار ہوں جو دارالحرب میں مشرکوں کے ہمراہ رہائش رکھے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن مختار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کہہ دیتا ہے کہ میں غریب (اجنبی اور مسافر) ہوں مگر دراصل غریب تو وہ ہے جو دارالشرک میں رہتا ہے۔ (التہذیب)

۶۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد سندی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں (بعض اوقات) بلادِ شرک میں داخل ہوتا ہوں۔ اور جو لوگ ہمارے ہاں موجود ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر تو (وہاں) مر گیا تو ان لوگوں کے ہمراہ محشور ہوگا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے حماد! تو جب وہاں ہوتا ہے تو ہمارے امر (مذہب حق) کو یاد رکھتا ہے اور اس کی طرف (لوگوں کو) دعوت بھی دیتا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: اور جب تو یہاں اسلامی شہروں میں ہوتو تب بھی ہمارے امر کو یاد رکھ کر اس کی طرف دعوت دیتا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: (اس صورت میں کہ جب تو وہاں حق کی تبلیغ اور اس کی نشر و اشاعت کرتا ہے) اگر وہاں مر گیا تو تو اس طرح تنہا امت محشور ہوگا کہ تیرا نور تیرے آگے آگے دوڑ رہا ہوگا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۷۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ہجرت کے بعد تعرب نہیں ہے۔ اور فتح مکہ کے بعد اب ہجرت نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ عنوان باب میں بیان کردہ دوسرے مسئلہ کا حکم اس کے بعد حق مہر کے ضمن میں (باب ۱۷ از مہور میں) بیان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] اور باقی نصف اس لئے ساقط ہوگئی کہ اس نے دارالکفر میں سکونت اختیار کر کے گویا اپنے قتل میں اعانت کی ہے تو وہ ایسا متصور ہوگا جیسے کوئی شخص اپنی اور کسی دوسرے شخص کی جنایت کاری سے مر جائے تو اس صورت میں نصف دیت ساقط ہو جاتی ہے۔ (مرآۃ العقول)۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۷

جب ایک لشکر جہاد کرے اور مال غنیمت حاصل کرے اور پھر اس کے ساتھ ایک دوسرا لشکر شامل ہو جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے بعض برادرانِ ایمانی نے مجھے خط لکھا کہ میں ان کے لئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سیرت اور سنت کے متعلق چند مسائل دریافت کروں۔ چنانچہ میں نے وہ مسائل لکھ کر آنجناب علیہ السلام کی خدمت میں پیش کئے۔ جن میں ایک مسئلہ یہ تھا کہ جب ایک لشکر دشمن سے جہاد کرے اور (جنگ فتح کر کے) مال غنیمت حاصل کرے۔ مگر اس کے دار الاسلام کی طرف آنے سے پہلے اس کے ساتھ ایک اور (امدادی) لشکر شامل ہو جائے تو وہ بھی اس مال غنیمت میں پہلے لشکر کے ساتھ شریک ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جو ایک ایسی جماعت کے ساتھ جا کر شامل ہوا (جس نے دشمن سے جنگ کر کے) مال غنیمت حاصل کیا تھا۔ جبکہ یہ شخص جنگ میں شریک نہ تھا۔ فرمایا: یہ محروم ہے۔ اور حکم دیا کہ وہ مال غنیمت ان میں تقسیم کر دیا جائے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (چونکہ بظاہر ان دو روایتوں میں منافات ہے۔ اس لئے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس دوسری روایت کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ شخص اس وقت جا کر شامل ہو جبکہ وہ دار الاسلام کی طرف جا چکے ہوں۔ جبکہ پہلی روایت اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے کہ جب ہنوز وہ لشکر وہیں دار الحرب میں موجود ہو۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اقرب یہ ہے کہ امام علیہ السلام کے اس فرمان کہ "یہ محروم ہے" کا مطلب یہ ہے کہ وہ جہاد کے ثواب سے محروم ہے۔ ورنہ غنیمت میں تو حصہ دار ضرور ہے۔

باب ۳۸

جب کوئی لشکر کشتی کے اندر جنگ کرے (اور ظفریاب ہو جائے) تو مال غنیمت میں سے سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ ملے گا۔ اور اسی طرح اگر خشکی میں اس طرح جنگ کریں کہ پیادہ آگے ہوں اور وہی لڑیں تب بھی اسی طرح غنیمت تقسیم کی جائے گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن

میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک لشکر جو کہ کشتی میں سوار تھا اس نے کشتی سے ہی جنگ لڑ کر مال غنیمت حاصل کیا جبکہ ان میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جن کے پاس گھوڑے موجود تھے۔ مگر وہ سوار نہیں ہوئے۔ تو مال غنیمت کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟ فرمایا: سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ! میں نے عرض کیا: جب وہ گھوڑوں پر سوار ہی نہیں ہوئے تو پھر دوگنا کس طرح؟ فرمایا: اگر یہی گھڑ سوار پیادہ کے ہمراہ ہوتے (اور خشکی میں جنگ ہوتی) اور پیادہ آگے بڑھ کر لڑتے اور غنیمت حاصل کرتے تو کیا میں سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ نہ دیتا؟ حالانکہ جنگ تو پیادہ نے لڑی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آیا حاکم کسی کو زائد بھی دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ جنگ سے پہلے دے سکتا ہے۔ لیکن جنگ لڑنے اور غنیمت حاصل کرنے کے بعد نہ۔ کیونکہ غنیمت جمع ہو کر محفوظ ہو چکی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار کو تین حصے اور پیادہ کو ایک حصہ دیتے تھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب کسی سوار کے پاس ایک سے زیادہ گھوڑے ہوں۔

باب ۳۹

بیت المال اور غنیمت کے مال کی تقسیم میں لوگوں کے درمیان برابری کا بیان۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت علی علیہ السلام ظاہری خلافت پر فائز ہوئے تو منبر پر جا کر پہلے خدا کی حمد و ثنا کی۔ اس کے بعد فرمایا: خبردار! جب تک میرے پاس (گزر اوقات کے لئے) یثرب (مدینہ) میں چند کھجوریں موجود ہیں۔ میں تمہارے اس مال غنیمت میں سے ایک درہم بھی نہیں لوں گا! پس چاہیئے کہ تمہارے نفوس اس کی تصدیق کریں۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اپنے آپ کو محروم کر کے تمہیں (غلط) بخشی کروں گا؟ اس پر جناب عقیلؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: تو کیا آپ مجھے (جو آپ کا بھائی ہوں) اور ایک سیاہ فام کو برابر کر دیں گے؟ فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ کیا تمہارے علاوہ کوئی نہ تھا جو بات کرتا؟ اور بھلا تجھے اس (سیاہ فام) پر سوائے گزشتہ (خدماتِ اسلامی) اور تقویٰ کے اور کیا فضیلت ہے؟ (الروضہ)

۲۔ ابو مخنف ازدی بیان کرتے ہیں کہ چند شیعہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا امیر

المومنینؑ! اگر آپ یہ اموال (غنائم وزکوات وغیرہ) نکال کر بڑے بڑے رؤساء واشراف میں تقسیم کر دیتے۔ اور ان کو ہم پر ترجیح دیتے یہاں تک کہ جب معاملات درست ہو جاتے (اور حکومت مضبوط ہو جاتی) تو پھر عدل اسلامی کے قانون کے مطابق سب میں برابر تقسیم کرتے (تو بہتر ہوتا)۔ جناب امیر علیہ السلام نے (چین بجبیں ہو کر) فرمایا: افسوس ہے تم پر۔ کیا تم مجھے یہ مشورہ دیتے ہو کہ جن لوگوں پر مجھے حاکم بنایا گیا ہے ان (کی حق تلفی کر کے اور ان) پر ظلم و جور کر کے (بڑے بڑے رؤسا و امراء سے) فتح و فیروزی چاہوں؟ بخدا جب تک کوئی قصہ گو رات کو قصہ گوئی کرے گا اور جب تک میں آسمان میں کوئی ستارہ دیکھوں گا (یعنی کبھی بھی) ایسا نہیں ہو سکتا! فرمایا: اگر یہ میرا ذاتی مال ہوتا تب بھی میں ان کے درمیان برابر تقسیم کرتا۔ چہ جائیکہ یہ مال خود انہی لوگوں کا ہے۔

(کافی، السرائر ابن ادریس حلیؒ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے جبکہ آپ علیہ السلام سے بیت المال کی تقسیم کے بارے میں سوال کیا گیا تھا؟ اہل اسلام (دراصل) فرزندانِ اسلام ہیں۔ اس لئے میں برابری کی بنیاد پر عطا و بخشش کروں گا۔ ہاں ان کے فضل اور شرف کا معاملہ ان کے اور ان کے پروردگار کے درمیان ہے۔ میں تو ان کو یوں سمجھوں گا کہ جس طرح ایک شخص کی اولاد ہوتی ہے۔ کہ ان میں سے کسی کو اس کی فضیلت اور نیکی کی وجہ سے دوسرے کمزور اور ناقص پر وراثت میں کوئی ترجیح نہیں ہوتی۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ مگر ہمارے غیر (مخالف) یہ کہتے ہیں کہ میں اسلام میں ان کی خدمات کے مطابق عطا و بخشش میں ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت و ترجیح دوں۔ جس طرح کہ اسلام میں ان کے درجات مختلف ہیں۔ کیونکہ انہوں نے یہ مال بھی تو اسلام ہی کی وجہ سے حاصل کیا ہے۔ اور ان کو اس طرح قرار دوں جس طرح رشتہ داروں میں میراث تقسیم ہوتی ہے کہ ان میں سے بعض میت کے زیادہ قریب ہوتے ہیں (تو ان کو زیادہ ملتی ہے) اور بعض دور۔ مگر قرابت کی وجہ سے وارث سب ہوتے ہیں۔ عمر (بن الخطاب) ایسا ہی کرتے تھے۔ (التہذیب)

۴۔ جناب ابراہیم بن محمد ثقفی کتاب الغارات میں باسناد خود ابو اسحاق ہمدانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ تقسیم مال کے وقت دو عورتیں حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں جن میں سے ایک عربیہ تھی اور دوسری عجمیہ! تو آپ علیہ السلام نے دونوں کو پچیس پچیس درہم اور گندم کا ایک ایک کر (ایک پیمانہ) دیا۔ اس پر عربیہ نے کہا: یا امیر المومنینؑ! میں عربیہ عورت ہوں۔ جبکہ یہ عجمیہ ہے؟ (پھر عطا برابر کس طرح؟) فرمایا: بخدا میں اس سلسلہ میں اولادِ اسماعیل (عرب) کو اولادِ اسحاق (عجم) پر کوئی وجہ فضیلت نہیں دیکھتا۔ (کتاب الغارات)

۵۔ عاصم بن ضمرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے مال تقسیم کیا۔ اور سب لوگوں کو برابر برابر دیا۔(ایضاً)

۶۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ربیعہ اور عمارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امیر علیہ السلام (کی عدل گستری اور ان کے مساویانہ سلوک کرنے اور غلط بخشی نہ کرنے اور دین کے معاملہ میں کسی کی بھی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے) لوگ آپ علیہ السلام سے علیٰحدہ ہونے لگے۔ اور بہت سے لوگ طلب دنیا میں معاویہ کے پاس چلے گئے۔ تو آپ علیہ السلام کے اصحاب میں سے چند (مصلحت بین) آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! یہ مال جو پڑے ہوئے ہیں۔ یہ لوگوں کو دیں۔ اور عرب اور قریش کے اشراف کو اور ہر اس شخص کو جس کے معاویہ کے پاس بھاگ جانے کا اندیشہ ہے۔ عجمیوں پر ترجیح دیں! حضرت امیر علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: تم مجھے یہ کہتے ہو کہ میں (کچھ لوگوں پر) ظلم و جور کرکے (دوسرے بعض لوگوں) سے فتح و نصرت حاصل کروں۔ نہیں خدا کی قسم! میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ جب تک سورج ابھرتا اور کوئی ستارہ آسمان پر ظاہر ہوتا رہے گا۔ بخدا اگر یہ میرا ذاتی مال ہوتا تو میں تب بھی ہمدردی کی بنا پر برابر تقسیم کرتا۔ چہ جائیکہ یہ مال خود انہی لوگوں کا ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

باب ۴۰

مستحقین میں مال کے جلدی تقسیم کرنے کا بیان۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہلال بن مسلم سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں حضرتِ امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ شام کے وقت ان کے پاس کچھ مال لایا گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس مال کو تقسیم کرو۔ کارکنوں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! اب رات ہوگئی ہے۔ اسے کل تک چھوڑ دیں! فرمایا: تم ضمانت دیتے ہو کہ میں کل تک زندہ رہوں گا؟ فرمایا: پس اسے مؤخر نہ کرو۔ یہاں تک کہ تقسیم کرو۔ راوی کہتا ہے کہ شمع لائی گئی اور اس کی روشنی میں انہوں نے وہ مال غنیمت راتوں رات تقسیم کیا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۲۔ جناب ابراہیم بن محمد ثقفی کتاب الغارات میں مجمع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام ہر جمعہ کے دن بیت المال میں جھاڑو دیتے۔ پھر وہاں پانی چھڑکتے۔ بعد ازاں وہاں دو رکعت نماز پڑھتے۔ اور فرماتے کہ قیامت کے دن میرے حق میں گواہی دینا۔ (کہ میں نے مسلمانوں کا مال تیرے اندر بند نہیں

رکھا)۔ (کتاب الغارات)

۳۔ ضحاک بن مزاحم حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے خلیل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی چیز (مال وغیرہ) کل تک کے لئے بند کر کے نہیں رکھتے تھے۔ اور ابوبکر بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ مگر عمر نے دیوان مدون کئے اور وہ ایک سال سے دوسرے سال تک مال کو بند رکھتے تھے۔ مگر میں اسی طرح کرتا ہوں جس طرح میرے خلیل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام لوگوں کو جمعہ سے دوسرے جمعہ تک دیتے تھے اور فرماتے تھے:

هذا جنای و خیاره فیه . اذ کل جان یده الی فیه

(ایضاً)

۴۔ بکر بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: اے اہل کوفہ! اگر میں تمہارے ہاں سے سواری کے اونٹ، اس کے پالان اور ایک غلام کے سوا کچھ اور ہمراہ لے کر نکلوں۔ تو سمجھنا کہ میں خائن ہوں۔ اور آنجناب علیہ السلام کا خرچہ آپ کے اس غلہ سے آتا تھا جو کہ مدینہ کے مقام ینبع میں تھا۔ آپ لوگوں کو تو سرکہ اور گوشت کھلاتے تھے مگر خود زیتون کے تیل کے ساتھ ثرید (شوربے میں بھگوئی ہوئی روٹی) کھاتے تھے اور (کبھی کبھار) اس میں کھجور شامل کر کے اسے اور بھی زیادہ عمدہ بنا لیتے تھے۔ یہ تھا ان کا طعام۔ اور لوگوں کا خیال ہے کہ جو کچھ بیت المال میں ہوتا تھا وہ تقسیم کر دیتے تھے۔ اور اگلا جمعہ آنے تک بیت المال میں کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اور آپ جمعرات کی شام کو حکم دیتے کہ بیت المال میں چھڑکاؤ کیا جائے۔ پھر وہاں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ الحدیث۔ (ایضاً)

۵۔ ہارون بن مسلم بجلی اپنے باپ (مسلم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک سال کے اندر اندر حضرت امیر علیہ السلام نے لوگوں میں تین بار مال تقسیم کیا۔ پھر آپ کے پاس اصفہان سے خراج کا کچھ مال (رات کے وقت) آیا۔ فرمایا: لوگو! صبح آنا اور (اپنا مال) لے جانا۔ کیونکہ بخدا میں تمہارا خزینہ دار نہیں ہوں (چنانچہ مال تقسیم کر کے) حکم دیا کہ وہاں جھاڑو دیا جائے اور پانی چھڑکا جائے۔ اس کے بعد وہاں دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر فرمایا: اے دنیا! میرے غیر کو دھوکہ دے۔ پھر باہر نکلے تو دیکھا کہ مسجد کے دروازہ پر کچھ رسیاں پڑی ہوئی ہیں۔ فرمایا: یہ رسیاں کیسی ہیں؟ عرض کیا گیا کہ کسریٰ کی سرزمین (ایران) سے لائی گئی ہیں! فرمایا: ان کو بھی مسلمانوں میں تقسیم کر دو۔ (ایضاً)

باب ۴۱

غنائم اور ان جیسے مالوں کے تقسیم کرنے کی کیفیت؟

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک سرّیہ کو امام بھیجتے ہیں اور وہ مال غنیمت حاصل کرتے ہیں۔ اسے کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟ فرمایا: اگر تو انہوں نے امیر کی کمان میں جنگ و جہاد کیا ہے جسے امام علیہ السلام نے ان پر مقرر کیا تھا۔ تو پہلے اس سے خدا و رسولؐ (اور ذوی القربیٰ) کا خمس نکالا جائے گا اور باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کئے جائیں گے۔ اور اگر ایسے امیر کی کمان میں جہاد نہیں کیا۔ تو پھر وہ جو کچھ مال غنیمت حاصل کریں گے وہ مال امام ہوگا۔ وہ جہاں چاہیں گے اسے وہاں صرف کریں گے۔[1] (الفروع)

۲۔ حماد بن عیسیٰ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: غنیمت کے مال سے پہلے خمس نکالا جائے گا۔ اور وہ اسے دیا جائے گا جس کے لئے خدا نے مقرر کیا ہے۔ اور باقی ماندہ چار حصے جہاد کرنے والوں اور ان کے والی اور حاکم میں تقسیم کئے جائیں گے۔ اور امام کو یہ حق حاصل ہے کہ مال غنیمت تقسیم کرنے اور خمس نکالنے سے پہلے اس مال میں جو چیز اسے پسند ہو از قسم عمدہ کنیز، اعلیٰ سواری، کوئی اچھا کپڑا یا دیگر کوئی مال و متاع جو اسے پسند ہو وہ خود لے لے۔ فرمایا: مجاہدین کو زمین میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ اور نہ ہی ان چیزوں سے جن پر انہوں نے غلبہ حاصل کیا ہے۔ سوائے اس کے جو (مخالف) کے لشکریوں سے ملا ہے۔ اور بدوؤں کو بھی مال غنیمت میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ اگرچہ امام کے ہمراہ جہاد کریں۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ اپنے دیہاتوں میں رہیں گے اور ہجرت نہیں کریں گے۔ اس شرط کے ساتھ کہ اگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر کوئی دشمن اچانک حملہ آور ہوا تو آنحضرتؐ ان کو بلائیں گے اور وہ آنحضرتؐ کے ہمراہ ہو کر (دشمن سے) جہاد کریں گے۔ مگر ان کو غنیمت کے مال سے کچھ حصہ نہیں ملے گا۔ اور آنحضرتؐ کی جو سنت ہے وہ ان میں اور دوسرے لوگوں میں (قیامت تک) جاری رہے گی۔ اور وہ زمینیں جو گھوڑے اور سواریاں دوڑائے بغیر آرام سے (بذریعہ صلح وغیرہ) کفار سے حاصل ہوئی ہیں اور انہوں نے آسانی سے حوالے کر دی ہیں وہ وقف ہیں مگر رہیں گی ان لوگوں کے ہاتھوں میں جو انہیں آباد کریں گے۔ اور اس کی دیکھ بھال کریں گے اور وہ حاکم شرع کی

---

[1] ملا محسن فیض علیہ الرحمہ نے الوافی میں اس روایت کو شاذ قرار دیا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

صوابدید اوران کی طاقت وقوت کے مطابق اس کا خراج، یعنی آمدنی کا نصف یا ثلث کا دوثلث۔ الغرض جس قدر مصلحت کا تقاضا ہوگا۔ اوران کو ضرر وزیاں نہیں ہوگا۔ وہ ادا کریں گے۔ اور عشر (زکوٰۃ) ادا کرنے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ حاکم (شرع) اور کام کرنے والوں میں معاہدہ کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ اور جو کچھ حاکم (شرع) وصول کرے گا، اس سے حکومت اسلامی کا کاروبار کرنے والوں اور دین کے خدمت گزاروں پر صرف کرے گا۔ اور اس کے علاوہ دین اسلام کی تقویت اور اس کی نشر و اشاعت پر از قسم جہاد وغیرہ (اسلام اور مسلمانوں کے) عمومی مصالح پر۔ نہ کہ اپنے ذاتی مفاد کے لئے صرف فرمائے گا۔ (الاصول، الفروع، التہذیب)

۳۔ عبدالکریم بن عقبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں عمرو بن عبید (معتزلی) سے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے۔ اگر وہ (اہل کتاب) جزیہ دینے سے انکار کریں۔ اور تم ان سے جہاد کرو اور ان پر غالب آ جاؤ۔ تو مال غنیمت کے ساتھ کیا کرو گے؟ اس نے کہا کہ خمس نکال کر باقی چار حصے تمام مجاہدین میں تقسیم کر دیں گے۔ امامؑ نے فرمایا: تو نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کی مخالفت کی ہے۔ یہ تمہارے اور میرے درمیان مدینہ کے فقہاء و مشائخ موجود ہیں۔ ان سے پوچھو وہ بلا اختلاف بتائیں گے کہ آنحضرتؐ نے اعراب (بدوؤں) سے اس شرط پر مصالحت کی تھی کہ وہ اپنے دیہاتوں میں رہیں گے اور ہجرت نہیں کریں گے۔ اگر کسی وقت دشمن حملہ آور ہوا تو آنحضرتؐ ان کو بلا کر دشمن سے جہاد کریں گے۔ مگر ان کو غنیمت سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ اور تو کہتا ہے کہ سب لڑنے والوں کو حصہ ملے گا۔ پس یہ بات آنحضرتؐ کی سیرت کے خلاف ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ سماعہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بعض) جنگوں میں عورتوں کو ہمراہ لے گئے۔ تاکہ وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کریں۔ مگر ان کو مال غنیمت میں سے کچھ نہیں دیا۔ ہاں البتہ ان کو کچھ عطیہ دیا۔ (ایضاً)

۴۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ جب دار الحرب میں کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا۔ تو اس کے لئے بھی حصہ مقرر کرتے تھے۔ (التہذیب، کذافی قرب الاسناد)

۵۔ جناب شیخ فضل بن حسن طبرسیؒ باسناد خود منہال بن عمرو سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ (آیت خمس میں) جو وارد ہے: ﴿وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ﴾ اس سے کون قرابت دار، کون یتیم اور کون مسکین مراد ہیں؟ (عام یا

خاص؟) فرمایا: اس سے ہمارے قرابتدار، ہمارے مسکین اور ہمارے مسافر مراد ہیں (سادات کرام)۔
(مجمع البیان)

۶۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ رسول ﷺ کا حصہ ہمارے لئے ہے۔ اور ذوی القربیٰ کا بھی۔ اور باقی میں بھی ہم لوگوں کے ساتھ شریک ہیں۔ (ایضاً)

۷۔ جناب ابراہیم بن محمد ثقفی باسناد خود عاصم بن کلیب سے اور وہ اپنے باپ (کلیب) سے روایت کرتے ہیں کہا: ایک بار حضرت علی علیہ السلام کے پاس اصفہان سے کچھ مال آیا۔ جسے آپ علیہ السلام نے (سات حصوں پر) تقسیم کیا۔ آپ علیہ السلام نے اس مال میں ایک روٹی دیکھی تو آپ علیہ السلام نے اس کے بھی سات ٹکڑے کر دیئے اور ہر حصہ پر ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے ان سات حصہ لینے والوں کے امراء کو طلب فرمایا اور قرعہ اندازی کی۔ کہ کسے پہلے اس کا حصہ دیں۔ کہا: ان دنوں کوفہ سات حصوں پر منقسم تھا۔ (کتاب الغارات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۸ و ۳۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۲ و ۶۹ میں بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

جس شخص کے پاس جہاد میں بہت سے گھوڑے ہوں۔ اسے صرف دو گھوڑوں کا حصہ دیا جائے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن عبداللہ سے اور وہ اپنے اب و جد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص کے پاس جہاد میں کئی گھوڑے ہوں تو اسے صرف دو گھوڑوں کا حصہ دیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام سوار کے لئے تین حصے اور پیادہ کے لئے ایک حصہ مقرر کرتے تھے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب سوار کے پاس ایک سے زائد گھوڑے ہوں۔ کما تقدم۔

باب ۴۳

جب کوئی مشرک دارالحرب میں اسلام لائے تو اس کا قتل کرنا اور اس کے چھوٹے بچوں کا قید کرنا حرام ہو جائے گا۔ اور وہ اپنے منقولہ مال کا مالک بھی رہے گا نہ دوسرے (غیر منقولہ) کا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب کوئی مشرک دار الحرب میں اسلام لائے اور بعد ازاں مسلمان (کفار سے جہاد کے بعد) کفار پر غالب آ جائیں تو؟ فرمایا: اس کا اسلام اس کی ذات، اس کی اولاد صغار کے لئے ہے کہ وہ آزاد ہیں۔ اس کی اولاد، مال و متاع اور خدام اس کے ہیں۔ لیکن جہاں تک اس کی بڑی اولاد کا تعلق ہے تو وہ مسلمانوں کا مال غنیمت ہیں۔ مگر یہ کہ وہ اس (غلبہ) سے پہلے اسلام لے آئیں۔ باقی رہے گھر اور زمین (غیر منقولہ جائیداد) تو وہ بھی غنیمت ہیں۔ اب وہ اس کا مال نہیں۔ کیونکہ یہ زمین زمین جزیہ ہے۔ جس میں کبھی اہل اسلام کا حکم نافذ نہیں ہوا۔ اور یہ مذکورہ بالا (منقولہ مال کی) مانند بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اس (منقولہ) پر تو قبضہ کرکے اسے دارالاسلام کی طرف منتقل کیا جا سکتا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

باب ۴۴

مشرکوں کے غلاموں کا حکم اور پیغام رسانوں اور گروی شدہ آدمیوں کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا تو فرمایا کہ جو غلام اپنے آقا سے پہلے ہمارے پاس آ جائے گا وہ آزاد متصور ہوگا۔ اور جو اپنے آقا کے بعد آئے گا وہ غلام ہی رہے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیغام رساں اور گروی رکھے ہوئے آدمی قتل نہیں کئے جائیں گے۔ (قرب الاسناد)

باب ۴۵

جو مسلمان قید ہو جائے آیا اس کے لئے دارالحرب میں شادی کرنا جائز ہے یا نہ؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا (مسلمان) قیدی دار الحرب میں عقد و ازدواج کر سکتا ہے؟ فرمایا: میں اسے پسند نہیں کرتا۔ پس اگر تو بلادِ روم میں (کسی کتابیہ) سے کرے تو وہ حرام نہیں ہے اور نکاح ہے۔ مگر تُرک و خزر اور دیلم میں ایسا کرنا حلال نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ زہری حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (مسلمان) قیدی کے لئے مشرکوں کے قبضہ میں رہ کر شادی کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے ہاں اولاد ہو جائے اور وہ کافروں کے قبضہ میں کافر ہی رہ جائے۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث کو ضرورت پر (کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا کا اندیشہ ہو) اور دوسری کو کراہت پر محمول کرنا چاہیئے یا عورت ذمیہ نہ ہو۔ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد باب النکاح میں بیان کی جائیں گی کہ عند الضرورت کتابیہ سے نکاح جائز ہے)۔

باب ۴۶

لڑنے والے، چور، ظالم سے لڑنا اور اپنی ذات، اپنی ناموس اور اپنے مال و متاع کا دفاع کرنا جائز ہے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ اور اگرچہ قتل ہونے کا اندیشہ ہی ہو۔ ہاں البتہ مستحب ہے کہ مال کا دفاع نہ کیا جائے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ایک چور نے گھر میں داخل ہو کر اس کی بیوی کا زیور چرا لیا۔ تو؟ فرمایا: اگر وہ صفیہ کے بیٹے (کسی قریشی ہاشمی) کے ہاں داخل ہوتا تو وہ جب تک تلوار کا بھرپور وار نہ کر لیتے تب تک راضی نہ ہوتے۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ سابقہ سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: خدا اس بندہ کو دشمن جانتا ہے کہ جس کے گھر میں کوئی چور داخل ہو اور وہ اس سے قتال نہ کرے۔ (ایضاً)

۳۔ وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص تمہارے گھر میں داخل ہو اور تمہارے اہل و عیال اور مال و منال کے بارے میں بُرا ارادہ رکھتا ہو۔ تو اگر ہو سکے تو اس پر تلوار کا وار کرنے میں پہل کر۔ کیونکہ چور خدا و رسولؐ کے ساتھ محاربہ (جنگ) کرنے والا ہے اور اگر اس سلسلہ میں تمہیں کچھ تاوان اٹھانا پڑے تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے۔ (التہذیب، قرب الاسناد)

۴۔ ضریس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص رات کے وقت اسلحہ اٹھائے وہ محارب ہے۔ مگر یہ کہ وہ مشکوک لوگوں میں سے نہ ہو۔ (التہذیب)

۵۔ محمد بن زیاد صاحب السابری بجلی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے اہل و عیال کے سامنے (ان کی حفاظت کرتا ہوا) مارا جائے وہ شہید ہے۔ (ایضاً)

۶۔ ابو ھیثم بن برا بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: چور میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جو میرے اور میرے مال کے بارے میں (برا) ارادہ رکھتا ہے تو؟ فرمایا: اسے قتل کر دے۔ میں خدا کو اور ہر سننے والے کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ اس کا خون میری گردن پر ہے۔

(التہذیب، الفروع، کذا عن علی علیہ السلام۔ کما فی الفروع)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور دوسری روایت میں ابو مریم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور پھر وہ دونوں بزرگوار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے "مظلمہ" کے آگے قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو مریم! جانتے ہو کہ مظلمہ کے آگے کا مطلب کیا ہے؟ عرض کیا: میں آپ علیہ السلام پر قربان ہو جاؤں! اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال، مال و منال اور اس قسم کی چیزوں (کی حفاظت کرتا ہوا) ان کے سامنے قتل ہو جائے۔ امام علیہ السلام نے (خوش ہو کر) فرمایا: اے ابو مریم! حق کا پہچاننا بھی فقہ میں داخل ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۸۔ حسین بن ابو العلا بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: آیا آدمی اپنے مال کی حفاظت کی خاطر قتال کر سکتا ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے مال کے آگے مارا جائے وہ بمنزلۂ شہید کے ہے۔ میں نے عرض کیا: آیا قتال کرنا افضل ہے یا نہ کرنا؟ فرمایا:

اگر نہ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر میں ہوتا تو قتال نہ کرتا اور اسے چھوڑ دیتا۔ (ایضاً)

۹۔ احمد بن محمد بن خالد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص سفر میں ہوتا ہے اور اس کے ہمراہ اس کی کنیز ہوتی ہے اور کچھ لوگ اسے اس سے چھیننا چاہتے ہیں تو آیا اگرچہ اسے قتل ہو جانے کا اندیشہ بھی ہو اپنی کنیز کا دفاع کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: بیوی کا بھی یہی حکم ہے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: آیا ماں، بیٹی اور چچازاد بہن یا کسی اور رشتہ دار خاتون کے دفاع کا بھی یہی حکم ہے؟ اگرچہ اسے اپنی جان کا خطرہ ہو؟ فرمایا: ہاں۔ اسی طرح اگر وہ سفر میں ہو اور کچھ لوگ اس سے مال چھیننا چاہیں تو وہ اس کی حفاظت کر سکتا ہے۔ اگرچہ اسے قتل ہونے کا اندیشہ ہو؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین الفاظ ہیں کہ ﴿من قتل دون مالہ فھو شھید﴾۔ (الفقیہ، کذا عن الرضا علیہ السلام، کما فی عیون الاخبار)

۱۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: خدا اس بندہ کو دشمن رکھتا ہے جس کے گھر میں (چور اور ڈاکو وغیرہ) داخل ہوں اور وہ ان سے قتال نہ کرے۔ (عیون الاخبار)

۱۲۔ مسعدہ بن زیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چور جب تک تمہیں نہ چھیڑے تم بھی اسے نہ چھیڑو۔ کیونکہ اس کی کاٹ سخت ہوتی ہے اور ان سے صلح حقیر ہے۔ (علل الشرائع)

۱۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کے (گھر میں) چور داخل ہو تو وہ جلدی سے اس پر تلوار کا وار کرے پس اگر اس پر کسی گناہ کا کوئی تاوان پڑا تو میں اس میں اس کا شریک ہوں گا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد حدود (باب ۴۵ از حد زنا، حد محارب، اور ابواب دفاع) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۷

بدعت کی طرف بلانے والے لوگوں کو قتل کرنا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب کشیؒ باسناد خود محمد بن عیسیٰ بن عبید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے

فارس[1] بن حاتم (قزوینی) کے قتل کو ھدر (رائگان) قرار دیا اور جو اسے قتل کرے اس کی جنت کی ضمانت دی۔ چنانچہ اس کو جنید (نامی ایک شخص) نے قتل کیا۔ اور یہ فارس بہت بڑا فتنہ انگیز شخص تھا۔ جو لوگوں کو بدعت کی طرف بلاتا تھا۔ چنانچہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی طرف سے یہ تحریر صادر ہوئی: یہ فارس خدا اس پر لعنت کرے گا میری طرف نسبت دے کر فتنہ انگیزی کرتا ہے۔ جو شخص اسے قتل کر دے اس کا خون ھدر ہے۔ پس کون ہے جو مجھے اس کی طرف سے راحت پہنچائے۔ اور اسے قتل کرے میں خدا کی طرف سے اس کی جنت کا ضامن ہوں۔

(رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد حدود کے باب (نمبر ۱۶ و حد محارب) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۸

ذمہ[2] کے شرائط کا بیان۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اہل ذمہ (ذمی کفار) سے ان شرطوں پر جزیہ لینا قبول کیا۔ کہ (۱) وہ سود نہیں کھائیں گے (سودی کاروبار نہیں کریں گے)۔ (۲) خنزیر کا گوشت نہیں کھائیں گے۔ (۳) اپنی بہنوں، بھتیجیوں اور بھانجیوں سے نکاح نہیں کریں گے۔ (الغرض کھلے بندوں اسلامی قوانین و آئین کی خلاف ورزی نہیں کریں گے)۔ اور جو شخص کوئی ایسا کام کرے گا اس سے خدا و رسول کا ذمہ بری ہو جائے گا۔ فرمایا: آج ان کے لئے کوئی ذمہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، علل الشرائع)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نصاریٰ نجران میں سے کچھ لوگوں کو ستر چادروں کے عوض ذمہ (پناہ) دی تھی اور یہ رعایت کسی اور کو

---

[1] یہ شخص غالی اور ملعون تھا۔ امام علی نقی علیہ السلام نے اس کے ساتھ ساتھ الحسن بن محمد معروف بہ ابن بابا اور محمد بن نصیر نمیری پر لعنت کی ہے۔ الغرض یہ شخص مشہور کذابوں میں سے تھا۔ اور فاسق و فاجر تھا۔ (جامع الرواہ، ج ۲، صفحہ ۱، طبع ایران)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] جو لوگ مسلمان نہیں ہیں بلکہ کافر و مشرک ہیں ان کی دو قسمیں ہیں: (۱) کافر حربی (جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار ہوں)۔ (۲) کافر ذمی (جو مسلمانوں سے چند شرائط پر معاہدہ کرکے جزیہ ادا کریں اور ان کی پناہ میں آجائیں)۔ اول الذکر مہدور الدم ہوتے ہیں یعنی ان کے مال، ناموس اور جان کا شرعاً کوئی احترام نہیں ہوتا۔ بلکہ واجب القتل ہوتے ہیں۔ مگر ثانی الذکر جب تک شرائط ذمہ پر کاربند رہیں اسلامی حاکم ان کے مال و ناموس اور جان کی حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ جزیہ صرف اہل کتاب سے لیا جاتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نہیں دی تھی۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے وہ فطرت (اسلامی) پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی اور مجوسی بناتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان لوگوں (یہود و نصاریٰ اور مجوس) کے سرداروں سے جزیہ قبول کر کے ان شرائط پر ذمہ دیا۔ وہ اپنی اولاد کو یہودی اور نصرانی نہیں بنائیں گے مگر اہل ذمہ کی جو اولاد ہے آج ان کے لئے کوئی ذمہ نہیں ہے۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

باب ۴۹

جزیہ صرف اہل کتاب سے لیا جاتا ہے اور وہ صرف یہود، نصاریٰ اور مجوسی ہیں۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابویحییٰ واسطی سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا مجوسیوں کا بھی کوئی نبی تھا؟ فرمایا: ہاں۔ کیا تمہیں یہ اطلاع نہیں ملی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اہل مکہ کو خط لکھا کہ اسلام لاؤ۔ ورنہ میں تمہارے خلاف جنگ کروں گا۔ تو انہوں نے اس کے جواب میں لکھا کہ آپ ہم سے جزیہ لے لیں۔ مگر ہمیں بتوں کی پرستش کرنے دیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے جواب میں لکھا کہ میں تو صرف اہل کتاب سے جزیہ لیتا ہوں۔ انہوں نے اس کے جواب میں آپ ﷺ کی تکذیب کرتے ہوئے لکھا کہ آپ کا خیال ہے کہ آپ صرف اہل کتاب سے جزیہ لیتے ہیں۔ حالانکہ آپ نے مقام ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ان کو لکھا: مجوسیوں کا ایک (مخصوص) نبی تھا جسے انہوں نے قتل کر دیا تھا۔ اور ان کی ایک کتاب بھی تھی جسے انہوں نے جلا دیا۔ جسے ان کا نبی بارہ ہزار بیل کی کھال میں لکھ کر لایا تھا۔[1] (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خداوند عالم کے اس ارشاد ﴿وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾ (ان (کافروں) سے جہاد کرو تا کہ فتنہ و فساد ختم ہو جائے اور دین صرف خدا کے لئے ہو) کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: ہنوز اس کی تاویل کا وقت نہیں آیا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے اپنی اور اپنے اصحاب کی ضرورت کے پیش نظر ان (کافروں) کے لئے تخصیص دی (اور جزیہ لے کر ان کی جان بخشی کر دی) اور اگر اس کی تاویل کا وقت آ چکا

[1] جس کا نام "جاماست" تھا۔ (تہذیب الاحکام)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہوتا۔ تو آپ ﷺ ان سے کوئی چیز قبول نہ کرتے اور وہ قتل کئے جاتے۔ تاکہ خدا کی اس طرح توحید پرستی کی جائے کہ شرک بالکل مٹ جائے۔ (الروضہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جزیہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: خدا نے اسے مشرکین عرب کے لئے حرام قرار دیا ہے (کیونکہ وہ اہل کتاب نہ تھے)۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجوسیوں سے جزیہ لیا جائے گا کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان کے ساتھ اہل کتاب والی روش اختیار کرو۔ ان کا ایک (مخصوص) نبی تھا جس کا نام "داماست" تھا جسے انہوں نے قتل کر دیا۔ اور ان کی ایک کتاب تھی جس کا نام "جاماست" تھا جو بارہ ہزار بیل کی کھال پر لکھی ہوئی تھی جسے انہوں نے پھاڑ ڈالا۔ (الفقیہ)۔ اور پھر جلا دیا۔ (الفروع)

۵۔ ابو الورد (ابو الدرداء۔ ن د) نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک مسلمان کا غلام نصرانی ہے۔ آیا اس (غلام) پر جزیہ ہے؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: آیا اس کی طرف سے یہ جزیہ اس کا مسلمان مالک ادا کرے گا؟ فرمایا: ہاں وہ (غلام) اس کا مال ہے لہٰذا وہ اسے رکھے گا تو اس کا فدیہ دے گا۔ (دوسری روایت کے مطابق ترجمہ یوں ہوگا کہ یہ اس کا مالک ہے۔ اگر اسے اپنے پاس رکھے گا تو اس کا فدیہ دے گا)۔ (ایضاً)

۶۔ اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک بار) حضرت علی علیہ السلام نے برسر منبر دعویٰ کیا: ﴿سلونی قبل ان تفقدونی﴾ (پوچھو مجھ سے قبل اس کے مجھے نہ پاؤ) اس پر اشعث (بن قیس۔ منافق) نے اٹھ کر کہا: یا امیر المومنینؑ! مجوسیوں سے کس طرح جزیہ لیا جاتا ہے جبکہ نہ ان کی طرف کوئی کتاب نازل ہوئی ہے اور نہ ہی ان کی طرف کوئی نبی مبعوث ہوا ہے؟ فرمایا: اے اشعث! خدا نے ان کی طرف کتاب بھی بھیجی تھی اور ایک نبی بھی مبعوث کیا تھا الحدیث............ (آمالی صدوقؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ و ۹ و ۱۵ و ۱۸ و ۴۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد کتاب الوصایا (باب ۳۴ و ۳۵) میں اور کتاب النکاح وغیرہ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۰

جن (عورتوں اور بچوں) کو گمراہ مسلمان مشرکوں اور کافروں سے قید کرکے یا چرا کے لائیں مؤمنین کے لئے ان کا خریدنا اور ان کی قید کردہ کنیزوں سے نکاح کرنا جائز ہے!!

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن فضل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کُرد لوگ جب جنگ کریں اور (عورتوں اور بچوں کو) قید کر کے لائیں۔ اور جو مشرک (اہل اسلام سے جنگ کریں) (اور پھر ان کی عورتیں قید ہو جائیں) تو آیا ان کا خریدنا اور ان سے نکاح کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

۲۔ مرزبان بن عمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام علی رضا علیہ السلام) سے دیلم کے قیدیوں کے بارے میں سوال کیا۔ جبکہ وہ ایک دوسرے کو چراتے بھی ہیں اور ان پر مسلمان بلا اذن امام لوٹ مار کرتے ہیں (اور ان کو قید کر کے لاتے ہیں) تو کیا ان کا خریدنا جائز ہے؟ فرمایا: جب وہ اپنی غلامی کا اقرار کریں (کہ وہ قید سے پہلے غلام تھے) تو پھر ان کے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عیص (بن قاسم) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کچھ مجوسی لوگ سرزمین اسلام میں مسلمانوں کے خلاف خروج کرتے ہیں۔ آیا ان سے قتال جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اور ان کا قید کرنا بھی۔ (جائز ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ (کفار کے) ایک گروہ نے خروج کر کے کچھ مسلمانوں کو قتل کر دیا اور مسجدوں کو گرا دیا۔ مسلمانوں کے متولی ہارون (عباسی) نے اس کی طرف لشکر بھیجا۔ جس نے ان کو پکڑا اور قتل کر دیا۔ اور ان کی عورتیں اور بچے قید کر لئے۔ آیا ان کا خریدنا اور (ان عورتوں سے) مقاربت کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں ان کے قیدیوں اور مال و متاع کے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ زکریا بن آدم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک دشمن قوم (کفار) تھی جس سے صلح کی گئی اور پھر اس نے شرائط صلح کی مخالفت کی۔ (اور ان سے مسلمانوں نے جنگ کی۔ اور ان کو قید کیا گیا)۔ اور ممکن ہے کہ انہوں نے صلح کی یہ خلاف ورزی اس لئے کی ہو کہ ان کے ساتھ عدل و انصاف نہ کیا گیا ہو۔ (اور تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق شرائط کی مخالفت کی ہو؟) تو آیا ان کی قید کردہ عورتوں کو خریدنا جائز ہے؟ فرمایا: اگر یہ واضح ہو کہ وہ دشمن ہیں (اور انہوں نے جان بوجھ کر شرائط صلح کی مخالفت کی تھی جس کی وجہ سے ان کے خلاف جنگ لڑی گئی) تو پھر بے شک خرید کرو۔ اور اگر ان پر ظلم و جور کیا گیا ہو (اور انہوں نے تنگ آکر وہ اقدام کیا ہو) تو پھر اس کے قیدیوں کو نہ خریدا جائے۔

۶۔ رفاعہ نحاس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ قوم (مسلمانوں) نے صقالیہ اور نوبہ پر لوٹ مار کی گئی۔ اور ان کے لڑکوں اور لڑکیوں کو چرا کر لائے۔ پھر لڑکوں کو خصی

کر دیا۔ پھر ان کو بغداد کے تاجروں کے پاس بھیج دیا۔ تو آپ ان کے خریدنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ چرائے ہوئے ہیں۔ ان پر لوٹ مار کی گئی ہے۔ ان کے درمیان کوئی جنگ واقع نہیں ہوئی؟ فرمایا: ان کے خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ ان کو دار الشرک سے نکال کر دار الاسلام میں لایا گیا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس کے بعد (باب ۲ و ۳ از بیع حیوان میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۱

دیوانہ اور کم عقل آدمی سے جزیہ ساقط ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سنت اس طرح جاری ہے کہ کم عقل اور پاگل آدمی سے جزیہ نہیں لیا جاتا۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ا، باب ۴ از مقدمۂ عبادات میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۲

یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا چاہیئے۔ اور وہ لوگ یا قبائل جن کی رعایت کرنے کی مسلمانوں کو وصیت کی گئی ہے اور بنی خوز کے ہمراہ رہنا اور ان سے مناکحت کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جناب ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دیا جائے۔ اور فرمایا: قبط (حبشیوں) کے بارے میں خدا سے ڈرنا، کیونکہ تم بہت جلد ان پر غالب آجاؤ گے اور وہ لوگ (جہاد) فی سبیل اللہ میں تمہارا ذخیرہ اور مددگار ہوں گے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قریش کو گالی نہ دینا اور عرب سے دشمنی نہ کرنا اور موالی

(عجمیوں) کو ذلیل نہ سمجھنا اور "خوز" کے ہمراہ اکٹھا نہ رہنا اور ان میں شادی نہ کرنا کیونکہ ان میں ایک ایسی رگ ہے جو ان کو بے وفائی پر آمادہ کرتی ہے۔ (علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا یہود و نصاریٰ اور مجوس کو دار الہجرۃ (اسلام کے مرکز) میں ٹھہرانا چاہیئے؟ فرمایا: اگر مستقل قیام کرنا چاہیں تو۔ نہ۔ اور اگر (اس طرح عارضی طور پر آئیں کہ) دن کو آئیں اور رات کو نکال دیئے جائیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب وقرب الاسناد)

باب ۵۳

جنگ میں خدعہ (مکروفریب دہی) جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیرؑ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے پرندے اچک کر لے جائیں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں وہ بات کہوں جو انہوں نے نہ کہی ہو۔ میں نے خندق کے دن آنحضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جنگ مکر وحیلہ ہے۔ اور فرماتے تھے کہ (جنگ میں) دشمن سے جو چاہو کہو۔

(التہذیب، کذا فی الفقیہ۔ الحرب خدعۃ)

۲۔ عدی بن حاتم کا پوتا اپنے دادا سے روایت کرتا ہے جو کہ جنگ صفین میں حضرت امیرؑ کے ہمرکاب تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جنگ صفین میں حضرت امیرؑ اور معاویہ کی مڈبھیڑ ہوئی تو آنجنابؑ نے اپنے اصحاب کو سنا کر بآواز بلند فرمایا: خدا کی قسم میں معاویہ اور اس کے اصحاب کو ضرور قتل کروں گا۔ اور آخر میں آہستگی سے فرمایا: "انشاء اللہ"۔ اس وقت میں آپ کے قریب کھڑا تھا۔ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! آپؑ نے ایک بات کہی۔ اس پر قسم کھائی۔ مگر بعد میں استثناء کر دیا (انشاء اللہ کہہ دیا)......؟ آپؑ کا اس سے کیا مقصد تھا۔ فرمایا: جنگ مکر وحیلہ کا نام ہے۔ اور میں (بحمد للہ) اہل ایمان کے نزدیک جھوٹا نہیں ہوں۔ میں نے چاہا کہ (بآوازِ بلند معاویہ اور اس کے اصحاب کے قتل کا اعلان کر کے) اپنے اصحاب کے حوصلے بلند کروں تاکہ وہ بزدلی کا مظاہرہ نہ کریں۔ اس بات کو سمجھ لو کہ آج کے بعد تم اس سے فائدہ اٹھاؤ گے انشاء اللہ۔ اور جان لو۔ کہ جب

خداوند عالم نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تھا تو ان کو حکم دیا تھا کہ ﴿فَأْتِيَاهُ وَ قُوْلَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى﴾ (تم دونوں بھائی فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے نرم نرم باتیں کرو۔ شاید کہ اسے نصیحت حاصل ہو جائے یا ڈر جائے)۔ حالانکہ خدا کو علم تھا کہ نہ اسے نصیحت حاصل ہوگی اور نہ ہی ڈرے گا۔ مگر کیوں کہا؟ محض اس لئے کہ جناب موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو جانے پر اچھی طرح آمادہ کرے۔ (اور وہ بد دل نہ ہوں)۔ (ایضاً)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ﴿الحرب خدعة﴾ (جنگ مکر و حیلہ ہے)۔ فرمایا: جب میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف سے کچھ بیان کرتا ہوں تو اگر میں آسمان سے گروں یا مجھے پرندے اچک کر لے جائیں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ پر جھوٹ بولوں اور افترا پردازی کروں۔ اور جب اپنی طرف سے کچھ بیان کروں تو پھر (سن لو کہ) جنگ مکر و حیلہ کا نام ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ بنو قریظہ (یہود) نے ابوسفیان کو یہ پیغام بھیجا ہے کہ جب تمہاری اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی مڈبھیڑ ہوگی تو ہم تمہاری امداد و اعانت کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ خطبہ دیتے ہوئے کھڑے ہوئے اور فرمایا[1]: بنو قریظہ نے ہمیں پیغام بھیجا ہے کہ جب تمہاری ابوسفیان سے لڑائی چھڑے گی تو ہم تمہاری امداد و اعانت کریں گے۔ جب یہ بات ابوسفیان تک پہنچی تو اس نے کہا: یہود نے بدعہدی کی ہے۔ یہ کہا اور وہاں سے کوچ کر کے چلا گیا۔ (حالانکہ پہلے انہی پر بھروسہ کرکے اسلام کے خلاف لشکر کشی کرنا چاہتا تھا)۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی یہ تدبیر کارگر ثابت ہوئی اور تیر نشانہ پر لگ گیا)۔ (قرب الاسناد)

---

[1] ہو سکتا ہے کہ کوئی کوتاہ اندیش یہ خیال کرے کہ سرور کائناتؐ جیسے صادق و امین (روحی و ارواح العالمین له الفداء) نے یہ چال کس طرح چلی اور نفس الامر کے خلاف کس طرح بات کی؟ تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ ﴿الحروب خدعة﴾ کہ حرب وضرب نام ہی مکر و فریب کا ہے جس کی تدبیر غالب آ گئی وہی جنگ جیتا۔ فوج و لشکر سے کچھ نہیں ہوتا۔ بلکہ سب کچھ منصوبہ بندی سے ہوتا ہے۔ اور عقلائی اور شرعی مسلمہ قاعدہ ہے کہ ہمیشہ اہم پر مہم کو قربان کیا جاتا ہے۔ اور اسلام اور مسلمانوں کو بچانا اور کفر اور کافروں کو مٹانا اس قدر اہم مقصد ہے کہ اس کی خاطر ہر بات جائز ہے۔ علامہ وحید الزمان حیدر آبادی، لغات الحدیث میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث آپؐ نے اسی وقت فرمائی جب نعیم بن مسعود کو اس لئے بھیجا کہ وہ قریش اور غطفان اور یہود میں جو تینوں مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک ہو گئے تھے بگاڑ کرا دے۔ افسوس کہ مسلمانوں کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ چودہ سو سال پہلے جو حکمت جنگ کی بیان فرمائی اس کو مسلمانوں نے چھوڑ دیا۔ دوسروں نے اختیار کر لی۔ انہوں نے اس کو اپنایا کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالو اور ان پر حکومت کرو۔ (لغات الحدیث، ج ۲، صفحہ ۲۰، طبع کراچی)

باب ۵۴

سریّہ اور لشکر کی کس قدر تعداد مستحب ہے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عمرو بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ بہترین رفیق سفر چار ہیں۔ اور بہترین سریّہ چار سو ہے اور بہترین لشکر چار ہزار ہے۔ اور دس ہزار کا لشکر تو کبھی کمیٔ تعداد کی وجہ سے مغلوب ہو ہی نہیں سکتا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ فضیل بن خیثم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دس ہزار کا لشکر کبھی قلت کی وجہ سے شکست نہیں کھا سکتا۔ (الفروع)

۳۔ شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ حجاج (ثقفی) نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن جنگوں میں تشریف لے گئے تو ان کے لشکر کی تعداد کیا ہوتی تھی؟ میں نے بتایا کہ جنگ بدر میں تین سو تیرہ، احد میں چھ سو اور خندق میں نو سو تھی۔ اس نے کہا تو نے یہ بات کہاں سے لی ہے؟ میں نے کہا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے! حجاج نے کہا: بخدا وہ بندہ گمراہ ہو گیا جو ان کے راستہ پر نہ چلا۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابن عباسؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بہترین رفیق (سفر) چار ہیں۔ بہترین سریہ چار سو ہے اور بہترین لشکر چار ہزار ہے۔ اور بارہ ہزار (۱۲,۰۰۰) کا لشکر اگر صدق وصبر سے کام لے تو وہ تعداد کی کمی کی وجہ سے کبھی شکست نہیں کھا سکتا (کیونکہ اس کی تعداد کم ہے ہی نہیں)۔ (الخصال)

باب ۵۵

قتال وجہاد شروع کرنے سے پہلے منقولہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابن قداح سے اور وہ اپنے والد میمون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام جب جہاد کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو یہ دعائیں پڑھا کرتے تھے: ﴿اللهم انک اعلمت سبیلاً من سبلک جعلت فیه رضاک و فدیت الیه اولیائک و جعلته اشرف سبلک عندک ثوباً و اکرمها لدیک مآبا و اجها الیک

مسلکاً ثم اشتریت فیه من المؤمنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنّة یقاتلون فی سبیل اللّٰه فیقتلون و یقتلون وعداً علیک حقًا فاجعلنی ممّن یشتری فیه منک نفسهٗ ثم وفی لک ببیعه الذی بایعک علیه غیر ناکث ولا ناقض عهدًا ولا مبدل تبدیلًا بل استیجابًا لمحبتک و تقربًا به الیه فاجعله خاتمة عملی و صیّر فیه فناء عمری و ارزقنی فیه لک وبه مشهدا توجب لی به منک الرضا و تحط به غبی الخطایا و تجعلنی فی الاحیاء المرزوقین بایدی بایدی اعداة او العصاة تحت لواء الحق و رایة الهدی ماضیًا علی نصرتهم قدمًا غیر مولِ دبراً ولا محدث شکًا اللّٰهم و اعوذ بک عند ذلک من الجبن عند موارد الاهوال ومن الضعف عند مساورة الابطال ومن الذنب المحیط للاعمال فاحجم من شک او امضی بغیر یقین فیکون سعیی فی تباب و عملی غیر مقبول﴾۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود کرام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار چیزیں چار چیزوں کے لئے ہیں: (۱) ایک قتل اور شکست سے بچنے کے لئے ہے، اور وہ ہے: ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ﴾ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ٥ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ﴾ (یہ وہ لوگ ہیں کہ جن سے لوگوں نے کہا کہ ان لوگوں (مخالفوں) نے تمہارے خلاف بہت لوگ جمع کر رکھے ہیں لہٰذا تم ان سے ڈرو۔ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے جو کہ بہترین وکیل وکفیل ہے)۔ (۲) دوسری دشمن کے مکر و فریب سے بچنے کے لئے اور وہ ہے: ﴿وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ﴾ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا﴾ (میں اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں وہ اپنے بندوں کو بہتر جانتا ہے۔ پس خدا نے اس کو ان کے مکر و فریب کی برائیوں سے بچا لیا)۔ (۳) آگ میں جلنے اور پانی میں ڈوبنے سے بچنے کے لئے ﴿مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَلَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ (جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو تُو نے کیوں نہ کہا جو اللہ چاہتا ہے (وہ ہوتا ہے) ہر قسم کی قوت و طاقت کا سرچشمہ خدا ہے)۔ (۴) ہم و غم سے بچنے کے لئے، اور وہ ہے: ﴿لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ

نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ ﴾ (ہم نے اس کی دعا قبول کر لی اور ان کو غم سے نجات دی اور ہم اسی طرح اہل ایمان کو نجات دیتے ہیں)۔ (تہذیب الاحکام للطوسیؒ)

باب ۵۶

مسلمانوں کے لئے کسی شعار (وہ علامتی نشان) جس سے میدانِ جنگ میں باہمی جان پہچان ہوتی ہے کا بنانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارا شعار ﴿یا محمدٌ یا محمدٌ﴾ ہے اور بدر کے دن ہمارا شعار تھا: ﴿یا نصر اللّٰہ اقترب اقترب﴾ اور احد والے دن مسلمانوں کا شعار یہ تھا: ﴿یا نصر اللّٰہ اقترب﴾۔ اور بنی نضیر والے دن شعار تھا: ﴿یا روح القدس ارح﴾۔ اور بنی قینقاع والے دن شعار تھا: ﴿یا ربّنا لا یغلبنک﴾۔ اور طائف والے دن یہ شعار تھا: ﴿یا رضوان﴾۔ اور حنین والے دن یہ شعار تھا: ﴿یا بنی عبد اللّٰہ یا بنی عبد اللّٰہ﴾ اور احزاب والے دن یہ شعار تھا: ﴿ھم لا یبصرون﴾ اور بنی قریظہ والے دن یہ شعار تھا: ﴿یا سلام اسلمھم﴾۔ اور مریسیع یعنی بنی مصطلق والے دن یہ شعار تھا: ﴿اَلاَ الی اللّٰہ الامر﴾۔ اور حدیبیہ والے دن یہ شعار تھا: ﴿الا لعنۃ اللّٰہ علی الظالمین﴾۔ اور خیبر و قموص والے دن یہ شعار تھا: ﴿یا علی اللّٰھم من عل﴾۔ اور فتح مکہ والے دن یہ شعار تھا: ﴿نحن عباد اللّٰہ حقًا حقًا﴾۔ اور تبوک والے دن یہ شعار تھا: ﴿یا احد یا صمد﴾۔ اور بنی ملوح والے دن یہ شعار تھا: ﴿امت امت﴾۔ اور صفین والے دن یہ شعار تھا: ﴿یا نصر اللّٰہ﴾۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا شعار تھا: ﴿یا محمدٌ﴾۔ اور ہمارا شعار ہے: ﴿یا محمدٌ﴾۔ (الفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مدینہ کے کچھ لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تمہارا شعار کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ﴿حرام﴾۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلکہ ﴿حلال﴾ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کا شعار یہ تھا ﴿یا منصور امت﴾ اور جنگ احد میں مہاجرین کا شعار تھا: ﴿یا بنی عبد اللّٰہ یا بنی عبد الرحمٰن﴾۔ اور قبیلہ اوس کا شعار تھا: ﴿یا بنی عبد اللّٰہ﴾۔ (ایضاً)

باب ۵۷

گھوڑوں اور دیگر حیوانات کا باندھنا مستحب ہے اور اس کے آداب کا بیان اور سواری کے آلات کا بیان۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عمران بن ابان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر وخوبی بندھی ہوئی ہے۔(الفروع، الفقیہ، المحاسن)

۲۔ عمر بن کیسان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا: تمہارا رباط کتنے دن ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا: چالیس دن! فرمایا: لیکن ہمارا رباط تو ہمیشہ کا ہے! (فرمایا) جو شخص ہماری خاطر گھوڑا باندھے گا (کہ شاید کسی وقت جہاد کے لئے اس کی ضرورت پڑ جائے) تو (جب تک وہ گھوڑا اس کے پاس رہے گا) اسے اس کے وزن کے برابر ثواب ملتا رہے گا۔ اور جو شخص ہماری خاطر اسلحہ رکھے گا تو جب تک وہ اسلحہ اس کے پاس رہے گا اس کے وزن کے برابر اسے ثواب ملتا رہے گا۔(الروضہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گھوڑے رکھو۔ کیونکہ وہ ایک تو زیب و زینت کا باعث ہیں۔ اور دوسرے اس پر سوار ہو کر حاجت برآری کی جاتی ہے۔ اور اس کی روزی خدا کے ذمہ ہے۔(الفقیہ، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (احکام دواب (باب ۱ و ۲ میں) اور نجات کے ابواب (باب ۶۷ میں) ان احکام کی تفصیل گزر چکی ہے۔

باب ۵۸

تیروں کے ساتھ تیر اندازی سیکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تیر اندازی اسلام کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔(الفروع)

۲۔ عبداللہ بن مغیرہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے آیت مبارکہ: ﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ﴾ (اور ان (دشمنوں) کے لئے ہر ممکن

قوت مہیا کرو اور گھوڑے باندھو) کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد تیراندازی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن اسماعیل مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (گھوڑے پر) سوار ہو اور تیراندازی کرو۔ اور اگر صرف تیراندازی کرو۔ تو یہ بات مجھے سوار ہونے سے زیادہ پسند ہے۔ پھر فرمایا: مومن کے لئے ہر لہو (ولعب) باطل ہے سوائے تین چیزوں کے: (۱) گھوڑا اسدھانا۔ (۲) کمان سے تیر چلانا۔ (۳) اپنی بیوی سے بوس و کنار کرنا۔ کیونکہ یہ تینوں باتیں حق ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ خداوند عالم ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا: (۱) لکڑی تراشنے والا۔ (۲) راہ خدا میں اس سے تقویت حاصل کرنے والا۔ (۳) اور راہِ خدا میں تیراندازی کرنے[1] والا۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۵۹

کمزور آدمی کی اور اس شخص کی جو چور یا کسی درندہ وغیرہ سے خائف و ترساں ہو اس کی امداد کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی آدمی کو یہ آواز دیتے ہوئے سنے: اے مسلمانو! میری مدد کو آؤ۔ اور وہ اس کی آواز پر لبیک نہ کہے: وہ مسلمان نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارا کمزور آدمی کی امداد کرنا بہترین صدقہ ہے۔ (الفروع)

۳۔ اصبغ بن نباتہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم اس آدمی پر ہنستا ہے (خوش ہوتا ہے) جو ان آدمیوں کی حمایت اور مدد کرے جن کو کسی درندہ یا چور کا سامنا ہو (اور وہ اس سے خائف و ترساں ہوں)۔ (ایضاً)

---

[1] مخفی نہ رہے کہ یہ اس دور کی بات ہے کہ جب جنگ گھوڑوں پر سوار ہو کر اور تیر و تفنگ سے لڑی جاتی تھی۔ اس دور میں گھوڑے پالنے، تیراندازی کرنے کے بے شمار فضائل بیان کئے گئے۔ چونکہ زمانہ کے بدلنے کے ساتھ ساتھ اس کے تقاضے بھی بدل جاتے ہیں۔ لہٰذا آج ٹینک اور توپ خانہ، جنگی جہاز، راکٹ اور میزائل سے جنگ لڑنے کا دور ہے یا کم از کم پستول و بندوق سے لڑنے کا، لہٰذا آج یہی اسلحہ جمع کرنا پڑے گا۔ اور اسی کے چلانے کی ٹریننگ حاصل کرنا پڑے گی۔ واللہ الموفق۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں خدا کے ہنسنے سے اس کے مجازی معنی یعنی خوش ہونا اور اجر وثواب عطا کرنا مراد ہیں۔ نیز اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۶۰ میں) اور فعل معروف (باب ۱۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۰

حد سے بڑھنے والے پانی اور آگ کا مسلمانوں سے روکنا مستحب عینی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فطر بن خلیفہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مسلمانوں سے حد سے بڑھنے والے پانی اور آگ کو روکے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (الفروع، الاصول)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص حد سے بڑھے پانی یا آگ کو مسلمانوں سے روکے، یا مسلمانوں کے کسی حد سے بڑھے ہوئے جھگڑالو دشمن کے دست تعدی کو روکے خدائے تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ (قرب الاسناد)

باب ۶۱

معروف کے قائم کرنے اور منکر کے ترک کرنے پر جہاد کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یحییٰ بن طویل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے اس طرح قرار نہیں دیا کہ زبان (بولنے کے لئے) کھولی جائے اور ہاتھ کو (حرکت دینے سے) روکا جائے۔ بلکہ اس طرح قرار دیا ہے کہ اگر کھولے جائیں تو بھی دونوں اکھٹے اور روکے جائیں تو بھی دونوں کھٹے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب شیخ فضل بن الحسن طبرسیؒ ارشاد خداوندی ﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ﴾ کی تفسیر میں حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے پر قتل کر دیا جائے۔ (تفسیر مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد

(باب ۳ از امر بالمعروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۲

جھنڈے بنانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے پہلے جناب ابراہیم علیہ السلام نے قتال و جہاد کیا۔ کہ جب رومیوں نے جناب لوط علیہ السلام کو قید کر لیا۔ تو جناب ابراہیم علیہ السلام نے دوڑ کر ان کو ان کے چنگل سے چھڑایا.......... فرمایا: اور سب سے پہلے جناب ابراہیم علیہ السلام نے جھنڈے بنائے۔ جن پر ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ کندہ تھا۔ (التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو بنی قریظہ (یہود کے خلاف جہاد کرنے) کے لئے بھیجا تو ان کو سیاہ رنگ کا عقب نامی جھنڈا دے کر بھیجا۔ جبکہ آپ کا اپنا جھنڈا سفید رنگ کا تھا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (بعض سابقہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶۳

واجب النفقہ اہل و عیال کا خرچہ جہاد میں روپیہ خرچ کرنے پر مقدم ہے۔ نیز جہاد میں اپنا نائب بنانا بھی جائز ہے۔ اور اگر واجب عینی نہ ہو تو اس پر تنخواہ لینا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن الحسین رازی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص دو دینار لے کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں چاہتا ہوں کہ ان (کفار) سے راہِ خدا میں کسی سوار کو جہاد کے لئے بھیجوں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا: آیا تیرے والدین یا ان میں سے ایک موجود ہے؟ اس نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: جا اور یہ دینار ان پر صرف کر۔ یہ تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ تو ان سے راہِ خدا میں جہاد کے لئے کوئی سوار بھیجے! چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ وہ دونوں دینار والدین کی ضروریات پر خرچ کر لئے) اور پھر اور دو

دینار لے کر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یہ (اور) دو دینار ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان سے راہِ خدا میں (جہاد کے لئے) کسی سوار کو بھیجوں؟ آنحضرتؐ نے اس سے پوچھا کہ آیا تیری کوئی اولاد ہے؟ اس نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: جا اور اسے اپنی اولاد پر صرف کر! کیونکہ یہ بات تیرے لئے راہِ خدا میں سوار بھیجنے سے بہتر ہے۔ چنانچہ وہ واپس چلا گیا اور ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد وہ پھر اور دو دینار لے کر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں نے آپؐ کے حکم پر عمل کیا۔ اب یہ اور دو دینار ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان سے راہِ خدا میں جہاد کے لئے کوئی سوار بھیجوں! آنحضرتؐ نے فرمایا: تیرا کوئی خادم ہے؟ اس نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: جا اور ان دو دیناروں کو اس پر صرف کر۔ کہ یہ تیرے لئے ان کو راہِ خدا میں سوار بھیجنے سے بہتر ہے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور پھر دو دینار لے کر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں چاہتا ہوں ان دو دیناروں سے راہِ خدا میں جہاد کے لئے سوار بھیجوں! فرمایا: اب بھیج مگر یہ جان لے کہ تیرے یہ دو دینار تیرے سابقہ دیناروں سے (جو تو نے اپنے واجب النفقہ لوگوں پر صرف کئے ہیں) بہتر نہیں ہیں۔ (التہذیب)

۲۔ وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آیا جہاد کے لئے (اگر واجب عینی نہ ہو تو) تنخواہ لینا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے جہاد کرے تو اس سے وظیفہ (تنخواہ لینے میں) کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۶۴

لباس میں اور کھانے پینے کے طریقۂ کار میں دشمنانِ خدا سے مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے اپنے انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کو وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ وہ میرے دشمنوں والا لباس نہ پہنیں اور میرے دشمنوں والا طعام (اور ان کی طرح) نہ کھائیں اور میرے دشمنوں والی شکل وصورت (اور وضع وقطع) اختیار نہ کریں۔ ورنہ یہ بھی اسی طرح میرے دشمن بن جائیں گے جس طرح وہ میرے دشمن ہیں۔ (التہذیب، الفقیہ، علل الشرائع، عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ لباسِ مصلی (باب ۱۹) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶۵

مقتولوں میں جب کوئی مسلمان کسی کافر سے مشتبہ ہو جائے۔ تو اس شخص کو دفن کیا جائے گا جس کا ذکر چھوٹا ہوگا۔ اور جب مشرکوں کے بچہ کے بالغ ہونے یا نہ ہونے میں شبہ ہو تو زیر ناف بالوں سے معلوم کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بدر والے دن (جبکہ مسلمانوں اور کافروں کے بعض مقتول باہم مشتبہ ہو گئے تھے) فرمایا کہ صرف اس کو دفن کرو جس کا ذکر چھوٹا ہو۔ اور فرمایا: یہ صفت صرف شریف لوگوں[1] میں ہوتی ہے۔ (التہذیب)

۲۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس دن ان لوگوں (قیدیوں) کو زیر ناف (بالوں) سے جانچا تھا۔ جن کے بال اگے ہوئے تھے۔ ان کو (بالغ سمجھ کر) قتل کر دیا تھا اور جن کے یہ بال نہیں تھے۔ ان کو چھوٹے بچوں میں شامل کر دیا تھا (اور قتل نہیں کیا تھا)۔ (التہذیب و قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ از مقدمہ عبادات اور باب ۳۹ از دفن میں) گزر چکی ہیں۔

---

[1] کچھ لوگ اس مسئلہ پر زبان طعن و تشنیع دراز کرتے رہتے ہیں اور اس پر طنز و مزاح کے تیر برساتے رہتے ہیں۔ مگر چونکہ حکیم علی الاطلاق کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اس لئے عضو خاص کے صغر و کبر میں بھی ضرور کوئی حکمت ہوگی؟ اب اس حکمت کے چہرہ سے کوئی نقاب اٹھا سکتے ہیں تو وہ حکماء جو عضویات کے ماہر ہیں۔ تو جب مدرسہ علم لدنی کے فارغ التحصیل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: کہ عضو خاص کا چھوٹا ہونا شرافت کی علامت ہے تو پھر کسی شریف آدمی کو اس پر چوں و چرا کرنے کی کیا گنجائش ہے؟ پھر طرفہ یہ ہے کہ طعن و تشنیع کا نشانہ صرف مذہب شیعہ کو بنایا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ حدیث کتب فریقین میں موجود ہے۔ چنانچہ علامہ وحید الزمان اپنی کتاب لغات الحدیث جلد ۵ صفحہ ۹۰ کتاب الکاف طبع کراچی میں لکھتے ہیں: ﴿لا تواروا من القتلی الا کمیشا﴾ (جو لوگ مارے گئے ان میں سے انہی کو چھپا (دفن کر) جن کا ذکر چھوٹا ہو (جو شرافت کی نشانی ہے) (انتھی کلامہ)

صلائے عام ہے یاران نکتہ دان کے لئے

(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۶۶

کسی (کافر) کو قید کر کے یا باندھ کر اور پتھر مار کر مارنا جائز تو ہے مگر مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے ایک شخص عقبہ بن ابی معیط کے اور کسی کو کبھی "صبراً" (باندھ کر اور پتھر و تیر مار کر) قتل نہیں کیا تھا۔ اور ابی بن ابی خلف نے اسے نیزا مارا جس کے بعد وہ مر گیا۔ (التہذیب)

باب ۶۷

غیر مسنون طریقہ پر مسلمانوں کا باہمی قتال حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زید بن علیؑ سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب دو مسلمان غیر مسنون طریقہ پر لڑ پڑیں تو قاتل و مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! یہ ایک تو قاتل ہے (اگر یہ جہنم میں جائے تو درست ہے) مگر مقتول کا کیا قصور؟ فرمایا: وہ بھی قتل کا ارادہ رکھتا تھا۔ (کہ اگر اس کا بس چلتا تو قاتل کو قتل کر دیتا)۔ (التہذیب، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ ابواب میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۸

جزیہ کا تخمینہ اور خراج کی مقدار کا بیان؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اہل کتاب پر جزیہ کی حد کیا ہے؟ اور آیا اس سلسلہ میں کوئی حتمی مقدار مقرر ہے جس سے تجاوز نہ کیا جا سکے؟ فرمایا: یہ امام علیہ السلام کی صوابدید پر منحصر ہے کہ وہ ہر انسان سے اس کے مال کی مقدار اور اس کی طاقت برداشت کے مطابق وصول کریں! کیونکہ جزیہ دینے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے

اپنے آپ کو غلامی اور قتل سے بچانے کی خاطر فدیہ دیا ہے۔ پس جزیہ ان کی طاقت برداشت کے مطابق لیا جائے گا۔ تاکہ وہ اسلام لائیں۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ﴾ (یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر جزیہ دیں)۔ فرمایا: (اگر اس سے بالکل مختصر سا جزیہ لیا جائے اور وہ بھی عزت کے ساتھ تو پھر) وہ کس طرح ذلیل ہوگا اسے پرواہی نہیں ہوگی۔ کہ اس سے کیا لیا گیا ہے! اور اگر اسے اس کا کچھ رنج والم ہی نہ ہوا تو وہ اسلام کس طرح لائے گا؟ (الفروع، الفقیہ، تفسیر قمی)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ (اربابِ حکومت) ان لوگوں (اہل کتاب) کی جزیہ والی زمین سے پانچواں حصہ لیتے ہیں اور زمینداروں سے ان کے سروں کا جو جزیہ لیتے ہیں۔ آیا اس سلسلہ میں ان پر کوئی معیّن چیز نہیں ہے؟ فرمایا: ان پر (جزیہ کے علاوہ) وہی کچھ ہے جو وہ خود اپنے اوپر لاگو کریں۔ اور امام علیہ السلام کو جزیہ سے زائد کچھ لینے کا حق نہیں ہے۔ البتہ اسے یہ اختیار ہے کہ یہ جزیہ ان کے سروں (کی تعداد) پر مقرر کریں تو اس صورت میں ان کے مال پر کچھ نہ ہوگا۔ اور اگر چاہیں تو ان کے مال پر (جزیہ) لگائیں تو اس صورت میں ان کے سروں پر کچھ نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ (جب کچھ معیّن نہیں ہے تو) پھر یہ پانچواں حصہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ وہ چیز ہے کہ جس پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے مصالحت کی تھی۔ (الفروع، الفقیہ، المقنعہ)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ اہل ذمہ کے ذمہ کیا واجب ہے جس سے وہ اپنا خون اور مال بچا سکیں؟ فرمایا: خراج (وہ زرعی ٹیکس جو زمین پر لگایا جاتا ہے)۔ اور اگر ان کے سروں (کے حساب) سے جزیہ لیا جائے تو پھر ان کی زمین پر خراج نہیں ہے اور اگر ان کی زمین سے خراج لیا جائے تو پھر ان کے سروں پر کچھ (جزیہ) نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ جزیہ دینے والوں کے مال مویشی سے بھی کچھ لیا جاتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مصعب بن یزید انصاری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے مجھے چار علاقوں کا عامل (محصّل) مقرر کیا: (۱) مدائن بھقیاذات۔ (۲) نہر سیر (شیر۔ ن د)۔ (۳) نہر جویر۔ (۴) نہر الملک۔ اور مجھے حکم دیا کہ ناہموار اور سخت زمین کی ایک جریب پر ڈیڑھ درہم اور درمیانی قسم کی زمین کی ایک جریب پر ایک درہم۔ اور پتلی فصل کی ایک جریب پر ایک درہم کے دو ثلث (۲/۳) اور انگوروں کی بیلوں پر زمین کی ہر جریب پر دس درہم اور کھجور والی زمین کی ہر جریب پر دس درہم۔ اور اس پانچ والی

زمین کی ایک جریب پر جس میں کھجور وغیرہ کے درخت ہوں دس درہم۔ اور مجھے حکم دیا کہ ہر وہ کھجور جو بستیوں سے الگ تھلگ (سرراہ) واقع ہے۔ اسے راہ گزاروں اور مسافروں کے لئے چھوڑ دوں! اور اس پر کچھ (لگان وغیرہ) نہ لگاؤں۔ اور مجھے حکم دیا کہ جو لوگ ترکی گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں اور سونے کی انگوٹھیاں پہنتے ہیں ان میں سے ہر مرد پر اڑتالیس (۴۸) درہم۔ اور جو درمیانہ مالی حیثیت والے کاروباری ہر آدمی پر چوبیس درہم۔ اور نچلے درجہ کے ہر غریب اور قلاش آدمی پر بارہ درہم مقرر کروں۔ پس جب میں نے اس طرح لگان لگا کر وصول کیا تو ایک سال میں اٹھارہ ہزار + اٹھارہ ہزار درہم سالانہ بنے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ اور حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء کرام نے اس کاروائی کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ امام علیہ السلام نے وقتی مصلحت کے تحت ایسا کیا ہے۔ اور یہ مصلحت امام علیہ السلام کی صوابدید سے وقت اور حالات کے بدلنے سے کم وبیش ہوسکتی ہے۔

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار بنی تغلب نے جزیہ دینے سے ناک بھوں چڑھائی اور عمر سے تقاضا کیا کہ وہ ان کو جزیہ معاف کردے تو عمر کو یہ اندیشہ دامن گیر ہوا کہ وہ کہیں رومیوں کے ساتھ شامل نہ ہو جائیں تو موصوف نے ان سے اس طرح مصالحت کی کہ ان کے سروں سے جزیہ معاف کر دیا۔ (البتہ (زمین پر) صدقہ (لگان) دوگنا کر دیا۔ پس جب تک حق کا ظہور نہیں ہوتا تب تک یہ لوگ اس مصالحت کے مطابق ہی کچھ ادا کرتے رہیں گے۔ (الفقیہ)

باب ۶۹
جزیہ لینے کا مستحق کون ہے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جزیہ والی زمین سے جزیہ نہیں اٹھایا جائے گا۔ اور یہ جزیہ مہاجرین[1] کے لئے عطیہ ہے۔ اور صدقہ (زکوٰۃ) ان لوگوں کے لئے ہے جن کا خدا نے قرآن میں نام لیا ہے۔ ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَ الْمَسَاكِينِ .... الآیہ﴾ تو (جن کو صدقہ ملتا ہے) ان کو جزیہ نہیں ملے گا۔ پھر فرمایا: عدل و انصاف کس قدر وسیع ہے؟ پھر فرمایا: اگر (مال تقسیم کرنے میں) عدل و انصاف کیا جائے تو سب لوگ مالدار بن جائیں۔ اور خدا کے حکم سے آسمان روزی نازل کرے اور زمین اپنی برکت ظاہر کرے۔ (الفروع، المقنعہ، التہذیب)

---

[1] الفقیہ میں اس کے ساتھ "انصار" کی لفظ بھی موجود ہے۔ فراجع۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ جو زمینیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد فتح ہوئیں ان کے بارے میں امام علیہ السلام کی سیرت کیا ہوگی؟ فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے سرزمین عراق کے بارے میں ایک ایسی روش اختیار کی ہے جو اس قسم کی تمام زمینوں کے لئے مقتدا ہے! اور فرمایا: جو جزیہ والی زمین ہے اس سے کبھی جزیہ ختم نہیں کیا جائے گا (تا آخر روایت اول.........)۔ (الکافی، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ آیا اعراب (بدوؤں) پر جہاد واجب ہے؟ فرمایا: ان پر (عام حالات میں) جہاد واجب نہیں ہے۔ مگر یہ کہ خود اسلام خطرہ میں پڑ جائے تو اس صورت میں (اس کی حفاظت کے لئے) ان سے مدد لی جائے گی۔ میں نے عرض کیا: انہیں مال جزیہ سے کچھ دیا جائے گا! فرمایا: نہ۔ (اور یہی حکم مال غنیمت کا ہے)۔ (کیونکہ ان سے یہی معاہدہ ہوا تھا۔ کما تقدم!)۔ (الفقیہ)

باب ۷۰

مسلمانوں کے لئے اہل ذمہ سے جزیہ کی رقم لینا جائز ہے۔ اگر چہ یہ رقم انہوں نے شراب اور خنزیر اور مردار بیچ کر حاصل کی ہو؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ صدقہ جو اہل ذمہ اور وہ جزیہ جو ان سے وصول کیا جاتا ہے۔ اور وہ شراب، خنزیر اور مردار کو فروخت کرکے حاصل کرتے ہیں تو؟ فرمایا: یہ جزیہ ان کے مال پر واجب ہے۔ اب وہ مال خواہ خنزیر کے گوشت یا خمر سے حاصل کیا جائے۔ اس کا وزر و وبال خود ان پر ہوگا۔ اور اس کی قیمت مسلمانوں کے لئے لینا حلال ہوگی۔ جو وہ بطور جزیہ وصول کریں گے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ محمد بن مسلم روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اہل ذمہ جب اپنا خراج اور جزیہ شراب، خنزیر، اور مردار بیچ کر ادا کریں تو کیا امام علیہ السلام کے لئے اس مال کا لینا اور مسلمانوں کے لئے اس کا کھانا حلال ہوگا؟! فرمایا: ہاں وہ امام علیہ السلام اور مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔ اور اہل ذمہ کے لئے حرام اور وہی لوگ اس کا وزر و وبال اٹھائیں گے۔ (المقنعہ)

باب ۷۱

خراجی اور جزیہ والی زمین خریدنے کا حکم؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بردہ بن رجا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ خراجی زمین کے خریدنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اور اس کو فروخت کون کرتا ہے؟ جبکہ وہ تمام مسلمانوں کی زمین ہے؟ میں نے عرض کیا: اسے وہی شخص فروخت کرتا ہے جس کے وہ قبضہ میں ہے؟ فرمایا: وہ مسلمانوں کے لئے خراج کا کیا کرے گا؟ پھر فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (گویا) اس نے اس زمین میں سے اپنا حصہ خرید لیا۔ اب دوسرے مسلمانوں کا حق اس کی گردن پر ہوگا (کہ وہ خراج کی شکل میں ادا کرے) اور ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے شخص سے (جو اس پر قابض تھا) حق ادائیگی میں زیادہ قوت کا مظاہرہ کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ یہود و نصاریٰ کی (خراج اور جزیہ والی) زمین کا خریدنا کیسا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیبر پر غلبہ حاصل ہوا تو انہوں نے ان سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ زمین ان کے قبضہ میں رہے گی اور وہ اسے آباد کریں گے، اس میں کام کریں گے۔ اور اس کا خراج ادا کریں گے۔ اور اگر تم اس میں سے کچھ خریدنا چاہو تو میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا۔ فرمایا: اور جو کوئی قوم (مردہ) زمین کو (آباد کرکے) زندہ کرے اور اس میں کام کرے وہ سب سے زیادہ اس کی حقدار ہے اور وہ اس کا مال ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الاستبصار)

۳۔ محمد بن مسلم اور عمر بن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ خراجی زمین کا خریدنا کیسا ہے؟ فرمایا: اس کے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ جب وہ ان (خریداروں) کے ہاتھ میں ہوگی تو وہ ایسی ہی ہوگی جیسے پہلے لوگوں کے ہاتھ میں تھی اب بھی اس سے اور اس کا اسی طرح خراج ادا کیا جائے گا۔ جس طرح پہلے ادا کیا جاتا تھا۔ (التہذیب)

۴۔ ابراہیم بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جزیہ والی زمین کا خریدنا کیسا ہے؟ فرمایا: خرید لو۔ کیونکہ (بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے) اس میں تمہارا جو حق ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حریز بیان کرتے ہیں کہ ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب

ایسا ہوگا (تم یہ زمین خرید لوگے) تو تم اس میں نقصان اور کمی کے بہ نسبت اضافہ و ازدیاد کے زیادہ قریب ہوگے۔ (ایضاً)

۶۔ حریز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں یہ مرافعہ پیش کیا گیا کہ ایک مسلمان شخص نے خراجی زمین خرید لی ہے؟ فرمایا: جو (فائدہ) ہمارے لئے تھا وہ اس کے لئے ہوگا اور جو ہم پر تھا وہ اس پر بھی ہوگا۔ وہ (خریدار) کافر ہو یا مسلمان۔ بہرحال اس کے لئے وہی ہے جو اہل اللہ کے لئے ہے اور اس پر وہی کچھ ہے جو ان (اہل اللہ) پر ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد کتاب التجارہ (باب ۲۱ از عقد بیع) اور احیاء موات (باب ۱و۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۲

زمینوں کے احکام کا بیان؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن یحییٰ اور احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے ان (حضرت امام علی رضا علیہ السلام) کے روبرو کوفہ اور اس کے بارے میں اپنے خانوادہ کی روش و رفتار کا تذکرہ کیا (کہ کیا تھی؟) فرمایا: جو شخص بخوشی اسلام لائے۔ اس کی زمین (آباد یا جسے وہ آباد کرے وہ) اس کے قبضہ میں رہنے دی جائے گی، ہاں البتہ اس سے (اس کا خراج اس طرح لیا جائے گا کہ) جو آسمان اور قدرتی نہروں سے سیراب ہوگی اس (کی آمدنی) کا دسواں حصہ اور جو ڈولوں سے سیراب کی جائے اس سے بیسواں حصہ لیا جائے گا۔ یہ اس زمین کا حکم ہے جسے وہ آباد کرے۔ اور جسے وہ آباد نہ کرے اسے امام علیہ السلام اپنے قبضہ میں لے لے گا۔ اور اس کو اس (مسلمان) کے حوالے کرے گا جو اسے آباد کرے گا۔ مگر وہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ سمجھی جائے گی۔ اور جن کے قبضہ میں ہوگی ان سے سابقہ تفصیل کے مطابق (اس کی آمدنی کا) دسواں یا بیسواں حصہ (بطور زکوٰۃ) لیا جائے گا۔ اور اگر اس کی آمدن پانچ وسق[1] سے کم ہو تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور جو زمین (جنگ کرکے) بزور شمشیر (کفار سے) لی جائے۔ اس کا معاملہ امام علیہ السلام کی صوابدید پر ہے وہ اسے اسی طرح قبول کرے گا جس طرح مناسب سمجھے گا۔ اس کے ساتھ وہ روش اختیار کرے گا جس طرح حضرت

---

[1] ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع چار مد کا اور ایک مد گیارہ چھٹانک اور ساڑھے تین تولہ کا ہوتا ہے اس حساب سے پانچ وسق اکیس من اور ساڑھے سینتیس سیر کا بنے گا جو کہ زکوٰۃ کا نصاب ہے۔ (منہ عفی عنہ)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر میں جو روش روا رکھی تھی کہ اس کے سواد و بیاض (یعنی خالی زمین اور اس کی کھجوروں) کو پٹہ (یا مزارعت) پر دے دیا تھا۔ (عام) لوگ کہتے ہیں کہ زمین اور کھجور کا قبالہ (پٹہ یا مزارعت پر دینا اور دستاویز لکھ دینا) درست نہیں ہے حالانکہ آنحضرتؐ نے ایسا کیا ہے! اور جو لے گا اس پر پٹہ کی اجرت کے علاوہ (سابقہ تفصیل کے مطابق) آمدن کا دسواں یا بیسواں (حصہ) بطور زکوٰۃ) اپنے حصہ سے ادا کرے گا۔ پھر فرمایا: طائف والے جب اسلام لائے تو انہوں نے دسویں اور بیسویں حصے کی ادائیگی اپنے ذمہ لے لی تھی۔ اور چونکہ حضرت رسول خداؐ مکہ میں تو زبردستی داخل ہوئے تھے (کیونکہ مکہ بزور شمشیر فتح ہوا تھا نہ کہ مکہ والوں کی رضامندی سے) جبکہ مکہ والے (پابجولاں) ان کے اسیر تھے۔ اور آنحضرتؐ نے (ان پر احسان کرتے ہوئے) فرمایا: جاؤ کہ تم آزاد ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ اپنے والد (سنان) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس خراجی زمین ہے جس سے میرا سینہ تنگ ہوتا ہے۔ کیا میں چھوڑ دوں؟ راوی کا بیان ہے کہ میری یہ بات سن کر آپ کچھ دیر تک خاموش رہے۔ پھر فرمایا: اگر ہمارے قائم آل محمدؑ کا ظہور ہوتا تو تمہارا حصہ اس سے زیادہ ہوتا (جس قدر تمہارے قبضہ میں ہے)۔ اور فرمایا: جب ہمارے قائم آل محمدؑ ظہور فرمائیں گے تو ایک انسان کے عطیات اس سے زیادہ ہوں گے جس قدر اب اس کے پاس ہیں (لہٰذا دل تنگ ہونے کی ضرورت نہیں ہے)۔

(التہذیب، الفروع)

۳۔ اسماعیل بن فضل ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اہل ذمہ کی خراجی زمین پٹہ پر لی ہے جبکہ اس کے مالک اس پر راضی نہیں ہیں۔ مگر حاکم اسے دے دیتا ہے۔ اس کے مالکوں کے عجز وغیرہ کی صورت میں، تو؟ فرمایا: جب اس کے مالک (اس کے آباد کرنے سے) عاجز ہوں۔ تو تمہارے لئے اس کا لینا جائز ہے۔ مگر یہ کہ اس سے کسی کو ضرر و زیاں پہنچے۔ اور اگر ان لوگوں (مالکوں) کو کچھ دے دو۔ تو وہ اس پر راضی ہو جائیں گے۔ تو پھر لے لو۔ (پھر تو اس کا جواز بلا اشکال ہو جائے گا)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹۳ باب التجارہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

جہاد النفس اور اس سے متعلقہ ابواب

(اس سلسلہ میں کل ایک سو ایک (۱۰۱) باب ہیں)

باب ۱

جہاد النفس واجب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار ایک سریہ (فوج کا دستہ) کسی جنگ پر بھیجا۔ جب وہ واپس آیا۔ تو فرمایا: ﴿مرحباً بقوم﴾ (اس قوم کو خوش آمدید کہتا ہوں) جس نے جہاد اصغر تو کرلیا۔ مگر اس کے ذمہ جہاد اکبر باقی ہے! عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! جہاد اکبر کیا ہے؟ فرمایا: جہاد النفس (نفس امارہ کے خلاف جہاد کرنا)۔ (الفروع)

۲۔ احمد بن محمد بن خالد بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے نفس (کا بوجھ) تو اپنے نفس کی خاطر خود اٹھا۔ اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو کوئی اور تیرا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (الاصول)

۳۔ احمد (بن محمد) مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا: تجھے اپنے نفس کا طبیب و معالج بنایا گیا ہے، تمہیں تمہاری بیماری بتا دی گئی ہے، دواء کی طرف راہنمائی کر دی گئی ہے اور صحت و شفا کی علامت سے تمہیں آگاہ کر دیا گیا ہے۔ اب تو خود اس بات کی نگرانی کر کہ تو کس طرح اپنا علاج معالجہ کر رہا ہے؟ (ایضاً)

۴۔ یہی راوی مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا: اپنے دل کو اپنا نیک ساتھی اور صلہ رحمی کرنے والا بیٹا، اور اپنے علم کو اپنا ایسا والد (مہربان) بنا جس کی تو پیروی کرے اور اپنے نفس کو اپنا ایسا دشمن سمجھ جس کے خلاف تو جہاد کرتا ہے اور اپنے مال کو عاریہ (مانگی ہوئی چیز) سمجھ جسے تو نے واپس لوٹانا ہے۔ (الاصول، الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین الفاظ میں سے یہ الفاظ ہیں، فرمایا: ﴿الشدید من غلب نفسہٗ﴾ (بہادر وہ ہے جو اپنے نفس پر غالب آئے)۔ (الفقیہ)

۶۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس کے اندر اسی کے دل و دماغ میں سے کوئی واعظ و ناصح نہ ہو، اور اس کے نفس سے کوئی اس کی زجر و توبیخ کرنے والا نہ ہو، اور اس کی راہنمائی کرنے والا کوئی سچا رفیق نہ ہو تو اس کا حقیقی دشمن (شیطان) اس کی گردن پر مسلط ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ جب آدمی صبح کرے تو وہ کسی پر ظلم و زیادتی کرنے کا کوئی ارادہ نہ رکھتا ہو۔ (ایضاً)

۸۔ شعیب عرقوقی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص (کسی چیز) کے شوق و رغبت میں، (کسی چیز کے) خوف و ہراس میں، (کسی چیز کی) طلب و جستجو میں اور اپنی ناراضی اور خوشی میں اپنے نفس پر قابو رکھے تو خدا اس کے جسم کو جہنم پر حرام قرار دے دیتا ہے۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

۹۔ کتاب امالی شیخ صدوق اور معانی الاخبار میں حدیث نمبر ۱ کے بعد یہ تتمہ بھی مذکور ہے۔ فرمایا: سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ آدمی اپنے اس نفس سے جہاد کرے جو اس کے دو پہلوؤں کے درمیان ہے۔ (الامالی، المعانی)

۱۰۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ مجازات نبویہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حقیقی مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔ (مجازات نبویہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے اقسام جہاد (باب ۵) اور اس سے پہلے (مقدمۃ العبادات، باب ۱) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۲ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

اعضاء و جوارح پر جو چیزیں فرض ہیں ان کا بیان اور ان کی ادائیگی کے واجب ہونے کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عمرو زبیری اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک طویل حدیث (جو ایمان کی حقیقت اور اس کے کم و زیادہ ہونے پر مشتمل ہے) کے ضمن میں فرمایا: خداوند عالم نے ایمان کو اولاد آدم کے اعضاء و جوارح پر فرض قرار دیا ہے۔ اور ان پر تقسیم کیا ہے۔ پس

انسانی اعضاء میں سے ہر عضو کا ایمانی فریضہ دوسرے عضو سے جدا ہے۔............ (پھر تفصیل بتاتے ہوئے فرمایا) پس ایمان کا جو حصہ دل پر فرض ہے وہ یہ ہے کہ وہ اس بات کی معرفت، اس کا اقرار اور اس کا تسلیم کرنا ہے کہ لا الٰـہ الا ھو .... کہ خداوند واحد لاشریک ہے جس کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ اولاد۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے عبد و رسول ہیں۔ اور ہر اس چیز کا اقرار کرنا جو خدائے عزوجل کی جانب سے آئی ہے۔ خواہ وہ نبی ہو یا کتاب (یا شریعت اور اس کا حلال وحرام؟)۔ یہ ہے دل کا فریضہ اور یہ ہے اس کا عمل۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَقَلۡبُهٗ مُطۡمَئِنٌّ ۢ بِالۡاِيۡمَانِ﴾ (مگر جسے (کلمۂ کفر کہنے پر) مجبور کیا جائے جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو)۔ نیز فرماتا ہے: ﴿اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ﴾ (کہ خدا کی یاد سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے)۔ نیز فرماتا ہے: ﴿الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَلَمۡ تُؤۡمِنۡ قُلُوۡبُهُمۡ﴾ (جو لوگ صرف اپنی زبانوں سے ایمان لائے۔ مگر ان کے دل ایمان نہیں لائے)۔ نیز فرماتا ہے: ﴿اِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡهُ يُحَاسِبۡكُمۡ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ﴾ (جو کچھ تمہارے اندر ہے اسے ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ۔ خدا تمہارا محاسبہ ضرور کرے گا۔ پس جسے چاہے گا معاف کرے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا)۔ الغرض یہ اقرار معرفت ایمان کا وہ حصہ ہے جو انسانی قلب پر فرض ہے۔ اور یہ "رأس الایمان" ہے۔ (۲) اور زبان پر یہ فرض قرار دیا ہے کہ جو کچھ انسان کے دل و دماغ میں ہے وہ اس کا اقرار و اظہار کرے۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا﴾ (لوگوں سے اچھی بات کہو)۔ نیز فرماتا ہے: ﴿قُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا بِالَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَاُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمۡ وَاحِدٌ وَّنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ﴾ (کہو۔ ہم خدا پر اور جو کچھ ہماری طرف اتارا گیا ہے۔ اس پر ایمان لائے ہیں۔ اور ہمارا اور تمہارا معبود برحق ایک ہے اور ہم سب اس کے مسلمان ہیں)۔ یہ ہے زبان کا فریضہ اور یہی اس کا عمل ہے۔ اور (۳) کان پر یہ فرض کیا ہے کہ جس چیز کے سننے کو خدا نے حرام قرار دیا ہے اس کی طرف کان سے توجہ نہ کرے اور جس آواز کا سننا حلال نہیں ہے۔ اور جو آواز خدا کی ناراضی کا باعث ہے اس کے سننے کی طرف کان نہ دھرے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَقَدۡ نَزَّلَ عَلَيۡكُمۡ فِى الۡكِتٰبِ اَنۡ اِذَا سَمِعۡتُمۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكۡفَرُ بِهَا وَيُسۡتَهۡزَاُ بِهَا فَلَا تَقۡعُدُوۡا مَعَهُمۡ حَتّٰى يَخُوۡضُوۡا فِىۡ حَدِيۡثٍ غَيۡرِهٖۤ﴾ (خدا نے قرآن میں تمہارے اوپر یہ چیز نازل کی ہے کہ جب سنو کہ آیات الٰہیہ کا انکار اور ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو اس وقت تک ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو جب تک وہ کسی اور (جائز) بات میں مشغول نہ ہو جائیں)۔ بعد ازاں بھول چوک والی صورت کا اس سے استثناء کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَاِمَّا يُنۡسِيَنَّكَ الشَّيۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰى مَعَ الۡقَوۡمِ

الظّٰلِمِينَ ﴾ (اور اگر کبھی تمہیں شیطان بھلا دے۔ تو یاد آنے کے بعد ظالم اور ستمگر قوم کے ہمراہ نہ بیٹھو)۔ اور فرماتا ہے: ﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ ٥ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ اَحْسَنَهُ . اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدٰهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾ (میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دو۔ جو ہر بات کو کان لگا کر سنتے ہیں۔ اور پھر اس میں سے احسن و عمدہ بات کی پیروی کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو خدا ہدایت کرتا ہے اور یہی لوگ ہی عقلمند ہیں)۔ نیز فرماتا ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ٥ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خٰشِعُونَ ٥ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ٥ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُونَ ﴾ (وہ اہل ایمان فوز و فلاح پائیں گے جو خشوع و خضوع سے نماز پڑھتے ہیں۔ جو لغو اور بے ہودہ بات سے روگردانی کرتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں)۔ اور فرمایا: ﴿وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوا عَنْهُ ﴾ (کہ جب وہ کوئی لغو بات سنتے ہیں تو اس سے منہ موڑ لیتے ہیں)۔ نیز فرماتا ہے: ﴿وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴾ (جب وہ کسی لغو چیز کے پاس سے گزرتے ہیں تو شریفوں کی طرح گزر جاتے ہیں)۔ یہ ہے ایمان میں سے کان کا حصہ اور اس کا فریضہ۔ کہ حرام بات کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اور یہی اس کا ایمانی عمل ہے۔ (۴) اور آنکھ پر یہ فرض کیا ہے کہ اس چیز کو نہ دیکھے جس کے دیکھنے کو خدا نے حرام قرار دیا ہے۔ اور یہی اس کا ایمانی عمل ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ﴾ (اہل ایمان سے کہہ دو کہ اپنی آنکھیں نیچے جھکائے رکھیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں) یعنی ایک دوسرے کی قابل ستر چیزوں کی طرف نگاہ نہ کریں۔ اور ایک دوسرے کی شرم گاہ پر نظر نہ کریں۔ اور نہ اپنی شرمگاہ پر نظر کرنے دیں۔ نیز فرمایا: ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ﴾ (مومنہ عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نظروں کو نیچے جھکائے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں) کہ ایک دوسری کی شرمگاہ پر نگاہ نہ کریں اور نہ ہی اپنی شرمگاہ پر کسی کو نظر کرنے کا موقع دیں۔ فرمایا: قرآن میں جہاں بھی "فرج کی حفاظت" کا تذکرہ ہے اس سے مراد زنا سے حفاظت کرنا ہے۔ سوائے اس آیت مبارکہ کے کہ یہاں اس سے مراد نگاہ کرنا ہے۔ پھر خداوند عالم نے ان تمام چیزوں کا ترتیب وار تذکرہ کرتے ہوئے جو دل، آنکھ اور زبان پر فرض ہیں۔ فرمایا: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ ﴾ (تم اس سے کس طرح چھپ سکتے ہو کہ (کل کلاں) تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں، اور تمہارے چمڑے (یعنی تمہاری شرمگاہیں اور رانیں) تمہارے خلاف گواہی دیں؟)۔۔۔ نیز فرمایا: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴾ (جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے۔ اس کے پیچھے نہ پڑو۔ کیونکہ (بروز قیامت) تمہارے

کان، آنکھ اور دل (و دماغ) کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا)۔ فرمایا: یہ ہے وہ فرض جو آنکھوں پر عائد کیا گیا ہے۔ اور یہ ہے ان کا عمل اور ایمان سے ان کا حصہ!۔ (۵) اور ہاتھوں پر یہ فرض کیا ہے کہ ان سے کسی حرام چیز کو نہ پکڑا جائے بلکہ ان سے اس چیز کو پکڑا جائے جس کا خدا نے حکم دیا ہے۔ یعنی ان پر صدقہ دینا، صلہ رحمی کرنا، راہِ خدا میں جہاد کرنا اور نمازوں کے لئے طہارت کرنا فرض کیا۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ﴾ (اے ایمان والو! جب نماز پڑھنا چاہو۔ تو (پہلے) اپنے مونہوں اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوؤ۔ اور اپنے سروں اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کرو)۔ نیز فرماتا ہے: ﴿فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا﴾ (اور (اے اہل ایمان! جب تمہاری کافروں سے مڈبھیڑ ہو تو (ان کی گردنیں اڑاؤ۔ یہاں تک کہ جب ان کا خوب خون بہا چکو تو پھر ان کو مضبوطی سے باندھو بعد ازاں احسان رکھ کر) آزاد کر دو یا فدیہ لے کر چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے (ختم ہو جائے)۔ فرمایا: یہ ہے ہاتھوں کا فریضہ (اور ان کا عمل اور ایمان میں سے ان کا حصہ)۔ (۶) اور پاؤں پر فرض کیا۔ کہ ان سے خدا کی حرام کردہ چیزوں کی طرف چل کر نہ جایا جائے۔ بلکہ ان پر فرض کیا کہ ان سے چل کر اُدھر جائیں جدھر جانے کا خدا نے حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا﴾ (اور زمین میں متکبرانہ چال نہ چل کیونکہ نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو۔ (کہ کہیں باہر نکل جاؤ) اور نہ پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ سکتے ہو)۔ نیز فرماتا ہے: ﴿وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ. اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ﴾ (اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔ اور اپنی آواز کو آہستہ رکھ کیونکہ کریہہ ترین آواز گدھوں کی ہوتی ہے)۔ پھر خدا نے اس بات کا تذکرہ کیا کہ (قیامت کے دن) خدا کے اوامر و احکام کے پامال کرنے پر یہ ہاتھ اور پاؤں لوگوں کے خلاف گواہی دیں گے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ﴾ (آج کے دن ہم ان کے مونہوں پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کرتوں کے خلاف گواہی دیں گے)۔ ہاتھ اور پاؤں کے منجملہ فرائض کے ایک فرض یہ بھی ہے۔ اور یہی ان کا ایمانی عمل اور فریضہ ہے۔ (۷) اور خدا نے چہرہ پر (اپنی ذات کے لئے) رات اور دن میں نماز کے اوقات میں سجدہ کرنا فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا

الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ (اے ایمان والو! رکوع اور سجود کرو۔ اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ اور کار خیر بجا لاؤ تا کہ رستگار ہو جاؤ)۔ یہ وہ فریضہ ہے جو مجموعی طور پر منہ اور ہاتھوں پیروں پر فرض ہے۔ اور ایک اور جگہ فرمایا: ﴿وَأَنَّ الْمَسْجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا ﴾ (سجدہ کے مقامات خدا کے لئے ہیں۔ لہٰذا خدا کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔ (اور اس کو سجدہ نہ کرو)......... (الی ان قال) یہاں تک کہ فرمایا: جو شخص اس حالت میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ اس نے اپنے اعضاء و جوارح کی حفاظت کی ہوگی اور خدا نے اس کے ہر ہر عضو پر جو جو چیز فرض کی ہے اسے ادا کیا ہوگا۔ تو وہ اس حالت میں حاضر ہوگا کہ کامل الایمان ہوگا۔ اور اہل جنت میں سے ہوگا۔ اور جو شخص ان چیزوں میں خیانت کرے گا یا ان سے تجاوز کرے گا تو وہ اس حالت میں حاضر ہوگا کہ ناقص الایمان ہوگا۔ (یہاں تک کہ) فرمایا: ایمان کی تکمیل و تمامیت سے مومن جنت میں داخل ہوں گے۔ اور اس کے نقصان اور اس میں کوتاہی کرنے سے جہنم میں داخل ہوں گے۔ (اصول من الکافی)

۲۔ حسن بن ہارون بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ آیت مبارکہ ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴾ پڑھ کر مجھ سے فرمایا کہ کان سے سوال کیا جائے گا کہ اس نے کیا سنا، آنکھ سے پوچھا جائے گا کہ اس نے کیا دیکھا اور دل سے یہ دریافت کیا جائے گا کہ اس نے کیا عقیدہ رکھا۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ایمان نہیں ہوتا۔ مگر عمل کے ساتھ۔ اور ایمان ثابت نہیں ہوتا مگر عمل کے ساتھ۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سکان بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص (زبانی طور پر) دین خدا کا اقرار کرے وہ مسلمان ہے اور جو شخص اس کے مطابق عمل کرے وہ مومن ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خیثمہ نے مجھے بتایا ہے کہ انہوں نے آپؑ سے ایمان کی اصلیت کے بارے میں سوال کیا؟ اور آپؑ نے ان کو بتایا کہ ایمان خدا پر ایمان لانے، کتاب اللہ کی تصدیق کرنے اور خدا کی نافرمانی نہ کرنے کا نام ہے! فرمایا: خیثمہ نے سچ کہا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جمیل بن دراج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایمان کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: یہ گواہی دینا کہ خدا وحدہ لاشریک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں! میں نے عرض

کیا: یہ تو عمل نہیں ہے؟ فرمایا: ہاں عمل ہے۔ میں نے عرض کیا: کیا عمل بھی ایمان کا جزء ہے۔ فرمایا: ہاں۔ ایمان عمل کے بغیر ثابت اور پختہ ہوتا ہی نہیں ہے۔ اور عمل اسی میں سے ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اپنے فرزند جناب محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا! جس بات کا علم نہ ہو۔ وہ بات نہ کہو۔ بلکہ ہر وہ بات جس کا علم ہو وہ سب بھی نہ کہو۔ کیونکہ خداوند عالم نے تمہارے تمام اعضاء و جوارح پر کچھ فرائض فرض کئے ہیں جن کے ذریعہ سے وہ بروز قیامت تم پر احتجاج کرے گا اور ان کے بارے میں تم سے بازپرس کرے گا۔۔۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾۔ نیز فرماتا ہے: ﴿إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا ۚ وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ﴾۔ پھر خدا نے اپنی عبادت کا مطالبہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾۔ یہ (عبادت) وہ فریضہ ہے جو سب اعضا کو شامل ہے۔ اور سب پر فرض ہے۔ نیز فرماتا ہے: ﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾۔ یہاں مساجد (سجدہ گاہوں) سے خدا کی مراد منہ، چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے ہیں (اعضاء سبعہ)۔ نیز خدا فرماتا ہے: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ﴾ فرمایا: یہاں جلود سے شرمگاہیں مراد ہیں۔ پھر خدا نے ہر ہر عضو کے الگ الگ فرائض کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کان پر فرض ہے کہ وہ حرام آواز کی طرف متوجہ نہ ہو۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ﴾۔ نیز فرماتا ہے: ﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ﴾۔ بعد ازاں بھول چوک کا استثناء کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾۔ نیز خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾۔ نیز فرمایا: ﴿وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾۔ نیز فرماتا ہے: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ﴾۔ فرمایا: یہ تو ہے کان کا فریضہ اور اس کا عمل۔ اور آنکھ پر یہ فرض کیا کہ خدا کی حرام کردہ چیز پر نگاہ نہ کرے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ﴾۔ پس خدا نے ایک دوسرے کی شرمگاہ پر

نگاہ کرنے کو حرام قرار دیا۔ اور زبان پر قلبی عقیدہ (حقہ) کا اقرار و اظہار کرنا فرض قرار دیا۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾۔ نیز فرماتا ہے: ﴿وَ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ اور دل پر جو کہ تمام اعضاء و جوارح کا رئیس ہے جس سے سوچا سمجھا جاتا ہے اور پھر امر صادر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ﴾ نیز ایک قوم کی حالت زار کی خبر دیتے ہوئے جس نے زبانی اظہار ایمان کیا۔ مگر دل و دماغ سے اس پر ایمان نہیں لائی۔ فرمایا: ﴿الَّذِيْنَ قَالُوٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ﴾۔ نیز فرماتا ہے: ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾۔ نیز فرماتا ہے: ﴿اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ. فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ﴾۔ اور ہاتھوں پر یہ فرض کیا کہ انہیں خدا کی حرام کردہ چیزوں کی طرف نہ بڑھایا جائے۔ بلکہ ان کو اس کی اطاعت میں استعمال کیا جائے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾۔ نیز فرماتا ہے: ﴿فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ﴾۔ اور پاؤں پر فرض کیا کہ انہیں خدا کی اطاعت میں استعمال کیا جائے۔ اور ان سے خدا کی نافرمانی کے کسی کام کی طرف نہ چلا جائے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا. اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا﴾۔ نیز فرماتا ہے: ﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾۔ پس خدا نے یہاں خبر دی ہے کہ بروز قیامت یہ ہاتھ پاؤں، یہ اعضاء رکھنے والے اور انہیں غلط استعمال کرنے والے کے برخلاف گواہی دیں گے۔ پس یہ ہیں خدا کے وہ فرائض جو اس نے تمہارے اعضاء و جوارح پر فرض قرار دیے ہیں۔ اے بیٹا! خدا سے ڈر اور ان اعضاء کو خدا کی اطاعت میں صرف کر۔ اور اس سے بچ کہ خدا کبھی تجھے اپنی نافرمانی کی جگہ پر دیکھے یا تمہیں اپنی اطاعت کی جگہ پر نہ پائے۔ ورنہ خسارہ پانے والوں سے ہو جاؤ گے! اور تم پر قرآن کی تلاوت اور جو کچھ اس میں درج ہے از قسم فرائض و شرائع اور حلال و حرام اور امر و نہی اس پر عمل کرنا لازم ہے اور تہجد پڑھنا اور شب و روز میں قرآن کی تلاوت کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ بندوں کی طرف خدا کا ایک عہد و پیمان ہے۔ ہر مسلمان پر واجب ہے (سنت مؤکدہ) ہے کہ ہر روز خدا کے عہد نامہ پر نگاہ کرے اگرچہ پچاس آیتیں ہی پڑھے۔ اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جنت کے درجات قرآنی آیات کی تعداد کے برابر ہیں۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو قاریٔ قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور (جنت میں) اوپر چڑھتا جا۔ پس جنت میں انبیاء (و مرسلین) اور صدیقین کے بعد اس (قاریٔ قرآن) سے بڑھ کر کسی کا درجہ

نہ ہوگا۔ (الفقیہ، باب الفروض علی الجوارح)

۸۔ علی بن جعفرؒ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہیں ہر قسم کی (یعنی لایعنی) باتیں کرنے کا کہ جس طرح تمہارا جی چاہے کوئی حق نہیں ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ (اس بات کے پیچھے نہ لگ جس کا تجھے علم نہیں ہے) اور نہ ہی تجھے ہر پسندیدہ آواز کے سننے کا حق ہے۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

(خلق و خالق کے) وہ واجبی اور مستحبی حقوق جن کو بجالانا چاہیئے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ثابت بن دینار (ابوحمزہ ثمالی) سے اور وہ سید العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے رسالۃ الحقوق میں فرمایا: خدا کا سب سے بڑا حق تجھ پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کرو۔ اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بنا۔ پس جب تم خلوص نیت سے یہ کام انجام دو گے تو خداوند عالم اپنے اوپر لازم قرار دے دے گا کہ وہ تمہارے دنیا و آخرت کے امور کی کفایت کرے گا۔ اور تمہارے نفس کا تم پر حق یہ ہے کہ اسے خدا کی اطاعت و فرمانبرداری میں مشغول رکھ۔ اور زبان کا حق یہ ہے کہ اسے فحش گوئی سے محترم رکھ۔ اور اسے کلمۂ خیر کہنے اور یاوہ گوئی نہ کرنے اور جس بات کا کوئی فائدہ نہ ہو اس کے ترک کرنے اور لوگوں سے نیکی کرنے کی بات کرنے اور ان کے بارے میں اچھی بات کہنے کا اسے عادی بنا۔ اور کان کا حق یہ ہے کہ اسے غیبت اور گلہ گوئی اور ہر اس آواز کے سننے سے منزہ رکھ جس کا سننا حلال نہیں ہے۔ اور آنکھ کا حق یہ ہے کہ اسے اس سے نیچے جھکائے رکھ جدھر نگاہ کرنا جائز نہیں ہے۔ اور جدھر دیکھنے سے کوئی عبرت حاصل نہیں ہوتی۔ اور ہاتھوں کا حق یہ ہے کہ ان کو اِدھر نہ پھیلا اور نہ بڑھا جدھر ان کا پھیلانا اور بڑھانا جائز نہیں ہے۔ اور پاؤں کا حق یہ ہے کہ ان سے چل کر اُدھر نہ جا۔ جدھر جانا حلال نہیں ہے۔ کیونکہ تو نے انہی پاؤں سے پل صراط پر چلنا ہے۔ پس غور کر کہ کہیں تیرا پاؤں وہاں پھسل نہ جائے اور تو دوزخ میں نہ گر جائے۔ اور تمہارے پیٹ کا حق یہ ہے کہ اسے حرام (غذا) کا ظرف نہ بنا۔ اور شکم سیری کے اوپر اضافہ نہ کر۔ اور

تمہاری شرم گاہ کا حق یہ ہے کہ اسے زنا سے بچا اور اس طرف نگاہ کرنے سے بھی اس کی حفاظت کر۔ اور تمہاری نماز کا حق یہ ہے کہ تو یہ سمجھ کہ وہ خدائی بارگاہ میں حاضری اور حضوری کا نام ہے اور تو اس میں خدا کی بارگاہ میں کھڑا ہے۔ پس جب تمہیں یہ بات معلوم ہو جائے گی تو تو اس طرح کھڑا ہوگا جس طرح کوئی بندۂ ذلیل وحقیر، راغب، راہب، خائف وراجی، مسکین، متضرع اور جس کی بارگاہ میں کھڑا ہے اس کا معظم ومکرم (کسی بڑی سرکار میں) سکینہ و وقار کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اور اپنے دل و دماغ کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کو اس کے حدود و قیود کے ساتھ بجا لائے گا۔ اور حج کا حق یہ ہے کہ یہ جانو کہ وہ تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں تمہاری حاضری اور اپنے گناہوں سے فرار کا نام ہے۔ اور اس میں تمہاری توجہ کی قبولیت ہے اور اس فرض کی ادائیگی ہے جو خدا نے تم پر فرض کیا ہے۔ اور روزے کا حق یہ ہے کہ یہ جانو کہ وہ ایک پردہ ہے جو خدا نے جہنم سے بچنے کے لئے تمہاری زبان، کان پر، آنکھ پر، پیٹ پر اور شرمگاہ پر لٹکا رکھا ہے۔ پس اگر تم روزہ نہیں رکھو گے تو گویا خدا کے اس پردہ کو پھاڑ دو گے۔ اور صدقہ کا حق یہ ہے کہ یہ جانو کہ وہ خدا کی بارگاہ میں تمہارا ذخیرہ ہے اور وہ امانت ہے کہ کل کلاں تم اس کے ثابت کرنے کے لئے کسی گواہ کے محتاج نہیں ہو گے۔ بلکہ تم آج جو امانت پوشیدہ طور پر اس کے پاس رکھو گے کل وہ تمہارے علانیہ رکھی ہوئی امانت سے زیادہ قابل بھروسہ ہوگی۔ اور یہ بھی جانو کہ جو (صدقہ) دنیا میں تم سے بلاؤں، مصیبتوں، بیماریوں کو دور کرتا ہے وہ آخرت میں دوزخ کی آگ کو دور کرے گا۔ اور قربانی کا حق یہ ہے کہ تم اسے محض خدا (کی خوشنودی) کی خاطر کرو۔ نہ کہ مخلوق کی خاطر۔ اور تمہارا اس سے مقصد محض اس کی رحمت کا حصول اور بروز قیامت اپنے روح کی نجات ہو۔ اور بادشاہ (وقت) کا حق یہ ہے کہ تو اس کے لئے آزمائش کا باعث بنایا گیا ہے۔ اور خدا نے اسے تم پر حکومت دے کر اسے تمہارے بارے میں آزمائش میں ڈالا ہے۔ تم پر لازم ہے کہ (خواہ مخواہ) اس کی ناراضی کے درپے نہ ہو۔ ورنہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالو گے۔ اور (اسے اپنے سے برائی کرنے کا موقع فراہم کر کے) اس کی بدسلوکی میں برابر کے شریک بنو گے۔ اور جو شخص علم کے ذریعہ سے تمہاری تربیت کرتا ہے (استاد) اس کا حق یہ ہے کہ اس کی تعظیم اور اس کی مجلس ومحفل کی توقیر کرو۔ اور پوری توجہ سے اس کی بات سنو، اس پر اپنی آواز بلند نہ کرو۔ اور جب اس سے کوئی سوال کرو تو اسے ہی جواب دینے دو۔ تم جواب نہ دو۔ اور اس کی مجلس میں بیٹھ کر کسی اور سے باتیں نہ کرو۔ اور نہ ہی اس کے پاس کسی کا گلہ کرو۔ اور جب تمہارے روبرو اس کی برائی بیان کی جائے تو تم اس کا دفاع کرو۔ اس کے عیبوں کو چھپاؤ۔ اور اس کی خوبیوں کو ظاہر کرو۔ کبھی اس کے دشمن کے پاس نہ بیٹھو۔ اور اس کے دوست سے کبھی دشمنی نہ کرو۔ جب تم ایسا کرو گے تو خدا کے فرشتے بھی گواہی دیں گے کہ تم نے للہ (خدا کی خاطر) اس سے

علم حاصل کیا ہے۔ "للناس" (لوگوں کی خاطر) نہیں کیا ہے۔ اور مال و ملک سے جو تمہاری تربیت کرتا ہے اس کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو۔ سوائے ان باتوں کے جو خدا کی ناراضی کا باعث ہوں۔ کیونکہ جہاں خالق کی نافرمانی لازم آئے۔ وہاں کسی بھی مخلوق کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔

جب تم حاکم ہو تو تمہاری حکومت میں رعایا کا حق (تم پر) یہ ہے کہ یہ جانو کہ خدا نے ان کو اس لئے تمہاری رعایا بنایا ہے کہ وہ کمزور ہیں اور تم طاقتور۔ پس واجب ہے کہ تم ان میں عدل و انصاف کرو۔ اور تم ان کے لئے والد مہربان کی مانند بن کے رہو۔ اگر ان سے کوئی جاہلانہ حرکت سرزد ہو جائے تو انہیں معاف کر دو۔ اور سزا دینے میں جلد بازی نہ کرو۔ اور خدا نے تمہیں ان پر جو قوت و قدرت عطا کی ہے اس کا شکریہ ادا کرو۔

اور جو تمہاری علمی رعایا ہے (طالب علم ہیں) اس کا حق یہ ہے کہ تم یہ جانو کہ خداوند عالم نے تمہیں ان کا قیم و سرپرست اس لئے بنایا ہے کہ اس نے تمہیں علم و فضل عطا فرمایا ہے۔ اور اس لئے تمہارے لئے اپنی حکمت و دانائی کا خزانہ کھولا ہے۔ پس اگر تم لوگوں کو پڑھانے میں بھلائی اور اچھائی کرو گے (اور بدسلوکی نہیں کرو گے۔ اور ان سے دل تنگ نہیں ہو گے۔ تو خداوند عالم تمہارے فضل و کمال میں مزید اضافہ کرے گا۔ اور اگر تم لوگوں کو علم نہیں پڑھاؤ گے یا ان کی خواہش علم کے وقت ان سے درشتی اور بدخلقی کرو گے تو خدا پر لازم ہوگا کہ وہ تم سے علم اور اس کی رونق چھین لے۔ اور تمہارا مقام لوگوں کی نظروں سے گرا دے۔

اور زوجہ کا حق یہ ہے کہ یہ جانو کہ خدا نے اسے تمہارے لئے سکون و آرام اور انس و محبت کا باعث قرار دیا ہے۔ پس یہ جانو کہ وہ خدا کا تم پر احسان ہے۔ لہٰذا اس کا احترام کرو اور اس سے نرم روی اختیار کرو۔ اگرچہ تمہارا حق اس پر بہت زیادہ ہے۔ مگر اس کا بھی تم پر حق ہے کہ تم اس پر مہربانی کرو۔ کیونکہ وہ تمہاری قید و بند میں ہے۔ اسے (اچھا) کھانا کھلاؤ۔ اور (اچھا) لباس پہناؤ۔ اور اگر اس سے کوئی جاہلانہ حرکت سرزد ہو جائے تو اس سے درگزر کرو۔ اور تمہارے مملوک (غلام) کا حق یہ ہے کہ یہ جانو کہ وہ تمہارے پروردگار کی مخلوق اور تمہارے باپ (جناب آدم علیہ السلام) اور ماں (جناب حوا علیہا سلام) کی اولاد ہے۔ اور وہ تمہارا گوشت و پوست اور تمہارا خون ہے۔ وہ تمہارا اس لئے غلام نہیں کہ خدا کے علاوہ تم نے اسے پیدا کیا ہے۔ یا اس کے اعضاء و جوارح میں سے کوئی عضو تم نے بنایا ہے یا اس کو رزق تم نے دیا ہے۔ (نہیں) بلکہ یہ سب کچھ خدا نے کیا ہے۔ پھر اس نے اسے تمہارا مسخر اور تابعدار بنایا ہے اور تمہیں اس کا امین بنا کر اسے بطور امانت تمہارے حوالہ کیا ہے۔ تاکہ تم اس کے ساتھ جو بھی بھلائی کرو وہ اسے یاد رکھے۔ پس تم اس کے ساتھ اسی طرح نیکی کرو۔ جس طرح خدا نے تم سے کی ہے۔ اور اگر تم اسے ناپسند کرتے ہو تو اسے تبدیل کر دو۔ (اس کی جگہ اپنا پسندیدہ غلام رکھ لو)۔ اور خدا کی مخلوق کو

عذاب نہ کرو۔ ہر قسم کی قوت و طاقت کا سرچشمہ خداوند عالم ہے۔ اور تمہاری ماں کا حق یہ ہے کہ یہ جانو کہ اس نے تمہیں اس طرح (اپنے پیٹ میں) اٹھایا ہے جس طرح کوئی کسی کو نہیں اٹھاتا اور اس نے تجھے اپنے دل کے پھل میں سے وہ کچھ دیا جو کوئی کسی کو نہیں دیتا۔ (اور تجھے اپنے دل کے پھل سے وہ کچھ کھلایا جو کوئی کسی کو نہیں کھلاتا۔ ن د)۔ اور اس نے اپنے تمام اعضاء و جوارح صرف کر کے تیری حفاظت کی۔ اور کوئی پروا نہیں کی کہ وہ خود بھوکی رہی مگر تجھے کھلایا۔ خود پیاسی رہی مگر تجھے پلایا۔ خود ننگی رہی مگر تجھے پہنایا۔ خود دھوپ میں رہی۔ مگر تجھے سایہ کے تلے بٹھایا۔ خود جاگی۔ مگر تجھے سلایا۔ (خود سردی و گرمی کی تکلیف برداشت کر کے) تجھے سردی اور گرمی سے بچایا۔ تو اس کا شکریہ ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا مگر یہ کہ خدا کی مدد اور اس کی توفیق تیرے شامل حال ہو جائے۔

اور تمہارے باپ کا حق یہ ہے کہ تم یہ جانو کہ وہ تمہاری اصل و بنیاد ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو تو بھی نہ ہوتا۔ پس تمہیں اپنے اندر جو کوئی چیز اچھی نظر آتی ہے تو اس نعمت کے حصول کا (ظاہری) سبب تیرا والد ہے۔ پس خدا کی حمد و ثنا کر اور اس کا شکریہ ادا کر بس ہر قسم کی قوت و طاقت کا سرچشمہ خدا کی ذات ہے۔ اور تمہاری اولاد کا حق یہ ہے کہ یہ جانو کہ وہ تم میں سے ہے اور اس دنیا میں اپنی نیکی و برائی کے ساتھ وہ تمہاری طرف ہی منسوب ہے۔ اور جو کچھ تو اس کی تربیت کرے گا، اسے ادب سکھائے گا اسے خدا کی طرف راہنمائی کرے گا اور اس کی اطاعت و بندگی پر اس کی جس طرح امداد کرے گا تو اس کے بارے میں تجھ سے ہی سوال کیا جائے گا۔ پس (خلاصہ یہ ہے کہ) اس معاملہ میں اس شخص کی طرح کام کر جسے یقین ہو کہ اگر اس (اولاد) سے بھلائی کرے گا تو اسے اجر و ثواب عطا کیا جائے گا اور اگر اس سے برائی کرے گا تو اسے عذاب و عقاب کیا جائے گا۔

اور تمہارے بھائی کا حق یہ ہے کہ یہ جانو کہ وہ تمہارا (قوت) بازو ہے، تمہاری عزت و آبرو ہے اور تمہاری قوت و طاقت ہے، پس تو اسے خدا کی نافرمانی کرنے کا ہتھیار نہ بنا۔ اور نہ ہی مخلوقِ خدا پر ظلم و زیادتی کرنے کا سامان بنا۔ اور اس کے دشمن کے خلاف اس کی امداد کر۔ اور اسے اچھی نصیحت کرنا ترک نہ کر۔ پس اگر وہ خدا کا اطاعت گزار ہے تو یہ سب کچھ کر۔ ورنہ خدا کی ذات تمہارے نزدیک زیادہ مکرم و محترم ہونی چاہیئے۔ (اس کی معصیت کر کے اس کی امداد نہ کر) **ولا قوۃ الا باللہ**۔

اور تمہارے (سابق) آقا اور منعم کا حق یہ ہے کہ یہ جانو کہ اس نے تم پر اپنا مال خرچ کر کے تمہیں غلامی کی ذلت سے نکال کر آزادی کی عزت و عظمت میں داخل کیا ہے۔ اس نے تمہیں مملوکیت کی قید سے آزاد کیا ہے اور بندگی کی بیڑیوں سے چھڑایا ہے۔ اور قید خانہ سے نکال کر تمہیں اپنے آپ کا مالک بنایا ہے اور اپنے پروردگار کی عبادت کے لئے فارغ کیا ہے۔ اور یہ جانو کہ وہ تمہاری زندگی اور موت میں سب لوگوں سے تمہارے زیادہ قریب ہے۔

اس لئے جان و مال سے الغرض جس چیز کی اسے ضرورت ہو اس کی نصرت کرنا تم پر واجب ہے۔

اور تمہارے اس غلام کا حق جس پر احسان کر کے تم نے آزاد کیا ہے۔ یہ ہے کہ جانو کہ خدا نے تمہارے اسے اسی طرح آزاد کرنے کو تمہیں جہنم سے بچانے کا وسیلہ بنایا ہے۔ اور اس دنیا میں ثواب یہ ہے کہ تو اس کا وارث ہے جبکہ اس کا کوئی رشتہ دار وارث نہ ہو۔ یہ تمہارے مال خرچ کرنے کی مکافات ہے۔ اور آخرت میں جنت ہے۔

جس نے تمہارے ساتھ نیکی اور بھلائی کی ہے۔ اس کا حق یہ ہے کہ تم اس کا شکریہ ادا کرو۔ اور اس کے احسان کو یاد رکھو اور اس کا اچھے الفاظ میں ذکر کرو۔ اور اس کے لئے بارگاہ الٰہی میں مخلصانہ دعا کرو۔ جب تم ایسا کرو گے تو (یہ سمجھا جائے گا کہ) تم نے پوشیدہ اور کھلم کھلا اس کے شکریہ کا حق ادا کر دیا۔ اور پھر اگر کبھی اس کے احسان کا بدلہ احسان سے چکانے کا موقع ملے تو ضرور ایسا کرو۔

اور اذان دینے والے شخص کا حق یہ ہے کہ یہ جانو کہ وہ تمہیں تمہارے پروردگار کی یاد دلاتا ہے اور تمہیں بلاتا ہے کہ خدائے عزوجل کا جو فرض تم پر ہے اسے ادا کر کے اجر و ثواب میں سے اپنا حصہ اس سے وصول کرو۔ پس تم اس کا اس طرح شکریہ ادا کرو جس طرح اپنے محسن کا ادا کرتے ہو۔

اور تمہارے پیشنماز کا حق یہ ہے کہ یہ جانو کہ اس نے تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان سفیر بننے کی ذمہ داری اپنی گردن پر لی ہے۔ اور اس نے تمہاری طرف سے گفتگو کی ہے۔ تم نے اس کی طرف سے نہیں کی، اس نے تمہارے لئے دعا کی ہے تم نے اس کے لئے نہیں کی۔ اور خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں کھڑے ہونے کی ہیبت ناکی سے اس نے تمہاری کفایت کی ہے۔ پس اگر اس میں کچھ نقص اور کمی ہے تو اس کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے نہ تم پر اور اگر مکمل ہے تو تو بھی اس کے ساتھ شریک ہے۔ اور اسے تم پر کوئی فوقیت نہیں ہے۔ (الغرض) اس نے اپنی جان سے تمہاری جان کو بچایا ہے اور اپنی نماز سے تمہاری نماز کو بچایا ہے۔ اس لئے تمہیں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

اور تمہارے ہمنشین کا حق یہ ہے کہ اس کے لئے نرم روی اختیار کرو، عام بول چال میں اس سے انصاف کرو۔ (اور اس کے حق میں توہین آمیز الفاظ استعمال نہ کرو)۔ اپنی مجلس سے اس کی اجازت کے بغیر اٹھ کر نہ جاؤ۔ ہاں جو شخص تمہارے پاس آ کر بیٹھے اسے تمہاری اجازت کے بغیر جانے کا حق حاصل ہے۔ اس کی لغزشیں بھول جاؤ، اس کی نیکیاں یاد رکھو۔ اور اسے جب کوئی بات سناؤ تو اچھی ہی سناؤ۔

اور تمہارے پڑوسی کا حق یہ ہے کہ جب وہ غیر حاضر ہو تو اس کی (یعنی اس کے مال اور ناموس کی) حفاظت کرو اور اگر حاضر ہو تو اس کا احترام کرو۔ اگر مظلوم ہو تو اس کی نصرت کرو۔ اور اس کی بری باتوں کی ٹوہ نہ لگاؤ۔ اور اگر

اس کی کسی برائی کا پتہ چلے تو اسے چھپاؤ۔ اور اگر یہ جانتے ہو کہ وہ تمہاری نصیحت قبول کرے گا تو پھر اسے خلوت میں نصیحت کرو۔ اور کسی مصیبت کے وقت اسے تنہا نہ چھوڑو۔ اس کی لغزش سے درگزر کرو۔ اس کا گناہ معاف کرو۔ (الغرض) اس کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کرو۔ ولا قوۃ الا باللہ۔

اور ساتھی کا حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ مہربانی اور انصاف کے ساتھ صحبت اختیار کرو۔ اور جس طرح وہ تمہارا احترام کرتا ہے تم بھی اس کا احترام کرو، اسے کسی بزرگی کا کام انجام دینے میں سبقت نہ لے جانے دو۔ (بلکہ تم پہلے وہ کام کرو)۔ اور اگر وہ سبقت لے جائے تو پھر اس کے اس احسان کا بدلہ چکاؤ۔ اور اس سے اسی طرح محبت کرو جس طرح وہ تم سے کرتا ہے۔ اور اگر وہ کبھی خدا کی نافرمانی کرنے کا ارادہ کرے تو اسے زجر و توبیخ کرو۔ (الغرض) تم اس کے لئے رحمت بن کر رہو۔ عذاب بن کر نہ رہو۔ ولا قوۃ الا باللہ۔

اور تمہارے شریک کار کا حق یہ ہے کہ اگر وہ غیر حاضر ہو تو اس کی بھلائی کا اسے بدلہ (بھلائی سے) دو۔ اور اگر حاضر ہو تو اس کی اور بھی زیادہ رعایت کرو۔ اور اس کے فیصلہ کے خلاف تم ان پر اپنا فیصلہ مسلط نہ کرو۔ اور اس سے افہام و تفہیم کئے بغیر اپنی رائے پر عمل درآمد نہ کرو۔ اس کے مال کی حفاظت کرو۔ اور اس کے کم یا زیاد مال یا اس کے کسی معاملہ میں خیانت نہ کرو۔ کیونکہ دو شریکوں پر تب تک خدا کا دست (شفقت) ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے خیانت نہ کریں۔ ولا قوۃ الا باللہ۔

اور تمہارے مال و منال کا حق یہ ہے کہ اسے حلال ذرائع کے علاوہ کہیں سے حاصل نہ کرو۔ اور صحیح مصرف کے سوا کہیں اسے خرچ نہ کرو۔ اور (مال کے سلسلہ میں) اس شخص کو اپنے اوپر ترجیح نہ دو۔ جو تمہارا شکر گزار نہ ہو۔ اس (مال) کو خدا کی اطاعت میں صرف کرو۔ اور (واجبی حقوق مالی ادا کرنے میں) بخل سے کام نہ لو۔ ورنہ انجام کار حسرت و ندامت ہے اور اس کے ساتھ اس کے عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ ولا قوۃ الا باللہ۔

اور تمہارے اس قرض خواہ کا جو تم سے اپنے حق کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اس کا حق یہ ہے کہ اگر تم مالدار ہو تو اس کا حق (فوراً) ادا کرو۔ اور اگر غریب و نادار ہو تو (اس کی ادائیگی تک) اپنے میٹھے بول سے اسے راضی کرو۔ اور بڑے لطیف پیرایہ میں اسے لوٹاؤ۔

اور تم سے میل جول رکھنے والے کا حق یہ ہے کہ اسے دھوکہ نہ دو، اس سے بددیانتی نہ کرو، اور اسے فریب نہ دو۔ اور اس کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔

اور تمہارے اس دشمن کا حق جس نے تمہارے خلاف دعویٰ دائر کر رکھا ہے یہ ہے کہ اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو تو اپنے خلاف اس کا گواہ ہے۔ اور اس پر ظلم و تعدی نہ کر اور اس کا حق پوری طرح ادا کر۔ اور اگر اس کا دعویٰ غلط

ہے تب بھی اس سے نرم روی کر۔ اور اس کے معاملہ میں نرم روی کے سوا کچھ نہ کر۔ اور اس کے معاملہ میں (کوئی غلط کام کر کے) پروردگار کو ناراض نہ کر۔ ولا قوۃ الا باللّٰہ۔

اور تمہارے اس دشمن کا حق جس کے خلاف تم نے دعویٰ دائر کر رکھا ہے یہ ہے کہ اگر تو اپنے دعویٰ میں حق پر ہے تو اس سے عمدہ طریقہ سے گفتگو کر۔ اور اس کے حق کا انکار نہ کر۔ اور اگر تو اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے تو پھر خدا سے ڈر اور اس کی بارگاہ میں توبہ کر اور اپنا دعویٰ ترک کر دے۔

اور مشورہ طلب کرنے والے کا حق یہ ہے کہ اگر تم جانتے ہو کہ اس کی رائے درست ہے تو تم اسے اس سے آگاہ کر دو۔ اور اگر نہیں جانتے تو اسے اس شخص کی طرف راہنمائی کرو۔ جو (صحیح بات) جانتا ہے۔

اور مشورہ دینے والے کا حق یہ ہے کہ اگر اس کی رائے تمہارے موافق نہیں ہے تو اس پر (عمداً غلط مشورہ دینے کی) تہمت نہ لگاؤ اور اگر اس کی رائے تمہاری رائے کے موافق ہے تو خدا کی حمد و ثنا کرو (کہ متفق کردید رائے بوعلی با رائے من!)

اور نصیحت طلب کرنے والے کا حق یہ ہے کہ اسے نصیحت کرو۔ اور اس سلسلہ میں تمہارا طریقہ رحم لانہ اور نرم دلانہ ہونا چاہیئے۔ اور نصیحت کرنے والے کا حق یہ ہے کہ تم اس کے لئے تواضع کرو۔ اور اس کی نصیحت پر کان لگاؤ۔ پس اگر وہ درست بات کہے تو خدا کی حمد و ثنا کرو۔ اور اگر اس کی بات درست نہ ہو تو بھی اس پر رحم کرو۔ اور اسے متہم نہ کرو۔ اور یہ سمجھو کہ اس نے (سہواً) غلطی کی ہے۔ مگر تم اس سے اس کا مؤاخذہ نہ کرو۔ مگر یہ کہ وہ اس تہمت کا مستوجب ہو (کہ وہ مشہور فراڈی آدمی ہے) تو پھر تم اس کی کسی بات کی پروا نہ کرو۔ ولا قوۃ الا باللّٰہ۔

اور بڑے بزرگ کا حق یہ ہے کہ اس کی کبرسنی کی وجہ سے اس کا احترام کرو۔ کیونکہ وہ تم سے پہلے اسلام میں داخل ہوا ہے۔ اور لڑائی جھگڑا میں اس کا مقابلہ نہ کرو۔ اور راہ چلنے میں اس سے آگے نہ چلو۔ اور اس سے جاہلانہ سلوک نہ کرو۔ اور اگر وہ ایسا کرے تو تم اسے برداشت کرو۔ اور پھر بھی اس کے اسلامی حق و حرمت کی وجہ سے اس کا اکرام کرو۔

اور چھوٹے کا حق یہ ہے کہ اس کی تعلیم و تربیت میں اس پر رحم کرو (اور اگر غلطی کرے) تو اس سے درگزر کرو۔ اور اس کی پردہ پوشی کرو۔ اور اس سے نرمی برتو اور (اچھے کام میں) اس کی اعانت کرو۔

اور سائل کا حق یہ ہے کہ اس کی ضرورت و حاجت کے مطابق اسے عطا و بخشش سے نوازو۔ اور مسئول (جس سے تم نے سوال کیا ہے اس) کا حق یہ ہے کہ اگر وہ کچھ دے تو اسے شکریہ کے ساتھ قبول کرو۔ اور اگر کچھ نہ دے تو اس کی معذرت کو قبول کرو۔

اور جو شخص تمہیں خوش کرے اس کا حق یہ ہے کہ پہلے خدا کی حمد وثنا کرو۔ پھر اس شخص کا شکریہ ادا کرو۔ اور جو شخص تم سے برائی کرے اس کا حق یہ ہے کہ تم اس سے درگزر کرو۔ اور اگر تم یہ جانتے ہو کہ (اس کی کمینگی کی وجہ سے) یہ درگزر تمہارے لئے ضرر رساں ہے تو پھر اس سے بدلہ لو۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيْلٍ﴾ (جس پر ظلم کیا جائے اور اس کے بعد وہ بدلہ لے تو اس پر کوئی سبیل نہیں ہے)۔

اور تمہارے اہل ملت (و دین) کا حق یہ ہے کہ ان کے لئے دل و دماغ میں سلامتی اور مہربانی کا پروگرام بنایا جائے، اور ان کے برے سے بھی نرم روی اختیار کی جائے اور ان کی اصلاحِ احوال کی کوشش کی جائے۔ اور ان کے محسن و نیکوکار کا شکریہ ادا کیا جائے اور ان کے برے سے بھی ایذا رسانی کو روکا جائے۔ اور ان کے لئے وہ کچھ پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور ان کے لئے وہ کچھ ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔ ملت کے بزرگوں کو بمنزلہ اپنے باپ کے اور اس کے جوانوں کو بمنزلۂ اپنے بھائیوں کے سمجھو۔ اور ان کی بوڑھی عورتوں کو بمنزلہ اپنی ماں کے اور چھوٹیوں کو بمنزلہ اپنی اولاد کے سمجھو۔

اور اہل ذمہ (اہل کتاب کے وہ کفار جو جزیہ ادا کرتے ہیں) کا حق یہ ہے کہ ان کی وہ بات قبول کرو (جزیہ وغیرہ) جو خدا نے قبول کی ہے اور جب تک وہ خدا سے کیا ہوا عہد و پیمان پورا کریں تب تک ان پر کسی قسم کا ظلم و جور نہ کرو۔ (الفقیہ، الآمالی، الخصال، مکارم الاخلاق، تحف العقول)

باب ۴

صفاتِ حمیدہ کو لازم پکڑنا اور ان کو عمل میں لانا مستحب ہے اور پھر چند صفاتِ حمیدہ کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل اکتیس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن مسکان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مکارم الاخلاق سے مخصوص فرمایا۔ لہٰذا تم اپنے نفوس کا جائزہ لو پس اگر تمہارے اندر وہ اخلاق (یا ان میں سے کچھ) پائے جائیں تو خدا کی حمد وثنا کرو۔ اور اس کی طرف رجوع کرو۔ تاکہ وہ ان میں اور اضافہ کرے۔ پھر امام علیہ السلام نے دس مکارم الاخلاق کا تذکرہ کیا: (۱) یقین۔ (۲) قناعت۔ (۳) صبر۔ (۴) شکر۔ (۵) حلم۔ (۶) حسن خلق۔ (۷) سخاوت۔ (۸) غیرت۔ (۹) شجاعت۔ (۱۰) اور مروت۔ (جوانمردانہ صفات)۔ (الفقیہ، الخصال، صفات الشیعہ)

۲۔ عمرو بن ثابت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! میں تمہیں اپنی ذات کے بارے میں چند خصلتوں کی وصیت کرتا ہوں ان کو یاد کرو پھر دعا کی: ﴿اللّٰھم اعنہ﴾ (یا اللہ! ان کی مدد فرما) (۱) پہلی خصلت صدق و سچائی ہے تمہارے منہ سے کبھی جھوٹ نہیں نکلنا چاہیئے۔ (۲) ورع و تقویٰ لہٰذا کبھی خیانت کاری کی جرأت نہ کرو (۳) خدا کا خوف و خشیہ! گویا اسے آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہو۔ (۴) خوف خدا سے گریہ و بکاء کرنا۔ چنانچہ تمہارے ہر ہر آنسو کے عوض جنت میں ایک مکان بنایا جائے گا۔ (۵) اپنے آپ کی حفاظت کی خاطر اپنا مال اور اپنا خون تک صرف کر دو۔ (۶) میری نماز و روزہ اور صدقہ میں میری سنت و روش پر عمل درآمد کرو یعنی پچاس رکعت نماز پڑھنے اور ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے یعنی پہلا اور آخری خمیس اور درمیانہ بدھ اور صدقہ دینے میں اس قدر جدوجہد کرو کہ کہا جائے کہ تم نے اسراف کیا ہے۔ حالانکہ یہ اسراف نہیں ہے (کیونکہ لا اسراف فی الخیر)۔ تم پر نماز شب لازم ہے تم پر نماز شب لازم ہے تم پر نماز شب لازم ہے اور تم پر نماز زوال (ظہر) لازم ہے۔ اور ہر حالت میں تم پر قرأت قرآن لازم ہے اور تم پر نماز میں (دعائے قنوت کے لئے) ہاتھ اٹھانا اور ان کا الٹنا پلٹنا لازم ہے تم پر نماز اور وضو کے وقت مسواک کرنا لازم ہے اور تمہارے لئے محاسن اخلاق کا دامن تھامنا اور برے اخلاق سے دامن بچانا لازم ہے اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو پھر اپنے سوا اور کسی کی ملامت نہ کرنا۔

(الفقیہ، الروضۃ، التہذیب، کتاب الزہد، المحاسن)

۳۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! دنیا و آخرت میں تین چیزیں مکارم الاخلاق میں سے ہیں: (۱) جو تم پر ظلم و زیادتی کرے تم اس سے عفو و درگزر کرو۔ (۲) جو تم سے قطع رحمی کرے تم اس سے صلہ رحمی کرو۔ (۳) جو تم سے جاہلانہ برتاؤ برتے (سخت کلامی اور بدسلوکی کرے) تم اس سے حلم و بردباری سے پیش آؤ۔ (الفقیہ)

۴۔ حسن بن عطیہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مکارم الاخلاق دس ہیں۔ اگر ہو سکے تو ان کو اپنے اندر پیدا کرو۔ کیونکہ بعض اوقات یہ صفتیں ایک شخص میں ہوتی ہیں مگر اس کی اولاد میں نہیں ہوتیں یا کسی کی اولاد میں ہوتی ہیں مگر باپ میں نہیں ہوتیں۔ اور بعض اوقات غلام میں ہوتی ہیں اور آزاد میں نہیں ہوتیں (الغرض ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیهِ مَنْ یَّشَآءُ): (۱) لوگوں سے سچ بولنا۔ (۲) امانت کو ادا کرنا۔ (۳) صلہ رحمی کرنا۔ (۴) مہمان نوازی کرنا۔ (۵) سائل کو کھانا کھلانا۔ (۶) نیکی کا بدلہ نیکی سے دینا۔ (۷) زبان

کو سچائی کا عادی بنانا۔ (۸) پڑوسی کے بارے میں اپنی ذمہ داری پوری کرنا۔ (۹) ساتھی کے بارے میں اپنی ذمہ داری پوری کرنا۔ (۱۰) اور ان تمام مکارم الاخلاق کا راس رئیس شرم وحیاء ہے۔

(الخصال، الاصول، الآمالی شیخ طوسیؒ)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن خالد سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں اسلام کا اس طرح نسب بیان کروں گا جس طرح کسی نے نہ مجھ سے پہلے بیان کیا ہوگا اور نہ میرے بعد کرے گا۔ مگر اسی طرح جس طرح میں بیان کر رہا ہوں:

اسلام کیا ہے؟ تسلیم! تسلیم کیا ہے؟ یقین! یقین کیا ہے؟ تصدیق؟ تصدیق کیا ہے؟ اقرار، اقرار کیا ہے؟ عمل! عمل کیا ہے؟ ادائیگی! (فرمایا) بندۂ مومن دین کو اپنی رائے (وقیاس) سے حاصل نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے پاس دین اس کے پروردگار کی طرف سے آتا ہے اور یہ اسے حاصل کرتا ہے۔ (الاصول من الکافی)

۶۔ مدرک بن عبدالرحمٰن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: (گویا کہ) اسلام ننگا ہے۔ پس اس کا لباس شرم وحیاء ہے، اس کی زیب وزینت وفاداری ہے، اس کی مروت اور مردانگی نیک عمل ہے۔ اس کا ستون ورع وتقویٰ ہے۔ اور ہر چیز کی ایک اساس و بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد ہم اہل بیت علیہم السلام کی محبت ہے۔ (ایضاً)

۷۔ جناب عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب و جد علیہم السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے اسلام کو پیدا فرمایا۔ اس کے لئے صحن بنایا، اس کے لئے نور مقرر فرمایا، اس کے لئے محکم قلعہ بنایا۔ اور اس کے لئے ناصر و مددگار بنائے۔ پس اس کا صحن قرآن ہے، اس کا نور حکمت و دانائی ہے۔ اس کا قلعہ نیکوکاری ہے۔ اور اس کے ناصر و مددگار میں اور میرے اہل بیت علیہم السلام اور ہمارے شیعہ ہیں الحدیث۔ (ایضاً)

۸۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ اپنے باپ (عبدالرحمٰن) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم اس وقت تک نیکوکار نہیں بن سکتے جب تک پہلے معرفت حاصل نہ کرو۔ اور تم معرفت حاصل نہیں کر سکتے جب تک تصدیق نہ کرو۔ اور تم اس وقت تک تصدیق نہیں کر سکتے جب تک چار دروازوں کو تسلیم نہ کرو۔ کہ ان کا پہلا آخری کے بغیر درست نہیں ہوتا۔ الحدیث۔ (ایضاً)

۹۔ عبدالملک بن غالب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن میں آٹھ خصلتیں پائی جاتی ہیں: (۱) مصائب اور فتنوں کے وقت باوقار ہو۔ (۲) بلاء و مصیبت کے وقت صابر ہو۔ (۳) آسائش و

آرام کے وقت شاکر ہو۔ (۴) خدا کے دیئے ہوئے رزق پر قانع ہو۔ (۵) دشمنوں پر بھی ظلم و زیادتی نہ کرے۔ (۶) دوستوں پر بوجھ نہ بنے۔ (۷) اس کا اپنا جسم تکلیف میں ہو مگر لوگ اس سے راحت و آرام میں ہوں۔ (۸) علم مومن کا دوست، حلم اس کا وزیر، عقل اس کے لشکر کا امیر، نرم روی اس کا بھائی اور نیکی اس کا والد ہوتی ہے۔ (الاصول، الفقیہ، آمالی صدوقؒ)

۱۰۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے: اسلام کے چار ارکان ہیں: (۱) خدا پر توکل و اعتماد کرنا۔ (۲) اپنے معاملات کو خدا کے حوالے کرنا۔ (۳) خدا کی قضا و قدر پر راضی رہنا۔ (۴) اور خدا کے امر کو تسلیم کرنا۔ (الاصول)

۱۱۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام سے حقیقت ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: ایمان چار ستونوں پر قائم ہے: (۱) صبر۔ (۲) یقین۔ (۳) عدل۔ (۴) اور جہاد۔ پھر صبر کے چار شعبے ہیں: (۱) (جنت کا) شوق۔ (۲) (جہنم کا) خوف۔ (۳) (دنیا میں) زہد۔ (۴) اور (موت کا) انتظار۔

پھر یقین کے بھی چار شعبے ہیں: (۱) تبصرۃ الفطنہ (زیرکی کو دیکھنا)۔ (۲) تاویل الحکمہ (حکمت و دانائی کی تاویل کرنا)۔ (۳) معرفۃ العبرہ (عبرت کی معرفت حاصل کرنا)۔ (۴) سنۃ الاولین (طریقۂ گزشتگان)۔

پھر عدل کے بھی چار شعبے ہیں: (۱) غامض الفہم (گہری فہم و فراست)۔ (۲) غمر العلم (کثرت علم و فضل)۔ (۴) زہرۃ الحکم (حکم کی چمک دمک)۔ (۴) روضۃ الحلم (حلم و بردباری کا باغ)۔

جہاد کے بھی چار شعبے ہیں: (۱) امر بالمعروف (نیکی کا حکم دینا)۔ (۲) نہی عن المنکر (برائی سے روکنا)۔ (۳) صدق فی المواطن (ہر جگہ سچ بولنا)۔ (۴) شنآن الفاسقین (برے لوگوں کو دشمن جاننا)۔ الحدیث[1]۔ (ایضاً)

۱۲۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن خاموش رہتا ہے تاکہ سلامت رہے۔ وہ بولتا ہے تاکہ فائدہ حاصل کرے، وہ امانت اور راز کی بات دوستوں کو بھی نہیں بتاتا۔ اور اپنی گواہی دور والوں سے بھی نہیں چھپاتا، وہ کوئی کار خیر ریاکاری کے لئے نہیں کرتا۔ اور بے جا شرم و حیاء کی وجہ سے اسے ترک بھی نہیں کرتا۔ وہ اگرچہ پاک و پاکیزہ ہوتا ہم ڈرتا ہے کہ لوگ کیا (تعریف) کہتے ہیں؟ اور جو کچھ لوگ نہیں جانتے وہ (اپنے ان پوشیدہ گناہوں سے) توبہ و استغفار کرتا ہے۔ جو لوگ اس سے ناواقف ہیں وہ ان

---

[1] اس اجمال کی پوری تفصیل اسی حدیث کے ذیل میں مذکور ہے۔ اور چونکہ حدیث بہت طویل ہے اس لئے اس کے یہاں درج کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ شائقین تفصیل اصول کافی صفحہ ۳۳۳ باب المومن و علاماتہ طبع ایران کی طرف رجوع کریں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کی باتوں سے دھوکہ نہیں کھاتا۔ اور وہ اپنے عملوں کے شمار کئے جانے سے ڈرتا ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ ہشام بن الحکم حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: اے ہشام! حضرت امیر المومنینؑ فرمایا کرتے تھے کہ عقل سے بہتر خدا کی عبادت نہیں کی گئی۔ اور کسی آدمی کی عقل اس وقت تک تام و تمام نہیں ہوتی۔ جب تک اس میں چند خصلتیں نہ پائی جائیں (جو کہ یہ ہیں) (۱) اس کو اطمینان ہو کہ وہ کفر و شرک کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ (۲) اسے امید ہو کہ وہ نیکی اور خیر کے کام کرے گا۔ (۳) اس کا ضرورت سے زیادہ مال (حاجت مندوں پر) صرف ہوتا ہے۔ (۴) اس کی ضرورت سے زیادہ بات موقوف ہوتی ہے۔ (۵) دنیا سے اس کا حصہ روزی بقدر ضرورت ہے۔ (۶) وہ پوری زندگی میں کبھی علم سے سیر نہیں ہوتا۔ (۷) اسے خدا کے ہمراہ (ظاہری) ذلت اس (ظاہری) عزت و عظمت سے زیادہ پسند ہوتی ہے جو غیر اللہ کے ہمراہ حاصل ہو۔ (۸) اسے تواضع و انکساری شرف و کبریائی کے اظہار سے زیادہ پسند ہوتی ہے۔ (۹) وہ دوسروں کی تھوڑی نیکی کو بھی بہت جانتا ہے۔ (۱۰) اپنی بہت نیکی کو بھی معمولی جانتا ہے۔ (۱۱) وہ سب لوگوں کو اپنے سے بہتر جانتا ہے۔ (۱۲) اور اپنے آپ کو سب لوگوں سے بدتر جانتا ہے۔ اور یہ تمام امور (اور خصالِ حسنہ) کی انتہا ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ احمد بن محمد بن خالد بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں (کہ آپؑ نے مومن کے علامات بیان کرتے ہوئے) فرمایا: (۱) مومن دین میں قوی ہوتا ہے۔ (۲) نرم روی میں محتاط ہوتا ہے۔ (۳) اس میں ایمان کے ساتھ یقین بھی ہوتا ہے۔ (۴) فقہ و معرفت کے حصول میں حریص ہوتا ہے۔ (۵) ہدایت حاصل کرنے میں اسے نشاط و سرور حاصل ہوتا ہے۔ (۶) نیکی پر مداومت کرتا ہے۔ (۷) علم کے ساتھ حلم ہوتا ہے۔ (۸) نرمی میں عقلمند ہوتا ہے۔ (۹) وہ حق (صحیح جگہ) پر سخاوت کرتا ہے۔ (۱۰) مالداری میں میانہ رو ہوتا ہے۔ (۱۱) فقر و فاقہ میں بردبار ہوتا ہے۔ (۱۲) باوجودِ قدرت کے معاف کرتا ہے۔ (۱۳) نصیحت کرنے میں خدا کی اطاعت کرتا ہے۔ (۱۴) شہوت رانی سے باز رہتا ہے۔ (۱۵) رغبت کے باوجود ورع و تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ (۱۶) جہاد کرنے میں حریص ہوتا ہے۔ (۱۷) باوجود مصروفیت کے نمازی ہوتا ہے۔ (۱۸) سختی کے وقت صابر ہوتا ہے۔ (۱۹) فتنوں میں باوقار ہوتا ہے۔ (۲۰) مصائب میں صابر ہوتا ہے۔ (۲۱) آرام و آسائش کے وقت شاکر ہوتا ہے۔ (۲۲) وہ گلہ گو نہیں ہوتا۔ (۲۳) نہ وہ متکبر ہوتا ہے۔ (۲۴) وہ قطع رحمی نہیں کرتا۔ (۲۵) وہ (دین و مذہب میں) کمزور نہیں ہوتا۔ (۲۶) نہ ہی وہ بدزبان اور بدخلق ہوتا ہے۔ (۲۷) اس کی آنکھ (حرام کی طرف دیکھنے میں) اس سے سبقت نہیں لے جاتی۔ (۲۸) اس کا پیٹ اسے کبھی رسوا

نہیں کرتا (کہ یہ اس کی خاطر کوئی غلط کام کرے)۔ (۲۹) اس کی شرمگاہ اس پر غالب نہیں آتی (کہ حرام کاری کرے)۔ (۳۰) وہ لوگوں سے حسد نہیں کرتا۔ (۳۱) لوگ اسے طعنہ دیتے ہیں مگر وہ لوگوں پر طعنہ زنی نہیں کرتا۔ (۳۲) وہ اسراف اور فضول خرچی نہیں کرتا۔ (۳۳) وہ مظلوم کی نصرت کرتا ہے۔ (۳۴) وہ مسکین پر رحم کرتا ہے۔ (۳۵) اس کی جان زحمت میں ہوتی ہے مگر لوگ اس سے آرام میں ہوتے ہیں۔ (۳۶) وہ دنیا کی (کھوئی) عزت میں رغبت نہیں کرتا۔ (۳۷) وہ دنیا کی ذلت سے نہیں گھبراتا۔ (۳۸) لوگوں کا ایک مقصد ہے (حصولِ دنیا) جس کی طرف وہ متوجہ ہیں۔ اور اس کا بھی ایک مقصد ہے (حصولِ آخرت) جس نے اسے مصروف کر رکھا ہے۔ (۳۹) اس کے حلم و تحمل میں کوئی نقص نظر نہیں آتا۔ (۴۰) اور نہ ہی اس کی رائے میں کوئی کمزوری نظر آتی ہے۔ (۴۱) اور نہ ہی اس کے دین میں کوئی ضیاع دکھائی دیتا ہے۔ (۴۲) جو اس سے مشورہ طلب کرتا ہے وہ اس کی راہنمائی کرتا ہے۔ (۴۳) جو اس کی مدد کرے یہ اس کی امداد کرتا ہے۔ (۴۴) وہ برائی اور جہالت کے کاموں سے کنارہ کشی کرتا ہے۔ (الاصول، الخصال، صفات الشیعہ)

۱۵۔ امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار حضرت امیرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مومن کے صفات دریافت فرمائے؟ فرمایا: مومنوں میں بیس خصلتیں ہوتی ہیں۔ اگر اس میں یہ صفات نہیں ہیں تو وہ کامل الایمان نہیں ہے: یا علیؑ! مومن کے اخلاق میں سے (۱) ایک یہ ہے کہ وہ نماز میں حاضر ہوتے ہیں۔ (۲) زکوٰۃ ادا کرنے کی طرف جلدی کرتے ہیں۔ (۳) مسکینوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (۴) یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ (۵) ان کی پرانی چادریں پاک و پاکیزہ ہوتی ہیں۔ (۶) وہ تہمند وسط میں باندھتے ہیں۔ (۷) جب کچھ بیان کرتے ہیں تو جھوٹ نہیں بولتے۔ (۸) وہ جب وعدہ کرتے ہیں تو وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ (۹) اگر ان کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہیں کرتے۔ (۱۰) جب بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں۔ (۱۱) وہ رات کے رہبان (عبادت گزار) ہوتے ہیں۔ (۱۲) دن کے وقت شیر و دلیر ہوتے ہیں۔ (۱۳) دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ (۱۴) رات جاگ کر عبادتِ خدا کرتے ہیں۔ (۱۵) وہ پڑوسیوں کو اذیت نہیں پہنچاتے۔ (۱۶) نہ کوئی پڑوسی ان سے متاذی ہوتا ہے۔ (۱۷) وہ زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں۔ (۱۸) ان کے قدموں کے نشان بیوہ عورتوں کے گھروں میں ہوتے ہیں۔ اور جنازوں کی مشایعت میں دیکھے جاتے ہیں۔ خدا ہم کو اور تم کو متقیوں میں سے بنائے۔ (الاصول، الامالی)

امالی شیخ صدوق میں دو صفیں اور مذکور ہیں: (تب بیس صفتیں مکمل ہوتی ہیں) ...... (۱۹) وہ حج بیت اللہ ادا کرتے ہیں۔ (۲۰) اور وہ ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ (الآمالی)

۱۶۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیرؑ کے (حقیقی) شیعہ (بھوک کی وجہ سے) دبلے پیٹوں، (پیاس کی وجہ سے) خشک ہونٹوں والے، صاحبانِ رأفت و شفقت، ارباب علم و حلم ہوتے تھے۔ اور لذائذ دنیا کے ترک کرنے کے ساتھ مشہور ہوتے تھے تو (آج) تم جیسے کچھ بھی ہو۔ ورع (محرمات سے بچنے) اور (واجبات کی ادائیگی میں) جدوجہد کرنے سے (ہماری) اعانت کرو۔ (الاصول)

۱۷۔ ابو ابراہیم اعجمی ہمارے بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن حلیم و بردبار ہوتا ہے۔ وہ کسی سے بدزبانی و بدسلوکی نہیں کرتا۔ اور اگر کوئی اس سے ایسا کرے تو وہ بردباری سے کام لیتا ہے۔ اور وہ کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کرتا اور اگر اس پر ظلم کیا جائے تو وہ (انتقام لینے کی بجائے) معاف کر دیتا ہے۔ وہ خود (مالی حقوق کی ادائیگی میں) بخل نہیں کرتا۔ اور اگر اس سے بخل کیا جائے تو صبر کرتا ہے۔ (ایضاً)

۱۸۔ آدم ابوالحسن لولوی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن وہ ہے جس کا ذریعۂ معاش پاک ہو، جس کا خلق حسن ہو۔ جس کا باطن صحیح ہو۔ جو اپنی ضرورت سے زائد مال (راہِ خدا میں) خرچ کرے اور ضرورت سے زائد کلام کو روکے، جو اپنے شر و ضرر سے لوگوں کی کفایت کرے۔ اور اپنی ذات سے لوگوں کو انصاف مہیا کرے۔ (ایضاً)

۱۹۔ عمرو بن ابو المقدام اپنے باپ (ابو المقدام) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیرؑ نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیعہ وہ ہوتے ہیں جو ہماری ولایت میں باہم مال و دولت خرچ کرتے ہیں، ہماری مودت میں باہم محبت کرتے ہیں۔ ہمارے امر (شریعت) کو زندہ رکھنے کی خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔ ہمارے شیعہ وہ ہیں کہ جب غیظ و غضب کی حالت میں ہوتے ہیں تو کسی پر ظلم و جور نہیں کرتے، اور جب خوش ہوتے ہیں تو اسراف اور فضول خرچی نہیں کرتے۔ وہ جس کے پڑوس میں ہوں اس کے لئے باعث برکت ہوتے ہیں۔ اور جس سے میل جول رکھتے ہیں اس کے لئے صلح و آشتی کے علمبردار ہوتے ہیں۔ (ایضاً)

۲۰۔ عبداللہ بن الحسن (مثنیٰ) اپنی والدہ جناب فاطمہ بنت الحسینؑ بن علیؑ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں بھی پائی جائیں وہ کامل الایمان ہوتا ہے: (۱) جب خوش و خرم ہو تو اس کی خوشی اسے کسی باطل (اور غلط کام) میں داخل نہ کرے۔ (۲) اور

جب ناراض ہو تو اس کی ناراضی اسے حق سے خارج نہ کر دے۔ (۳) جب اس کا رزق تنگ ہو جائے تو وہ چیز (مال) نہ لے جو اس کے لئے حلال نہیں ہے۔ (ایضاً)

۲۱۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیرؑ فرماتے ہیں کہ اہل دین (و دیانت) کی چند علامتیں ہوتی ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں: (۱) گفتگو میں سچائی۔ (۲) امانت کی ادائیگی۔ (۳) وعدہ وفائی۔ (۴) صلہ رحمی۔ (۵) کمزوروں پر مہربانی۔ (۶) عورتوں کی نگرانی کم کرنا یا یوں فرمایا کہ عورتوں کے پاس کم جانا۔ (۷) معروف میں (مال) خرچ کرنا۔ (۸) پڑوس کا اچھا ہونا۔ (۹) خلق کا وسیع ہونا۔ (۱۰) علم کی اور جن کاموں سے قرب خدا حاصل ہوتا ہے ان کی پیروی کرنا۔ (یہاں تک کہ فرمایا) مومن کی اپنی ذات مصروف ہوتی ہے (اور تکلیف میں) مگر لوگ اس سے راحت و آرام میں ہوتے ہیں۔ جب رات کی تاریکی چھا جائے تو وہ اپنے چہرہ کا فرش بناتا ہے یعنی اپنے عمدہ اعضاءِ بدن سے سجدہ پر سجدہ کرتا ہے۔ اور اپنے اس خالق سے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔ اپنی گردن کے آزاد کرانے کے لئے مناجات (پوشیدہ پوشیدہ باتیں) کرتا ہے۔ فرمایا: آگاہ باشید بس تم ایسے ہی بنو۔ (الاصول، صفات الشیعہ)

۲۲۔ سلیمان ایک شخص کے توسط سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بہترین خلائق کون لوگ ہیں؟ فرمایا: جب کوئی نیکی کرتے ہیں تو دل و جان سے خوش ہوتے ہیں اور جب کوئی برائی کرتے ہیں تو استغفار (طلب مغفرت) کرتے ہیں۔ جب ان کو (مال و منال) عطا کیا جائے تو شکر ادا کرتے ہیں اور جب مال کی کمی میں مبتلا کئے جائیں تو صبر کرتے ہیں۔ اور جب غصہ میں ہوں تو معاف کر دیتے ہیں۔ (الاصول)

۲۳۔ اسی سلسلہ سند کے ساتھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: تم میں سے بہترین خلائق وہ ہیں جو صاحبانِ عقل ہیں! عرض کیا گیا کہ صاحبانِ عقل کون ہیں؟ فرمایا: جن کے اخلاق عمدہ ہیں اور عقلیں بھاری بھرکم، جو صلہ رحمی کرتے ہیں۔ اور اپنے ماں باپ سے نیکی کرتے ہیں، پڑوسیوں اور یتیموں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ جو لوگوں کو کھانا کھلاتے اور (عالم میں) سلام کو عام کرتے ہیں۔ اور وہ اس وقت نمازیں پڑھتے ہیں جب لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ (ایضاً)

۲۴۔ ابو ولّاد حنّاط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ کسی مسلمان کے کامل دیندار ہونے کی پہچان یہ ہے کہ وہ لایعنی کلام نہ کرے، ریاکاری نہ کرے، حلم و بردباری اور صبر و ضبط سے کام لے اور اس کا خلق عمدہ ہو۔ (ایضاً)

۲۵۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بندۂ مومن کے اخلاق (عالیہ) میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تنگدستی کے مطابق (تھوڑا) خرچ کرے اور وسعت کے مطابق (زیادہ) خرچ کرے، لوگوں سے انصاف کرے، اور لوگوں پر سلام کرنے میں ابتداء کرے۔ (ایضاً)

۲۶۔ مہزم اسدی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے مہزم! ہمارا شیعہ وہ ہے جس کی آواز اس کے کان سے آگے نہ بڑھے (آہستہ بات کرے) اور اس کا دشمن اس کے ہاتھوں سے آگے نہ بڑھے (زیادتی کر کے) جو (زمانۂ تقیہ میں) علی الاعلان ہماری مدح نہ کرے۔ اور ہماری عیب جوئی کرنے والے کے پاس نہ بیٹھے۔ جو ہمارے دشمن سے جھگڑا نہ کرے (اس سے تعلق ہی نہ رکھے)۔ اگر کسی مومن سے ملے تو اس کا احترام کرے۔ اور اگر کسی جاہل سے ملے تو اسے چھوڑ دے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) ہمارا شیعہ وہ ہے جو نہ تو (غصہ میں) کتے کی طرح بھونکے، نہ کوے کی طرح طمع و لالچ کرے اور جو بھوک کی شدت سے مر تو جائے مگر ہمارے دشمن سے سوال نہ کرے۔ (ایضاً)

۲۷۔ محمد بن عرفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (ایک بار) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے (صحابہؓ سے) کہا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سے سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ کون ہے؟ عرض کیا گیا: ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا: (۱) جس کا خلق سب سے زیادہ اچھا ہو۔ (۲) جو سب سے زیادہ نرم خو ہو۔ (۳) جو اپنے رشتہ داروں سے سب سے زیادہ نیکی کرنے والا ہو۔ (۴) جو اپنے برادرانِ دینی سے سب سے بڑھ کر محبت کرنے والا ہو۔ (۵) جو سب سے بڑھ کر حق پر صبر کرنے والا ہو۔ (۶) جو سب سے بڑھ کر غصہ کو ضبط کرنے والا ہو۔ (۷) جو سب سے بڑھ کر معاف کرنے والا ہو۔ (۸) جو سب سے بڑھ کر رضا و خوشی اور غیظ و غضب میں اپنے آپ سے انصاف کرنے والا ہو۔ (ایضاً)

۲۸۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو مومن ہوتا ہے اس کی معونت (اعانت) اچھی ہوتی ہے۔ اور اس کی مؤاونت (اخراجات) کم ہوتی ہے، جس کی معاش کی تدبیر عمدہ ہوتی ہے اور مومن ایک بل سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔ (ایضاً)

۲۹۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا غلام دلہات بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ کوئی مومن اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک اس میں تین خصلتیں نہ ہوں:
(۱) اپنا راز چھپائے۔ (۲) لوگوں سے مدارا (رواداری) کرے۔ (۳) تکلیف و مصیبت میں صبر کرے۔

(الاصول، عیون الاخبار، الآمالی)

۳۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن ابو عبداللہ سے اور وہ اپنے باپ (عبداللہ) سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (ایک بار) جبرئیل آئے اور کہا یا رسول اللہ! خداوند عالم نے مجھے آپ کے پاس ایک ایسا ہدیہ دے کر بھیجا ہے جو آپ سے پہلے کسی اور کو نہیں دیا۔ آنحضرت نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ کہا: رضا (بالقضاء) اوراس سے بھی بہتر؟ وہ کیا ہے؟ زہد اوراس سے بھی عمدہ؟ وہ کیا ہے؟ کہا: اخلاص۔ اوراس سے بھی بہتر؟ وہ کیا ہے؟ کہا: یقین! اوراس سے بھی بہتر! میں نے کہا۔ جبرئیلؑ! وہ کیا ہے؟ کہا: اس کی سیڑھی خدا پر توکل واعتماد ہے۔ میں نے کہا: جبرئیلؑ! خدا پر توکل کی حقیقت کیا ہے؟ کہا: یہ جاننا کہ مخلوق نہ نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان، نہ دے سکتی ہے اور نہ روک سکتی ہے! الغرض مخلوق سے پوری طرح مایوس ہو جانا۔ پس جب کوئی بندہ اس طرح عقیدہ رکھے گا۔ تو اب وہ خدا کے سوا کسی کے لئے عمل نہیں کرے گا۔ اور خدا کے سوا کسی سے نہ امید رکھے گا اور نہ خوف کرے گا۔ اور نہ ہی خدا کے سوا کسی اور سے کوئی طمع ولالچ رکھے گا۔ یہ ہے توکل! میں نے کہا: جبرئیلؑ! صبر کی تفسیر کیا ہے؟ کہا: بدحالی میں اسی طرح صبر کرو جس طرح خوشحالی میں کرتے ہو! اور فقر و فاقہ میں بھی اسی طرح صبر کرو جس طرح غنا وتونگری میں کرتے ہو، بلاء ومعیبت میں بھی اسی طرح صبر کرو جس طرح عافیت وسلامتی میں کرتے ہو۔ جب یہ کیفیت ہوگی تو پھر صابر بھی کسی مخلوق کے سامنے اپنی تکلیف کی شکایت نہیں کرے گا۔ میں نے کہا: جبرئیلؑ! قناعت کی تفسیر کیا ہے؟ کہا: جس قدر دنیا مل جائے اسی پر قناعت (اکتفا) کرے! تھوڑے پر قناعت کرے اور تھوڑے کا شکریہ ادا کرے۔ میں نے کہا: اور رضا کی تفسیر کیا ہے؟ کہا: جو شخص اپنے سردار پر راضی ہوتا ہے اسے دنیا ملے یا نہ ملے وہ کبھی اپنے آقا پر ناراض نہیں ہوتا۔ مگر وہ اپنے تھوڑے عمل پر راضی نہیں ہوتا (بلکہ زیادہ عمل کرتا ہے)۔ میں نے کہا: جبرئیلؑ! زہد کی تفسیر کیا ہے؟ کہا: اس سے محبت کرے جو اس کے خالق و مالک سے محبت کرے اور ان سے بغض رکھے جو اس کے خالق و مالک سے بغض رکھے۔ دنیا کے حلال مال میں بھی کوفت محسوس کرے۔ اور حرام کی طرف تو التفات ہی نہ کرے۔ کیونکہ دنیا کے حلال میں حساب ہے اور حرام میں عقاب۔ اور تمام مسلمانوں پر اس طرح مہربانی کرے جس طرح اپنے اوپر کرتا ہے۔ اور (فضول) کلام کرنے میں اس طرح کوفت محسوس کرے جس طرح اس مردار سے کرتا ہے جس کی بدبو سخت ہو۔ اور وہ دنیا کے ساز وسامان اور اس کی زیب و زینت سے اس طرح تکلیف محسوس کرے جس طرح آگ سے پہلوتہی کرتا ہے کہ کہیں اسے اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ اپنی امیدوں کو مختصر کرے اور اپنی موت کو ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے۔ میں نے کہا: جبرئیلؑ! اخلاص کی تفسیر کیا ہے؟ کہا: مخلص وہ ہے جو کسی چیز کا لوگوں سے سوال نہ کرے۔ یہاں تک کہ اسے پالے اور جب پالے تو اس

پر راضی ہو جائے۔ اور جب اس سے اس کے پاس کچھ بچ جائے۔ تو اسے راہِ خدا میں دے دے۔ پس جب وہ لوگوں سے سوال نہیں کرے گا تو گویا اس نے خدا کی بندگی کا اقرار کر لیا۔ اور جو کچھ مل جائے اور اس پر راضی ہو جائے تو گویا وہ خدا پر راضی ہے۔ اور خدا اس سے راضی ہے اور جب خدا کی راہ میں دے گا تو گویا اس نے اپنے پروردگار پر بھروسہ کیا ہے۔ میں نے کہا: جبرئیلؑ! یقین کی تفسیر کیا ہے؟ کہا: مومن اس طرح عمل کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے اور اگر وہ خدا کو نہیں دیکھ رہا تو خدا تو اسے ضرور دیکھ رہا ہے۔ اور یہ یقین رکھے کہ جو کچھ اسے تکلیف پہنچی ہے وہ اس سے چوک نہیں سکتی تھی اور جو چوک گئی ہے وہ اسے پہنچ نہیں سکتی تھی۔ یہ سب چیزیں توکل کی شاخیں ہیں اور زہد کی سیڑھی ہیں۔ (معانی الاخبار)

باب ۵

ان باتوں میں غور و فکر کرنا مستحب ہے جن سے عبرت حاصل ہو اور عمل کی تحریک پیدا ہو۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: اپنے دل و دماغ کو غور و فکر کے ساتھ بیدار کر، رات کے وقت اپنے پہلو کو (رخت خواب سے) الگ رکھ اور اپنے پروردگار خدا سے ڈر۔ (الاصول من الکافی)

۲۔ حسن صیقل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا جس میں وارد ہے کہ ایک گھنٹہ کا غور و فکر رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: آدمی کس طرح غور و فکر کرے؟ فرمایا: جب وہ کسی ویران جگہ یا ویران گھر کے پاس سے گزرے تو کہے: تیرے ساکن کہاں ہیں؟ تیرے بنانے والے کہاں ہیں؟ تجھے کیا ہو گیا تو کیوں بات نہیں کرتا؟ (ایضاً۔ و کتاب الزہد، کذا فی المحاسن)

۳۔ احمد بن محمد بن ابو نصر اپنے اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: افضل ترین عبادت خدا اور اس کی قدرت کاملہ میں غور و فکر کو ہمیشہ جاری رکھنا ہے۔ (الاصول)

۴۔ معمر بن خلاد بیان کرتے ہیں کہ عبادت صرف بکثرت نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کا ہی نام نہیں ہے بلکہ عبادت تو خدا کے معاملہ میں غور و فکر کرنے کا نام ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ربعی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غور و فکر نیکی کی طرف اور اس پر عمل درآمد کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن بشیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہارون عباسی

نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا تھا جس میں یہ استدعا کی تھی کہ مجھے کچھ وعظ کریں مگر مختصر؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: ہر وہ چیز جسے تمہاری آنکھیں دیکھتی ہیں۔ اس میں وعظ و نصیحت موجود ہے۔ (الامالی)

۷۔ یونس بن عبد الرحمٰن ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب ابوذر رحمہ اللہ کی زیادہ تر عبادت فکر اور عبرت تھی۔ (الخصال)

باب ۶

اپنے آپ کو مکارم اخلاق سے آراستہ کرنا مستحب ہے اور چند مکارم الاخلاق کا بیان؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم اس شخص کو دوست رکھتے ہیں جو عقلمند ہو، صاحب فہم و فراست ہو، فقہ دان ہو، حلیم و بردبار ہو، مدارا (رواداری) کرنے والا، صابر، صدوق (بہت سچ بولنے والا) اور وفادار ہو۔ فرمایا: خداوند عالم نے اپنے انبیاءؑ کو مکارم الاخلاق کے ساتھ مخصوص کیا۔ پس جس شخص میں یہ اخلاق موجود ہوں وہ اس پر خدا کی حمد و ثنا کرے اور جس میں موجود نہ ہوں تو وہ اس کی بارگاہ میں تضرع و زاری سے ان کے حصول کا سوال کرے! راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں! وہ مکارم الاخلاق کیا ہیں؟ فرمایا: وہ یہ ہیں: (۱) ورع وتقویٰ۔ (۲) قناعت و کفایت۔ (۳) صبر و ضبط۔ (۴) شکر و سپاس۔ (۵) حلم و بردباری۔ (۶) حیا و شرم۔ (۷) جود و سخاوت۔ (۸) شجاعت و شہامت۔ (۹) غیرت و حمیت۔ (۱۰) بر و نیکی۔ (۱۱) صداقت و راست بازی۔ (۱۲) امانت و دیانت۔ (الاصول من الکافی)

۲۔ جابر بن عبداللہ (انصاریؓ) بیان کرتے ہیں کہ (ایک بار) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تمہارے مردوں میں سے بہترین مرد کون ہیں؟ ہم نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا: تمہارے مردوں میں سے بہترین وہ ہیں جو (۱) تقی (نیکوکار) ہو۔ (۲) نقی (پاکیزہ کردار) ہو۔ (۳) ہاتھوں کا سخی ہو۔ (۴) نقی الطرفین (نجیب الطرفین) ہو۔ (۵) اپنے والدین سے نیکی کرنے والا ہو۔ (۶) اور اپنے اہل و عیال کو کسی غیر سے سوال کرنے پر مجبور نہ کرے۔ (ایضاً)

۳۔ حسن بن محبوب بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے تمہارے لئے دین اسلام کو منتخب کیا ہے پس تم سخاوت اور حسن اخلاق کے ساتھ اس کی صحبت اور ساتھ کو

احسن طریقہ سے نبھاؤ۔ (ایضاً)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایمان کے چار ارکان ہیں: (۱) رضا بقضاء خدا۔ (۲) خدا پر توکل اور بھروسہ۔ (۳) اپنے معاملات کو خدا کے سپرد کرنا۔ (۴) خدا کے ہر امر کو تسلیم کرنا۔ (ایضاً)

۵۔ عبداللہ بن سنان بنی ہاشم کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہا: چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں اس کا اسلام مکمل ہوتا ہے۔ اگرچہ سر سے لے کر پاؤں تک لغزشوں سے لبریز ہو۔ تب بھی اس کے اسلام میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی: (۱) صدق و سچائی۔ (۲) شرم و حیا۔ (۳) حسن خلق۔ (۴) شکر و سپاس گزاری۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: فرزند رسولؐ! مجھے بتائیں کہ مکارم الاخلاق کیا ہیں؟ فرمایا: (۱) جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کر دینا۔ (۲) جو تم سے قطع تعلق کرے اس سے وصل کرنا۔ (۳) جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرنا۔ (۴) حق بات کہنا اگرچہ خود تمہارے خلاف ہو۔ (معانی الاخبار، الآمالی)

۷۔ جراح مدائنی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ مکارم اخلاق کیا ہیں؟ (۱) لوگوں سے درگزر کرنا۔ (۲) آدمی کا اپنے بھائی سے اپنے مال کے ساتھ مواسات و ہمدردی کرنا۔ (۳) خدا کو بکثرت یاد کرنا۔ (ایضاً)

۸۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر مکارم الاخلاق لازم ہیں کیونکہ خدا ان کو پسند کرتا ہے۔ اور خبردار برے افعال کے قریب نہ جانا کہ خدا ان کو برا جانتا ہے اور تم پر قرآن کی تلاوت لازم ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) تم پر حسن خلق لازم ہے کہ وہ آدمی کو صائم النہار اور قائم اللیل کے درجہ تک پہنچا دیتا ہے، تم پر پڑوسی سے اچھا برتاؤ کرنا لازم ہے کیونکہ خدا نے اس کا حکم دیا ہے، تم پر مسواک کرنا لازم ہے۔ کیونکہ وہ صاف کنندہ اور اچھی سنت ہے، تم پر فرائض خداوندی کی ادائیگی اور محرمات الٰہیہ سے اجتناب کرنا لازم ہے۔ (الآمالی)

۹۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوقتادہ قمی (قمی۔ ن د) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے اپنی زمین اور مخلوق میں کچھ ایسے چہرے پیدا فرمائے ہیں۔ جو اپنے برادرانِ ایمانی کی حاجتیں برلاتے ہیں۔ جو (خدا کی) حمد و ثنا کو (اپنے لئے) بزرگی تصور کرتے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ مکارم الاخلاق کو پسند کرتا ہے۔ اور منجملہ ان باتوں کے جن سے خدا تعالیٰ نے

اپنے نبی کو خطاب کیا۔ ایک یہ بھی ہے۔ ﴿اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ (کہ تو خلق عظیم کا مالک ہے)۔ فرمایا: اس سے سخاوت اور حسن خلق مراد ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ و ۴ میں اور اس سے پہلے باب ۱، از مواقیت، باب ۱۱ از احکام عشرتؒ اور باب ۲۱ از احکام شہر رمضان میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ متعدد ابواب میں بالخصوص باب ۱۷۔۔؟۔۔ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

روزی، زندگی اور نفع ونقصان میں خدا پر یقین رکھنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوانِ جمال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیرؑ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی شخص اس وقت تک ایمان کا مزہ چکھ ہی نہیں سکتا۔ جب تک اسے یہ علم و یقین نہ ہو کہ اسے جو کچھ تکلیف پہنچی ہے وہ اس سے خطا نہیں ہو سکتی تھی اور جو اس سے خطا ہوگئی ہے وہ اسے پہنچ نہیں سکتی تھی۔ اور یہ کہ نفع وضرر رساں صرف خداوند عالم ہے۔ یعنی ع

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

(الاصول، من الکافی)

۲۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس ارشاد خداوندی کے بارے میں سوال کیا کہ ﴿وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا﴾ (کہ وہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی جس کے نیچے ان کا خزانہ چھپا ہوا تھا)۔ وہ خزانہ کیا تھا؟ فرمایا: وہ خزانہ نہ سونا تھا اور نہ چاندی وہ تو صرف چار (حکیمانہ) کلمات تھے: (۱) لا الـٰہ الا انا (میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے)۔ (۲) من ایقن بالموت لم یضحک سِنُّہ (جس شخص کو موت کا یقین ہو وہ کبھی نہیں ہنستا۔ (۳) من ایقن بالحساب لم یفرح قلبہ (جس کو حساب کتاب کا یقین ہو وہ کبھی خوش وخرم نہیں ہو سکتا)۔ (۴) من ایقن بالقدر لم یخش الا اللّٰہ (جس شخص کو قضا وقدر کا یقین ہو وہ خدا کے سوا اور کسی سے نہیں ڈر سکتا)۔ (ایضاً)

۳۔ زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امیرؑ ایک ایسی دیوار کے زیر سایہ بیٹھ کر لوگوں کے فیصلے کر رہے تھے جو ایک طرف جھکی ہوئی تھی۔ عرض کیا گیا کہ مولا! اس دیوار کے نیچے نہ بیٹھیں کہ یہ گرنے والی ہے! فرمایا: آدمی کی موت اس کی حفاظت کرتی ہے۔ چنانچہ جب جنابؑ

وہاں سے اٹھے تو دیوار گر پڑی۔ (فرمایا) حضرت امیر علیہ السلام اس قسم کے جو کام کرتے تھے وہ اسی یقین کا نتیجہ تھا۔ (ایضاً)

۴۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر شئ کی کوئی نہ کوئی حد ہوتی ہے! میں نے عرض کیا: تو پھر توکل کی حد کیا ہے؟ فرمایا: یقین۔ پھر عرض کیا: اور یقین کی حد کیا ہے؟ فرمایا: خدا کے ساتھ کسی اور چیز سے نہ ڈرا (کیونکہ ع وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے)۔ (ایضا)

۵۔ ابو ولاد اور عبد اللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک مسلمان آدمی کے یقین کے صحیح ہونے کی پہچان یہ ہے کہ وہ خدا کو ناراض کر کے کبھی لوگوں کو راضی نہیں کرتا۔ اور جو چیز اسے خدا نے نہیں دی وہ اس پر لوگوں کی لعنت ملامت نہیں کرتا۔ کیونکہ رزق وہ چیز ہے جسے کسی حریص کا حرص کھینچ کر لا نہیں سکتا۔ اور کسی کی ناپسندیدگی اسے رد نہیں کر سکتی۔ اور تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے رزق سے اس طرح بھاگے جس طرح موت سے بھاگتا ہے۔ تو بھی اس کی (مقررہ) روزی اسے اسی طرح ڈھونڈ ملے گی جس طرح اسے موت ڈھونڈ ملتی ہے۔ پھر فرمایا: خداوند عالم نے اپنے عدل و انصاف سے راحت و سکون کو یقین اور رضا (بالقضا) میں رکھا ہے اور حزن و ملال کو شک اور (خدا کے فیصلہ پر) ناراضی میں رکھا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ وہ تھوڑا سا عمل جو یقین کے ساتھ کیا جائے وہ اس زیادہ عمل سے بہتر ہے جو بے یقینی کی حالت میں کیا جائے۔ (ایضاً وعلل الشرائع)

۷۔ سعید بن قیس ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نے میدانِ کارزار میں ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ جس کے بدن پر (خود اور زرہ کی بجائے) صرف دو کپڑے تھے۔ میں نے اپنے گھوڑے کو حرکت دی۔ جب اس کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ حضرت امیر علیہ السلام ہیں! میں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! ایسا مقام اور یہ کیفیت؟ فرمایا: اے سعید بن قیس! ہر بندہ کے ہمراہ خداوند عالم کی طرف سے (دو فرشتے) محافظ ہوتے ہیں جو پہاڑ کی چوٹی سے گرنے یا کنویں میں گرنے سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس جب قضا آ جائے تو وہ اسے تنہا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ (الاصول)

۸۔ یونس ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ علیہ السلام یہ کلام کر رہے ہیں۔ حالانکہ تلوار سے خون ٹپک رہا ہے (جس سے آپ کی جان کو خطرہ ہے)؟ فرمایا: خدا کی سونے کی ایک وادی ہے جس کی اس نے اپنی کمزور ترین مخلوق یعنی چیونٹیوں سے حفاظت کی ہے

(انہیں پہرہ دار مقرر کیا ہے) کہ اگر بختاتی اونٹ[1] بھی وہاں پہنچنا چاہے تو نہیں پہنچ سکتا۔ (کہ خدا کی پہرہ دار چیونٹیاں اسے روک دیں گی)۔ (ایضاً)

۹۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ﴿کفی بالاجل حارسًا﴾ (حفاظت کے لئے موت کافی ہے)۔ (نہج البلاغہ)

باب ۸

عقل کی اطاعت اور (اس کی ضد) جہل کی مخالفت واجب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خدا نے عقل[2] کو پیدا کیا تو اسے بلوایا! پھر اس کو حکم دیا کہ آگے بڑھ۔ تو وہ آگے بڑھی۔ پھر فرمایا: پیچھے ہٹ۔ تو وہ پیچھے ہٹی۔ پھر فرمایا: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں نے ایسی کوئی مخلوق خلق نہیں کی جو مجھے تجھ سے زیادہ محبوب ہو۔ میں تجھے صرف اسی بندہ میں مکمل کروں گا جس سے میں محبت کروں گا۔ خبردار! میں تجھے ہی حکم دوں گا اور تجھے ہی منع کروں گا، اور تجھے ہی سزا دوں گا اور تجھے ہی جزا دوں گا۔ (الاصول، المحاسن)

۲۔ اصبغ بن نباتہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جبرئیل (امینؑ) جناب آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: یا آدمؑ! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ علیہ السلام تین چیزوں میں سے ایک کو منتخب کر لیں اور دو کو چھوڑ دیں۔ جناب آدم علیہ السلام نے کہا: یا جبرئیلؑ! وہ تین چیزیں کیا ہیں؟ کہا: وہ یہ ہیں: (۱) عقل۔ (۲) حیا۔ (۳) دین۔ جناب آدم علیہ السلام نے کہا: پس میں نے عقل کو منتخب کر لیا۔ اس پر جبرئیل علیہ السلام نے حیا و دین سے کہا کہ تم اس (عقل) کو الوداع کہو اور واپس لوٹ جاؤ۔ مگر انہوں نے کہا: یا جبرئیلؑ! ہمیں تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جہاں عقل ہو ہم وہیں اس کے ہمراہ رہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اچھا تم جانو اور تمہارا کام؟ یہ کہا اور خود آسمان پر چلے گئے۔ (الاصول، المحاسن، الفقیہ)

۳۔ محمد بن عبدالجبار بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں راوی

---

[1] بختی اس اونٹ کو کہتے ہیں کہ جو عربی نر اور عجمی مادہ یا عجمی نر اور عربی مادہ سے پیدا ہوا ہو (جس کی جمع بخت اور بختاتی ہے)۔ (لغات الحدیث)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] وہ عقل جس کی مدح و ثنا سے قرآن و حدیث چھلک رہے ہیں اس سے مراد کیا ہے؟ اس پر بقدر ضرورت ج ۱ مقدمۃ العبادات (باب ۳ میں) تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ وہاں رجوع کیا جائے۔ اور جو اس عقل کی ضد ہے اسے جہل کہا گیا ہے۔ فلا تغفل۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نے عرض کیا کہ عقل کیا ہے؟ فرمایا: جس سے خدا کی عبادت کی جائے اور جنت حاصل کی جائے! عرض کیا: تو جو چیز معاویہ میں تھی وہ کیا تھی؟ فرمایا: وہ نکراء تھی، وہ شیطنت تھی، جو عقل سے شباہت تو رکھتی ہے مگر فی الحقیقت عقل نہیں ہے۔ (الاصول، المحاسن)

۴۔ حسن بن جہم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہر شخص کا دوست اس کی عقل ہے۔ اور اس کا دشمن اس کی جہالت ہے۔

(الاصول، المحاسن، علل الشرائع، عیون الاخبار)

۵۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص عقلمند ہو وہ ضرور دیندار بھی ہوگا۔ اور جو دیندار ہوگا وہ جنت میں جائے گا۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

۶۔ ہشام بن الحکم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ہشام! خداوند عالم نے صاحب عقل وفہم کو قرآن میں بشارت دی ہے۔ فرمایا: ﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ (میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دو جو ہر کہنے والے کی بات کو کان لگا کر سنتے ہیں (اور پھر میزان عقل پر تولتے ہیں) جو عمدہ بات ہوتی ہے وہ اس کی پیروی کرتے ہیں۔ (وہ بشارت یہ ہے کہ) ایسے ہی لوگوں کو خدا ہدایت کرتا ہے اور یہی صاحبانِ عقل ہیں)۔ (یہاں تک کہ فرمایا) اے ہشام! جناب لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا: بیٹا! حق کے لئے تواضع وفروتنی کر۔ تو سب سے بڑا عقلمند ہوگا۔ اور حق کے نزدیک عقلمند بہت کم ہیں۔ اے بیٹے! دنیا ایک بڑا گہرا سمندر ہے۔ جس میں ایک بڑا عالم غرق ہو چکا ہے۔ پس (اسے سلامتی کے ساتھ عبور کرنے کے لئے) چاہیئے کہ تمہاری کشتی خدا کا تقویٰ، اس کے اندر بھرا جانے والا سامان ایمان، اس کا بادبان توکل، اس کا متولی عقل، اس کا راہنما علم اور اس کا ساکن وسوار صبر وضبط ہونا چاہیئے۔ اے ہشام! ہر چیز کا کوئی راہبر وراہنما ہوتا ہے۔ تو عقل کا راہنما غور وفکر ہے۔ اور غور وفکر کا راہنما خاموشی ہے۔ اور ہر چیز کی کوئی سواری ہوتی ہے۔ تو عقل کی سواری تواضع وفروتنی ہے۔ اور تمہاری جہالت کے لئے یہ بات ہی کافی ہے کہ تم اس کام کا ارتکاب کرو جس سے تمہیں منع کیا گیا ہے۔ .... (یہاں تک کہ فرمایا) اے ہشام! لوگوں پر خدا کی دو حجتیں ہیں (۱) ایک حجت ظاہرہ۔ اور (۲) دوسری حجت باطنہ۔ پس ظاہری حجت تو انبیاءؑ ومرسلینؑ اور ائمہ طاہرینؑ ہیں اور حجت باطنہ عقلیں ہیں۔ .... (الی ان قال) اے ہشام! تمہارا عمل کس طرح خدا کی بارگاہ میں پاکیزہ ہوسکتا ہے جبکہ تو نے اپنے دل کو حکم خدا سے موڑ رکھا ہے اور اپنی عقل کو مغلوب کرنے کے لئے اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتا ہے۔ اے ہشام! عقلمند۔ حکمت و دانائی کے

ساتھ تھوڑی دنیا (اور تھوڑے مال و منال) پر راضی ہو جاتا ہے۔ مگر وہ تھوڑی حکمت کے ساتھ (تمام) دنیا لینے پر بھی راضی نہیں ہوتا۔ اسی لئے عقلمندوں کی تجارت نفع میں ہے، جب عقلمندوں نے فضول دنیا (زائد از ضرورت) کو ترک کر دیا ہے تو وہ گناہوں کو کس طرح ترک نہیں کریں گے۔ حالانکہ ترک دنیا تو صرف فضیلت ہے۔ جبکہ ترکِ گناہ فریضہ ہے۔ اے ہشام! جب عقلمند آدمی نے دنیا اور دنیا داروں کو دیکھا تو اسے یقین ہو گیا کہ وہ مشقت و زحمت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ پھر آخرت کو دیکھا تو یقین ہو گیا کہ وہ بھی زحمت و مشقت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ تو اس نے اپنی زحمت و مشقت سے وہ چیز طلب کی جو زیادہ باقی رہنے والی ہے (یعنی آخرت)۔ (الاصول)

۷۔ سہل بن زیاد مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عقل تو ایک چھپا ہوا پردہ ہے اور مال کھلم کھلا جمال ہے تو اپنے اخلاق کے عیبوں کو اپنے مال سے چھپا۔ اور اپنی عقل سے اپنی خواہش کے خلاف جنگ (نتیجۃً) مودّہ سلامت رہے گی اور تیرے لئے محبت ظاہر ہو جائے گی۔ (خالق اور اس کی مخلوق تجھ سے محبت کرے گی)۔ (ایضاً)

۸۔ اسماعیل بن مہران اپنے بعض آدمیوں سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عقل مؤمن کی راہبر و رہنما ہے۔ (ایضاً)

۹۔ سری بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علیؑ! جہل سے بڑھ کر کوئی فقر و فاقہ نہیں ہے۔ اور عقل سے بڑھ کر کوئی سودمند مال نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب احمد بن محمد برقی ؒ باسناد خود ابو عمر عجمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ پائی جائیں تو اس میں کسی کو ایسی خیر و خوبی کی کمی نہیں ہے جس سے تمتع حاصل کیا جائے۔ راوی نے عرض کیا: وہ کیا ہیں؟ فرمایا: (۱) عقل۔ (۲) ادب۔ (۳) دین۔ (۴) جود۔ (۵) اور حسن خلق۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اگر علماء و حکماء کے کلام کا تتبع و استقراء کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ احادیث میں عقل کو تین معنوں میں استعمال کیا گیا ہے: (۱) وہ خدائی قوت جس سے خیر و شر کو پہچانا جاتا ہے اور ان میں امتیاز کیا جاتا ہے اور جس کے ذریعہ سے خیر و شر کے آلات و اسباب کو سمجھا جاتا ہے۔ اور اسی قوت پر شرعی تکلیف کا دار و مدار اور اسی پر انحصار ہے۔ (۲) عقل ایک ایسی حالت اور ایک ایسے ملکہ راسخہ کا نام ہے جو آدمی کو خیر اور اچھی چیز

کے حاصل کرنے اور شر اور مضر چیزوں سے بچنے کی طرف دعوت دیتا ہے۔ (۳) عقل بمعنیٰ علم ہے اور اسی وجہ سے اس کا تقابل جہل سے کیا جاتا ہے۔ نہ کہ جنون سے اور اس باب کی اکثر حدیثیں دوسرے اور تیسرے معنیٰ پر محمول ہیں۔ واللہ اعلم۔

باب ۹

واجب ہے کہ عقل کو شہوت پر غالب کیا جائے اور اس کا عکس یعنی شہوت کو عقل پر غالب کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث مناہی کے اندر فرمایا: جس شخص کو کوئی فحش کام یا شہوت رانی (زناکاری) درپیش آئے۔ اور وہ اسے خوفِ خدا کے جذبہ کے تحت ترک کردے تو خدا اس پر جہنم کو حرام قرار دے گا اور اسے (قیامت کی) فزعِ اکبر سے محفوظ فرمائے گا۔ اور اس کے لئے وہ وعدہ پورا کرے گا جو اس نے اپنی کتاب میں کیا ہے کہ ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾ (کہ جو شخص اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑا ہونے سے ڈرے گا اس کے لئے دو جنتیں ہیں) اور جس شخص کے سامنے دنیا اور آخرت پیش ہوں۔ اور وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دے۔ وہ اس حالت میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ اس کے پاس ایسی کوئی نیکی نہ ہوگی جس کی وجہ سے آتشِ دوزخ سے بچ سکے۔ اور جو آخرت کو دنیا پر ترجیح دے اور دنیا کو ترک کردے تو خدا اس سے راضی ہو جائے گا اور اس کے برے اعمال کو بخش دے گا۔ (الفقیہ)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا فرشتے افضل ہیں یا بنی آدمؑ؟ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خداوند عالم نے فرشتوں میں عقل تو رکھی ہے مگر شہوت نہیں رکھی۔ اور حیوانوں میں شہوت رکھی ہے مگر عقل نہیں رکھی۔ مگر بنی آدم میں یہ دونوں چیزیں (عقل اور شہوت) رکھ دی ہیں۔ پس جس آدمی کی عقل اس کی شہوت پر غالب ہو وہ فرشتوں سے افضل ہے اور جس کی شہوت اس کی عقل پر غالب ہو تو وہ حیوانوں سے بدتر ہے۔ (علل الشرائع)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طوبیٰ ہے اس شخص کے لئے جو حاضر اور موجود شہوت کو صرف

وعدہ (جنت) پر ترک کردے جو اس نے ہنوز دیکھی ہی نہیں ہے۔ (ثواب الاعمال)

۴۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بہت ساری ایک ساعت کی ایسی شہوتیں ہوتی ہیں جو طویل حزن وملال کا باعث بنتی ہیں۔ (نہج البلاغہ)

۵۔ نیز فرمایا: بہت سے ایسے لقمے ہیں جو (بدہضمی کی وجہ سے) بہت سے لقموں سے محروم کر دیتے ہیں۔ (ایضاً)

۶۔ جناب احمد بن محمد برقیؒ باسناد خود ابن قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا تعالیٰ (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے کہ میں اس شخص کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کی خاطر فروتنی کرتا ہے۔ اور میری خاطر اپنے نفس کو شہوتوں سے روکتا ہے۔ اور اپنا دن میری یاد میں گزارتا ہے۔ اور میری مخلوق پر اپنی بڑائی ظاہر نہیں کرتا۔ جو بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اور ننگے کو کپڑا پہناتا ہے اور مصیبت زدہ پر رحم کرتا ہے، اور مسافر کو پناہ دیتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کا نور آفتاب کے نور کی مانند چمکتا ہے۔ میں اس کے لئے ظلمات (قیامت میں) نور قرار دوں گا اور جہالت میں حلم (علم۔ ن د) اور اپنی عزت سے اس کی حفاظت کروں گا اور اپنے فرشتوں سے کراؤں گا۔ وہ جب مجھ سے دعا کرے گا تو میں لبیک کہوں گا اور جب مجھ سے سوال کرے گا تو میں اسے عطا کروں گا۔ پس اس شخص کی مثال میرے نزدیک جناتِ عدن کی مانند ہے جس کا ثمر بلند نہیں ہوتا (بلکہ قریب ہوتا ہے) وہ بھی اسی طرح متواضع مزاج ہوتا ہے اور اپنی جگہ سے تبدیل نہیں ہوتا۔ (المحاسن للبرقیؒ)

باب ۱۰

خدا کے دامن ربوبیت میں پناہ لینا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بندہ اس چیز کو قبول کرے جسے خدا پسند کرتا ہے تو خدا بھی اسے قبول کرتا ہے جسے وہ قبول کرے۔ اور جو شخص خدا سے پناہ لے خدا اسے بچاتا ہے تو خدا جس کی پسند کو پسند کرے اور اسے بچالے تو پھر اسے کیا پروا کہ آسمان اس پر گر پڑے یا اہل زمین پر کوئی ایسی مصیبت نازل ہو جو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے وہ بہر حال خدا کے گروہ میں داخل ہو کر ہر بلا ومصیبت سے محفوظ رہے گا۔ کیا خدا نہیں فرماتا کہ ﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ﴾ (کہ متقی و پرہیز گار جائے امن میں ہیں)۔ (الاصول)

۲۔ مفضل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے جناب داؤد علیہ السلام کو وحی

فرمائی: اے داؤدؑ! جو شخص میری مخلوق کو چھوڑ کر میری پناہ لے اور میں اس کی قلبی نیت سے یہ بات معلوم کرلوں تو پھر اگر تمام آسمان وزمین اوران میں بسنے والی تمام مخلوق بھی اس کے خلاف مکروفریب کرے تو میں اس کے لئے ان سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہوں، اور جو شخص (مجھے چھوڑ کر) میری کسی مخلوق کی پناہ لے اور میں یہ بات اس کے قلبی ارادہ سے معلوم کرلوں۔ تو میں اس کے سامنے سے آسمانوں کے اسباب کو قطع کر دیتا ہوں اور زمین کو اس پر ناراض کر دیتا ہوں اور کوئی پروانہیں کرتا کہ وہ کس وادی (میدان) میں گر کر تباہ ہوا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۵۱ میں اور باب ۴۹ از تجارت میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

خدا پر توکل اور بھروسہ کرنا اور معاملہ اس کے سپرد کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ایک بار میں نکلا یہاں تک کہ چلتے چلتے ایک دیوار تک پہنچا۔ اور اس کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہوگیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے بدن پر سفید رنگ کے دو کپڑے ہیں اور وہ برابر میرے چہرہ پر نظر کئے جا رہا ہے۔ اور پھر بولتا ہے: یا علیؑ بن الحسینؑ! کیا بات ہے کہ میں آپ کو غمزدہ اور پریشان دیکھ رہا ہوں؟ (یہاں تک کہ کہا) یا علیؑ بن الحسینؑ! آیا آپ نے کبھی کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اس نے خدا کو پکارا ہو اور خدا نے اسے جواب نہ دیا ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: اور کیا آپ نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے خدا پر توکل کیا ہو اور پھر خدا نے اس کی کفایت نہ کی ہو؟ میں نے کہا: نہیں! اس نے کہا: کیا آپ نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے کہ جس نے خدا سے کچھ مانگا ہو اور خدا نے اسے نہ دیا ہو؟ میں نے کہا: نہیں! پھر وہ شخص وہاں سے غائب ہوگیا۔ (الاصول)

۲۔ عبدالرحمٰن بن کثیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تونگری اور عزت چکر لگاتی رہتی ہیں۔ پس جب ان کو کہیں توکل والی جگہ مل جاتی ہے تو اسے وطن بنا کر وہاں ڈیرے ڈال دیتی ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن سوید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس ارشاد خداوندی ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ (جو شخص خدا پر توکل کرتا ہے تو خدا اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے) کا مطلب پوچھا؟ فرمایا: خدا پر توکل کرنے کے کئی درجے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم اپنے تمام امور میں اس پر توکل

کرو۔ پس وہ تمہارے ساتھ جو بھی سلوک کرتا ہے تم اس پر راضی ہو جاؤ کیونکہ تم جانتے ہو کہ وہ جو کچھ بھی کرتا ہے وہی بہتر ہوتا ہے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ اس سلسلہ میں صرف اسی کا حکم چلتا ہے۔ پس خدا پر توکل کر اور معاملہ اس کے سپرد کر دے۔ اور اس امر میں اور دوسرے تمام امور میں اسی پر بھروسہ کر۔ (ایضاً)

۴۔ معاویہ بن وہب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو تین چیزیں عطا کی جائیں وہ تین چیزوں سے محروم نہیں رہتا: (۱) جسے دعا عطا کی جائے اسے اجابت بھی عطا کی جاتی ہے۔ (۲) جسے شکر عطا کیا جائے اسے مزید بھی عطا کیا جاتا ہے۔ (۳) جسے خدا پر توکل عطا کیا جائے اسے کفایت بھی عطا کی جاتی ہے۔ پھر فرمایا: کیا تم نے کتاب اللہ کی تلاوت کی ہے؟ خدا فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾۔ اور فرماتا ہے: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ﴾ اور فرماتا ہے: ﴿اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾۔ (الاصول، المحاسن، الخصال)

باب ۱۲

خدا کے علاوہ کسی سے امید اور آرزو کو وابستہ کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے بعض (آسمانی) کتابوں میں پڑھا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلال اور اپنے مجد و شرف اور اپنے عرش پر غلبہ کی قسم! میں ہر اس شخص کی امید کو ناامیدی سے بدل دوں گا جو مجھے چھوڑ کر لوگوں سے اپنی امیدیں وابستہ کرے گا۔ اور اسے لوگوں کی نگاہ میں ذلت کا لباس پہناؤں گا اور اسے اپنے قرب اور اپنے فضل و کرم سے دور کر دوں گا۔ آیا وہ شدائد و مصائب میں میرے غیر سے امید کرتا ہے حالانکہ تمام شدائد میرے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اور وہ میرے غیر سے امیدیں وابستہ کر کے ان کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ حالانکہ تمام دروازے بند ہیں اور ان کی کنجیاں میرے پاس ہیں۔ اور میرا دروازہ مجھے پکارنے والوں کے لئے ہمیشہ کھلا ہوا ہے۔ پس وہ کون ہے جس نے کسی مصیبت کے وقت مجھ سے امید وابستہ کی اور میں نے اسے قطع کیا؟ میں نے اپنے بندوں کی تمام آرزوئیں اپنے پاس محفوظ رکھی ہوئی ہیں آیا وہ میری حفاظت پر راضی نہیں ہیں؟ میں نے اپنے آسمانوں کو ایسی مخلوق (فرشتوں) سے بھر رکھا ہے جو کبھی میری تسبیح و تقدیس سے تھکتے نہیں ہیں۔ اور میں نے ان کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ میرے اور میرے بندوں کے درمیان دروازے بند نہ کریں۔ تو کیا بندوں کو میرے قول و قرار پر اعتماد نہیں ہے؟ کیا جس پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے وہ نہیں جانتا کہ اس کا دور کرنا میرے قبضہ

قدرت میں ہے۔ اور کوئی شخص میرے اذن کے بغیر اسے دور نہیں کر سکتا؟ تو پھر کیا وجہ ہے کہ میں اسے اپنے آپ سے غافل پاتا ہوں۔ حالانکہ میں نے اپنے جود و کرم سے اسے وہ کچھ دیا ہے جس کا اس نے مجھ سے سوال بھی نہیں کیا تھا۔ پھر جب میں نے (اس کے کفرانِ نعمت کی وجہ سے) اسے واپس لے لیا تو اس نے مجھ سے واپس کرنے کا مطالبہ ہی نہیں کیا۔ بلکہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ جب میں طلب و سوال کے بغیر دے سکتا ہوں تو بھلا طلب و سوال کے بعد نہیں دوں گا؟ کیا میں بخیل ہوں کہ بندہ مجھے بخیل جانتا ہے؟ کیا جود و کرم میرا شیوہ نہیں ہے؟ کیا عفو و رحمت میرے قبضہ میں نہیں ہے۔ یا کیا میں امیدوں کا مرکز نہیں ہوں؟ کیا میرے غیروں سے امیدیں وابستہ کرنے والے ڈرتے نہیں ہیں؟ اگر تمام اہل آسمان و زمین مجھ سے اپنی امیدیں وابستہ کریں۔ اور پھر میں ان ہی میں سے ہر ایک کو اتنا دے دوں جتنا سب ۔ نے مانگا ہے (تب بھی) میرے مملکت میں ذرہ کے برابر کمی واقع نہ ہوگی۔ اور بھلا وہ ملک کس طرح ختم ہو سکتا ہے جس کا قیم اور متولی میں ہوں؟ ہائے افسوس ان لوگوں پر جو میری رحمت سے ناامید ہوتے ہیں۔ اور ہائے افسوس ان لوگوں پر جو میری نافرمانی کرتے ہیں اور مجھے اپنا نگران نہیں جانتے۔ (الاصول من الکافی)

۲۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ فرماتے ہیں کہ ارشاد ایزدی ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ (اکثر بندے اس حالت میں ایمان لاتے ہیں کہ اس کے ساتھ ساتھ مشرک بھی ہوتے ہیں) کی تفسیر میں فرمایا: اس شرک (خفی) سے مراد آدمی کا یہ کہنا ہے کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا۔ اور یہ کہنا کہ اگر فلاں نہ ہوتا تو مجھے یہ یہ نہ ملتا۔ یا اگر فلاں نہ ہوتا تو میرے اہل و عیال ضائع ہو جاتے۔ کیا تم غور نہیں کرتے کہ اس قائل نے اس شخص کو خدا کے ملک میں خدا کا شریک ٹھہرایا ہے جو روزی بھی دیتا ہے اور اس سے بلاؤں کو دور بھی کرتا ہے؟ راوی نے عرض کیا: پھر وہ کس طرح کہے؟ آیا یوں کہے کہ اگر خداوند عالم فلاں شخص کے ذریعہ مجھ پر احسان نہ کرتا تو میں ہلاک ہو جاتا؟ فرمایا: ہاں اس طرح کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (عدۃ الداعی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں محاسبہ النفس (باب ۴۱ از امر بالمعروف اور یہاں باب ۱۶) وغیرہ ابواب میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

بیم و رجاء دونوں کو اکٹھا کرنا اور پھر امید اور خوف کے مطابق عمل بھی کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حرث بن مغیرہ یا اس کے باپ (مغیرہ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان

ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب لقمانؑ کی وصیت میں کیا درج تھا؟ فرمایا: اس میں بڑی عجیب وغریب باتیں تھیں! اور اس میں جو کچھ تھا اس سب سے زیادہ عجیب بات یہ تھی کہ فرمایا: بیٹا! خدا سے اس طرح ڈر کہ اگر تو ثقلین (جن وانس) کی عبادت کے برابر بھی نیکیوں کے ساتھ اس کی بارگاہ میں حاضر ہو تو ہوسکتا ہے کہ (تمہارے کسی بڑے گناہ کی وجہ سے) وہ تمہیں عذاب کرے۔ اور اس سے امید اس طرح وابستہ کر کہ اگر تو ثقلین کے گناہوں کے برابر گناہ کر کے اس کی سرکار میں حاضر ہو تو ہوسکتا ہے (کہ وہ تمہاری کسی عظیم نیکی کی وجہ سے) تم پر رحم کر دے۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد ماجد علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر بندۂ مومن کے دل کو چیرا جائے۔ تو اس کے دل میں دو نور ہوں گے۔ ایک خوف وخشیہ کا نور اور دوسرا رجاء وامید کا نور۔ اور اگر ان کو تولا جائے تو نہ یہ اس سے زائد ہوگا اور نہ وہ اس سے زیادہ ہوگا۔ (الاصول، کذا فی الآمالی)

۲۔ ابن ابی نجران ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ لوگ گناہ کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم (خدا کی رحمت کے) امیدوار ہیں! وہ برابر یہی کرتے اور کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کو موت آ جاتی ہے۔ تو؟ فرمایا: یہ لوگ امیدوں میں بہت بڑھ گئے ہیں! یہ جھوٹے ہیں یہ امیدوار نہیں ہیں۔ جو شخص کسی چیز کا امیدوار ہوتا ہے وہ اسے طلب بھی کرتا ہے اور جو کسی چیز سے ڈرتا ہے وہ اس سے دور بھی بھاگتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن محمد کی مرفوعہ روایت میں اس روایت کے ساتھ یہ اضافہ بھی ہے کہ فرمایا: یہ لوگ ہمارے موالی نہیں ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ حسین بن ابوسادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا۔ جب تک (خدا کے عذاب سے) خائف وترساں اور (اس کے ثواب کا امیدوار نہ ہو۔ اور اس وقت تک خائف اور امیدوار نہیں ہوسکتا جب تک خوف اور امید کے مطابق عمل درآمد نہ کرے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا سے اس طرح امید کرو کہ وہ تمہیں اس کی نافرمانی پر جرأت نہ دلائے۔ اور اس سے اس طرح ڈرو کہ وہ تمہیں اس کی رحمت سے مایوس نہ کردے۔ (الآمالی للصدوقؒ)

۵۔ جناب سید محمد بن الحسین المعروف بہ سید رضیؒ موسوی حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ علیہ السلام نے ایک خطبہ میں فرمایا: وہ بزعم خود گمان کرتا ہے کہ وہ خدا (کی رحمت کا) امیدوار ہے! خدائے بزرگ و برتر کی قسم وہ جھوٹ کہتا ہے! کیا بات ہے کہ اس کے عمل سے اس کی امید کا اظہار نہیں ہوتا؟ ہر امیدوار کی امید اس کے عمل سے ظاہر ہوتی ہے۔ مگر خدا کی امید؟ کہ وہ کھوٹی ہے! ہر خوف کا کردار سے اظہار ہوتا ہے۔ سوائے خوف خدا کے؟ وہ جھوٹا ہے۔ وہ بڑے کام میں تو خدا سے امید رکھتا ہے مگر چھوٹے کاموں میں بندوں سے امیدیں وابستہ کرتا ہے تو کیا بندہ وہ کچھ دے سکتا ہے جو کچھ خدا نہیں دے سکتا؟ کیا بات ہے کہ جو کچھ اس کے بندوں کے لئے (خوشامد، چاپلوسی وغیرہ) کرتا ہے وہ اس کے لئے نہیں کرتا؟ کیا تو ڈرتا ہے کہ شاید تو اس سے اپنی امید میں جھوٹا ہو؟ یا خدا کو امید رکھنے کے قابل نہیں جانتا! اسی طرح اگر یہ کسی بندہ سے خائف ہو۔ تو اس طرح کرتا ہے جس طرح خدا کے خوف سے نہیں کرتا؟ کیا بندوں کا خوف نقد اور خدا کا خوف ادھار؟

(نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۶ و ۲۲ و ۴۱ و ۵۱ اور باب ۴۱ اوامر بالمعروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

خدا کا خوف و خشیہ واجب ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حمزہ بن حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منجملہ ان خطبوں کے جو یاد کیے گئے ایک یہ بھی ہے کہ فرمایا: ایہا الناس! تمہارے لئے راہ کی نشانیاں ہیں۔ پس ان نشانیوں کے پاس رک جاؤ۔ اور تمہارے لئے ایک ذلت ہے پس اس کے پاس پہنچ کر رک جاؤ۔ خبردار! مومن ہمیشہ دو خوفوں کے درمیان کام کرتا ہے۔ ایک گزشتہ زندگی کا خوف کہ نمعلوم اس کے بارے میں خدا اس کے ساتھ کیا کرے گا۔ دوسرا اس کی باقیماندہ زندگی کا خوف کہ نمعلوم اس میں خدا اس کے بارے میں کیا فیصلہ کرے گا؟ پس چاہیئے کہ ایک بندہ مومن اپنی ذات سے اپنی ذات کے لئے کچھ حاصل کر لے۔ اور اپنی دنیا سے اپنی آخرت کے لئے کچھ لے لے۔ اور بڑھاپے سے پہلے جوانی میں اور موت سے پہلے زندگی میں کچھ کر لے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے کہ دنیا کے بعد (خدا کو) رضامند کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور دنیا کے بعد جنت یا جہنم کے سوا اور کوئی گھر نہیں ہے۔ (الاصول، من الکافی)

۲۔ داؤد رقی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ [redacted] نے ارشاد خداوندی ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتٰنِ﴾ (کہ جو شخص اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑا ہونے سے ڈرے گا اس کے لئے دو جنتیں ہیں) کے بارے میں فرمایا: جو شخص یہ علم و یقین رکھتا ہو کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے وہ اسے سنتا ہے اور جو کچھ نیکی یا بدی کرتا ہے وہ اسے جانتا ہے۔ تو اس کا یہ علم و یقین اسے برے اعمال کرنے سے باز رکھے گا۔ تو یہ ہے وہ شخص جو اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اور نفس کو اس کی خواہش سے روکتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ھیثم بن واقد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے خدا ہر شئ کو اس سے ڈراتا ہے اور جو خدا سے نہیں ڈرتا خدا اسے ہر چیز سے ڈراتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور انہوں نے اپنے والد (محمد) سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آباء طاہرین [redacted] کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت امیر [redacted] کو وصیت کرتے ہوئے یہی وصیت فرمائی: ہاں! اس میں اس قدر اضافہ بھی ہے: یا علیؑ! تین چیزیں نجات دہندہ ہیں: (۱) ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرنا۔ (۲) تونگری اور غربت میں میانہ روی کرنا۔ (۳) خوشی اور ناخوشی میں کلمۂ عدل کہنا۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے اسحاق! خدا سے اس طرح ڈرو کہ گویا اسے دیکھ رہے ہو۔ اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تم یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ وہ تمہیں نہیں دیکھ رہا ہے تو کافر بن جاؤ گے اور اگر یہ جانتے ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور پھر اس کی نافرمانی کرتے ہو تو پھر تم نے اسے تمام ناظرین سے کمتر اور فروتر سمجھا ہے۔ (الاصول)

۶۔ ابوحمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا کی معرفت رکھے گا وہ خدا سے ڈرے گا اور جو خدا سے ڈرے گا اس کا نفس دنیا میں رغبت نہیں کرے گا۔ (ایضاً)

۷۔ صالح بن حمزہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا سے سخت ڈرنا بھی عبادت کا حصہ ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (خدا کے بندوں میں

سے صرف علماء ہی خدا سے ڈرتے ہیں) نیز فرماتا ہے: ﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ﴾ (لوگوں سے مت ڈرو صرف مجھ سے ڈرو)۔ نیز فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا﴾ (جو خدا سے ڈرتا ہے تو خدا اس کے لئے نکلنے کے لئے راستہ کھول دیتا ہے) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ بلندی و بزرگی اور شہرت کا شوق خوف (خدا) رکھنے والے شخص کے دل میں نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین الفاظ میں سے یہ الفاظ بھی ہیں، فرمایا: ﴿رأس الحکمۃ مخافۃ اللّٰہ﴾ (خوف خدا حکمت و دانائی کا سردار ہے)۔ (الفقیہ)

۹۔ علی بن غراب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص تنہائی میں کوئی گناہ کرنا چاہے اور پھر خدا کو نگران جان کر اور کراماً کاتبین سے شرم کرکے وہ گناہ نہ کرے تو خداوند عالم اس کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے اگرچہ ثقلین کے گناہوں کے برابر ہوں۔ (ایضاً)

۱۰۔ عبداللہ بن قاسم جعفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حقیقی خوف والا شخص وہ ہے کہ جس کا خوف و خشیہ اس کے پاس بولنے کے لئے زبان نہ چھوڑے (یعنی وہ بالعموم خاموش رہے اور کوئی فضول بات نہ کرے)۔ (ایضاً)

۱۱۔ ابن عباس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک قوم نے بہت سے گناہ کئے اور بالآخر وہ اپنے گناہوں سے بہت ڈر گئے۔ ان کے پاس ایک اور قوم آئی اور ان سے پوچھا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے بہت گناہ کئے ہیں۔ اور اب ڈر گئے ہیں! آنے والی قوم نے کہا: تمہاری طرف سے ان گناہوں کا بوجھ ہم اٹھا لیتے ہیں! خدا نے یہ فرما کر ان پر عذاب نازل کر دیا۔ اصل گنہگار تو ڈر رہے ہیں اور تم جرأت و جسارت کر رہے ہو؟ (علل الشرائع، عقاب الاعمال، المحاسن)

۱۲۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن جعفرؒ سے اور وہ اپنے والد بزرگوار (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن اگرچہ نیکوکار ہو مگر وہ صبح کرتا ہے تو ڈرتے ہوئے اور شام کرتا ہے تو ڈرتے ہوئے کیونکہ وہ دو امروں میں گھرا ہوا ہے ایک وہ وقت جو گزر گیا وہ نہیں جانتا کہ اس کے بارے میں خدا اس سے کیا کرے گا؟ اور دوسرا آنے والا وقت جو قریب ہے وہ نہیں جانتا کہ اس میں اسے کون سی ہلاکت خیزیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ خبردار! (ہمیشہ) اچھی بات کیا کرو۔ اسی سے تمہاری پہچان ہو جائے گی۔ پھر اس اچھی بات پر عمل کرو۔ کہ اس طرح تم اہل خیر میں سے ہو جاؤ گے! اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو۔ اگرچہ وہ تم سے قطع رحمی کریں۔

اور جو تمہیں محروم کرے تم مال دے کر اس سے بھلائی کرو۔ اور جو تمہیں امین بنائے تم اس کی امانت کو ادا کرو۔ اور جس سے کوئی وعدہ کرو۔ اس کی ایفاء کرو۔ اور جب لوگوں کے فیصلے کرو تو عدل و انصاف کرو۔

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۲ باب ۳۰ از دعا، باب ۱۱ از آداب صائم، باب ۱۳۵ از احکام عشرت، اور یہاں باب ۴ و باب ۷ و ۹ و ۱۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۰ و ۲۳ و ۳۶ و ۴۳ و ۶۲ و ۹۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

خوف و خشیۂ الٰہی سے بکثرت گریہ و بکا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حدیث مناہی میں فرمایا: جس شخص کی آنکھیں خوف خدا کی وجہ سے اشکبار ہو جائیں۔ تو اس کے ہر ہر قطرہ کے عوض جنت میں اسے ایک ایسا قصر ملے گا جو در و جواہر سے مزین ہوگا۔ اور اس میں وہ کچھ (ساز و سامان) ہوگا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا اور نہ کسی کان نے سنا ہوگا۔ اور نہ ہی کسی انسان کے دل و دماغ میں گزرا ہوگا۔ (الفقیہ، عقاب الاعمال)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ ان مواعظ کے جو خداوند عالم نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو فرمائے ایک یہ بھی تھا، فرمایا: اے عیسیٰ! میں تیرا اور تیرے گزشتہ آباء و اجداد کا پروردگار ہوں۔ .... (یہاں تک کہ فرمایا) اے عیسیٰ! اے بکر بتول کے فرزند! اپنے اوپر اس طرح گریہ کر جس طرح کوئی شخص اپنے اہل و عیال سے (دائمی) الوداع کہتے ہوئے کرتا ہے اور دنیا کو برا جانتا ہے۔ اور اسے اس کے اہل کے لئے چھوڑ دیتا ہے اور اس کی تمام تر رغبت ان چیزوں میں ہو جاتی ہے جو خدا کے پاس ہیں۔

(آمالی شیخ صدوقؒ)

۳۔ احمد بن حسن میثمی ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب نوح علیہ السلام کا نام عبدالغفار تھا۔ مگر ان کا نام نوح اس لئے پڑ گیا کہ وہ اپنی ذات پر نوحہ کرتے تھے۔

(علل الشرائع)

۴۔ دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ ان کا اصلی نام عبد الملک تھا اور تیسری روایت میں عبد الاعلیٰ بیان کیا گیا ہے اور نوح اس لئے کہلائے کہ پورے پانچ سو سال تک گریہ و بکاء (اور نوحہ) کیا۔ (ایضاً)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ تینوں حدیثیں دراصل متحد المفہوم ہیں کیونکہ ان سب سے ان کے اصلی نام سے ''خدا کی بندگی'' ثابت ہوتی ہے خواہ عبد الغفار ہوں یا عبد الملک یا عبد الاعلیٰ، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۵۔ جابر (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر چیز کے برابر کوئی دوسری چیز ہوتی ہے سوائے ذات خداوندی کے کہ اس کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ ﴿لا الہ الا اللہ لا یعدلہ شیء﴾۔ اور سوائے اس آنسو کے جو خوف خدا سے نکل آئے کہ اس کا بھی کوئی وزن اور پیمانہ نہیں ہے پس اگر وہ چہرہ پر بہ نکلے تو چہرہ کو اس کے بعد کبھی فقر و فاقہ اور ذلت و رسوائی نہیں ڈھانپے گی۔ (ثواب الاعمال)

۶۔ اسماعیل بن ابو زیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب و جد کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مبارکبادی ہے اس صورت کے لئے کہ جب خدا اس پر نظر کرے تو وہ اپنے کسی ایسے گناہ پر خوف خدا سے رو رہی ہو جس پر خدا کے سوا اور کوئی مطلع نہیں ہے۔ (ایضاً)

۷۔ اسی سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: قیامت کے دن تمام آنکھیں روتی ہوں گی سوائے تین آنکھوں کے: (۱) وہ آنکھ جو خوف خدا سے روئی ہوگی۔ (۲) وہ آنکھ جو محرمات سے بند ہوئی ہوگی۔ (۳) اور وہ آنکھ جو راہ خدا (جہاد) میں بیدار رہی ہوگی۔ (ایضاً)

۸۔ ابو ایوب حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ ان راز و نیاز کی باتوں کے جو خداوند عالم نے جناب موسیٰؑ سے کیں۔ ایک یہ بھی تھی، فرمایا: میرا قرب حاصل کرنے والوں میں سے کسی نے میرے خوف و خشیہ میں رونے والے کی مانند میرا قرب حاصل نہیں کیا۔ اور میرے عبادت گزاروں میں سے کسی نے میری حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کرنے کی طرح میری عبادت نہیں کی۔ اور میرے لئے زینت حاصل کرنے والوں میں سے کسی نے دنیا میں زہد و بے رغبتی سے بہتر طریقہ سے کبھی اپنے آپ کو زینت نہیں دی۔ جناب موسیٰؑ نے عرض کیا: اے اکرم الاکرمین! تو ان لوگوں کو کیا دے گا؟ ارشاد قدرت ہوا: اے موسیٰ! جہاں تک میرے خوف و خشیہ سے رو کر میرا قرب حاصل کرنے والوں کا تعلق ہے تو وہ رفیق اعلیٰ میں وہاں ہوں گے۔ جہاں ان کا کوئی شریک نہیں ہوگا۔ باقی رہے میرے محرمات سے اجتناب کر کے میری عبادت کرنے والے تو میں

سب لوگوں کے اعمال کی تفتیش کروں گا (حساب و کتاب لوں گا) مگر ان کے اعمال کی ان سے حیا کی وجہ سے تفتیش نہیں کروں گا۔ اور جہاں تک دنیا میں زہد اختیار کر کے میرے لئے زینت کرنے والوں کا تعلق ہے تو میں ان کے لئے تمام جنت مباح کر دوں گا وہ جہاں چاہیں اس میں قیام کریں۔ (ایضاً)

۹۔ احمد بن ابوالحسن حسینی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب و جد کے سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بعض اوقات ایک شخص کے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے اور جنت کے درمیان اس سے بھی زیادہ فاصلہ ہوتا ہے جس قدر زمین اور عرش کے درمیان ہے۔ مگر جب وہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر خوفِ خدا سے گریہ و بکا کرتا ہے تو وہ فاصلہ گھٹ کر اس فاصلہ سے بھی کم تر رہ جاتا ہے جس قدر آنکھ کی پلک اور اس کی پتلی کے درمیان ہے۔ (عیون الاخبار)

۱۰۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مروان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر چیز کا کوئی ناپ تول اور وزن ہوتا ہے مگر (خوفِ خدا سے نکلے ہوئے) آنسوؤں کا کوئی وزن اور پیمانہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس قسم کا ایک قطرہ (دوزخ کی) آگ کے سمندر کو بجھا دیتا ہے۔ پس جب کسی آنکھ میں (خوفِ خدا سے) آنسو ڈبڈبا آئے تو اس کے چہرہ کو کبھی فقر اور ذلت نہیں ڈھانپے گی۔ اور جب وہ آنسو بہہ نکلے گا۔ تو خدا اسے (دوسری روایت کے مطابق اس کے پورے جسم کو) جہنم پر حرام قرار دے دے گا۔ (فرمایا) اگر کوئی ایک رونے والا پوری امت میں رو پڑے تو اس کی وجہ سے سب پر رحم کر دیا جاتا ہے۔

(الاصول، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۱۱۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم کو کوئی قطرہ آنسوؤں کے اس قطرہ سے زیادہ عزیز نہیں ہے جو رات کی تاریکی میں اس کے خوف سے بہایا جائے جس سے کسی اور کی خوشنودی کا کوئی ارادہ نہ ہو۔ (الاصول، کتاب الزہد)

۱۲۔ محمد بن مروان وغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیامت کے دن ہر آنکھ روتی ہوگی سوائے تین آنکھوں کے: (۱) وہ آنکھ جو محرماتِ الٰہیہ سے بند ہوئی ہوگی۔ (۲) وہ آنکھ جو اطاعت خدا میں بیدار رہی ہوگی۔ (۳) وہ آنکھ جو رات کے وقت خوفِ خدا سے روئی ہوگی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الدعا (باب ۲۹ و ۳۰) اور قواطع نماز (باب ۵) وغیرہ (باب ۱۹ و ۱۲۰ از احکام عشرت میں اور یہاں باب ۴) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

خدائے تعالیٰ پر حسن ظن رکھنا واجب ہے اور اس سے بدظنی کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل بن بُزیع سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کے بارے میں اچھا گمان کرو۔ کیونکہ خداوند عالم (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے کہ میں اپنے بندۂ مومن کے گمان کے پاس ہوتا ہوں۔ اگر اچھا گمان کرے گا تو جزا بھی اچھی پائے گا اور اگر برا گمان کرے گا تو جزا بھی بری پائے گا۔ (الاصول)

۲۔ احمد بن عمر حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا سے حسن ظن رکھو۔ کیونکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص خدا کے متعلق حسن ظن رکھے گا تو خدا تعالیٰ اس کے ظن کے پاس ہوگا۔ (اس کے بارے میں جیسا گمان کرے گا وہ اس کے مطابق اس سے سلوک کرے گا)۔ اور جو شخص خدا کے عطا کردہ تھوڑے رزق پر راضی ہو جائے گا تو خدا اس کے تھوڑے عمل پر بھی راضی ہو جائے گا۔ (الروضہ)

۳۔ برید بن معاویہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم نے حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں پایا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برسر منبر فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ مومن کو کبھی دنیا و آخرت کی خیر و خوبی نہیں دی گئی مگر خدا سے اس کے نیک گمان کرنے کی وجہ سے، اس کے حسن خلق اور مومنین کی غیبت سے اجتناب کرنے کی وجہ سے۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے کہ خدا کسی مومن کو توبہ و استغفار کرنے کے بعد بھی عذاب نہیں کرے گا۔ مگر خدا سے اس کی بدگمانی، اس کی بد خلقی اور اہل ایمان کی غیبت کرنے کی وجہ سے۔ اور مجھے اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ جب بھی کسی بندہ مومن کا ظن اس کے خدا کے بارے میں اچھا ہو جاتا ہے تو خدا اپنے بندہ مومن کے گمان کے پاس ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ کریم ہے۔ اور ہر قسم کی خیر و خوبی اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اسے شرم آتی ہے کہ کوئی بندہ مومن اس کے بارے میں حسن ظن رکھے اور وہ اس کے حسن ظن کے خلاف کاروائی کرے۔ پس خدا کے بارے میں حسن ظن رکھو اور اس کی طرف رغبت کرو۔ (الاصول)

۴۔ سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا پر حسن ظن رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی امید خدا سے وابستہ کرو اور اپنے گناہ کے سوا اور کسی سے نہ ڈرو۔ (ایضاً)

۵۔ سنان بن طریف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مومن کو چاہیئے کہ خدا سے اس طرح ڈرے کہ گویا جہنم کے اوپر جھانک رہا ہے۔ اور خدا سے امید اس طرح رکھے کہ گویا وہ اہل جنت میں سے ہے۔ پھر فرمایا: خدا اپنے بندہ کے گمان کے پاس ہوتا ہے۔ اگر گمان نیک ہے تو (پھر جزاء بھی) نیک ہے اور اگر گمان برا ہے تو (جزاء بھی) بری ہے۔ (الروضہ)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد بن الحنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: تم پر خدا سے بدگمانی غالب نہ آجائے۔ کیونکہ یہ (بدگمانی) تمہارے اور تمہارے خلیل (خدا) کے درمیان صلح وصفائی کی گنجائش نہیں چھوڑتی۔ (الفقیہ)

۷۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب کے آخر میں جب کسی بندہ کے جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا تو وہ پیچھے مڑ کر دیکھے گا۔ خدا فرمائے گا: اسے واپس لاؤ۔ چنانچہ اسے واپس (مقام حساب پر) لایا جائے گا۔ ارشاد قدرت ہوگا: میرے بندے تو نے پیچھے مڑ کر کیوں دیکھا تھا؟ وہ کہے گا: میرے پروردگار! تیرے بارے میں میرا یہ گمان تو نہیں تھا (کہ تو مجھے جہنم میں ڈالے گا؟) خدا فرمائے گا: میرے بندے! میرے متعلق تیرا یہ گمان تو کبھی نہیں تھا! وہ عرض کرے گا: پروردگار! میرا گمان یہ تھا کہ تو میرے گناہ معاف کر دے گا اور پھر جنت میں داخل کرے گا! تب خدا فرمائے گا: اے میرے فرشتو! مجھے اپنی عزت و جلال اور رفعت مکان اور بلندئ شان کی قسم کہ اس نے اپنی پوری زندگی میں کبھی میرے بارے میں یہ گمان نہیں کیا تھا اور اگر اس نے اپنی زندگی میں ایک ساعت کے لئے بھی میرے بارے میں یہ اچھا گمان کیا ہوتا تو میں اسے جہنم کی دھمکی دے کر بھی نہ ڈراتا (اس میں داخل کرنا تو بجائے خود)۔ پھر فرمائے گا کہ اس کے جھوٹ کو بھی (سچ) تسلیم کر لو اور اسے جنت میں داخل کر دو۔ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب بھی کوئی بندہ خدا کے بارے میں اچھا گمان کرتا ہے تو خدا اس کے اس گمان کے پاس ہوتا ہے اور جب اس کے بارے میں برا گمان کرتا ہے تو بھی خدا اس کے گمان کے قریب ہوتا ہے۔ اور یہی ارشاد قدرت ہے کہ فرماتا ہے: ﴿وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ (یہ تمہارا (اپنے خدا کے بارے میں برا) گمان ہے جو تم نے کیا اور اس نے تمہیں ہلاک کر دیا پس تم زیاں کاروں میں سے ہو گئے)۔

(ثواب الاعمال، المحاسن)

۸۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ برقی ؒ باسناد خود ابن رئاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بروزِ قیامت ایک ایسے بندہ کو لایا جائے گا جس

نے (گناہ کرکے) اپنے اوپر ظلم کیا تھا۔ خداوند عالم اس سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھے اپنی اطاعت کا حکم نہیں دیا تھا؟ کیا میں نے تجھے اپنی نافرمانی سے روکا نہیں تھا؟ وہ کہے گا: ہاں پروردگار! لیکن میری شہوت (خواہش نفس) مجھ پر غالب آ گئی۔ پس اب اگر تو مجھے عذاب کرتا ہے تو یہ تیرا عدل ہے ظلم نہیں ہے! چنانچہ خدا حکم دے گا کہ اسے جہنم میں ڈالو۔ وہ یہ فیصلہ سن کر کہے گا۔ میرا یہ گمان تو نہیں تھا! خدا فرمائے گا: تیرا میرے متعلق گمان کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا: میرا تیرے بارے میں بڑا اچھا گمان تھا۔ پس خدا حکم دے گا کہ اسے جنت میں داخل کرو۔ تب خدا فرمائے گا: میرے متعلق تیرے اس وقت کے اچھے گمان نے تجھے یہ فائدہ پہنچایا ہے۔ (یعنی پہلے تیرا یہ حسن ظن نہ تھا)۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الاحتضار (ج ۱ باب ۳۱) میں گزر چکی ہیں (اور کچھ اس کے بعد یہاں باب ۲۱ میں اور باب ۴۱ از امر بالمعروف میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ)۔

باب ۱۷

اپنے نفس (امارہ) کی مذمت کرنا، اس کی تادیب کرنا اور اسے برا سمجھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن جہم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے بنی اسرائیل میں چالیس سال تک خدا کی عبادت کی۔ اس کے بعد اس نے ایک قربانی پیش کی جو قبول نہ ہوئی۔ تو اس نے اپنے نفس سے کہا: یہ سب کچھ تیری وجہ سے ہوا ہے۔ اس میں سب تیرا قصور ہے! اس پر خدا نے اسے وحی فرمائی کہ یہ (چند منٹ) تیرا اپنے نفس کی مذمت اور اس کی زجر و توبیخ کرنا تیری چالیس سالہ عبادت سے افضل ہے۔ (الاصول من الکافی)

۲۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیرؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے رغبت کے اسیرو! ذرا (رغبت) کم کرو۔ کیونکہ جو شخص دنیا پر سوار ہو جائے (کمند حرص میں گرفتار ہو جائے!) اسے صرف گردش زمانہ کے درخت ہی ڈرا سکتے ہیں۔ (اور اس حرص سے باز رکھ سکتے ہیں)۔ ایہا الناس! اپنے نفوس کی تادیب و تہذیب کے خود متولی بنو۔ اور اس کی عادتوں کے ضرر و زیاں کا رخ بدلو۔ (نہج البلاغہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن الحسن سے اور وہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے نفس کو برا سمجھے۔ بجائے اس کے کہ لوگ اسے برا سمجھیں۔ خدا اسے قیامت کی جزع و فزع سے محفوظ رکھے گا۔ (ثواب الاعمال، الخصال)

باب ۱۸

خداوند عالم کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہیں مختلف راستے ادھر اُدھر نہ لے جائیں خدا کی قسم! ہمارا کوئی شیعہ نہیں مگر وہی جو خدا کا اطاعت گزار ہے۔الحدیث۔(الاصول)

۲۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ (اجر وثواب) خدا کے پاس ہے وہ اس کی اطاعت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔(ایضاً)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے جابر! جو شخص تشیع کا دعویٰ کرتا ہے آیا اس کے لئے صرف یہ بات کافی ہے کہ زبان سے کہہ دے کہ وہ اہم اہل بیتؑ سے محبت کرتا ہے؟ خدا کی قسم! ہمارا کوئی شیعہ نہیں مگر وہ جو متقی و پرہیزگار اور خدا کا اطاعت گزار ہے۔اے جابر! پہلے تو شیعیانِ علیؑ چند صفتوں کے ذریعہ سے پہچانے جاتے تھے جو یہ ہیں: (۱) تواضع وفروتنی کرنے سے۔(۲) خشوع وخضوع کرنے سے۔(۳) امانت کے ادا کرنے سے۔(۴) خدا کو زیادہ یاد کرنے سے۔(۵) روزہ رکھنے سے۔(۶) نماز پڑھنے سے۔(۷) والدین سے نیک سلوک کرنے سے۔(۸) پڑوسیوں، فقیروں، مسکینوں، مقروضوں اور یتیموں کی نگہداشت کرنے سے۔(۹) سچ بولنے سے۔(۱۰) قرآن کی تلاوت کرنے سے۔(۱۱) اور خیر وخوبی کے علاوہ لوگوں سے اپنی زبان کے بند رکھنے سے اور وہ لوگ اپنی قوم وقبیلہ کے امین ہوتے تھے......... (یہاں تک کہ فرمایا) تمام لوگوں سے بڑھ کر خدا کے نزدیک وہ محبوب ہے جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے اور سب سے بڑھ کر اس کا اطاعت گزار ہے۔اے جابر! بخدا ہم خود خدا کا قرب اس کی اطاعت گزاری سے حاصل کرتے ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں جہنم سے برأت نہیں ہے۔اور نہ ہی خدا کے برخلاف کسی کے پاس کوئی حجت اور دلیل ہے۔پس جو شخص خدا کا مطیع ومنقاد ہے وہ ہمارا دوست ہے اور جو خدا کا نافرمان ہے وہ ہمارا دشمن ہے اور ہماری ولایت و محبت دو چیزوں کے بغیر حاصل ہو ہی نہیں سکتی: (۱) ایک (واجبات پر) عمل کرنے سے۔(۲) دوسرا (محرمات سے) ورع واجتناب کرنے سے۔(ایضاً)

۴۔ عمرو بن خالد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خدا کی قسم ہمارے پاس خدا کی طرف سے (جہنم سے) برائت نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہماری خدا سے کوئی رشتہ داری ہے اور نہ ہی ہمارے پاس خدا کے برخلاف کوئی حجت و دلیل ہے۔ ہم خود اطاعت کرکے اس کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ پس تم میں سے جو (خدا کا) اطاعت گزار ہوگا اسے ہماری ولایت فائدہ دے گی۔ اور جو خدا کا نافرمان ہوگا اسے ہماری ولایت کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ افسوس ہے تم پر دھوکہ نہ کھاؤ۔ افسوس ہے تم پر دھوکہ نہ کھاؤ۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود وھب بن وھب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدائے تعالیٰ جل جلالہ (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے: اے فرزند آدم! جس چیز کا میں نے تجھے حکم دیا ہے تو اس میں میری اطاعت کر۔ پھر بے شک تو مجھے نہ بتا کہ تجھے کس چیز کی ضرورت ہے؟ (میں خود بخود اس کا انتظام کر دوں گا)۔ (امالی صدوقؒ)

۶۔ مروان بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا تعالیٰ (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے کہ جو بندہ میری اطاعت کرتا ہے میں اسے کسی اور کے سپرد نہیں کرتا۔ اور جو بندہ میری نافرمانی کرتا ہے تو میں اسے اس کے نفس کے حوالے کر دیتا ہوں۔ پھر کوئی پروا نہیں کرتا کہ وہ کس وادی میں گر کر ہلاک و برباد ہوا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ جناب حسین بن سعید (اہوازی) باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت مبارکہ ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ﴾ (خدا سے اس طرح ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے) کی تفسیر پوچھی؟ فرمایا: (ڈرنے کا حق یہ ہے کہ) اس کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی نہ کی جائے، اس کو یاد کیا جائے اور اسے بھلایا نہ جائے، اور اس کا شکر ادا کیا جائے اور اس کی ناشکری نہ کی جائے۔ (کتاب الزہد)

۸۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے اطاعت گزاری کو عقلمندوں کے لئے غنیمت قرار دیا ہے جبکہ عاجز اور درماندہ لوگ تفریط و کوتاہی کریں۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ اور اس سے پہلے ج ۲ باب ۵ از ذکر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

خدا کی اطاعت (کی زحمت) پر اور اس کی نافرمانی (سے بچنے کی مشقت) پر صبر کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا اور جنت کے دروازہ پر پہنچے گا اس سے کہا جائے گا کہ تم کون لوگ ہو؟ تو وہ کہے گا: ہم اہل صبر ہیں! اس سے کہا جائے گا: تم نے کس چیز پر صبر کیا تھا؟ وہ کہیں گے کہ ہم خدا کی اطاعت کرکے اور اس کی نافرمانی سے بچنے پر صبر کیا کرتے تھے۔ تب ارشادِ قدرت ہوگا: یہ سچ کہتے ہیں ان کو جنت میں داخل کردو۔ (فرمایا) یہ ہے خدا کے اس فرمان کا مطلب کہ فرماتا ہے: ﴿اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (کہ صبر کرنے والوں کو بے حساب پورا پورا اجر و ثواب دیا جائے گا)۔ (الاصول، من الکافی)

۲۔ اصبغ بن نباتہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صبر کی دو قسمیں ہیں: (۱) ایک وہ صبر ہے جو مصیبت کے وقت کیا جائے۔ یہ اچھا ہے، عمدہ ہے۔ (۲) دوسرا وہ صبر ہے جو اس پہلے سے زیادہ اچھا ہے اور یہ حرام کاموں سے بچنے پر صبر کرنا ہے۔ یاد خدا کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک مصیبت کے وقت خدا کو یاد کرنا۔ دوسرا وہ ذکر ہے جو اس سے افضل ہے اور وہ ہے اس کے حرام کاموں کے ارتکاب کے وقت خدا کو اس طرح یاد کرنا ہے کہ وہ (خدا کی نافرمانی سے) مانع ہو جائے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (میرے والد ماجد) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے سینہ سے لگایا اور فرمایا: بیٹا! میں تمہیں وہ وصیت کرتا ہوں جو میرے والد ماجد علیہ السلام نے وفات کے وقت مجھے کی تھی اور ان کو ان کے والد ماجد علیہ السلام نے کی تھی۔ اور وہ یہ ہے کہ حق پر صبر کر اگرچہ وہ کڑوا ہی ہو۔ (ایضاً)

۴۔ عثمان بن عیسیٰ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دنیا پر صبر کرو۔ بس وہ ایک ہی ساعت (گھڑی) ہے کیونکہ جو دنیا گزر گئی۔ اب اس کی نہ کوئی تکلیف باقی ہے نہ سرور۔ اور جو باقی ہے اس کے بارے میں معلوم نہیں کہ آئندہ کیا ہوگا؟ لہٰذا (دنیا) تمہاری وہی ساعت ہے جس میں تم اس وقت موجود ہو۔ پس اس میں خدا کی اطاعت کرنے پر اور اس کی معصیت سے بچنے پر صبر کر۔ (ایضاً)

۵۔ عمرو بن شمر یمانی مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: صبر تین قسم کا ہے: (۱) مصیبت کے وقت صبر۔ (۲) اطاعت کرنے کے وقت صبر۔ (۳) نافرمانی سے بچنے کے وقت صبر۔ (فرمایا) پس جو شخص مصیبت کے وقت صبر کرے یہاں تک کہ صبر و شکیبائی سے مصیبت کو رد کر دے تو خداوند عالم اس کے لئے (جنت کے) ایسے تین سو درجے لکھتا ہے کہ ایک درجے سے دوسرے درجہ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ اور جو اطاعت گزاری پر صبر کرے تو خداوند عالم اس کے لئے ایسے چھ سو درجے لکھتا ہے کہ ایک سے دوسرے درجہ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین کی نچلی سطح سے لے کر عرش کی بالائی سطح تک ہے! اور جو خدا کی نافرمانی سے بچنے پر صبر کرے تو خداوند کریم اس کے لئے جنت کے ایسے نوسو (۹۰۰) درجے لکھتا ہے کہ ایک سے دوسرے درجہ تک زمین کی نچلی سطح سے لے کر عرش کی بالائی سطح تک کا فاصلہ ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں، فرمایا: صبر کی دو قسمیں ہیں: (۱) پسندیدہ چیز (واجب) کی بجا آوری پر صبر۔ (۲) ناپسندیدہ چیز (حرام) سے اجتناب پر صبر۔ فرمایا: حضرت محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دوست وہ ہے جو خدا کا اطاعت گزار ہے۔ اگرچہ اس کی قرابت دور کی ہو۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن وہ ہے جو خدا کا نافرمان ہے اگر رشتہ کا قریبی ہو۔ (نہج البلاغہ)

۸۔ نیز فرمایا: ان دو عملوں میں کس قدر فرق ہے۔ ایک وہ ہے جس کی لذت رخصت ہوگئی۔ مگر برا انجام چھوڑ گیا۔ دوسرا وہ ہے جس کی کلفت ختم ہوگئی مگر اس کا اجر و ثواب باقی رہے گا۔ (ایضاً)

۹۔ نیز فرمایا: خلوتوں میں خدا کی نافرمانی سے بچو۔ کیونکہ جو گواہ ہے (خدا) وہی حاکم بھی ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز فرمایا: اس بات سے ڈرو کہ خدا تمہیں اپنی نافرمانی کی جگہ پر دیکھے۔ اور اپنی اطاعت کی جگہ پر نہ پائے۔ کیونکہ اگر ایسا کرو گے تو زیاں کاروں سے ہو جاؤ گے۔ اگر طاقت ور ہو تو خدا کی اطاعت کر کے قوت کا اظہار کرو۔ اور اگر کمزور ہو تو خدا کی نافرمانی سے بچ کر کمزوری کا ثبوت دو۔ (ایضاً، کذا فی السرائر لابن ادریس)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۳۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

تقوائے الٰہی اور پرہیزگاری اختیار کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: جو قبول ہو جائے وہ کس طرح قلیل ہو سکتا ہے؟ (الاصول، امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۲۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ہم نے اعمال کا تذکرہ کیا جس پر میں نے کہا: میرا عمل کس قدر کمزور ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ٹھہر۔ (ایسا کہنے پر) طلب مغفرت کر! پھر مجھ سے فرمایا: وہ تھوڑا عمل جو تقویٰ کے ساتھ کیا جائے۔ وہ اس بہت عمل سے بہتر ہے جو تقویٰ کے بغیر کیا جائے۔ میں نے عرض کیا کہ تقویٰ کے بغیر بہت سا عمل کس طرح ہو سکتا ہے؟ فرمایا: اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی (غریبوں کو) روٹی کھلاتا ہے، اپنے پڑوسیوں سے نرمی کرتا ہے اور (لوگوں کے کاموں کے لئے) اپنی سواری کو روندتا ہے مگر جونہی اس کے لئے کسی حرام کاری کا دروازہ کھلتا ہے تو اس میں داخل ہو جاتا ہے (یہ عمل کثیر ہے بلا تقویٰ) اور دوسرا شخص وہ ہے جو اس کی طرح اتنے نیک کام تو نہیں کرتا۔ مگر جب اس کے لئے حرام کاری کا دروازہ کھلتا ہے تو وہ اس میں داخل نہیں ہوتا۔ (یہ ہے قلیل عمل با تقویٰ)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عین الفاظ میں سے یہ الفاظ بھی ہیں: ﴿خیر الزاد التقوی﴾ (سفر آخرت کے لئے بہترین زاد تقویٰ و پرہیزگاری ہے)۔ (الفقیہ)

۴۔ ہیثم بن واقد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم جس شخص کو گناہوں کی ذلت سے نکال کر تقویٰ کی عزت میں داخل کر دے تو گویا خدا نے اسے مال کے بغیر تونگر بنا دیا، قوم و قبیلہ کے بغیر عزیز بنا دیا اور کسی انیس کے بغیر مانوس کر دیا۔ اور جو شخص خدا سے ڈرتا ہے خدا اس سے ہر چیز کو ڈراتا ہے اور جو خدا سے نہیں ڈرتا خدا اسے ہر چیز سے ڈراتا ہے۔ اور جو خدا کے تھوڑے رزق پر راضی ہو جائے خدا اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہو جاتا ہے اور جو شخص روزی کی طلب میں شرم نہ کرے اس کا خرچ کم ہو جاتا ہے اور اس کے اہل و عیال خوش ہو جاتے ہیں۔ اور جو دنیا میں زہد اختیار کرے خداوند عالم اس کے دل میں حکمت و دانائی کو ثابت و پختہ کر دیتا ہے اور اس کی زبان کو اس سے گویا کر دیتا ہے۔ اور اسے دنیا کے عیوب و نقائص اس کی بیماری اور اس کی دوا اسے دکھا دیتا ہے اور اس کو سلامتی دنیا سے نکال کر دار السلام (جنت) میں داخل کر دیتا ہے۔ (الفقیہ، کذا فی الاصول مختصراً)

۵۔ ولید بن عباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حسب کیا ہے؟ افعال، شرف کیا ہے؟ مال اور کرم کیا ہے؟ تقویٰ و پرہیزگاری! (معانی الاخبار)

۶۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ کلام نقل کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک خطبہ میں فرمایا: گناہ اور خطائیں سرکش گھوڑے ہیں جن پر گنہگار سوار ہیں اور ان کے منہ میں کوئی لگام نہیں ہے۔ اس لئے وہ انہیں جہنم میں دھکیل

کے رہیں گے۔ اور تقویٰ و پرہیزگاری وہ آرام دہ سواری ہے جس کے سوار (نیکوکار) کے ہاتھ میں اس کی لگام ہے لہٰذا وہ بڑے آرام سے اسے جنت میں پہنچا کے رہیں گی۔ (نہج البلاغہ)

۷۔ نیز فرمایا: خدا سے ڈر اگرچہ کم ہی ہو۔ اور اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان پردہ بنا اگرچہ پتلا ہی کیوں نہ ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ از دعا، باب ۱۴ از زکوٰۃ الانعام، باب ۸۰ و ۱۰۴ اور ۱۲۲ از احکام عشرت اور یہاں باب ۴ و ۵ و ۸ و ۱۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ و ۲۴ و ۳۶ و ۳۷ و ۶۲ و ۶۷ اور باب ۳۱ از نکاح میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

ورع (گناہوں سے بلکہ شبہات سے) بچنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی اُنیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن رئاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم اس وقت تک کسی شخص کو مومن شمار نہیں کرتے جب تک ہمارے تمام اوامر و احکام کا پیرو نہ ہو۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ہمارے اوامر میں سے ایک امر ورع (حرام سے بچنا) بھی ہے۔ پس خدا تم پر رحم کرے تم اس سے اپنے آپ کو مزین کرو۔ اور اس ہتھیار سے ہمارے دشمنوں سے لڑو۔ خدا تمہیں خوشحال کرے گا۔ (الاصول)

۲۔ عمرو بن سعید بن ہلال ثقفی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں تمہیں تقویٰ (پرہیزگاری، ورع (حرام سے بچنے) اور اجتہاد (عملی کدوکاوش کرنے) کی وصیت کرتا ہوں۔ اور یہ جان لو کہ وہ جدوجہد کوئی فائدہ نہیں دیتی جس میں ورع نہ ہو۔ (ایضاً)

۳۔ حفص بن غیاث بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ وَرِع (پرہیزگار) کون ہے؟ فرمایا: وَرِع وہ ہے جو خدا کے حرام کردہ کاموں سے بچے۔ (ایضاً)

۴۔ زید بن خلیفہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک بار) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمیں وعظ و نصیحت کی، کچھ حکم دیا اور زہد کی تلقین کی۔ پھر فرمایا: تم پر ورع لازم ہے کیونکہ جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ ورع کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ (ایضاً)

۵۔ فضیل بن یسار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سخت ترین عبادت ورع ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حدید بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے

کہ خدا سے ڈرو۔ اور ورع کے ساتھ اپنے دین کی حفاظت کرو۔ (ایضاً)

۷۔ حنان بن سدیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: میرے اصحاب (واحباب) وہ ہیں جن کا ورع سخت ہو۔ جو اپنے خالق کی خاطر عمل کریں۔ اور اس کے ثواب کے امیدوار ہوں۔ (اور اس کے عذاب سے خائف وترساں)۔ یہ ہیں میرے حقیقی اصحاب۔ (ایضاً)

۸۔ ابو سادہ غزالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے: اے فرزند آدمؑ! جو چیز میں نے تجھ پر حرام کی ہے اس سے اجتناب کر۔ تو سب لوگوں سے زیادہ ورع اور پرہیزگار بن جائے گا۔ (ایضاً)

۹۔ ابو اسامہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ تم پر لازم ہے کہ تقویٰ، ورع اور اجتہاد، صدق لسانی، اداء امانت، حسن خلق اور خوشگوار پڑوس کو اختیار کرو۔ اور زبانوں کے بغیر لوگوں کو اپنی طرف بلاؤ، اور ہمارے لئے زیب وزینت کا باعث بنو۔ اور ننگ وعار کا موجب نہ بنو۔ اور تم پر لازم ہے کہ لمبے لمبے رکوع وسجود کرو۔ کیونکہ تم میں سے جب کسی شخص کا رکوع وسجود لمبا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پیچھے سے آواز دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہائے افسوس کہ اس نے اطاعت کی اور میں نے نافرمانی کی، اس نے سجدہ کیا اور میں نے انکار کیا۔ (ایضاً)

۱۰۔ علی بن ابوزید اپنے باپ (ابوزید) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ عیسیٰ بن عبداللہ قمی وارد ہوئے۔ امام علیہ السلام نے اسے خوش آمدید کہا اور قریب بٹھایا اور پھر فرمایا: یا عیسیٰ بن عبداللہ! وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لئے ہمارے ہاں کوئی عزت ہے کہ جو کسی ایسے شہر میں رہتا ہو جس میں ایک لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ نفوس کی آبادی ہو اور پھر اس پورے شہر میں اس سے بڑھ کر کوئی ورع اور پرہیزگار آدمی موجود ہو۔ (ایضاً، کذا فی السرائر)

۱۱۔ ابوالصباح کنانی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ورع کے ساتھ ہماری اعانت کرو۔ کیونکہ جو شخص ورع کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اس کی بارگاہ میں اس کے لئے کشائش ہوگی۔ (ایضاً)

۱۲۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں کو (مذہب حق اختیار کرنے کی) دعوت دو مگر نہ زبان کے ساتھ! (بلکہ عمل کے ساتھ)۔ چاہیئے کہ وہ لوگ تمہارے اندر ورع (حرام کاری سے اجتناب) اور (نیکوکاری میں) جدوجہد اور نماز اور ہر قسم کی خیر وخوبی دیکھیں۔ کیونکہ یہ (عملی دعوت) بڑا موثر داعی ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ عبیداللہ بن علی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں بسا اوقات اپنے والد ماجد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کو یہ فرماتے ہوئے سنتا تھا کہ فرماتے تھے کہ وہ ہمارا (حقیقی) شیعہ نہیں ہے جس کے ورع و پرہیزگاری کے قصے پردہ نشین عورتیں اپنے پردہ کے اندر رہ کر بیان نہ کریں۔ اور وہ شخص بھی ہمارا ولی (دوست) نہیں ہے جو کسی ایسی بستی میں رہتا ہو جو دس ہزار نفوس پر مشتمل ہو اور ان میں کوئی ایک اس سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ (ایضاً)

۱۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین ؑ کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے حضرت علی ؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! تین صفتیں ایسی ہیں کہ جو یہ لے کر خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا وہ افضل الناس ہوگا۔ (۱) جو شخص خدا کے مقرر کردہ فرائض کو ادا کرے وہ اعبد الناس (سب سے بڑا عبادت گزار) ہے۔ (۲) جو شخص خدا کے حرام کردہ کاموں سے اپنے دامن کو بچائے وہ اورع الناس (سب سے بڑا پرہیزگار) ہے۔ (۳) اور جو خدا کی عطا کردہ روزی پر قناعت کرے وہ اغنی الناس (سب سے بڑا مالدار) ہے۔ پھر فرمایا: یا علیؑ! تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ نہیں ہیں اس کا عمل مکمل نہیں ہے: (۱) ورع۔ جو اسے محرمات سے روکے، (۲) خلق۔ جس سے وہ لوگوں کے ساتھ مدارا کرے۔ (۳) حلم و بردباری۔ جس سے وہ جاہل کی جہالت و بدسلوکی کو رد کرے۔ .... (یہاں تک کہ فرمایا) یا علیؑ! اسلام ننگا ہے اس کا لباس شرم و حیا ہے، اس کی زینت عفت و پاکدامنی ہے اور اس کی مروت اور جوانمردی نیک عمل ہے اور اس کا ستون ورع و پرہیزگاری ہے۔ (الفقیہ)

۱۵۔ ابراہیم کوفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم جس بندۂ مومن میں ورع اور زہد کو جمع فرما دے تو میں اس کے جنتی ہونے کی امید کرتا ہوں۔

(ثواب الاعمال)

۱۶۔ جناب ابن ادریس حلیؒ باسناد خود عمر بن حنظلہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ شخص ہمارا شیعہ نہیں ہے جو زبان سے (شیعیت کا) دعویٰ کرے مگر اپنے عمل سے ہمارے اعمال و آثار کی مخالفت کرے، ہاں ہمارا شیعہ وہ ہے جو دل و زبان سے ہماری موافقت کا دعویٰ کرے اور مقام عمل میں ہمارے آثار اور نقوش پا کی پیروی کرے۔ اور ہمارے والے عمل بجالائے وہ ہمارا شیعہ ہے۔ (السرائر)

۱۷۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود کلیب بن معاویہ اسدی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان

ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ آگاہ باشید! تم ہی خدا اور اس کے ملائکہ کے دین پر ہو۔ لہٰذا تم ورع (حرام سے اجتناب کرنے) اور اجتہاد (واجبات کی بجا آوری) کے ساتھ ہماری اعانت کرو۔ تم پر نماز اور عبادت کی بجا آوری لازم ہے۔ تم پر ورع واجب ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۸۔ احمد بن محمد منصوری اپنے باپ کے چچا سے اور وہ حضرت علی نقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر ورع لازم ہے کیونکہ یہی وہ دین ہے جس کو ہم نے لازم پکڑا ہوا ہے اور اسی کے حوالہ سے ہم خدا کے دین کو مانتے ہیں اور ہم اپنے موالیوں سے بھی یہی چاہتے ہیں۔ ہمیں شفاعت کر کر کے نہ تھکاؤ۔ (ایضاً)

۱۹۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے سماعہ! (تا آخر حدیث جو کہ طویل ہے)......... فرمایا: بخدا تم میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ پس تم (جنت کے درجات (کی بلندی) میں رغبت کرو۔ اور ورع اختیار کر کے اپنے دشمن کو غمگین بناؤ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۵ و ۱۸ و ۱۹ اور اس سے پہلے باب ۲۱ از احکام شہر رمضان، باب ۱۱۴ و ۱۲۱ از احکام عشرت و باب ۹۸ از مزار میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۴ و ۴۲ و ۶۷ و ۷۳ میں اور باب ۲۴ و ۳۷ از امر بالمعروف اور باب ۳۱ از نکاح محرم میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

عفت اور پاکدامنی اختیار کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کے نزدیک عفت بطن و فرج (پیٹ اور شرمگاہ کی پاکدامنی) سے بہتر کوئی عبادت نہیں ہے۔ (الاصول)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی ایسی چیز سے خدا کی عبادت نہیں کی گئی جو عفت بطن و فرج سے بہتر ہو۔ (ایضاً)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

نے فرمایا: وہ چیز کہ جس کی وجہ سے میری اکثر امت جہنم میں داخل ہوگی وہ دو اندر سے کھوکھلی چیزیں ہیں یعنی شکم اور شرم گاہ۔ (ایضاً)

۴۔ سابقہ سلسلۂ سند سے آنحضرت ﷺ سے مروی ہے فرمایا: مجھے اپنے بعد اپنی امت کے بارے میں جن چیزوں کا خطرہ ہے وہ تین ہیں: (۱) معرفت کے بعد گمراہی۔ (۲) گمراہ کرنے والے مختلف فتنے۔ (۳) اور شکم و شرم گاہ کی شہوت۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں اگرچہ ضعیف العمل ہوں اور روزے بھی کم رکھتا ہوں۔ مگر مجھے امید ہے کہ کھاتا صرف حلال ہی ہوں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: عفت بطن و فرج سے بڑھ کر کون سا اجتہاد ہے؟ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: جو شخص اپنے نفس کی خواہش کی پیروی نہ کرے اس نے رشد اور راست روی کو پا لیا۔ (الفقیہ)

۷۔ انس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مجھے دو چیزوں کی ضمانت دے دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ جو مجھے اس کی ضمانت دے جو اس کے دو جبڑوں اور دو ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی یہ کہ وہ زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کرے گا۔ تو میں اس کی جنت کا ضامن ہوں۔
(معانی الاخبار)

۸۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ میں فرمایا: جو شخص کسی عورت یا کنیز سے زنا کرنے پر قادر ہو۔ مگر محض خوف خدا سے اسے ترک کر دے تو خدا اس پر آتش دوزخ حرام قرار دے گا۔ اور اسے (قیامت کی) فزع اکبر سے محفوظ رکھے گا۔ اور اگر یہ زنا کاری اور حرام کاری کرے گا تو خدا اس پر جنت حرام قرار دے گا۔ اور اسے جہنم میں داخل کرے گا۔ (عقاب الاعمال)

۹۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جعفرؑ (صادق) کا شیعہ وہ ہے جو عفیف البطن و الفرج ہو۔ جس کا جہاد سخت ہو، جو اپنے خالق و مالک کے لئے عمل کرے، جو اس کے ثواب کا امیدوار اور اس کے عقاب سے خائف و ترساں ہو۔ جب ایسے لوگ تمہیں دکھائی دیں تو سمجھ لینا کہ یہ جعفر (صادق علیہ السلام) کے شیعہ ہیں۔ (صفات الشیعہ)

۱۰۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام کا کلام نقل کرتے ہیں، فرمایا: کسی بھی شخص کی قدر و قیمت اس کی ہمت

کے مطابق ہوتی ہے۔ اور اس کی صداقت اس کی مروت و مردانگی کے موافق ہوتی ہے۔ اور اس کی شجاعت اس کی خودداری کے مطابق ہوتی ہے۔ اور اس کی عفت و پاکدامنی اس کی غیرت کے موافق ہوتی ہے۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا و ۳۰ و ۲۱ اور اس سے پہلے باب ۱۱ از آداب صائم، ۴۹ از آدابِ سفر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب ۲۹ و ۶۴ و ۷۱ میں اور باب ۳۱ از نکاح محرم اور باب ۱۱ از تجارت میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

محرماتِ الٰہیہ سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابراہیم بن عمر یمانی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیامت کے دن ہر آنکھ اشکبار ہوگی سوائے تین آنکھوں کے: (۱) ایک وہ آنکھ جو راہ خدا میں بیدار رہی ہوگی۔ (۲) دوسری وہ آنکھ جس سے خوف و خشیۂ الٰہی سے آنسو بہے ہوں گے۔ (۳) تیسری وہ آنکھ جو خدا کی حرام کردہ چیزوں سے نیچے جھکی ہوگی۔ (الاصول)

۲۔ ابو عبیدہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کچھ خدا نے اپنی مخلوق پر فرض کیا ہے اس سب سے زیادہ سخت خدا کو بکثرت یاد کرنا ہے۔ پھر فرمایا: اس ذکر سے (تسبیحاتِ اربعہ کا) پڑھنا مراد نہیں ہے کہ کہا جائے ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ﴾۔ اگرچہ یہ بھی ذکر خدا ہے بلکہ اس یادِ خدا سے مراد اس کی حلال و حرام کردہ چیزوں کے وقت خدا کو یاد کرنا ہے کہ اگر وہ کام اطاعت کے زمرہ میں آتا ہو تو اسے بجالایا جائے اور اگر معصیت شمار ہوتا ہو تو اسے ترک کر دیا جائے۔ (ایضاً)

۳۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت مبارکہ ﴿وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا﴾ (کہ ہم ان کے عملوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ہم نے ان کو ھباءً منثوراً کر دیا) کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں کہ بخدا ان کے عمل قباطی (مصری) کپڑوں سے بھی زیادہ سفید و برّاق تھے۔ لیکن جب ان کو حرام کاری کرنے کا کوئی موقع ملتا تھا تو وہ اسے ترک نہیں کرتے تھے۔ (الاصول)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص محض خوفِ خدا کی وجہ سے کوئی گناہ ترک کر دے تو خداوند عالم قیامت کے دن اسے راضی

کرے گا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے اس رسالہ میں جو آپ علیہ السلام نے اپنے اصحاب کے نام لکھا تھا، فرماتے ہیں: خبردار! کہیں تمہارے نفس اس چیز کے ارتکاب کا حرص نہ کریں جو خدا نے تم پر حرام قرار دی ہے۔ کیونکہ جو شخص دارِ دنیا میں خدا کے حرام کی ہتک حرمت کرے گا تو کل فردائے قیامت خداوند عالم اس کے اور جنت کی ابدی نعمتوں، لذتوں اور کرامتوں کے درمیان حائل ہو جائے گا۔ خبردار! خدا نے قرآن کے ظاہر و باطن میں جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان میں سے کسی چیز کے ارتکاب پر اصرار نہ کرنا۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَلَمْ يُصِرُّوا عَلٰى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (کہ وہ جان بوجھ کر اپنے (غلط) فعل پر اصرار نہیں کرتے)۔ (ایضاً)

۶۔ احمد بن محمد بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے، فرمایا: خداوند عالم (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے: اے فرزند آدم! اگر تیری آنکھ میری کسی حرام کردہ چیز کی طرف دیکھنے پر اصرار کرے تو میں نے دو طبقوں (پلکوں) سے تیری مدد کی ہے ان کو اوپر ڈال دے اور مت دیکھ اور اگر تیری زبان میری حرام کردہ باتوں کے کرنے پر اصرار کرے تو میں نے دو طبقوں (دو ہونٹوں) سے تیری اعانت کی ہے۔ ان کو بند کر دے اور مت بول۔ اور اگر تیری شرمگاہ میری بعض حرام کردہ چیزوں کے ارتکاب پر اصرار کرے تو میں نے دو طبقوں (دو رانوں) سے تیری امداد کی ہے ان کو بند کر دے اور حرام کاری نہ کر۔ (الروضہ)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کے نام وصیت میں فرمایا: یا علی! تین چیزیں ایسی ہیں کہ یہ امت ان کی طاقت نہیں رکھتی (یعنی بہت مشکل ہیں) (۱) اپنے بھائی سے مالی مواسات و ہمدردی کرنا۔ (۲) اپنی ذات سے لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا۔ (کہ اپنے لئے آدمی جس سلوک کی ان سے توقع رکھتا ہے خود بھی وہی سلوک ان سے کرے)۔ (۳) ہر حالت میں خدا کو یاد کرنا اور وہ ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ کہنا نہیں ہے۔ بلکہ حرام کاری کے وقت خدا کو یاد کر کے اسے ترک کرنا اور واجب کے وقت خدا کو یاد کر کے اسے بجا لانا ہے۔ (الفقیہ، معانی الاخبار)

۸۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میری امت کے لوگ اس وقت تک برابر خیر و خوبی سے رہیں گے جب تک ایک

دوسرے سے میل و محبت کرتے رہیں گے، باہمی ہدیوں کا تبادلہ کرتے رہیں گے اور امانت کو ادا کرتے رہیں گے۔ اور حرام سے اجتناب کرتے رہیں گے اور مہمان نوازی کرتے رہیں گے، نماز پڑھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں گے۔ پس جب وہ ایسا نہیں کریں گے تو قحط اور خشک سالی میں مبتلا کر دیے جائیں گے۔ (عیون الاخبار)

۹۔ محمد بن حمران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ﴿من قال لا الہ الا اللہ مخلصاً دخل الجنۃ﴾ (کہ جو شخص اخلاص سے لا الہ الا اللہ پڑھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر اس اخلاص کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اخلاص یہ ہے کہ یہ کلمہ توحید اسے خدا کے حرام کردہ کاموں سے بچائے۔
(معانی الاخبار، التوحید، صفات الشیعہ، ثواب الاعمال، کذا عن زید بن ارقم عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

۱۰۔ مسعدہ بن زیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا کی اطاعت کرتا ہے وہ خدا کا ذکر ہے اگرچہ اس کی نماز، روزہ اور تلاوتِ قرآن کم ہی ہو۔ اور جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے وہ خدا کے ذکر کو بھولا ہوا ہے۔ اگرچہ اس کی نماز، روزہ اور تلاوتِ قرآن زیادہ ہی ہو۔ (معانی الاخبار)

۱۱۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا تعالیٰ کے فرائض کو قائم کرے اور محرماتِ شرعیہ سے اجتناب کرے، اہل بیت رسالت کی ولایت کو احسن طریقہ پر نبھائے اور دشمنانِ خدا سے بیزاری اختیار کرے وہ بے شک جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے۔ (الآمالی)

۱۲۔ جناب حسین بن سعید (اہوازی) باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص فرائض خداوندی کو بجا لائے وہ سب لوگوں سے بہتر ہے، جو محرماتِ الٰہیہ سے اجتناب کرے وہ سب سے بڑا عبادت گزار ہے اور جو خدا کی تقسیم پر راضی ہو جائے وہ سب سے بڑا تونگر و مالدار ہے۔ (کتاب الزہد)

۱۳۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: شب و روز میں خدا کے حملوں سے ڈرو۔ میں نے عرض کیا کہ خدا کے حملے کیا ہیں؟ فرمایا: گناہوں پر اس کی پکڑ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے صدقہ (باب ۲۷ اور زکوٰۃ باب ۳ میں) وغیرہ (باب ۱۴ از احکام عشرت اور یہاں باب ۴ و ۷ و ۱۹ و ۲۱) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۴ و ۳۶ و

۱۰۱ میں اور باب ۳۱ از نکاح محرم میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

فرائض خداوندی کا ادا کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا کے فرائض پر عمل درآمد کرے وہ سب لوگوں سے بہتر ہے۔(الاصول)

۲۔ ابو الفاتح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد خداوندی ﴿اِصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا﴾ (صبر کرو، مصابرہ کرو اور رباط کرو) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: صبر کرو۔ فرائض (کی ادائیگی) پر صبر میں غالب آؤ۔ مصائب پر اور ہمیشگی اختیار کرو ائمہ طاہرین علیہم السلام (کی امامت) پر۔(ایضاً)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا تبارک و تعالیٰ (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے: میرا بندہ میرے فرض کردہ فرائض کو ادا کرنے سے بہتر طریقہ پر میرا محبوب نہیں بن سکتا۔(ایضاً)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: خدا کے فرائض پر عمل کرو۔ تم سب سے بڑے متقی و پرہیزگار بن جاؤ گے۔(ایضاً)

۵۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ان فرائض کو بجا لائے جو خدا نے اس پر فرض کئے ہیں وہ سب سے بڑا عبادت گزار ہے۔(ایضاً)

۶۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں پس ان کو ضائع نہ کرو، کچھ حدود و قیود معیّن کئے ہیں پس ان سے تجاوز نہ کرو، کچھ چیزوں سے تمہیں روکا ہے ان کی ہتک حرمت نہ کرو اور کچھ چیزوں سے اس نے خاموشی اختیار کی ہے جبکہ ایسا اس کی کسی بھول چوک کی وجہ سے نہیں ہوا ہے تو تم ان میں پڑنے کی کوشش نہ کرو۔(نہج البلاغہ)

۷۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کے فرائض پر عمل کر۔ تُو سب سے بڑا متقی و پرہیزگار بن جائے گا، خدا کی تقسیم پر راضی ہو جا تو سب سے بڑا تونگر بن جائے گا، خدا کے محارم سے رک جا، سب سے بڑا اورع اور نیکوکار بن جائے گا، اپنے پڑوسی کے

پڑوس کو احسن طریقہ پر نبھا تو مومن بن جائے گا۔ اور اپنے ساتھی کی صحبت کو عمدہ طریقہ پر نبھا تو مسلمان بن جائے گا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۸ و ۱۹ و ۲۱ و ۲۳ میں اور اس سے پہلے باب ۲ از ماتجب فیہ الزکوۃ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

(زندگی کے) تمام معاملات میں صبر وضبط سے کام لینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے حفص! جو شخص صبر کرتا ہے وہ بھی تھوڑا کرتا ہے اور جو جزع کرتا ہے (گھبراتا ہے) تو وہ بھی تھوڑی جزع کرتا ہے۔ پھر فرمایا: تم اپنے تمام معاملات میں صبر کرو۔ کیونکہ خداوند عالم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر ان کو صبر اور رفق (نرم روی) اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿وَاصْبِرْ عَلٰی مَایَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا وَذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ﴾ (جو کچھ وہ لوگ کہتے ہیں اس پر صبر کیجئے اور ان کو اچھے طریقہ پر چھوڑ دیجئے۔ اور مجھے اور جھٹلانے والوں کو (اپنے حال پر) چھوڑ دیجئے!) اور فرمایا: ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌo وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا . وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ﴾ (اور برائی کا احسن طریقہ پر دفاع کرو۔ اس کے نتیجہ میں تمہارا دشمن مخلص دوست بن جائے گا۔ اور اس بات کی توفیق صرف صبر کرنے والوں اور بہت بڑے نصیب والوں کو حاصل ہوتی ہے)۔ فرمایا: پس آنحضرت ﷺ نے صبر کیا یہاں تک کہ لوگوں نے آپؐ پر بڑی بڑی تہمتیں لگائیں اور اس قدر (قولی و فعلی) اذیتیں پہنچائیں کہ آپ کا سینہ تنگ ہونے لگا۔ تب خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّکَ یَضِیْقُ صَدْرُکَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ o فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ﴾ (یقیناً ہم جانتے ہیں کہ لوگوں کی باتیں سن کر آپ کا سینہ تنگ ہونے لگتا ہے پس اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کریں اور سجدہ گزاروں میں سے ہو جائیں)۔ پھر لوگوں نے آپؐ کو جھٹلایا اور اس قدر افترا پردازی کی کہ آپؐ غمگین ہوگئے۔ تب خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَیَحْزُنُکَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ

یَجْحَدُوْنَ ○ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا ﴾ (ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ لوگ کہتے ہیں اس سے آپ کو ملال ہوتا ہے وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم لوگ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں اور آپ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب کی گئی مگر انہوں نے صبر کیا یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری نصرت پہنچ گئی)۔ پس آنحضرت ﷺ نے اپنے اوپر صبر کو لازم کرلیا اور ان لوگوں نے (آپؐ کی ذات سے بڑھ کر) خدا تعالیٰ کے بارے میں ناروا باتیں کیں اور آپ ﷺ کو جھٹلایا۔ تب آپؐ نے فرمایا: میں اپنی ذات، اہل و عیال اور اپنی عرض و ناموس کے بارے میں تو صبر کرلوں گا۔ مگر اپنے معبود کے بارے میں صبر نہیں کرسکتا۔ تب خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ ﴾ (وہ لوگ جو کچھ بھی کہیں تو بہرحال صبر کر)۔ چنانچہ اس کے بعد آپؐ نے اپنے تمام حالات میں صبر کو اپنا شیوہ و شعار بنالیا۔ پھر خدا تعالیٰ نے ان کو بشارت دی کہ ان کی عترت (طاہرہ) سے ائمہ ہوں گے جو صابر (وشاکر) ہوں گے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴾ (ہم نے ان کو ایسا امام بنایا ہے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے ہیں جبکہ انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری نشانیوں پر یقین رکھتے ہیں)۔ پس اس وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صبر کا ایمان سے وہی تعلق ہے جو سر کا جسم سے ہے۔ پس خداوند عالم نے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا. وَ دَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴾ (اور آپ کے پروردگار کا کلمہ حسنیٰ بنی اسرائیل پر تام وتمام ہوا جبکہ انہوں نے صبر کیا اور جو کچھ فرعون اور اس کی قوم کرتی تھی اس کی پاداش میں ہم نے انہیں ہلاک کردیا)۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا: یہ (فتح و فیروزی کی) خوشخبری ہے اور انتقام (لینے) کی اجازت ہے۔ چنانچہ خدا نے ان کے لئے مشرکوں سے جہاد کو مباح قرار دیا اور یہ آیت نازل فرمائی: ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ﴾ (مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ ان کو قتل کردو۔ اور ان کو پکڑو جکڑو۔ اور انہیں جہاں بھی پاؤ تہس نہس کردو)۔ پس خدا نے اپنے رسولؐ اور ان کے احباب و اصحاب کے ہاتھوں سے ان (مشرکوں) کو قتل کیا۔ اور اسے ان کے صبر و ضبط کا ثواب وصلہ قرار دیا۔ علاوہ اس اجر و ثواب کے جو آخرت کے لئے ذخیرہ کیا گیا ہے۔ پس جو بھی صبر کرے گا۔ وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک خدا اس کے دشمنوں کے بارے میں وہ کچھ نہیں دکھائے گا جس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی (یعنی اس کی زندگی میں اس کے دشمن نہ صرف مغلوب و مقہور ہوں گے بلکہ ہلاک و برباد ہو جائیں

گے انشاء اللہ)۔ علاوہ اس ثواب کے جو خدا نے اس کے لئے ذخیرۂ آخرت بنا رکھا ہے۔ (الاصول، من الکافی)

۲۔ عزرمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر ایک ایسا دور آئے گا کہ ملک حاصل نہیں ہوگا مگر قتل و جبر سے (اور تونگری حاصل نہیں ہوگی مگر غصب اور بخل سے اور لوگوں کی محبت حاصل نہیں ہوگی مگر دین چھوڑنے اور بے دین بننے اور خواہش نفس کی پیروی کرنے سے) پس جو شخص اس دور کو پالے اور وہ فقر و فاقہ پر صبر کرے حالانکہ (غصب سے) تونگر بننے پر قادر ہو، لوگوں کے بغض و عداوت پر صبر کرے حالانکہ (بے دینی سے) لوگوں کی محبت حاصل کرنے پر قادر ہو۔ اور وہ (ظاہری) ذلت پر صبر کرے حالانکہ (بے دینوں کی ہاں میں ہاں ملا کر ظاہری) عزت حاصل کرنے پر قادر ہو۔ تو خداوند عالم اسے ایسے پچاس صدیقوں کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ جنہوں نے میری تصدیق کی ہو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد بن الحنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ہم و غم کے پیدا ہونے والے خیالات کو صبر کی عزیمت و پختگی سے دور کرو۔ اور اپنے نفس کو صبر و ضبط کا عادی بناؤ۔ کیونکہ صبر ایک بہترین خلق ہے اور جب دنیا کے ہموم و غموم لاحق ہوں تو نفس کو صبر پر آمادہ کرو۔ (الفقیہ)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے (اپنے والد ماجد) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میں اپنے اس غلام اور اپنے خانوادہ کی طرف سے بعض ایسی باتوں پر صبر کرتا ہوں جو حنظل سے بھی زیادہ کڑوی ہوتی ہیں۔ کیونکہ جو صبر کرتا ہے وہ اپنے صبر کی وجہ سے اس شخص کا درجہ پالیتا ہے جو صائم النہار اور قائم اللیل ہوتا ہے اور وہ اس شہید کا رتبہ حاصل کرتا ہے جس نے اپنی تلوار سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روبرو (راہِ خدا میں) شمشیر زنی کی ہو۔ (ثواب الاعمال)

۵۔ جناب سید رضیؒ نہج البلاغہ میں حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: صبر کرنے والا شخص کبھی فتح و ظفر سے محروم نہیں رہتا۔ اگرچہ زمانہ دراز بھی گزر جائے۔ (نہج البلاغہ)

۶۔ فرمایا: جس شخص کو صبر نجات نہ دے سکے تو پھر اسے جزع (گھبراہٹ) ہلاک کر دیتی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ فرمایا: صبر حوادث روزگار کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور جزع (بے صبری) زمانہ کے مددگاروں میں سے ہے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب شیخ حسن بن محمد دیلمیؒ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ ایک زیرک عورت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میرا بیٹا سفر پر گیا ہوا ہے جس کو بہت عرصہ گزر گیا۔ جس کی وجہ سے میں

(پریشان ہوں اور اس سے ملنے کا) اشتیاق ہے آپ میرے لئے دعا فرمائیں (کہ خدا اسے جلدی لائے)۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: صبر کر۔ چنانچہ وہ چلی گئی اور صبر کیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد حاضر ہوئی اور اس کی غیبت کے طولانی ہونے کا شکوہ کیا۔ فرمایا: کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ صبر کر۔ عرض کیا: فرزند رسولؐ! کب تک صبر کروں! خدا کی قسم! اب میرا صبر ختم ہو گیا ہے (اب مزید تابِ صبر نہیں رہی) ...... امام علیہ السلام نے فرمایا: اپنے گھر جا۔ تو اپنے بیٹے کو گھر میں موجود پائے گی جو سفر سے واپس آ گیا ہوگا۔ چنانچہ عورت اٹھی اور گھر گئی۔ دیکھا تو بیٹا موجود ہے۔ وہ (نیک بخت) اسے اپنے ہمراہ لے کر امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچی اور عرض کیا: کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وحی آتی ہے؟ (کہ آپؑ نے جیسا کہا ویسا ہی ہو گیا) ...... فرمایا: نہ (وحی نہیں آتی)۔ مگر جب صبر ختم ہو جائے تو کشائش حاصل ہو جاتی ہے۔ پس جب تو نے کہا کہ (بخدا) میرا صبر ختم ہو گیا۔ تو مجھے یقین ہو گیا کہ خدا نے تیرے بیٹے کو واپس لا کر تیرے غم کو دور کر دیا ہے۔ (ارشاد القلوب دیلمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے صدقہ (باب ۴۷) وغیرہ (باب ۱ از احتضار، باب ۷۵ و ۷۶ از دفن، باب ۲۹ و ۳۲ از دعا۔ اور باب ۵ و ۲۲ از ذکر اور باب ۱۱ از آداب صائم اور باب ۴۹ از آداب مسافر اور باب ۱۹ از احکام عشرت اور یہاں باب ۴ و ۶ و ۸ و ۱۹ و ۲۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶ و ۴۲ اور باب ۴۱ از امر بالمعروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

حلم و بردباری کا اختیار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبد (عبید۔ ن د) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ کوئی شخص اس وقت تک عبادت گزار نہیں ہوتا جب تک وہ حلیم و بردبار نہ ہو۔ (فرمایا) اور بنی اسرائیل میں کوئی شخص اس وقت تک عبادت گزار نہیں سمجھا جاتا تھا جب تک اس سے پہلے دس سال تک خاموشی اختیار نہیں کرتا تھا۔ (الاصول)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھے وہ شخص بہت پسند ہے کہ جب اسے غصہ آئے تو حلم و بردباری کا دامن نہ چھوڑے۔ (ایضاً)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا اپنے اس بندہ سے محبت کرتا ہے، جو صاحب حیا ہو، حلیم و بردبار ہو، عفیف اور پاکدامن ہو۔ یا بہ تکلف عفیف بننے والا ہو۔ (ایضاً)

۴۔ حفص بن ابو عائشہ بیان کرتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک غلام کو کسی کام کے لئے بھیجا جب اس نے بڑی دیر کر دی تو آپؑ اس کے پیچھے گئے۔ کہ دیکھیں کہ اس نے کیوں دیر کی ہے؟ پس دیکھا کہ وہ ایک جگہ سویا ہوا ہے۔ امامؑ اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور اسے پنکھا جھلنے لگے۔ جب وہ بیدار ہوا (تو ظاہر ہے کہ وہ شرمسار ہوا) آپؑ نے صرف اس سے اتنا فرمایا کہ اے فلاں! بخدا تیرے لئے یہ روا نہیں ہے کہ رات کو بھی سوئے اور دن کو بھی...... دیکھو رات تیرے لئے ہے اور دن ہمارے لئے)۔ (ایضاً)

۵۔ حفص مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا نے کبھی کسی شخص کو اس کی جہالت اور بدزبانی کی وجہ سے عزت نہیں دی اور کبھی کسی کو اس کے حلم و بردباری کی وجہ سے ذلیل نہیں کیا۔ (ایضاً)

۶۔ بعض اصحاب مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نصرت اور مدد کے لئے صرف حلم و بردباری ہوتی ہے۔ اور فرمایا: اگر تم حلیم نہیں ہو تو پھر زبردستی حلیم بننے کی کوشش کرو۔ (ایضاً)

۷۔ سعید بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب دو شخصوں کے درمیان کوئی جھگڑا ہو جائے تو آسمان سے دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے جو احمق ہوتا ہے وہ اس سے کہتے ہیں کہ تو نے جو کچھ کیا اور کہا تو اسی کے قابل تھا کہ یہ کہے۔ اور تو نے جو کچھ کہا ہے تجھے اس کی سزا مل جائے گی۔ اور پھر وہ حلیم و بردبار سے کہتے ہیں کہ تو نے صبر کیا، تحمل کیا۔ اگر تو اس پر قائم رہا تو تجھے ضرور اس کی جزائے خیر ملے گی۔ اور اگر حلیم بھی حلم کا دامن چھوڑ کر وہی باتیں کہے جو احمق نے کہی تھیں تو پھر وہ فرشتے (مایوس ہو کر) پرواز کر جاتے ہیں۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم سب لوگوں میں سے خلق میں مجھ سے زیادہ مشابہ کون ہے؟ عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: جو تم سب سے زیادہ خوش خلق ہے، جو سب سے زیادہ حلیم و بردبار ہے، جو سب سے زیادہ اپنے قرابت داروں سے نیکی کرنے والا ہے، اور جو سب سے زیادہ (دوسروں کے بارے میں) اپنی ذات سے انصاف کرنے والا ہے۔ (الفقیہ)

۹۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو انوکھے کلمے ہیں ان کو لے لو: (۱) اگر کسی احمق سے بھی کوئی حکیمانہ کلمہ مل جائے تو اسے لے لو۔ (۲) اور اگر کسی حکیم و دانا سے بھی حماقت کا کلمہ نکل جائے تو اسے چھپاؤ۔ (ایضاً و معانی الاخبار)

۱۰۔ سلیمان بن جعفر جعفری اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب و جد کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کبھی کوئی چیز کسی دوسری چیز کے ساتھ جمع نہیں ہوئی جو علم کے ساتھ حلم کے اجتماع سے بہتر ہو۔ (الخصال)

۱۱۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں، فرمایا: حلم کی برکت سے حلیم کو جو پہلا معاوضہ ملتا ہے وہ یہ ہے کہ عام لوگ جاہل کے خلاف اس کے انصار و اعوان ہوتے ہیں۔ (نہج البلاغہ)

۱۲۔ نیز فرمایا: اگر تم حلیم و بردبار نہیں ہو تو حلیم بننے کی زبردستی کوشش کرو۔ کیونکہ جو شخص زبردستی اپنے آپ کو کسی قوم کے ساتھ مشابہہ بنانے کی کوشش کرتا ہے، قریب ہے کہ وہ اسی قوم سے ہو جائے۔ (ایضاً)

باب ۲۷

تمام معاملات میں نرم روی اختیار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نرم روی یمن و برکت ہے اور حماقت شوم و نحوست ہے۔ (الاصول)

۲۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم رفیق ہے اور رفق و مدارا کو پسند کرتا ہے۔ اور وہ نرمی پر، وہ کچھ عطا کرتا ہے جو سختی پر نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ اپنے باپ (عبدالرحمٰن) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر چیز کا ایک تالا ہوتا ہے اور ایمان کا تالا رفق یعنی نرم برتاؤ ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جس کے لئے رفق تقسیم کیا گیا ہے اس کے لئے ایمان تقسیم کیا گیا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ احمد بن زیاد بن ارقم ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس خانوادہ کو (منجانب اللہ) رفق و نرم روی سے ایک حصہ عطا کر دیا جائے۔ تو گویا خدا نے اس کا رزق کشادہ کر دیا

ہے۔ معاش کی منصوبہ بندی میں رفق کرنا وسعت مالی سے بہتر ہے۔ رفق کو کوئی چیز درماندہ نہیں کرتی اور تبذیر و فضول خرچی کوئی چیز باقی نہیں چھوڑتی۔ خداوند عالم رفیق و مہربان ہے اس لئے وہ رفق کو پسند کرتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر رفق کوئی نظر آنے والی مخلوق ہوتی تو اس سے زیادہ حسین کوئی مخلوق نہ ہوتی۔ (ایضاً)

۷۔ موسیٰ بن بکر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رفق (نرم سلوک) آدھی معاش (گزران) ہے۔ (ایضاً)

۸۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رفق جس چیز پر بھی رکھا جائے اسے زینت بخشتا ہے اور جس سے اسے الگ کر دیا جائے اسے عیب دار بناتا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ عمر بن ابو المقدام مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رفق اور نرم روی میں زیادتی (رزق) اور برکت ہے اور جو شخص رفق سے محروم ہے وہ خیر و خوبی سے محروم ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ فضیل بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے معاملات میں رفیق و مہربان ہو وہ لوگوں سے وہ کچھ (عزت و پذیرائی) پائے گا۔ جو وہ چاہتا ہے۔ (ایضاً)

باب ۲۸
تواضع و فروتنی کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ آسمان میں بندوں پر دو فرشتے مؤکل ہیں پس جو بندہ تواضع کرتا ہے وہ دونوں اسے بلند کرتے ہیں اور جو تکبر کرتا ہے وہ اسے پست کرتے ہیں۔ (الاصول)

۲۔ عمرو بن ابو المقدام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ ان وصیتوں کے جو خداوند عالم نے جناب داؤد علیہ السلام کو کیں ایک یہ تھی کہ فرمایا: جس طرح خدا کے تمام بندوں میں سے اس کے زیادہ مقرب بارگاہ متواضع مزاج لوگ ہیں اسی طرح سب لوگوں سے اس سے زیادہ دور وہ لوگ ہیں جو متکبر مزاج ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ ابو بصیر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خداوند عالم نے (روئے زمین کے تمام) پہاڑوں کو وحی کی کہ میں تم میں سے کسی ایک پر اپنے بندۂ خاص نوح علیہ السلام کی کشتی کو ٹھہرانے والا ہوں۔ یہ سن کر سوائے کوہ جودی کے باقی سب پہاڑ اور بھی زیادہ بلند و بالا ہوگئے۔ ہاں البتہ اس نے تواضع کی (جو کہ تمہارے ہاں (عراق میں) ایک پہاڑ ہے)۔ پس کشتی نے اس پر سینہ ٹیک دیا۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک فرشتہ آیا۔ اور عرض کیا کہ خداوند عالم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیتا ہے کہ چاہیں تو متواضع رسول بنیں اور چاہیں تو بادشاہ رسول بنیں؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف نظر اٹھائی؟ انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار کریں۔ فرمایا: میں منکسر المزاج رسول بننا پسند کروں گا۔ جبکہ اس ایلچی (فرشتہ) کے پاس تمام زمین کی کنجیاں موجود تھیں اور اس نے یہ بھی کہا تھا کہ اس بادشاہ رسول بننے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجر و ثواب اور درجات میں بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ (ایضاً)

۵۔ حسن بن جہم حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تواضع یہ ہے کہ تم لوگوں سے وہ (انکساری کا) سلوک کرو۔ جو تم خود اپنے لئے پسند کرتے ہو کہ لوگ تم سے کریں۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! اگر کوئی متواضع مزاج کسی کنویں کی تہہ میں بھی موجود ہو تو خداوند عالم اس کے پاس کوئی ایسی ہوا بھیجے گا جو اسے اشرار کی حکومت میں نیکوکاروں سے بھی زیادہ بلند و بالا کر دے گی۔ (الفقیہ)

۷۔ حسن بن جہم نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! توکل کی حد کیا ہے؟ فرمایا: خدا کے ساتھ کسی اور سے نہ ڈر۔ پھر عرض کیا: تواضع کی حد کیا ہے؟ فرمایا: لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کر جو تو چاہتا ہے کہ وہ تم سے کریں۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں چاہتا ہوں کہ یہ معلوم کروں کہ میرا آپ کے نزدیک کیا مقام ہے؟ فرمایا: تو یہ دیکھ میرا تیرے نزدیک کیا مقام ہے؟ (ایضاً)

۸۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ بات تواضع میں سے ہے کہ آدمی اپنے مقام سے پست تر

جگہ پر بیٹھ جائے، اور جس سے ملاقات کرے اسے پہلے سلام کرے اور اگرچہ حق پر ہو مگر کج بحثی نہ کرے۔ اور یہ بات پسند نہ کرے کہ تقویٰ و پرہیزگاری پر اس کی تعریف کی جائے۔ (معانی الاخبار، کذافی الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ و ۸ و ۹ و ۱۸ میں اور اس سے بھی پہلے باب ۵ و ۲۹ از ملابس میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۴ اور ۵۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

جب کوئی نئی نصیحت حاصل ہو تو تواضع کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام جناب جعفر طیار کی بادشاہ حبشہ نجاشی کے ساتھ دربار میں گفتگو والی حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ نجاشی نے کہا کہ خداوند عالم نے جناب عیسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب نازل فرمائی (انجیل) ہم اس میں پاتے ہیں کہ فرمایا: خدا کا بندوں پر حق ہے کہ جب ان کو کوئی نئی نعمت دے تو وہ اس کے لئے تواضع کا اظہار کریں۔ (فرمایا) جب یہ بات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے اصحاب سے فرمایا: صدقہ سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ پس صدقہ دو۔ خدا تم پر رحم فرمائے گا۔ اور تواضع آدمی کی عظمت میں اضافہ کرتی ہے۔ لہٰذا تم تواضع کرو۔ خدا تمہیں بلند کرے گا۔ اور عفو و درگزر کرنا بندہ کی عزت میں اضافہ کرتا ہے۔ پس تم درگزر کرو۔ خدا تمہیں عزت عطا کرے گا۔ (الاصول، امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۱ و ۸۲ اور ۵۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

عالم اور طالب علم کے لئے تواضع کرنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: علم طلب کرو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو حلم و وقار سے مزین کرو اور جس کو علم پڑھاؤ اور جس سے علم پڑھو اس کے لئے تواضع کرو۔ اور جابر و سرکش علماء

نہ بنو ورنہ تمہارا باطل تمہارے حق کو بھی لے ڈوبے گا۔ (الاصول)

۲۔ محمد بن سنان مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا: میری تم سے ایک حاجت وابستہ ہے اسے پورا کرو! انہوں نے کہا: یا روح اللہ! آپ کی حاجت پوری ہوگئی ہے۔ (بس حکم کریں)۔ اس پر آپ علیہ السلام کھڑے ہوئے اور ان کے پاؤں دھوئے! انہوں نے عرض کیا: اس کام کے تو ہم زیادہ سزاوار تھے۔ فرمایا: سب سے زیادہ خدمت کرنے کا حقدار عالم ہے! اور میں نے تمہارے ساتھ یہ تواضع اس لئے کی ہے کہ میرے بعد تم بھی لوگوں کے ساتھ اسی طرح تواضع کرو۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: حکمت کی آبادی تواضع سے ہے نہ کہ تکبر سے، اسی طرح ہموار زمین میں کھیتی اگتی ہے نہ کہ پہاڑ (کی پتھریلی اور ناہموار زمین) میں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

کھانے پینے اور اس قسم کی دوسری چیزوں میں تواضع مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خمیس کی شام کو مسجد قبا میں روزہ افطار کیا اور فرمایا: آیا پینے کے لئے کچھ ہے؟ تو اوس بن خولی انصاری ایک بڑا سا پیالہ جس میں شہد ملا پانی (شہد کا شربت) تھا لے آیا۔ جونہی آپ نے اسے منہ سے لگایا تو دور کر دیا۔ اور فرمایا: یہ تو دو مشروب ہیں (پانی، شہد) جن میں سے صرف ایک پر اکتفا کی جاسکتی ہے! میں نہ اسے پیتا ہوں اور نہ ہی حرام قرار دیتا ہوں۔ ہاں میں محض خدا کے لئے تواضع کرتا ہوں۔ کیونکہ جو تواضع کرتا ہے خدا اسے بلند کرتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے خدا اسے پست کرتا ہے۔ اور جو شخص اپنی معاش میں میانہ روی اختیار کرتا ہے خدا اسے رزق دیتا ہے اور جو فضول خرچی کرتا ہے خدا اسے محروم کرتا ہے اور جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے خدا اسے دوست رکھتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے گدھے پر سوار ہو کر چند کوڑھی آدمیوں کے پاس سے گزرے جبکہ وہ دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے۔ انہوں نے امام علیہ السلام کو روٹی کھانے کی دعوت دی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں روزہ سے نہ ہوتا تو ضرور کھاتا۔

بعد ازاں جب گھر پہنچے تو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ اور حکم دیا کہ کھانا بڑے اچھے طریقہ سے تیار کرائیں۔ پھر ان کوڑھیوں کو بلایا اور ان کو وہ کھانا کھلایا اور خود بھی ان کے ہمراہ بیٹھ کر کھایا۔ (ایضاً)

۳۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ کلام نقل کرتے ہیں فرمایا: قناعت وہ خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ از مقدمۃ العبادات، اور یہاں باب ۲۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۸ میں اور باب ۸۱ از دسترخوان میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

خدا کی خوشنودی اور خواہش کو اپنی خواہش نفس پر ترجیح دینا واجب ہے اور اس کا الٹ کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت وعظمت اور بلندیٔ مقام کی قسم کہ جب بھی کوئی بندہ میری خواہش کو اپنی خواہش پر مقدم کرتا ہے تو میں اس کی کارکردگی کو اس پر روک دیتا ہوں اور آسمانوں اور زمین کو اس کی روزی کا ضامن قرار دیتا ہوں۔ میں اس کے لئے ہر تاجر کی تجارت کے پیچھے (نگران) ہوتا ہوں۔ (الاصول، الخصال)

۲۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا فرماتا ہے کہ مجھے اپنی ذات وجلال اور عظمت و جمال اور بلندی مقام کی قسم! کہ جب کوئی بندہ مومن کسی دنیوی معاملہ میں اپنی خواہش نفس پر میری خواہش کو مقدم کرتا ہے تو میں اس کے اندر غنا و تونگری رکھ دیتا ہوں اور اس کی تمام توجہ آخرت کی طرف مرکوز کر دیتا ہوں۔ اور آسمانوں اور زمین کو اس کی روزی کا ضامن بناتا ہوں اور خود اس کے لئے ہر تاجر کی تجارت کے پیچھے (ناظر) ہوتا ہوں۔ (الاصول، المحاسن)

۳۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت وعظمت اور کبریائی و جلال کی قسم کہ جب بھی کوئی بندہ اپنی خواہش نفس کو میری خواہش پر مقدم جانتا ہے تو میں اس کے معاملہ کو پراگندہ کر دیتا ہوں، اس کی دنیا کو مشتبہ بنا دیتا ہوں، اس کے دل کو دنیا میں مشغول کر دیتا ہوں اور اسے دنیا صرف اس قدر دیتا ہوں جو اس کے لئے مقدر کر دی

ہے۔ اور مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ جو کوئی بندہ اپنی خواہش پر میری خواہش کو مقدم کرتا ہے تو میں فرشتوں سے اس کی حفاظت کا اہتمام کرتا ہوں، آسمانوں اور زمینوں کو اس کی روزی کا کفیل بناتا ہوں۔ اور میں اس کے لئے ہر تاجر کی تجارت کے پیچھے (نگہبان) ہوتا ہوں اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔ (الاصول)

۴۔ اسماعیل بن محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدائے عزوجل فرماتا ہے کہ میں صرف ہر حکیمانہ کلام کو قبول نہیں کرتا (بلکہ اس کے متکلم کے) عزم و ارادہ کو قبول کرتا ہوں۔ پس اگر اس کا عزم و ہمت میری خوشنودی کی خاطر ہو تو میں اس کے عزم و ہمت کو اپنی تقدیس و تسبیح قرار دے دیتا ہوں۔ (الروضہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اپنے نفس سے اس طرح جہاد کرو جس طرح اپنے دشمن سے کرتے ہو۔ (الفقیہ)

۶۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیرؑ کا یہ کلام حق ترجمان نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک خطبہ میں فرمایا: ایہا الناس! جن چیزوں کا مجھے تمہارے بارے میں خطرہ ہے ان میں سب سے زیادہ خطرناک دو چیزیں ہیں: ایک خواہش نفس کی پیروی اور دوسری لمبی امیدیں۔ کیونکہ خواہش نفس کی پیروی آدمی کو حق سے روک دیتی ہے اور لمبی امیدیں آدمی کو آخرت بھلا دیتی ہیں۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ از مقدمۃ العبادات، باب ۱۱ از نماز باجماعت، باب ۱۴ از زکوۃ انعام، باب ۲۱ از احکام ماہ رمضان اور یہاں باب ۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۲ و باب ۸۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اس کے انجام میں غور و فکر کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! مجھے کچھ وصیت فرمائیں! آنحضرتؐ نے اس سے تین بار اقرار کرایا۔ کہ اگر میں تمہیں کچھ وصیت کروں تو تو اس پر عمل کرے گا؟ تب فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے انجام میں غور و فکر کرے پس اگر اس میں رشد و نیکی ہے تو پھر اسے بہر حال کر گزر اور اگر اس میں گمراہی ہے تو اس سے باز آجا۔ (الروضہ، قرب الاسناد)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد بن الحنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: جو مختلف آراء کے چہروں کا استقبال کرے گا وہ خطاء کو صواب سے پہچان لے گا۔ اور جو شخص کسی کام کے انجام پر غور کئے بغیر معاملات میں گھس جائے گا۔ وہ بڑے سخت شدائد کے لئے اپنے آپ کو پیش کرے گا۔ یاد رکھو کہ کوئی کام کرنے سے پہلے (اس کے) انجام پر غور کرنا تمہیں ندامت سے محفوظ رکھے گا۔ اور عقلمند تو وہ ہے جسے تجربات نصیحت کریں، تجربوں سے نیا علم حاصل ہوتا ہے۔ اور حالات کے ادلنے بدلنے سے انسانوں کے جوہر کھلتے ہیں۔ (الفقیہ)

۳۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ کلام نقل کرتے ہیں فرمایا: عقلمند آدمی کی زبان اس کے دل و دماغ کے پیچھے ہوتی ہے (وہ سوچتا پہلے ہے اور بولتا بعد میں ہے) اور احمق کا دل و دماغ اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے (وہ بولتا پہلے ہے اور سوچتا بعد میں ہے)۔ (نہج البلاغہ)

۴۔ اسی مطلب کو آنجناب علیہ السلام نے یوں بھی ادا فرمایا کہ احمق کا دل و دماغ اس کی زبان میں ہوتا ہے اور عقلمند کی زبان اس کے دل و دماغ میں ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوقتادہ قمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیشاب روکنے والے شخص (یعنی کسی بھی مجبور شخص) کی کوئی رائے نہیں ہوتی، جو بات بات پر ملول خاطر ہو جائے اس کا کوئی (مخلص) دوست نہیں ہوتا۔ اور حاسد آدمی کے لئے تونگری نہیں ہوتی۔ اور جو شخص عاقبت اور انجام میں غور و فکر نہیں کرتا وہ عقلمند کہلانے کا حقدار نہیں ہے (فرمایا) انجام میں غور و فکر کرنا دلوں کے لئے "عمل تلقیح" ہے (جس طرح نر کھجور کا شگوفہ مادہ کھجور میں ڈالنے سے وہ خوب پھلتی ہے اسی طرح غور و فکر کرنے سے دل و دماغ کو اچھا فیصلہ کرنے میں مدد ملتی ہے)۔

۶۔ جناب احمد بن محمد برقیؒ باسنادِ خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپؐ مجھے کچھ تعلیم دیں؟ فرمایا: جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے مایوس ہو جاؤ (صرف خدا پر بھروسہ کرو) یہ حاضر تونگری ہے۔ عرض کیا: یا رسول اللہؐ! کچھ اور فرمائیں! فرمایا: خبردار! طمع و لالچ نہ کرنا کہ یہ حاضر فقر و فاقہ ہے! عرض کیا: یا رسول اللہؐ! کچھ اور ارشاد فرمائیں! فرمایا: جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرو تو اس کے انجام پر غور کر لو۔ پس اگر خیر اور رشد ہو تو کرو۔ اور اگر ضلالت و گمراہی ہو تو اس سے اجتناب کرو۔ (المحاسن، الفقیہ)

باب ۳۴

لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا واجب ہے۔ اگرچہ اپنی ذات سے ہو۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن محبوب سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص لوگوں کو اپنی ذات سے انصاف مہیا کر سکے تو گویا وہ دوسروں کا حَکَم (اور فیصل) بننے پر راضی ہے (اور اس کا اہل بھی ہے)۔ (الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام اعمال کے سردار تین عمل ہیں: (۱) لوگوں کو اپنی ذات سے انصاف مہیا کرنا۔ (۲) برادرِ ایمانی سے مالی مواسات و ہمدردی کرنا۔ (۳) اور ہر حالت میں خدا کو یاد کرنا (اور نیکی بجا لانا اور برائی کو ترک کرنا)۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے ایک کلام کے ضمن میں فرمایا: جو شخص اپنی ذات سے لوگوں کے ساتھ انصاف کرے خدا اس کی عزت و آبرو میں اضافہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیامت کے دن تین آدمی سب لوگوں سے بڑھ کر مقرب بارگاہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کے حساب و کتاب سے فارغ ہوگا۔ (۱) جو شخص قدرت رکھنے کے باوجود غصہ کی حالت میں اپنے ماتحت پر ظلم و تعدی نہ کرے۔ (۲) جو شخص دو شخصوں کے درمیان ثالث بنے اور جَو کے برابر بھی کسی ایک طرف جھکاؤ نہ کرے (بلکہ مکمل طور پر غیر جانبدار رہے)۔ (۳) جو شخص حق بات کہے خواہ وہ اس کے حق میں جائے یا اس کے برخلاف۔ (الاصول، الخصال)

۵۔ جعفر بن ابراہیم جعفری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی فقیر و نادار کے ساتھ اپنے مال سے ہمدردی کرے (اسے عطا کرے) اور اپنی ذات سے لوگوں کے ساتھ انصاف کرے وہ حقیقی مومن ہے۔ (الاصول)

۶۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خطبہ کے آخر میں فرمایا کرتے تھے: مبارکبادی ہے اس شخص کے لئے جس کا خلق پاکیزہ ہو، طبیعت پاکیزہ ہو، اندر درست ہو، ظاہر خوشنما ہو۔ اپنی ضروریات سے زائد مال خرچ کرے۔ اور زائد از ضرورت کلام کو روکے اور اپنی ذات سے لوگوں کے ساتھ انصاف کرے (ان کے لئے وہ کچھ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا

ہے)۔(ایضاً)

۷۔ یوسف بزاز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب دو شخص کسی معاملہ میں ایک دوسرے کے ساتھ مدارات کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ انصاف کرے اور دوسرا اسے قبول نہ کرے تو اس سے وہ (نعمت) ادل بدل کر دی جاتی ہے۔(ایضاً)

۸۔ محمد بن مقیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم کی ایک مخصوص جنت ہے جس میں صرف تین قسم کے لوگ داخل ہوسکیں گے۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو اپنے برخلاف برحق فیصلہ کرے۔(ایضاً)

۹۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسنادِ خود معاویہ بن وہب سے اور وہ اپنے باپ (وہب) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی بندہ اپنی ذات کے بارے میں خدا سے اس طرح منصفانہ معاملہ کرے کہ اپنے خلاف حق دے اور اپنے حق میں حق لے تو خدا اسے دو چیزیں عطا کرتا ہے: (۱) رزق کو وسیع کرتا ہے۔ (۲) اپنی خوشنودی سے اسے بے نیاز کر دیتا ہے۔(المحاسن، ثواب الاعمال، الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب اجتناب محارم وغیرہ میں گزر چکی ہیں۔ (ملاحظہ ہو: باب ۴۹ از آداب سفر، باب ۱۴ و ۳۲ و ۱۰۷ از احکام عشرت، باب ۳۴ از جہاد عدو۔ اور یہاں باب ۴ و ۶ و ۲۳ و ۲۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۵ و ۳۶ میں اور باب ۱ از امر بالمعروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۵

مومن پر واجب ہے کہ دوسرے مومنین کے لئے وہ کچھ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ان کے لئے وہ کچھ ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود یحییٰ بن ابراہیم بن ابو البلاد سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بدو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جس کی وجہ سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں؟ فرمایا: جو تو پسند کرتا ہے کہ لوگ تجھ سے برتاؤ برتیں۔ تو خود بھی ان سے وہی برتاؤ برت۔(الاصول)

۲۔ یعقوب بن شعیب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے جناب آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میں عنقریب تمہارے سب کلام صرف چار کلموں میں اکٹھا کر دوں گا .... (یہاں تک کہ فرمایا) اور وہ بات جو تمہارے اور لوگوں کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کے لئے وہی چیز پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور ان کے لئے وہی کچھ ناپسند کرو جسے اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔[۱] (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۷ از تعقیبات، باب ۲۷ از صدقات، باب ۱۰۱ و ۱۲۰ و ۱۲۱ از احکام عشرت اور یہاں باب ۳ و ۲۳ اور ۲۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۶

مستحب ہے کہ لوگوں کی عیب جوئی کی بجائے انسان اپنے عیبوں کی تلاش میں مصروف رہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عثمان بن جبلہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں یہ تینوں یا ان میں سے ایک بھی پائی جائے گی تو وہ اس دن خدا کے عرش کے زیر سایہ ہوگا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا: (۱) جو شخص لوگوں کو وہ کچھ (انصاف) دے جس کا وہ خود لوگوں سے مطالبہ کرتا ہے۔ (۲) وہ شخص جو کسی شخص کو اس وقت تک مقدم یا مؤخر نہ کرے، جب تک یہ معلوم نہ کر لے کہ اس میں خدا کی خوشنودی ہے یا نہ؟ (۳) وہ شخص جو اس وقت تک اپنے کسی برادر مسلمان کا عیب بیان نہ کرے جب تک اس عیب کو اپنی ذات سے دور نہ کرے۔ کیونکہ جب وہ اس طرح کرے گا یعنی اپنے عیبوں کی اصلاح کے کام میں مصروف ہو جائے گا تو جب وہ اپنے ایک عیب کی اصلاح کرے گا تو دوسرا ظاہر ہو جائے گا (اس طرح اسے دوسروں کی عیب جوئی کے لئے وقت ہی نہیں ملے گا۔ فرمایا) آدمی کی مصروفیت کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ اپنی ذات میں

---

[۱] پوری حدیث (جس کا تذکرہ فائدہ سے خالی نہیں ہے) یوں ہے: جناب آدم علیہ السلام نے عرض کیا: بارالہا! واضح کر کہ وہ چار کلمات کون سے ہیں؟ ارشاد قدرت ہوا: ایک میرے لئے، ایک تمہارے لئے۔ ایک میرے اور تمہارے درمیان اور ایک تمہارے اور دوسرے لوگوں کے درمیان ہے؟؟ عرض کیا: پروردگارا! کھول کر بیان فرما! ارشاد ہوا: وہ جو صرف میرے لئے ہے وہ یہ ہے کہ میری عبادت کرو اور کسی کو میرا شریک نہ بناؤ، اور وہ جو صرف تمہارے لئے ہے وہ یہ ہے کہ میں سخت ضرورت کے وقت تمہیں تمہارے عمل کی جزا دوں گا۔ اور جو میرے اور تمہارے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ دعا کرنا تمہارا کام اور اسے قبول کرنا میرا کام اور جو تمہارے اور لوگوں کے درمیان ہے .... تا آخر جو متن میں مذکور ہے۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

مشغول رہے۔ (الاصول)

۲۔ ابو مریم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا کہ وہ بیان کر رہے تھے کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے بعد (اپنی ناقہ پر سوار) ہمارے پاس سے گزرے اور ٹھہرے اور ہم پر سلام کیا۔ ہم نے آپ ﷺ کے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا: مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے لوگوں پر دنیا کی محبت غالب آ گئی ہے۔ .... (یہاں تک کہ فرمایا) مبارکبادی ہے اس شخص کے لئے جسے خدا کا خوف وخشیہ لوگوں کے خوف سے مصروف رکھے، اور مبارکبادی ہے اس شخص کے لئے جسے اپنے عیبوں کی جستجو اپنے بھائیوں کی عیب جوئی سے باز رکھے۔ (الروضہ)

۳۔ حسین بن مختار بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی آدمی کے عیب دار ہونے کے لئے صرف یہی بات کافی ہے کہ وہ لوگوں کے عیبوں کی ٹوہ میں لگا رہے۔ اور اس کے اپنے عیب اس پر مخفی رہ جائیں۔ یا وہ لوگوں کے وہ عیب بیان کرے جو خود اس کے اندر موجود ہوں۔ جنہیں وہ ترک نہیں کر سکتا۔ یا لایعنی کاموں اور باتوں سے اپنے ہمنشین کو اذیت پہنچائے۔ (الاصول، کتاب الزہد للاہوازیؒ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جناب ابوذرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مجھے کچھ وصیت فرمائیں! فرمایا: میں تمہیں تقوائے الٰہی اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ تمام معاملات کا راس و رئیس ہے۔ عرض کیا: کچھ اور؟ فرمایا: تم پر لازم ہے کہ قرآن کی تلاوت کرو اور خدا کو بہت یاد کرو۔ عرض کیا: کچھ اور؟ فرمایا: تمہارے لئے خاموشی لازم ہے، عرض کیا: کچھ اور؟ فرمایا: خبردار! زیادہ ہنسنے سے احتراز کرو۔ عرض کیا: کچھ اور؟ فرمایا: تم پر لازم ہے کہ مسکینوں سے محبت کرو۔ اور ان کی ہمنشینی اختیار کرو۔ عرض کیا: کچھ اور؟ فرمایا: حق بات کہو اگرچہ کڑوی ہو! عرض کیا: کچھ اور؟ فرمایا: خدا کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے شخص کی ملامت کی پروا نہ کرو۔ عرض کیا: کچھ اور؟ تمہیں اپنے وہ عیب جو تمہیں معلوم ہوں وہ تمہیں لوگوں کی عیب جوئی سے روکیں! اور ان بری باتوں کی وجہ سے لوگوں پر ناراض نہ ہو جو خود تمہارے اندر پائی جاتی ہیں (پھر فرمایا) آدمی کے عیب دار ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اس کے اندر تین خصلتیں پائی جائیں: (۱) لوگوں کے عیبوں کی ٹوہ لگائے حالانکہ وہ خود اس کے اندر موجود ہوں (مگر اس پر پوشیدہ ہوں)۔ (۲) ان عیبوں کی وجہ سے لوگوں پر نکتہ چینی کرے جو خود ان کے اندر پائے جاتے ہوں۔ (۳) لایعنی کاموں اور باتوں سے اپنے ہمنشین کو اذیت پہنچائے۔ پھر فرمایا: اے ابوذرؓ! تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں ہے، حرام سے رکنے جیسا کوئی ورع وتقویٰ نہیں ہے۔ اور حسن خلق جیسا کوئی حسب نہیں

ہے۔ (معانی الاخبار)

۵۔ ابان بن عبدالملک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب جناب موسیٰ علیہ السلام جناب خضر علیہ السلام سے الگ ہونے لگے تو ان سے استدعا کی کہ مجھے کچھ وصیت کریں؟ تو انہوں نے ان کو جو وصیتیں کیں منجملہ ان کے ایک یہ تھی کہ فرمایا: خبردار! جھگڑے سے بچنا، بغیر کسی کام کے کہیں نہ جانا، بغیر تعجب کے نہ ہنسنا، اپنی خطاؤں کو یاد کرنا۔ اور خبردار لوگوں کی خطاؤں کا ذکر نہ کرنا۔ (امالی شیخ صدوقؒ)

۶۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ کلام نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے لوگوں کی عیب جوئی کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا: جو لوگ عیوب و نقائص سے محفوظ ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ گناہگاروں اور عیب داروں پر رحم و کرم کریں۔ اور اپنی سلامتی پر خدا کا شکر کرنا ان پر اس قدر غالب ہو کہ انہیں لوگوں کی عیب جوئی کی فرصت ہی نہ ملے۔ چہ جائیکہ وہ اپنے بھائی کو اس عیب کا طعنہ دیں جو خود اُن کے اندر موجود ہو۔ کیا وہ یاد نہیں کرتے کہ جس گناہ کا وہ اور لوگوں کو طعنہ دے رہے ہیں خدا نے تو ان کے لوگوں سے سرزدشدہ بڑے بڑے گناہوں پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ تو وہ کس طرح کسی شخص کی اس گناہ پر مذمت کرتے ہیں جبکہ وہ خود اس کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور اگر بالفرض انہوں نے وہ گناہ نہیں بھی کیا۔ تو اس کے علاوہ اس سے بڑے گناہ کر چکے ہیں۔ اور خدا کی قسم اگر انہوں نے گناہانِ کبیرہ نہیں کئے تو صغیرہ تو کئے ہی ہیں۔ اور لوگوں کی عیب جوئی اور ان کی گلہ گوئی پر ان کی جرأت و جسارت خود بہت بڑا گناہ ہے۔ اے بندۂ خدا! کسی بندہ کی اس کے گناہ کی وجہ سے عیب جوئی میں جلدی نہ کر۔ شاید اس کا وہ گناہ معاف ہو جائے۔ اور اپنے چھوٹے گناہ پر مطمئن نہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ تجھے اسی پر عذاب کیا جائے۔ پس چاہیئے کہ تم میں سے جو شخص دوسروں کے عیب جانتا ہے وہ ان کے بیان کرنے سے باز آ جائے۔ کیونکہ وہ اپنے عیب جو جانتا ہے (جن کو بیان نہیں کرتا)۔ اور اسے چاہیئے کہ (اگر وہ اس گناہ سے پاک صاف ہے) تو اس نعمت کے شکر میں مشغول رہے کہ وہ ان گناہوں سے پاک صاف ہے جن سے دوسروں کا دامن آلودہ ہے۔ (نہج البلاغہ)

۷۔ نیز فرمایا: جو شخص اپنے عیبوں پر نظر کرے گا اسے دوسروں کے عیب جوئی کی فرصت ہی نہیں ملے گی۔ اور جو شخص خدا کی (عطا کردہ) روزی پر راضی ہوگا وہ کبھی اس پر غمگین نہیں ہوگا۔ جو اس سے فوت ہو گیا ہے .... اور جو شخص لوگوں کے عیبوں پر تو ناقدانہ نگاہ ڈالتا ہے مگر اپنے انہی عیبوں پر خاموش رہے تو یہ بالکل احمق ہے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز فرمایا: سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ تو لوگوں کا وہ عیب بیان کرے جو خود تیرے اندر موجود ہے۔ (ایضاً)

۹۔ جناب ابن ادریسؒ ابوعبداللہ سیاری کی کتاب سے نقل کرتے ہیں اور وہ باسناد خود محمد بن اسماعیل سے اور وہ بعض

رجال سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب دیکھو کہ کوئی شخص اپنے گناہوں کو بھلا کر دوسروں کے گناہوں کی جستجو کر رہا ہو تو سمجھ لو کہ وہ (بیچارہ) فریب خوردہ ہے۔ (السرائر)

۱۰۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن عمر سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مدینہ میں کئی لوگ ایسے تھے جن کے اندر کچھ عیب تھے اور وہ لوگوں کی عیب گوئی سے باز رہتے تھے تو خدا نے اور لوگوں کو بھی ان کی عیب گوئی سے خاموش رکھا۔ حتیٰ کہ وہ اسی حالت میں انتقال کر گئے۔ کہ لوگوں کی نگاہوں میں ان کا کوئی گناہ نہیں تھا۔ اور مدینہ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے کہ جن میں (بظاہر) کوئی عیب نہیں تھا۔ مگر جب انہوں نے لوگوں کی عیب گوئی شروع کی۔ تو خدا نے ان کے (پوشیدہ) عیب لوگوں پر ظاہر کر دیئے۔ جن سے ان کی معرفی ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں وفات پا گئے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۱۔ ابوعبیدہ حذاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس چیز کا سب سے جلدی ثواب ملتا ہے وہ نیکی ہے۔ اور جس کی جلدی سزا ملتی ہے وہ بغاوت ہے۔ فرمایا: کسی آدمی کے عیب دار ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ اپنے عیب سے آنکھیں بند کر کے لوگوں کی عیب جوئی کرے اور لوگوں کو اس عیب پر طعنہ دے جسے خود ترک نہیں کر سکتا۔ اور لایعنی باتوں سے اپنے ہمنشین کو اذیت پہنچائے۔ (ایضاً وکتاب الزہد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۴۷ میں) اسی قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۷

عدل و انصاف کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معلی بن خنیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا سے ڈرو۔ اور عدل و انصاف کرو۔ کیونکہ تم اس قوم کی عیب جوئی کرتے ہو جو عادل نہیں ہے۔ (الاصول)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عدل و انصاف اس پانی سے زیادہ شیریں

ہے جو کسی پیاسے کو دستیاب ہو جائے (پھر فرمایا) عدل کس قدر وسیع ہے؟ جبکہ اس پر عمل کیا جائے اگرچہ کم ہی ہو۔ (ایضاً)

۳۔ معاویہ بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عدل شہد سے زیادہ شیرین، گھی سے زیادہ نرم اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابو اسحاق جرجانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم جس شخص کو حکومت دیتا ہے سن و سال، مہینوں اور شب و روز کے لحاظ سے اس کی ایک مدت مقرر ہوتی ہے۔ پس اگر حکام لوگوں میں عدل و انصاف کریں تو خداوند عالم صاحب فلک (فرشتہ) کو حکم دیتا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ افلاک کو گردش دے اس طرح ان کی حکومت کے سن و سال لمبے ہو جاتے ہیں اور اگر عدل کی بجائے وہ لوگوں پر ظلم و جور کریں تو پھر خداوند عالم صاحب فلک کو حکم دیتا ہے کہ وہ افلاک کو جلدی حرکت دے اسی طرح ان کی حکومت کے سن و سال مختصر ہو جاتے ہیں۔ البتہ خدا سن و سال اور شب و روز کی مدت پوری ضرور کرتا ہے۔[1] (الروضہ، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ و ۴ و ۱۴ و ۳۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۸

جو شخص زبانی طور پر عدل کی تعریف کرے تو مقام عمل میں اس کے لئے اس کی خلاف ورزی جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ حسرت و ندامت میں وہ شخص مبتلا ہوگا جس نے زبان سے عدل و انصاف کی تعریف کی ہوگی اور مقام عمل میں اس کی مخالفت۔ (الاصول)

۲۔ قتیبہ اعشیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب و عقاب اس شخص کو کیا جائے گا جس نے زبانی طور پر عدل کی توصیف کر کے عملی طور پر ظلم کیا ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے آیت مبارکہ ﴿فَکُبْکِبُوا

---

[1] افلاک کی گردش کی سست روی اور تیز روی دراصل حاکم کے عدل یا جور کے مطابق اس کی مدت حکومت بڑھنے یا گھٹنے کا استعارہ ہے وبس۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

﴿فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُنَ﴾ (وہ اور گمراہ لوگ جہنم میں اوندھے منہ لٹکائے جائیں گے) کی تفسیر میں فرمایا: اے ابو بصیر! اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی زبانوں سے تو عدل اور انصاف کی تعریف کی ہوگی۔ مگر عملی طور پر اس کی خلاف ورزی کی ہوگی۔ (ایضاً)

۴۔ خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے خیثمہ! ہمارے شیعوں تک یہ بات پہنچا دو۔ کہ جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ عمل کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور یہ بات بھی ہمارے شیعوں کو پہنچا دو کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت و ندامت میں وہ شخص گرفتار ہوگا۔ جس نے عدل و انصاف کی تعریف کرکے اس کی مخالفت کی ہوگی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۷ میں اور اس سے پہلے باب ۱۱ از احکام عشرت میں اور باب ۹۸ از مزار میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ و ۱۴۱ از امر بالمعروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۹

جب نفس شر کی طرف میلان کرنے لگے تو اس کی اصلاح کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خدیجہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم نے مومن کی ایک خاص روح سے تائید کی ہے جب تک وہ تقویٰ اور نیکوکاری کرتا ہے تو وہ اس کے ہمراہ موجود رہتی ہے اور جب وہ گناہ اور ظلم و جور کرتا ہے تو وہ اس سے غائب ہو جاتی ہے پس جب وہ نیکی کرتا ہے تو وہ مسرت و شادمانی سے جھومتی ہے اور جب برائی کرتا ہے تو وہ تحت الثریٰ میں دھنس جاتی ہے۔ اے خدا کے بندو! خدا کی نعمتوں کی نگہداشت کرو۔ اور اپنے نفسوں کی اصلاح کرو۔ اس طرح تمہارے یقین میں اضافہ ہوگا۔ اور بڑی قیمتی اور گرانقدر چیز نفع میں پاؤ گے۔ خدا اس بندہ پر رحم فرمائے جو نیکی کا ارادہ کرے تو اسے کر گزرے۔ یا برائی کا ارادہ تو کرے مگر اس سے باز آجائے۔ پھر فرمایا: ہم خدا کی اطاعت اور اس کی خاطر عمل کرکے اس روح میں اضافہ کرتے ہیں۔ (الاصول)

۲۔ احمد بن محمد بن خالد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے نفس کو اس کام سے روکو جو اس کے لئے ضرررساں ہے۔ پہلے اس سے کہ وہ تم سے جدا ہو جائے اور اسے (جہنم سے) آزاد کرانے کی اسی طرح کوشش کرو جس طرح روزی کمانے میں کرتے ہو۔ کیونکہ تیرا نفس تیرے عمل میں گرو

ہے۔(ایضاً)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: (پہلے دور میں) جب فقہاء و علماء ایک دوسرے کو خط لکھتے تھے تو تین باتیں ضرور لکھتے تھے جن کے ساتھ کوئی چوتھی بات نہیں ہوتی تھی: (۱) جس شخص کی توجہ آخرت کے حصول پر مرکوز ہوگی خدا دنیا کی طرف سے اس کی توجہ کی کفایت کرے گا۔ (۲) جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کرے گا تو اس کے ظاہر کی خدا اصلاح کر دے گا۔ (۳) جو شخص خدا سے اپنے تعلقات کی اصلاح کرے گا تو لوگوں سے اس کے تعلقات کی خدا اصلاح کر دے گا۔

(الروضہ، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۴۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ کلام نقل کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص خدا سے اپنے تعلقات خوشگوار بنائے گا تو خدا لوگوں سے اس کے تعلقات کو خوشگوار بنا دے گا اور جو شخص اپنی آخرت کے معاملات کی اصلاح کرے گا تو خدا اس کے دنیوی معاملات کی اصلاح کر دے گا۔ (نہج البلاغہ، کذا فی المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۰ و ۴۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۰

خطاؤں اور گناہوں سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی انیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کسی شخص کی رگ پھڑکتی ہے، یا اسے کوئی ذلت و رسوائی لاحق ہوتی ہے یا اس کے سر میں درد ہوتا ہے یا کسی اور بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو یہ سب کچھ کسی نہ کسی گناہ کی شامت ہے۔ چنانچہ خداوند عالم اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ﴿وَ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾ (تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہاتھوں کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے حالانکہ وہ بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے)۔ پھر فرمایا: جن گناہوں سے خدا درگزر کرتا ہے وہ بہت زیادہ ہیں بہ نسبت ان گناہوں کے جن پر مؤاخذہ کرتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ عبداللہ بن مسکان بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اس آیت مبارکہ ﴿فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ﴾ (انہیں کس چیز نے جہنم پر جرأت دلائی ہے؟؟) کی تفسیر میں فرمایا:

انہیں کس چیز نے اس (برے) کام کرنے کی جرأت دلائی ہے کہ جس کے بارے میں وہ جانتے تھے کہ اس کا انجام جہنم ہے۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گو تمام گناہ سخت ہیں مگر سب سے زیادہ سخت گناہ وہ ہے جس کی وجہ سے گوشت اور خون بنے (حرام غذا) کیونکہ یہ یا تو قابل رحم ہوگا یا سزاوار عذاب مگر جنت میں صرف وہ شخص داخل ہوگا جو طیب و پاکیزہ ہوگا۔ (ایضاً)

۴۔ مسمع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (بعض اوقات) ایسا بھی ہوگا کہ ایک شخص کو کسی گناہ کی وجہ سے سو سال تک محبوس رکھا جائے گا۔ اور وہ اپنی بیویوں کو دیکھے گا کہ وہ جنت کے مزے لوٹ رہی ہیں۔ (جس کی وجہ سے اس کے رنج و غم میں مزید اضافہ ہوگا)۔ (الاصول، الآمالی، ثواب الاعمال)

۵۔ علی بن اسباط حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں: تو (ہنس کر) وہ دانت ظاہر نہ کر جو ہنسی کے وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ جبکہ تو رسوا کرنے والے کام انجام دے چکا ہے۔ اور شب خون سے بے فکر نہ ہو جبکہ تو برائیوں کا ارتکاب کر چکا ہے۔ (الاصول)

۶۔ فضیل بن یسار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بندہ پر جو مصیبت بھی نازل ہوتی ہے وہ کسی گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے اور جو کچھ خدا معاف کر دیتا ہے وہ زیادہ ہے۔ (ایضاً)

۷۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد بزرگوار علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ کوئی چیز گناہ سے بڑھ کر دل کو خراب نہیں کرتی۔ کیونکہ دل برابر گناہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا اوپر والا حصہ نیچے ہو جاتا ہے (اوندھا ہو جاتا ہے)۔ (ایضاً)

۸۔ فضیل بن یسار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایسا بھی ہوتا ہے کہ بندہ گناہ کرتا ہے اور (اس کی وجہ سے) اس کا رزق روک دیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ رنگ کا نقطہ ظاہر ہوتا ہے پس اگر وہ توبہ کر لے تو وہ نقطہ مٹ جاتا ہے اور اگر پھر گناہ کرے تو وہ بڑھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بڑھتے ہوئے اس قدر غلبہ حاصل کر لیتا ہے کہ اس کے بعد آدمی کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ (ایضاً)

۱۰۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ) ایک

بندہ خدا سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے جو ایک مختصر وقت یا قدرے طویل وقت تک پوری ہونے والی ہوتی ہے۔ مگر وہ آدمی اس اثناء میں کوئی گناہ کرتا ہے جس کی وجہ سے خدا فرشتہ سے کہتا ہے کہ اس کی حاجت برآری نہ کر اور اسے محروم کر دے۔ کیونکہ وہ میرے قہر و غضب کے درپے ہوا ہے اور محرومی کا مستحق ہو گیا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ ابن فضال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی گناہ کرتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ نماز شب سے محروم ہو جاتا ہے۔ فرمایا: جس طرح چھری گوشت میں گھستی ہے اس سے زیادہ گناہ گنہگار پر اثر کرتا ہے۔ (الاصول، المحاسن)

۱۲۔ ابن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندہ گناہ کا ارادہ کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ گناہ نہ کرے۔ کیونکہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بندہ کوئی گناہ کرتا ہے اور جب خدا اسے دیکھتا ہے تو فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ میں اس کے تجھے کبھی نہیں بخشوں گا۔

(الاصول، کذا فی المحاسن وثواب الاعمال)

۱۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر بندہ کے دل میں ایک سفید نقطہ ہوتا ہے اور جب وہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس سفید نقطہ میں ایک سیاہ نقطہ نمودار ہو جاتا ہے۔ پس اگر تو وہ توبہ کرے تو یہ زائل ہو جاتا ہے اور اگر بار بار اس گناہ کے کرنے پر اصرار کرتا ہے تو بڑھتے بڑھتے یہ سیاہ نقطہ اس سفید نقطے کو ڈھانپ لیتا ہے۔ پس جب یہاں تک نوبت پہنچ جائے۔ تو پھر وہ آدمی کبھی خیر و خوبی کی طرف نہیں لوٹ سکتا۔ یہی ہے خدا کے اس ارشاد کا مطلب: ﴿بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ (بلکہ ان کے دلوں پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے زنگ لگ گیا ہے)۔ (ایضاً)

۱۴۔ ابوعمرو مدائنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میرے والد بزرگوار علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ خداوند عالم نے یہ حتمی فیصلہ کیا ہے کہ وہ کسی بندہ کو کوئی نعمت دے کر اس وقت تک واپس نہیں لیتا جب تک وہ بندہ کوئی گناہ کر کے خدا کے عذاب کا مستوجب نہ بن جائے۔ (ایضاً)

۱۵۔ یونس بن یعقوب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے بعض لوگ بادشاہ (وقت) سے بہت ڈرتے ہیں اور یہ سب کچھ گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے جس قدر ہو سکے تم گناہوں سے اجتناب کرو۔ اور ان میں دراز نہ ہو۔ (ایضاً)

۱۶۔ یونس مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گناہوں سے بڑھ کر دلوں کے لئے کوئی چیز درد رساں

نہیں ہے اور موت سے بڑھ کر کوئی خوف نہیں ہے جو کچھ گزر چکا ہے وہ عبرت اور تفکر کے لئے کافی ہے۔ اور وعظ ونصیحت کے لئے موت کافی ہے۔ (ایضاً)

۱۷۔ عباس بن ہلال شامی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جوں جوں بندے نئے نئے گناہ کرتے جاتے ہیں جو پہلے نہیں کرتے تھے تو خدا بھی ان پر وہ وہ بلائیں نازل کرتا جاتا ہے جن کو وہ جانتے نہیں تھے۔ (ایضاً)

۱۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر جعفری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہنستے ہوئے گناہ کرے وہ روتا ہوا جہنم میں داخل ہوگا۔ (عقاب الاعمال)

۱۹۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے مفضل! خبردار! گناہوں سے بچو۔ اور ہمارے شیعوں کو بھی ان سے ڈراؤ۔ خدا کی قسم وہ (گناہ) تم سے بڑھ کر کسی اور کی طرف نہیں جاتے۔ تم میں سے کسی کو بادشاہ کی طرف سے جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو گناہوں کی وجہ سے، جسے کوئی بیماری لاحق ہوتی ہے تو گناہوں کی وجہ سے، کسی کا رزق تنگ ہوتا ہے تو گناہوں کی وجہ سے اور کسی پر موت کے سکرات سخت ہوتے ہیں تو گناہوں کی وجہ سے! یہاں تک کہ حاضرین کہتے ہیں کہ اس کی موت سخت ہوگئی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب امام علیہ السلام نے میری دگرگون حالت دیکھی تو فرمایا: تو جانتا ہے ایسا کیوں ہوتا ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: بخدا اس لئے کہ تا کہ تمہیں جلدی دنیا میں (گناہوں کی) سزا مل جائے اور آخرت میں تمہارا مؤاخذہ نہ کیا جائے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ از ذکر، باب ۳ مما تجب فیہ الزکوٰۃ اور یہاں باب ۴ و ۶ و ۱۲ و ۱۹ و ۲۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۱
گناہوں سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابواُسامہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ رات اور دن میں خدا کے حملوں سے بچو! میں نے عرض

کیا کہ وہ خدا کے حملے کیا ہیں؟ فرمایا: گناہوں پر اس کی پکڑ دھکڑ۔(الاصول)

۲۔ عمرو بن عثمان ایک شخص سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا پر لازم ہے کہ جس گھر میں اس کی نافرمانی کی جائے اسے دھوپ کے سامنے ظاہر کرے (کسی مصیبت میں مبتلا کرے) تاکہ وہ (اپنی تپش سے) اسے پاک کرے۔(ایضاً)

۳۔ ھیثم بن واقد جزری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم نے ایک نبی کو اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا۔ اور انہیں وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے کہو کہ کبھی بھی اس بستی والے لوگوں کی طرح نہ بنیں جو پہلے اطاعت گزار تھے اور خوش حال تھے اور پھر وہ میرے پسندیدہ (اطاعت والے کاموں) سے پھر گئے تو میں نے بھی ان کو ان کی پسندیدہ (نعمتوں) سے اُدھر پھیر دیا۔ جن کو وہ ناپسند کرتے تھے اور کئی ایسی بستی والے بھی ہیں کہ (جس کے رہنے والے) پہلے میری نافرمانی کرتے تھے اور ان کو تکلیف پہنچتی تھی۔ مگر وہ اس حالت (گناہ) سے پھر گئے (نیکی کرنے لگے) تو میں نے بھی ان کی ناپسندیدہ حالت کو پسندیدہ حالت کے ساتھ بدل دیا۔ اور ان سے کہو کہ میری رحمت میرے قہر و غضب کے آگے آگے چلتی ہے۔ اس لئے کبھی میری رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ کیونکہ کسی بھی گناہ کا بخشنا میرے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اور ان سے کہو کہ عناد کے ساتھ میرے قہر و غضب کے درپے نہ ہوں۔ اور میرے دوستوں کو حقیر نہ سمجھیں کیونکہ غیض و غضب کے وقت میرے جو حملے ہوتے ہیں۔ ان کو میری کوئی مخلوق برداشت نہیں کر سکتی۔

(الاصول، عقاب الاعمال، المحاسن)

۴۔ سلیمان جعفری حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے اپنے انبیاءؑ میں سے ایک نبی کو وحی فرمائی کہ جب میری اطاعت کی جائے تو میں راضی ہو جاتا ہوں اور جب میں راضی ہو جاؤں تو پھر میں برکت دیتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں ہے اور جب میری نافرمانی کی جائے تو میں ناراض ہو جاتا ہوں اور جب میں ناراض ہو جاؤں تو لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت ساتویں طبقہ کے لوگوں تک پہنچ جاتی ہے۔(الاصول)

۵۔ عباد بن صہیب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم فرماتا ہے کہ جب وہ شخص میری نافرمانی کرے جو مجھے پہچانتا ہے تو میں اس پر اس شخص کو مسلط کر دیتا ہوں جو مجھے نہیں پہچانتا۔

(ایضاً، کذا فی الفقیہ)

ابن عرفہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم کا ایک منادی ہے جو ہر شب و

روز میں منادی کرتا ہے کہ اے بندگانِ خدا! گناہوں سے رک جاؤ۔ اگر چرنے چگنے والے حیوان، دودھ پینے والے بچے اور رکوع کرنے والے بزرگ نہ ہوں تو تم پر وہ عذاب نازل کر دیا جائے جو تمہیں پیس کر رکھ دے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ بھی میری اطاعت کرے، میں اسے اپنے غیر کے سپرد نہیں کرتا۔ اور جو بندہ میری نافرمانی کرتا ہے میں اسے اس کے نفس کے حوالہ کر دیتا ہوں اور پھر کوئی پروا نہیں کرتا کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوا ہے۔ (الفقیہ)

۸۔ ابن ابی عمیر ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا بھی اپنی نافرمانی کرنے والے بندہ سے محبت نہیں کرتا۔ پھر کسی شاعر کا یہ شعر پڑھا:

تعصی الالہ و انت تظہر حبہ ۔۔۔ ھذا محال فی الفعال بدیع

لو کان حبک صادقاً لاطعتہ ۔۔۔ ان المحب لمن یحب مطیع

(الامالی)

۹۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ کلام حق ترجمان نقل کرتے ہیں، فرمایا: اگر خداوند عالم نافرمانی پر تہدید نہ بھی کرتا تب بھی واجب تھا کہ اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کی نافرمانی نہ کی جاتی۔ (نہج البلاغہ)

۱۰۔ نیز آپ نے بعض عیدوں کے موقع پر فرمایا: یہ عید اس شخص کی عید ہے جس کے (دن کے) صیام اور (رات کے) قیام کو خدا قبول فرمائے۔ (پھر فرمایا) ہر وہ دن جس میں خدا کی نافرمانی نہ کی جائے وہ دن عید کا دن ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ و ۳۲ و ۴۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں جیسے باب ۳۷ و ۴۱ از امر بالمعروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

حرام شہوتوں اور لذتوں سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حمزہ بن حمران سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنت مشکلات و مصائب اور ان پر صبر میں گھری ہوئی ہے پس جو دنیا میں مشکلات پر صبر کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جہنم لذات اور شہوات میں گھری ہوئی ہے پس جو شخص نفس کی لذتیں اور شہوتیں پوری

کرتا رہے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ (الاصول)

۲۔ ابو العباس بقباق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: گناہ کا ترک کرنا اس سے توبہ کرنے کی نسبت زیادہ آسان ہے (اور) بہت سی ایک ساعت کی ایسی شہوتیں ہیں جو طویل حزن و ملال کا باعث بنتی ہیں اور موت نے تو دنیا کو رسوا کر دیا ہے اور کسی بھی عقلمند آدمی کے لئے فرحت و انبساط کی کوئی گنجائش نہیں رکھی۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن مسلم سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مبارک بادی ہے اس شخص کے لئے جو حاضر اور موجود شہوت کو ترک کرے اس وعدہ (ثواب) کے لئے جسے اس نے ہنوز دیکھا بھی نہیں ہے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ از آداب صائم میں اور یہاں باب ۱ و ۴ و ۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۹ اور باب ۱۰۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

حقیر اور چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی اجتناب کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو اسامہ زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ان گناہوں سے اجتناب کرو جنہیں حقیر اور معمولی سمجھا جاتا ہے! کیونکہ یہی گناہ وہ ہیں جو معاف نہیں ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: وہ حقیر گناہ کون سے ہیں؟ فرمایا: (وہ یہ ہے کہ) ایک شخص کوئی گناہ کرے اور پھر کہے کہ میں مبارکبادی کے لائق ہوں اگر اس کے سوا اور کوئی گناہ میرے ذمہ نہ ہو۔ (الاصول)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بہت بڑی نیکی کو بھی بڑی نہ سمجھو اور چھوٹے سے گناہ کو بھی چھوٹا نہ سمجھو۔ کیونکہ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ اکٹھے ہو کر بڑا گناہ بن جاتے ہیں (اور بڑی نیکی پر اترانے سے وہ اکارت ہو جاتی ہے) اور خلوت میں اس طرح خدا سے ڈرو کہ اپنے آپ سے عدل و انصاف کے حق دار ہو جاؤ۔ (ایضاً)

۳۔ زیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (سفر کے دوران) ایک ایسی زمین پر اترے جہاں کوئی گھاس (اور لکڑی) نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اصحابؓ سے

فرمایا: لکڑیاں لاؤ! انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ہم ایک ایسی زمین پر موجود ہیں جہاں کوئی لکڑی نہیں ہے! فرمایا: پھر بھی جاؤ اور ہر شخص کوشش کر کے کچھ نہ کچھ لائے۔ چنانچہ وہ گئے اور کچھ نہ کچھ لائے اور آپؐ کے سامنے ایک دوسری کے اوپر رکھ دیں (جس سے ایک ڈھیر سا بن گیا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح (اکا دکا) گناہ بھی اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر فرمایا: خبردار! حقیر گناہوں سے بچو! کیونکہ ہر چیز کا کوئی مطالبہ کرنے والا ہوتا ہے اور ان (گناہوں) کا مطالبہ کرنے والا وہ ہے جو اگلے پچھلے سب گناہ لکھتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ﴾ (انہوں نے جو کچھ (اعمال) آگے بھیجے ہوں گے وہ اور ان کے آثار کو لکھتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں جمع کر دیا ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ان گناہوں سے احتراز کرو جن کو حقیر سمجھا جاتا ہے کیونکہ ان کا بھی محاسبہ کرنے والا ہے۔ اور یہ نہ کہو کہ گناہ کر کے توبہ کر لیں گے۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ﴾ (جو کوئی گناہ اگرچہ سرسوں کے دانہ کے برابر بھی ہوگا وہ جہاں بھی ہوگا خواہ کسی پتھر میں ہوگا یا آسمان و زمین میں خدا اسے ضرور لائے گا کیونکہ وہ لطیف و خبیر ہے)۔

(الاصول، مجمع البیان)

۵۔ محمد بن حکیم بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے: وہ چیز (نیکی) کس طرح معمولی ہو سکتی ہے جو قیامت کے دن فائدہ پہنچائے اور وہ چیز (گناہ) کس طرح معمولی ہو سکتی ہے جو قیامت کے دن نقصان پہنچائے (فرمایا) جن باتوں کی خدا نے تمہیں خبر دی ہے ان میں اس شخص کی طرح بنو جس نے ان کو بچشم خود معائنہ کیا ہو۔ (الاصول)

۶۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں فرمایا: تمام گناہوں سے زیادہ سخت گناہ وہ ہے جس کو گنہگار سبک اور خفیف سمجھے۔ (نہج البلاغہ)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حدیث مناہی میں فرمایا: کسی بھی گناہ کو اگرچہ تمہاری نظروں میں کتنا ہی معمولی نظر آتا ہو اسے معمولی نہ سمجھو۔ اور کسی بھی نیکی کو اگرچہ تمہاری نگاہوں میں کتنی ہی بڑی نظر آتی ہو بڑی نہ سمجھو۔ کیونکہ استغفار (طلب مغفرت کرنے) سے کوئی کبیرہ گناہ گناہ نہیں رہتا (معاف ہو جاتا ہے) اور بار بار کرنے سے کوئی صغیرہ،

صغیرہ نہیں رہتا۔ (بلکہ کبیرہ بن جاتا ہے)۔ (الفقیہ)

۸۔ محمد بن سلیمان ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں محمد بن مسلم سے فرمایا: جو نیکی تم کرتے ہو اسے سبک نہ سمجھو کیونکہ تم اسے اس جگہ (جنت میں) دیکھوگے جو تمہیں خوش آئند لگے گی اور جو برائی تم کرتے ہو اسے سبک نہ سمجھو کیونکہ تم اسے اس جگہ (جہنم میں) دیکھوگے جو تمہیں ناپسند ہوگی۔ (علل الشرائع)

۹۔ فضیل بن یسار کا بھتیجا (یا خود فضیل) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ ان گناہوں کے جو نہیں بخشے جائیں گے ایک وہ گناہ ہے کہ جس کے بارے میں گنہگار یہ کہے: اے کاش کہ مجھ سے صرف اس گناہ کا مؤاخذہ کیا جائے۔ (الخصال)

۱۰۔ جناب محمد بن علی کراجکی فرماتے ہیں کہ بعض ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے، فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں چھپا رکھا ہے: (۱) اپنی رضامندی کو اپنی اطاعت میں۔ (۲) اپنی ناراضی کو اپنی نافرمانی میں۔ (۳) اپنے دوستوں کو اپنی مخلوق میں۔ پس تم کسی بھی اطاعت کے کام کو سبک نہ سمجھو۔ کیا معلوم کہ کس میں اس کی رضامندی پوشیدہ ہو؟ کسی گناہ کو معمولی نہ سمجھو۔ کیا معلوم کہ کس میں اس کی ناراضی مضمر ہو اور کسی مخلوقِ خدا کو حقیر نہ سمجھو۔ کیا معلوم کہ ان میں سے کون خدا کا ولی اور دوست ہو۔ (کنز الفوائد کراجکیؒ)

۱۱۔ نیز فرمایا: کہ کسی گناہ کے چھوٹے ہونے پر نظر نہ کرو۔ بلکہ اس ذات کی عظمت پر نظر کرو جس کی نافرمانی کی تم نے جسارت کی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۰ و ۴۱ میں اور اس سے بھی پہلے باب ۲۳ از سجدہ باب ۲۱ از احکام ماہ رمضان میں) گزر چکی ہیں (اور کچھ اس کے بعد آئندہ ابواب میں بالخصوص ۷۱ و ۸۲ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ)۔

باب ۴۴

خدا کی نعمت کا کفران (انکار) کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سدیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس ارشاد خداوندی ﴿فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾

(انہوں نے کہا اے ہمارے پروردگار! ہمارے سفروں میں دوری پیدا کر) کا مطلب دریافت کیا؟ فرمایا: یہ ایک ایسی قوم تھی جن کی بستیاں آپس میں متصل تھیں کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے تھے، نیز ان کے ہاں نہریں جاری تھیں اور نعمتیں فراوان تھیں۔ انہوں نے خدا کی ان نعمتوں کا کفران کیا۔ اور خدا نے ان کو جو عافیت عطا فرمائی تھی انہوں نے اسے تبدیل کر دیا تو خدا نے بھی ان نعمتوں کو تبدیل کر دیا۔ کیونکہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ (خدا اس قوم کی حالت کو اس وقت تک تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ خود اس کی نعمتوں کو تبدیل نہیں کر دیتے)۔ پس خدا نے ایک تباہ کن سیلاب بھیجا جس نے ان کی بستیوں کو ڈبو دیا، گھروں کو خراب و برباد کر دیا۔ اور مالوں کو بہا کر لے گیا۔ اور ان کے باغات کے عوض ان کو ایسے دو باغ دیئے جو ﴿ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ﴾ (جن کا مزہ کڑوا تھا کچھ جھاؤ اور کچھ بیری کے درخت)۔ پھر فرمایا: ﴿ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ﴾ (یہ ہم نے ان کو ان کے کفر کی سزا دی اور ہم ناشکروں کو یونہی سزا دیتے ہیں)۔ (الاصول)

۲۔ عبداللہ بن اسحاق جعفری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: توراۃ میں لکھا ہے کہ جو شخص تم پر احسان کرے اس کا شکریہ ادا کرو اور جو تمہارا شکریہ ادا کرے اس پر احسان کرو۔ کیونکہ جب نعمتوں کا شکریہ ادا کیا جائے تو وہ زائل نہیں ہوتیں اور اگر ان کا کفران کیا جائے تو پھر باقی نہیں رہتیں۔ (پھر فرمایا) شکریہ نعمتوں میں اضافہ اور تغیر و تبدل سے امان کا باعث ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۱ از امر بالمعروف اور باب ۸ از فعل معروف میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵

گناہانِ کبیرہ سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ (وہ آیت مبارکہ) ﴿وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا﴾ (کی تفسیر میں) فرما رہے تھے کہ یہاں حکمت سے مراد امام (برحق) کی معرفت ہے اور ان گناہوں سے اجتناب کرنا مراد ہے جن کے ارتکاب پر خدا نے جہنم واجب قرار دی ہے۔ (الاصول)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد ایزدی ﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا

كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا﴾ (جن گناہوں سے تمہیں منع کیا گیا ہے اگر ان میں سے گناہانِ کبیرہ سے اجتناب کرو گے تو ہم تمہاری برائیاں مٹا دیں گے اور تمہیں بہت اچھی جگہ (جنت میں) داخل کریں گے) کی تفسیر میں فرمایا: گناہانِ کبیرہ سے وہ گناہ مراد ہیں جن کے کرنے پر خدا نے جہنم واجب قرار دی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن مسکان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر بندہ پر چالیس پردے موجود ہیں اور جب تک وہ چالیس گناہانِ کبیرہ کا ارتکاب نہیں کرتا وہ برابر اس پر موجود رہتے ہیں (اس کے گناہوں پر پردہ پڑا رہتا ہے) پس جب وہ چالیس گناہانِ کبیرہ کر گزرتا ہے تو پھر یہ تمام پردے چاک ہو جاتے ہیں۔ (الاصول، علل الشرائع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیت مبارکہ ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ جو شخص گناہانِ کبیرہ سے اجتناب کرے گا تو خداوند عالم اس کے (دوسرے) تمام گناہ بخش دے گا۔ (الفقیہ)۔ (بشرطیکہ وہ اہل ایمان میں سے ہو)۔ (ثواب الاعمال)

۵۔ عباد بن کثیر النوا بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ گناہانِ کبیرہ کن گناہوں کو کہا جاتا ہے؟ فرمایا: جن کے ارتکاب پر خدا نے جہنم کی دھمکی دی ہے۔ (عقاب الاعمال)

۶۔ حسن بن زیاد عطار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خداوند عالم نے عمل صالح کی وجہ سے اہل ایمان کو مومن کا نام دیا ہے اور اس نے گناہانِ کبیرہ یعنی جن گناہوں کے ارتکاب پر جہنم کی دھمکی دی ہے کے مرتکب افراد کو قرآن و حدیث میں مومن کا نام نہیں دیا۔ اور ہم بھی اس فعل (بد) کے بعد ان کو مومن کے نام سے موسوم نہیں کرتے۔ (معانی الاخبار)

۷۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص توحید باری تعالیٰ کا اقرار کرے، تشبیہ کی نفی کرے (یہاں تک کہ فرمایا) رجعت کا اقرار کرے اور گناہان کبیرہ سے اجتناب کرے وہ حقیقی معنوں میں مومن ہے اور وہی ہمارا شیعہ ہے۔ (صفات الشیعہ)

۸۔ جناب ابن ادریس حلیؒ موسیٰ بن بکر کی کتاب سے اور وہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس فرمان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جب کوئی زانی زنا کرتا ہے تو مومن نہیں ہوتا؟ فرمایا:

مطلب یہ ہے کہ اس وقت اس سے روحِ ایمان کھینچ لی جاتی ہے۔ (السرائر ابن ادریس حلیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۶

ان گناہانِ کبیرہ کی تعیین و تشخیص جن سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل سینتیس حدیثیں ہیں جن میں سے سترہ مکررات کو قلمزد کرکے باقی بیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن محبوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے میرے ذریعہ سے تحریری طور پر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ گناہانِ کبیرہ کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: گناہانِ کبیرہ وہ ہیں جن کے ارتکاب پر خدا نے جہنم میں داخل کرنے کی دھمکی دی ہے۔ لہٰذا جو ان سے اجتناب کرے گا خدا اس کے دیگر (صغیرے) گناہ معاف کر دے گا۔ بشرطیکہ وہ مومن ہو۔ اور جو گناہ جہنم میں دخول کا باعث ہیں وہ سات ہیں: (۱) نفس محترمہ کو قتل کرنا۔ (۲) والدین کی نافرمانی۔ (۳) سود کا پیسہ کھانا۔ (۴) ہجرت کرنے کے بعد پھر بدّو (دیہاتی) بننا۔ (۵) پاکدامن عورت پر زناکاری کی تہمت لگانا۔ (۶) یتیم کا مال کھانا۔ (۷) میدانِ جہاد سے فرار کرنا۔ (الاصول)

۲۔ عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے یہ حدیث بیان کی ہے فرمایا: میں نے اپنے والد بزرگوار (حضرت امام علی رضا علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا اور وہ فرماتے تھے کہ انہوں نے اپنے والد ماجد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ ایک بار عمرو بن عُبید (معتزلی) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جب سلام کرکے بیٹھا تو اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی: ﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ﴾ (کہ جو لوگ گناہانِ کبیرہ اور فحش کاموں سے اجتناب کرتے ہیں) اور پھر خاموش ہوگیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: خاموش کیوں ہوگئے ہو؟ عرض کیا: میں یہ گناہانِ کبیرہ کو خدا کی کتاب (قرآن مجید) سے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: ہاں اے عمرو! (۱) ان سب گناہانِ کبیرہ سے بڑا گناہِ کبیرہ شرک باللہ ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ﴾۔ اس کے بعد (۲) (دوسرا گناہ کبیرہ) خدا کی رحمت سے ناامیدی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ﴾۔ (۳) اس کے بعد (تیسرا گناہ کبیرہ) خدا کی سزا سے مأمون ہونا ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ﴾۔ (۴) منجملہ ان

گناہانِ کبیرہ کے ایک والدین کی نافرمانی بھی ہے چنانچہ خداوند عالم نے والدین کے عاق کو سرکش اور شقی و بدبخت قرار دیا ہے: ﴿وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا﴾۔ (۵) منجملہ ان کے ایک نفس محترم کا قتل کرنا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ اس کے بارے میں فرماتا ہے: ﴿فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيهَا...... تا آخر آیت﴾۔ (۶) منجملہ ان کے ایک پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا ہے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾۔ (۷) منجملہ ان کے ایک یتیم کا مال کھانا ہے، چنانچہ خدائے عزوجل فرماتا ہے: ﴿إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا. وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾۔ (۸) منجملہ ان کے ایک میدانِ جنگ سے فرار کرنا ہے۔ چنانچہ خدائے عزوجل فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ وَ مَأْوٰهُ جَهَنَّمُ. وَ بِئْسَ الْمَصِيرُ﴾۔ (۹) منجملہ ان کے سود کا پیسہ کھاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَلَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾۔ (۱۰) منجملہ ان کے ایک جادو کرنا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرٰهُ مَا لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾۔ (۱۱) منجملہ ان کے ایک زناکاری ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا﴾۔ (۱۲) منجملہ ان کے ایک جھوٹی قسم کھانا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ﴾۔ (۱۳) منجملہ ان کے ایک غلول (مالِ غنیمت میں یا ہر مال میں خیانت کرنا) ہے۔ چنانچہ خدائے عزوجل فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾۔ (۱۴) منجملہ ان کے واجبی زکوٰۃ ادا نہ کرنا ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوبُهُمْ وَ ظُهُورُهُمْ﴾۔ (۱۵) منجملہ ان کے ایک گواہی کا چھپانا ہے۔ چنانچہ خدائے عزوجل فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ اٰثِمٌ قَلْبُهُ﴾۔ (۱۶) منجملہ ان کے ایک شراب نوشی ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اس کی اسی طرح ممانعت فرمائی ہے جس طرح بت پرستی کی ممانعت کی ہے۔ (۱۷) منجملہ ان کے ایک نماز (فریضہ) یا خدا کے کسی فریضہ کا ترک کرنا بھی ہے۔ چنانچہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ﴿من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد بریٔ من ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ﴾۔ (۱۸) منجملہ ان کے ایک وعدہ خلافی کرنا ہے۔ (۱۹) منجملہ ان کے ایک قطع رحمی کرنا ہے۔ چنانچہ خدائے عزوجل فرماتا ہے: ﴿لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوٓءُ الدَّارِ﴾۔ راوی کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام کا یہ کلام حق ترجمان سن کر) عمرو بن عبید اس طرح امام علیہ السلام کی بارگاہ سے نکلا کہ رونے کی وجہ سے اس کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ اور اس حالت میں وہ یہ کہتا جا رہا تھا: وہ شخص ہلاک ہوگیا جس نے (دین میں)

اپنی رائے سے کچھ کہا اور جس نے تم سے علم و فضل میں نزاع کیا۔ (الاصول، الفقیہ، عیون الاخبار، علل الشرائع)

۳۔ اصبغ بن نُباتہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا امیر المومنین! کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ کوئی بندہ مومن ہونے کی حالت میں نہ زنا کرتا ہے، نہ چوری کرتا ہے، نہ شراب خوری کرتا ہے، نہ سود کھاتا ہے، نہ ناجائز قتل کرتا ہے تو؟ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: تو نے سچ کہا ہے۔ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ فرمارہے تھے کہ دلیل کتابِ خدا ہے (پھر امام علیہ السلام نے وہ حدیث بیان فرمائی جو کہ بڑی طویل ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا) انسان پر کئی ایسے حالات گزرتے ہیں کہ وہ گناہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور روح القوۃ اس کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، اور روح الشہوۃ اس کے لئے اس گناہ کو آراستہ کرتی ہے، اور روح البدن اس کو کھینچتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ پس جب اس کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کا ایمان کم ہو جاتا ہے۔ اور (روح ایمان) اس سے جدا ہو جاتی ہے۔ اور جب تک توبہ نہ کرے وہ واپس نہیں کرتی۔ پس جب توبہ کر لے تو خدا قبول کرتا ہے اور اگر دوبارہ کرے تو پھر خدا اسے آتش دوزخ میں ڈالے گا۔ (الاصول)

۴۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ گناہانِ کبیرہ (یعنی اکبر الکبائر) کون سے ہیں؟ فرمایا: وہ حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں سات ہیں: (۱) کفر باللہ۔ (۲) قتل نفس محترمہ۔ (۳) عقوق والدین۔ (۴) بیّنہ و برہان کے بعد سود کا پیسہ کھانا۔ (۵) ظلم و جور سے یتیم کا مال کھانا۔ (۶) میدان جہاد سے فرار کرنا۔ (۷) ہجرت کرنے کے بعد پھر بدو بننا۔ میں نے عرض کیا: ظلم سے یتیم کے مال کا ایک درہم کھانا بڑا گناہ ہے یا نماز نہ پڑھنا؟ فرمایا: نماز نہ پڑھنا (بڑا گناہ ہے)۔ میں نے عرض کیا: پھر آپ علیہ السلام نے اسے گناہانِ کبیرہ میں کیوں شمار نہیں کیا؟ فرمایا: میں نے اس سلسلہ کی ابتداء میں کیا کہا ہے؟ عرض کیا: کفر؟ فرمایا: بس تارکِ نماز کافر ہے۔ یعنی جو کسی عذر کے بغیر نہ پڑھے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ اکبر الکبائر شرک باللہ ہے۔ (ایضاً)

۶۔ نعمان رازی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص زنا کرتا ہے وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، اور جو شراب نوشی کرتا ہے وہ ایمان سے نکل جاتا ہے اور جو جان بوجھ کر ماہِ رمضان کا ایک روزہ افطار کرتا ہے وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ محمد بن عبدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا زانی مومن ہونے کی حالت میں زنا نہیں کرتا؟ فرمایا: نہ! جب وہ اس (عورت) کے پیٹ پر ہوتا ہے تو اس سے ایمان سلب

کر لیا جاتا ہے۔ اور جب اتر تا ہے (اور توبہ کرتا ہے) تو وہ واپس لوٹ آتا ہے۔ اور جب دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو پھر ایمان سلب کر لیا جاتا ہے! میں نے عرض کیا کہ اگر اس کا (پیٹ سے اترتے وقت میں) دوبارہ ارتکاب گناہ کا ارادہ ہو تو؟ (ایمان واپس لوٹتا ہے یا نہ؟) فرمایا: اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی دوبارہ گناہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے مگر کبھی کرنے کی نوبت نہیں آتی۔ (ایضاً)

(ظاہر ہے کہ صرف چوری کرنے کے ارادہ سے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا)۔

(کما قال الصادق علیہ السلام۔ الاصول)

۸۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام آیت مبارکہ ﴿اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ﴾ (کہ جو لوگ گناہانِ کبیرہ اور فواحش سے اجتناب کرتے ہیں سوائے لمم کے) کی تفسیر میں فرمایا کہ فواحش سے زناکاری اور چوری مراد ہے اور لمم سے مراد یہ ہے کہ آدمی کسی چھوٹے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور پھر خدا سے مغفرت طلب کرتا ہے الحدیث۔ (ایضاً)

۹۔ ابن بکیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے کہ جب آدمی زنا کرتا ہے تو اس سے روح ایمان جدا ہو جاتی ہے؟ فرمایا: یہی وہ روح ہے جس کا تذکرہ اس آیت میں کیا گیا ہے۔ ﴿وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ﴾ (کہ خدا نے ان (اہل ایمان) کی اپنی ایک خاص روح سے تائید کی ہے) فرمایا: یہی وہ روح ہے جو (زنا کرتے وقت) آدمی سے جدا ہو جاتی ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ زیاد کناسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو اس کا باپ بلائے اور وہ باپ پر لعنت کرے (وہ والد کا عاق ہے) اور وہ شخص جسے آواز دینے پر بیٹا جواب دے مگر وہ اسے مارے پیٹے (وہ اپنی اولاد کا عاق ہے)۔ (ایضاً)

۱۱۔ محمد بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا گناہانِ کبیرہ کا ارتکاب آدمی کو ایمان سے خارج کر دیتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (بلکہ) وہ گناہ بھی جو کبیرہ سے کم ہے۔ چنانچہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جب زانی زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جب چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

۱۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالصامت سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اکبر الکبائر سات ہیں: (۱) شرک باللہ۔ (۲) قتل نفس محترمہ۔ (۳) یتیموں کا مال کھانا۔ (۴) والدین کا

عاق ہونا۔ (۵) پاکدامن عورتوں پر تہمت زنا لگانا۔ (۶) میدانِ جنگ سے فرار کرنا۔ (۷) جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے اس کا انکار کرنا الحدیث۔ (التہذیب)

۱۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اسی حدیث میں جو بروایت عبدالرحمٰن بن کثیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ ساتویں نمبر پر ساتواں گناہ کبیرہ اہل بیت علیہم السلام کے حق کے انکار کو شمار کیا گیا ہے۔ فراجع۔ (الفقیہ، الخصال، علل الشرائع)

۱۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ وصیت کرنے میں ظلم کرنا (جیسے جائز وارثوں کو محروم کرنا وغیرہ) بھی گناہانِ کبیرہ میں شامل ہے۔ (الفقیہ)

۱۵۔ ابو خدیجہ سالم بن مکرم جمال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا، رسول خدا اور (ان کے) اوصیاء علیہم السلام پر جھوٹ بولنا (افترا پردازی کرنا) بھی گناہانِ کبیرہ میں سے ہے۔ (ایضاً)

۱۶۔ فضل بن شاذان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام اپنے مکتوب میں لکھا کہ ایمان امانت ادا کرنا اور تمام گناہانِ کبیرہ سے اجتناب کرنا ہے۔ اور وہ (دراصل) معرفت قلبی (تصدیق قلبی)، اقرار باللسان اور عمل بالارکان ہے۔ .... (یہاں تک کہ فرمایا) اور گناہانِ کبیرہ سے اجتناب کرنا جو کہ یہ ہیں: (۱) قتل نفس محترمہ۔ (۲) زنا۔ (۳) چوری۔ (۴) شراب خوری۔ (۵) عقوق والدین۔ (۶) میدان جہاد سے فرار۔ (۷) ظلم سے یتیم کا مال کھانا۔ (۸) اضطرار کے بغیر مردار خون اور خنزیر کا گوشت اور اس جانور کا گوشت کھانا جس کے ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ (۹) بیّنہ کے بعد سود کا پیسہ کھانا۔ (۱۰) کوئی حرام کھانا۔ (۱۱) جوا کھیلنا۔ (۱۲) ناپ تول میں کمی کرنا۔ (۱۳) پاک دامن عورتوں پر تہمت زنا لگانا۔ (۱۳) خدا کی رحمت سے ناامید ہونا۔ (۱۴) خدا کے عذاب سے مأمون ہونا۔ (۱۵) ظالموں کی امداد کرنا اور ان کی طرف جھکاؤ کرنا۔ (۱۶) لواطہ کرنا۔ (۱۷) جھوٹی قسم کھانا۔ (۱۸) کسی تکلیف کے بغیر حقوق کا روکنا۔ (۱۹) جھوٹ بولنا۔ (۲۰) تکبر کرنا۔ (۲۱) اسراف وتبذیر یعنی فضول خرچی کرنا۔ (۲۲) امانت میں خیانت کرنا۔ (۲۳) حج کو سبک جاننا۔ (۲۴) اولیاء اللہ کے خلاف جنگ کرنا۔ (۲۵) لہو ولعب (کھیل کود) اور اس کے آلات جیسے غنا اور چنگ و رباب وغیرہ جو یادِ خدا سے غافل کرتے ہیں میں مشغول ہونا۔ (۲۶) (صغیرہ) گناہوں پر اصرار کرنا۔ (الخصال، عیون الاخبار وتحف العقول)

۱۹۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کی کیا

وجہ ہے کہ ہم اپنے مخالفین (دشمنانِ اہل بیت علیہم السلام یعنی نصاب و خوارج) پر تو کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں مگر اپنے اور اپنے اصحاب کے لئے کیوں گواہی نہیں دیتے کہ وہ جنتی ہیں؟ فرمایا: یہ تمہاری کمزوری ہے! (ورنہ) اگر تمہارے اندر گناہانِ کبیرہ نہیں ہیں۔ تو پھر بے شک گواہی دے دو کہ تم جنت میں ہو! میں نے عرض کیا کہ وہ گناہانِ کبیرہ کیا ہیں؟ فرمایا: اکبر الکبائر یہ ہیں: (۱) شرک باللہ۔ (۲) عقوق والدین۔ (۳) ہجرت کے بعد بدو (دیہاتی) بننا۔ (۴) ظلم و ستم سے یتیم کا مال کھانا۔ (۵) دلیل و برہان کے بعد ربا یعنی سود کا پیسہ کھانا۔ (۶) قتل مومن الحدیث۔ (الخصال)

۲۰۔ جناب کراجکیؒ کنز الفوائد میں امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گناہانِ کبیرہ نو ہیں، ان سب سے بڑا (۱) شرک ہے۔ (۲) قتل مومن۔ (۳) سود کھانا۔ (۴) یتیم کا مال کھانا۔ (۵) پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔ (۶) میدانِ کارزار سے فرار۔ (۷) عقوق والدین۔ (۸) بیت اللہ کی حرمت کو حلال جاننا۔ (جادو کرنا۔ پس جو شخص اس طرح خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو کہ وہ ان گناہوں سے بری الذمہ ہو تو وہ اس جنت میں میرے ہمراہ ہوگا جس کے پٹ سونے کے ہوں گے۔ (کنز الفوائد، کذا فی مجمع البیان)

حدیث نمبر ۱۹ کے ذیل میں حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اخبار و آثار میں گناہانِ کبیرہ کی تعداد میں جو یہ ظاہری اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ شرک کے بعد (جو کہ اکبر الکبائر ہے) باقی سب گناہ اپنے سے چھوٹے گناہ کی نسبت سے کبیرہ ہیں اور ہر کبیرہ بہ نسبت شرک کے صغیرہ ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مقدمۃ العبادات (باب ۲۸ و ۲۹، انفال و زکوات باب ۳ و ۴ و باب ۳۷ از صدقہ اور احکام العشرۃ وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۹ اور باب او ۴۱ از امر بالمعروف وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے کہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ گناہ سب کے سب کبیرہ ہیں۔ ہاں البتہ بعض دوسرے بعض سے زیادہ بڑے ہیں۔ اور گناہوں میں (داخل) کوئی بھی صغیرہ (چھوٹا) نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ہے تو بہ نسبت اپنے سے بڑے گناہ کے اور جس کا عقاب بہت بڑا ہے یہ اس کی نسبت سے چھوٹا ہے۔ انتہیٰ کلامہٗ۔ اور ان حدیثوں میں فی الحقیقت کوئی منافات نہیں ہے (جیسا کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے کلام میں اس کی وضاحت کی گئی ہے)۔ اور گناہوں کو حقیر اور سبک جاننے کی ممانعت پہلے گزر چکی ہے کہ کسی گناہ کو معمولی نہ سمجھا جائے اگرچہ وہ صغیرہ ہی کیوں نہ ہو؟

باب ۴۷

گناہانِ کبیرہ سے توبہ کرنا صحیح ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ شرک کو معاف نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ جو گناہ بھی ہیں وہ جسے چاہے گا معاف کردے گا) وہ کبائر ہوں یا کوئی اور! میں نے پوچھا اس استثناء میں (جن گناہوں کو خدا بخش دے گا) گناہانِ کبیرہ بھی داخل ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ (الاصول)

۲۔ ہشام بن سالم بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بھی مومن شب و روز میں چالیس عدد گناہانِ کبیرہ کا ارتکاب کرنے کے بعد نادم و پشیمان ہوکر (توبۃ النصوح کرتے ہوئے) یہ استغفار پڑھے تو خدا وہ گناہ معاف کردے گا۔ اور اس شخص میں کوئی خیر و خوبی نہیں جو شب و روز میں چالیس سے زیادہ گناہ کبیرہ کرے۔ وہ استغفار یہ ہے: ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ وَاَسْاَلُهٗ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیَّ﴾۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: میری شفاعت میری امت میں سے گناہانِ کبیرہ کرنے والوں کے لئے ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہماری شفاعت ہمارے گناہِ کبیرہ کرنے والے شیعوں کے لئے ہے۔ اور جو توبہ کرنے والے ہیں۔ ان کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ﴾ (نیکوکاروں پر کوئی سبیل (گرفت) نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: توبہ سے بڑھ کر کوئی کامیاب شفیع (سفارشی) نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیت مبارکہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ کہ آیا گناہانِ کبیرہ بھی اس مشیت الٰہی میں شامل ہیں؟ فرمایا: ہاں یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے چاہے تو ان پر سزا دے اور چاہے تو معاف کردے۔ (ایضاً)

۷۔ ابو بصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اسلام و ایمان سے تعلق والی

حدیث کے ضمن میں فرمایا: ایمان[1] یہ ہے کہ آدمی گواہی دے کہ خدا واحدہٗ لاشریک ہے........... (یہاں تک کہ فرمایا) اور کسی ایسے گناہ کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو جس پر خدا نے جہنم کی دھمکی دی ہے! ابوبصیر نے کہا: میں آپ علیہ السلام پر قربان ہو جاؤں! ہم میں سے کون ایسا ہے جو کسی ایسے گناہ کے ساتھ حاضر نہیں ہوگا؟ فرمایا: میری مراد وہ نہیں جو تو سمجھ رہا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ توبہ کئے بغیر کوئی گناہِ کبیرہ کر کے حاضر نہ ہو۔ (یعنی اگر ایسا گناہ کیا ہو تو اس سے توبہ کر لی ہو وہ مومن ہے)۔ (معانی الاخبار)

۸۔ سہل بن یسع بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے بعض اصحاب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے: خدا اس شخص پر لعنت کرے جس نے حضرت علی علیہ السلام کے خلاف جنگ کی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: یوں کہہ: سوائے اس کے جس نے توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لی ہو۔ پھر فرمایا: جس شخص نے آپ علیہ السلام کے ساتھ جہاد میں شرکت نہیں کی اس کا گناہ اس سے بڑھ کر ہے جس نے آپ کے خلاف جنگ کر کے توبہ کر لی۔

(عیون الاخبار)

۹۔ محمد بن ابی عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اہل ایمان میں سے جو شخص گناہانِ کبیرہ میں سے اجتناب کرے گا اس سے گناہانِ صغیرہ کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا! چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا﴾۔ میں نے عرض کیا: تو پھر شفاعت کن لوگوں کے لئے ہے؟ فرمایا: مجھے میرے والد نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ فرمایا: میری شفاعت میری امت کے گناہانِ کبیرہ کرنے والوں کے لئے ہے اور جو نیکوکار ہیں تو ان پر کوئی سبیل (گرفت) نہیں ہے۔ ابن ابی عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! بھلا اہل کبائر کے لئے کس طرح شفاعت ہو سکتی ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾ (کہ شفاعت کرنے والے صرف اس کی شفاعت کریں گے جسے خدا پسند کرے

---

[1] اس فرق کا لب لباب یہ ہے کہ فرمایا: اسلام اور ایمان دو الگ الگ حقیقتیں ہیں: (۱) اسلام یہ ہے کہ آدمی گواہی دے اور اقرار کرے کہ خدا واحدہٗ لاشریک ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسولؐ ہیں۔ اور جو کچھ وہ خدا کی طرف سے لائے ہیں وہ برحق ہے۔ اور ایمان یہ ہے کہ ان تینوں اقراروں کے ساتھ ساتھ نماز پڑھی جائے، زکوٰۃ ادا کی جائے۔ ماہِ رمضان کے روزے رکھے جائیں، حج بیت اللہ ادا کیا جائے اور آدمی کسی ایسے گناہ کے ساتھ بلا توبہ خدا کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو جس پر خدا نے جہنم کی دھمکی دی ہے۔ (خلاصہ یہ کہ اسلام صرف عقیدہ ہے اور ایمان عقیدہ اور عمل کا نام ہے۔ (معانی الاخبار)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

گا)۔ تو جو شخص گناہانِ کبیرہ کرے گا وہ تو خدا کا پسندیدہ آدمی نہیں ہو سکتا؟ فرمایا: اے ابو احمد! جب بھی کوئی مومن گناہ کرتا ہے تو وہ اسے ضرور غمگین کرتا ہے اور وہ اس پر پشیمان ہوتا ہے۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نادم اور پشیمان ہونا توبہ کے لئے کافی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کو نیکی خوش کرے اور برائی غمگین کرے وہ مومن ہے۔ پس جو کسی گناہ کے ارتکاب پر پشیمان نہیں ہوتا وہ مومن نہیں ہے اور اس کے لئے شفاعت بھی واجب نہیں ہے۔ نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ استغفار کے ساتھ کوئی کبیرہ نہیں ہے اور اصرار کے ساتھ کوئی صغیرہ نہیں ہے۔ (کتاب التوحید)

۱۰۔ ابراہیم بن عباس بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ہم نے گناہانِ کبیرہ اور معتزلہ کے اس قول کا تذکرہ کیا کہ یہ نہیں بخشے جائیں گے! امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قرآن معتزلہ کے نظریہ کے خلاف نازل ہوا ہے۔ جو کہتا ہے کہ ﴿وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ﴾ (کہ لوگوں کے ظلم (بڑے گناہوں کے ارتکاب کے بعد بھی) تمہارا پروردگار لوگوں کو بخشنے والا ہے)۔ (ایضاً)

۱۱۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جندب غفاری سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اگر ایک مرتبہ ایک شخص نے کہہ دیا کہ خدا کی قسم! خدا فلاں شخص کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ اس پر خداوند عالم نے فرمایا: وہ شخص کون ہے جو اس بات پر قسم کھا رہا ہے کہ میں فلاں کو ہرگز نہیں بخشوں گا؟ تو سنو! میں نے فلاں کو بخش دیا ہے۔ اور یہ کہنے والے کے عمل حبط کر دیئے ہیں جو کہہ رہا تھا کہ خدا فلاں کو نہیں بخشے گا۔[1] (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۸ و ۷۷ و ۸۷ و ۷۹ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] چونکہ خدا کی رحمت بہانہ تلاش کرتی ہے اس لئے اس نے فلاں کو بخش دیا۔ اور دوسرے شخص نے چونکہ بغیر علم خدا پر فلاں کو نہ بخشنے کی افترا پردازی کی تھی۔ تو خدا نے اس کے اس غلط کام کی وجہ سے اس کی نیکیوں پر پانی پھیر دیا۔ مخفی نہ رہے کہ شفاعت صرف ان گنہگاروں کی ہوگی جن کا دین و مذہب پسندیدہ ہوگا۔ اور واجبات کے ادا کرنے اور محرمات سے اجتناب کرنے میں کوشش و کاوش کے باوجود ان سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہوگا۔ ورنہ اسلام کا عقیدۂ شفاعت عیسائیوں کے غلط عقیدہ کفارہ کی طرح نہیں ہے۔ اس موضوع کی جملہ تفصیلات ہماری کتاب احسن الفوائد فی شرح العقائد میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۴۸

گناہ پر اصرار کرنا (اسے بار بار کرنا) حرام ہے۔ اور توبہ و استغفار کرنے میں جلدی کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: نہ خدا کی قسم! جب اس کی نافرمانی پر اصرار کیا جائے تو وہ (نافرمان کی) کوئی اطاعت قبول نہیں کرتا۔ (الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شقاوت اور بدبختی کی تین علامتیں ہیں: (۱) آنکھوں کا خشک ہونا۔ (۲) دنیا کے طلب کرنے میں سخت حریص ہونا۔ (۳) اور گناہ کرنے پر اصرار کرنا۔ (ایضاً)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے آیت مبارکہ ﴿وَلَمْ يُصِرُّوا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (وہ جان بوجھ کر اپنے (برے) اعمال پر اصرار نہیں کرتے) کی تفسیر میں فرمایا کہ اصرار یہ ہے کہ آدمی گناہ کرے مگر استغفار نہ کرے۔ اور نہ ہی توبہ کرنے کا کوئی ارادہ کرے پس یہ اصرار ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ و ۴۰ و ۴۳ و ۴۶ و ۴۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۲ و ۸۹ و ۹۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۹

وہ حرام اور مکروہ خصلتیں جن کو ترک کرنا چاہیئے۔

(اس باب میں کل تیئیس (۲۳) حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کفر کے اصول (بنیادیں) تین ہیں: (۱) حرص۔ (۲) تکبر۔ (۳) اور حسد۔ (الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کفر کے چار ارکان (ستون) ہیں: (۱) رغبت و شوق۔ (۲) رہبت و خوف۔ (۳) ناراضی و ناپسندیدگی۔ (۴) غیظ و غضب۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے جن چیزوں ۔ سے خدا کی نافرمانی کی گئی وہ چھ ہیں: (۱) دنیا کی محبت ۔ (۲) ریاست کی محبت ۔ (۳) کھانے کی محبت ۔ (۴) نیند کی محبت ۔ (۵) آرام کی محبت ۔ (۶) اور عورتوں کی محبت ۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں بھی پائی جائیں وہ منافق ہوتا ہے اگرچہ وہ روزہ بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے اور یہ گمان بھی کرے کہ وہ مسلمان ہے ۔ (۱) جب اسے امین بنایا جائے تو وہ امانت میں خیانت کرے ۔ (۲) جب کوئی واقعہ بیان کرے تو جھوٹ بولے ۔ (۳) اور جب کوئی وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے ۔ چنانچہ خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے کہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ﴾ (خدا خیانت کاروں سے محبت نہیں کرتا) ۔ نیز فرماتا ہے: ﴿اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِیْنَ﴾ (اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر خدا کی لعنت ہو) ۔ اور فرماتا ہے: ﴿وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا﴾ (کتاب میں اسماعیلؑ کو یاد کرو کہ وہ وعدہ کے سچے تھے اور رسول و نبی تھے) ۔ (ایضاً)

۵۔ جابر بن عبداللہ (انصاریؓ) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سے بدترین آدمی کون ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا: تمہارے مردوں میں بدترین لوگ وہ ہیں جن میں یہ چند بری عادتیں پائی جائیں: (۱) بہت بہتان تراشی کرنے والا ۔ (۲) جری و جسور ۔ (۳) بہت فحش گو ۔ (۴) تنہا کھانے والا ۔ (۵) اپنی عطا و بخشش روکنے والا (کنجوس) ۔ (۶) اپنے غلام کو مارنے والا (ظالم) ۔ (۷) (نان و نفقہ میں) اپنے اہل و عیال کو دوسروں سے سوال کرنے پر مجبور کرنے والا ۔ (ایضاً)

۶۔ یزید صائغ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ایسا ہے جو اگرچہ اس امر (مذہب حق) پر ہے مگر جب وہ کوئی بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور جب اسے امین بنایا جائے تو امانت میں خیانت کرتا ہے تو؟ فرمایا: یہ کفر کی قریبی منزل ہے ۔ گو وہ شخص کافر نہیں ہے (کئی حدیثوں میں اسے منافق کہا گیا ہے) ۔ (ایضاً)

۷۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کیا اور اس کے دوران فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سے بدترین لوگ کون ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا: جو اپنی بخشش کو روکیں، اپنے غلام کو ماریں پیٹیں، اور جو تنہا زاد

سفر کھائیں۔ لوگوں نے خیال کیا کہ شاید خدا نے اس شخص سے بدتر کوئی بندہ پیدا ہی نہیں کیا۔ پھر فرمایا کیا میں تمہیں وہ شخص نہ بتاؤں جو اس سے بھی بدتر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا: جس سے کسی قسم کی خیر اور فائدہ کی امید نہ کی جائے اور اس کے فتنہ و شر سے محفوظ نہ رہا جائے۔ یہ سن کر لوگوں نے گمان کیا کہ شاید اس سے بدتر کوئی مخلوق خدا نے خلق نہیں کی۔ مگر آپؐ نے فرمایا: آیا میں تمہیں ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو اس سے بھی بدتر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا: بدگو، بدکلام اور لعّان (بہت لعنت کرنے والا) کہ جب بھی اس کے سامنے اہل ایمان کا ذکر کیا جائے تو وہ ان پر لعنت کرے۔ اور جب وہ اس کا تذکرہ کریں تو اس پر لعنت کریں۔ (ایضاً)

۸۔ یونس بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں یہ نہ بتادوں کہ باعتبار شباہت تم سب میں سے مجھ سے زیادہ دور کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا: جو بدگو، بدکلام اور بدزبان ہے۔ بخیل ہے، متکبر ہے، کینہ پرور اور حاسد ہے، قسی القلب ہے اور ہر اس خیر و خوبی سے دور ہے جس کی امید کی جاتی ہے۔ اور جس سے اس کے شر سے بچنے کی امید نہیں ہے یعنی جس سے ڈرا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ میسّر اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ شخص ایسے ہیں جن پر میں نے لعنت کی ہے اور ہر مستجاب الدعوہ نبی نے بھی ان پر لعنت کی ہے۔ دریافت کرنے پر فرمایا: (۱) جو کتاب اللہ میں کچھ اضافہ کرے۔ (۲) جو میری سنت کا تارک ہو۔ (۳) جو خدا کی قضا و قدر کو جھٹلائے۔ (۴) جو میری عترت کی ہتک حرمت کو حلال سمجھے جسے خدا نے حرام قرار دیا ہے۔ (۵) جو مال فئے پر اپنے آپ کو ترجیح دے اور اسے اپنے لئے حلال سمجھے۔ (ایضاً)

۱۰۔ سُلیم بن قیس ہلالی حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کفر کی بنیاد چار ستونوں پر قائم ہے: (۱) فسق۔ (۲) غلو۔ (۳) شک۔ (۴) شبہ۔ پھر فسق چار قسموں پر منقسم ہوتا ہے: (۱) جفا۔ (۲) اندھا پن۔ (۳) غفلت۔ (۴) کم عقلی۔ پھر غلو کے بھی چار شعبے ہیں: (۱) تعمق بالرائے۔ (۲) آپس میں نزاع۔ (۳) زیغ و ضلال۔ (۴) شقاق و افتراق۔ پھر شک چار حصوں پر تقسیم ہوتا ہے: (۱) مریہ (تکرار و جھگڑا)۔ (۲) ہوائے نفس۔ (۳) تردد۔ (۴) تابعداری۔ پھر شبہ بھی چار قسموں پر منقسم ہوتا ہے: (۱) زینت پہ اترانا۔ (۲) فریب نفس۔ (۳) کجی کی تاویل۔ (۴) حق و باطل کو باہم گڈمڈ کرنا۔ نفاق بھی چار ستونوں پر قائم ہے: (۱) ہویٰ (خواہش نفس) پر۔ (۲) ھوینا (نرمی و آہستگی پر) (۳) حفیظہ (نگہبانی) پر۔ (۴) طمع و لالچ پر۔ پھر ہوا و ہوس چار حصوں پر منقسم

ہے: (۱) بغاوت، (۲) زیادتی، (۳) شہوت، (۴) اور سرکشی۔ پھر ہوینا کے چار حصے ہیں: (۱) فریب، (۲) امید، (۳) نرمی، (۴) اور ٹال مٹول۔ اور پھر حفیظہ (نگہبانی) چار شعبوں پر تقسیم ہوتی ہے: (۱) تکبر۔ (۲) فخر۔ (۳) حمیت و غیرت۔ (۴) اور عصبیت۔ اور پھر طمع چار حصوں پر تقسیم ہوتا ہے: (۱) فرح و خوشی۔ (۲) مرح واترانا۔ (۳) لجاجت و جھگڑا۔ (۴) تکاثر۔ الحدیث۔ (ایضاً)

۱۱۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (۱) جو منافق ہوتا ہے وہ (دوسروں کو برے کاموں سے) روکتا ہے۔ مگر خود نہیں رکتا، (۲) وہ (دوسروں کو اچھے کاموں کا) حکم تو دیتا ہے مگر خود ان پر عمل نہیں کرتا۔ (۳) جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اعتراض کرتا ہے؟ راوی نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! اعتراض کیا ہے؟ فرمایا: ادھر اُدھر التفات کرنا۔ اور جب رکوع کرتا ہے تو اسی طرح کرتا ہے جس طرح بکری بیٹھتی ہے (یعنی صرف ذرا سا سر جھکا دیتا ہے پیٹھ وغیرہ برابر نہیں کرتا)۔ جب رات کرتا ہے تو اس کی توجہ کا مرکز رات کا کھانا ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ روزہ سے نہیں ہوتا اور جب صبح کرتا ہے تو اس کی توجہ نیند پر ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ رات کو جاگا نہیں ہوتا۔ وہ اگر تم سے کچھ بیان کرے گا تو جھوٹ بولے گا، اگر تم اسے امین بناؤ گے تو وہ خیانت کرے گا۔ اور اگر تم اس سے دور ہو گے تو وہ تمہاری غیبت کرے گا۔ اور اگر تم سے کوئی وعدہ کرے گا تو وعدہ خلافی کرے گا۔ (ایضاً)

۱۲۔ دوسری روایت میں اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی مذکور ہے کہ وہ جب سجدہ کرتا ہے تو کوے کی طرح ٹھونگیں مارتا ہے اور جب بیٹھتا ہے تو پاؤں اٹھا کر (یعنی اطمینان سے نہیں بیٹھتا)۔ (ایضاً)

۱۳۔ جناب شیخ حسن طبرسیؒ اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں بروایت ابن مسعود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: میرے بعد کچھ لوگ ایسے بھی آئیں گے جو مختلف رنگوں کے عمدہ کھانے کھائیں گے، جو گھوڑوں (اور دیگر سواریوں) پر سوار ہوں گے، جو اس طرح اپنے آپ کو زیب و زینت سے آراستہ کریں گے جس طرح بیوی اپنے آپ کو شوہر کے لئے آراستہ کرتی ہے۔ اور وہ اسی طرح (زیب و زینت کے ساتھ) باہر نکلیں گے جس طرح عورتیں نکلتی ہیں۔ اور ان کی ہیئت کذائی جابر بادشاہوں جیسی ہوگی۔ وہ آخری زمانہ میں اس امت کے منافق ہوں گے۔ جو قہوہ پئیں گے۔ وہ مہروں سے کھیلیں گے، شہوت ران ہوں گے، جماعت کے تارک ہوں گے، نماز ہائے عشا سے روگردانی کر کے سو جائیں گے، نماز ہائے صبح میں کوتاہی کریں گے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾ (ان (اچھے لوگوں کے بعد) کچھ ناخلف

آئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور شہوات کی پیروی کی وہ عنقریب گمراہی کا سامنا کریں گے)۔

(مکارم الاخلاق)

۱۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! خداوند عالم نے جنت کو دو دو اینٹوں سے بنایا ہے۔ ایک اینٹ سونے کی اور دوسری چاندی کی۔ .... (یہاں تک کہ فرمایا) اور جب خدا تعالیٰ اسے بنا چکا تو فرمایا: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ اس میں چند قسم کے آدمی کبھی داخل نہیں ہو سکیں گے: (۱) ہمیشہ شراب پینے والا۔ (۲) چغلخوری کرنے والا۔ (۳) دیوث (بے غیرت)۔ (۴) پولیس والا۔ (۵) مخنث۔ (۶) قبر کھودنے والا (کفن چور)۔ (۷) چنگی والا۔ (۸) قطع رحمی کرنے والا۔ (۹) قدری۔ یا علیؑ! اس امت میں سے دس قسم کے لوگ گویا کہ خدائے بزرگ و برتر کا کفر (انکار) کرنے والے ہیں: (۱) چغل خور۔ (۲) جادوگر۔ (۳) دیوث۔ (۴) بطور حرام وطی فی الدبر کرنے والا۔ (۵) حیوان سے بدفعلی کرنے والا۔ (۶) کسی محرم سے زنا کاری کرنے والا۔ (۷) آتش فتنہ وفساد بھڑکانے کی کوشش کرنے والا۔ (۸) (اسلام کے خلاف) جنگ کرنے والوں کے ہاتھ اسلحۂ جنگ فروخت کرنے والا۔ (۹) مانع زکوٰۃ۔ (۱۰) اور جو باوجود وسعت مالی کے حج نہ کرے اور یونہی مر جائے۔ .... (یہاں تک کہ فرمایا) یا علیؑ! نو چیزیں نسیان کا باعث ہوتی ہیں: (۱) ترش سیب کا کھانا۔ (۲) دھنیا کا کھانا۔ (۳) پنیر کھانا۔ (۴) چوہے کا جوٹھا پینا۔ (۵) قبروں کی تحریریں پڑھنا۔ (۶) دو عورتوں کے درمیان چلنا۔ (۷) جوں کا زندہ پھینک دینا۔ (۸) گردن پر پچھنا لگوانا۔ (۹) کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔ (الفقیہ)

۱۵۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اس بات کی کوئی پروا نہ کرے کہ اس نے (دوسروں کے بارے میں) کیا کہا، اور دوسروں نے (اس کے حق میں) کیا کہا، تو وہ شرک شیطان ہے۔ اور جو شخص اس بات کی پروا نہ کرے کہ لوگ اس کو گناہ کرتے ہوئے دیکھیں وہ بھی شرک شیطان ہے، اور جو کسی عداوت کے بغیر اپنے برادر مومن کی غیبت کرے وہ بھی شرک شیطان ہے، جو حرام کی محبت اور زنا کاری کی شہوت پر فریفتہ ہو جائے وہ بھی شرک شیطان ہے۔ پھر فرمایا: ولد الزنا کی چند علامتیں ہیں: (۱) ایک تو یہ ہے کہ وہ ہم اہل بیت علیہم السلام سے دشمنی کرتا ہے۔ (۲) دوسری وہ اسی حرام (زنا) کی طرف رغبت کرتا ہے جس سے اس کی خلقت ہوئی ہے۔ (۳) وہ دین کا استخفاف (سبکی) کرتا ہے۔ (۴) وہ محفل میں لوگوں سے اچھا پیش نہیں آتا۔ پھر فرمایا:

اپنے (دینی) بھائیوں سے بزم میں بدسلوکی نہیں کرتا مگر وہی شخص جو اپنے باپ کے بستر پر پیدا نہ ہوا ہو یا جس کی ماں حیض میں حاملہ ہوئی ہو۔ (ایضاً)

۱۶۔ ایک بار حضرت امیر علیہ السلام نے لوگوں کو عید الفطر کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: جن (برے) کاموں سے خدا نے تمہیں روکا ہے تم (ان سے اپنا دامن بچا کر) اس کی اطاعت کرو۔ جیسے پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا۔ (۲) فاحشہ (زنا) کرنا۔ (۳) شراب نوشی کرنا۔ (۴) کم تولنا۔ (۵) جھوٹی گواہی دینا اور میدانِ جنگ سے فرار کرنا۔ (ایضاً)

۱۷۔ عبداللہ بن حسین بن زید بن علی بن ابی طالبؑ اپنے والد (حسین) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے امت (مسلمہ) خدا نے تمہارے لئے چوبیس (بری) خصلتوں کو ناپسند کیا ہے۔ اور ان سے تمہیں روکا ہے: نماز میں عبث کرنا، صدقہ دے کر احسان جتانا، (تا آخر حدیث جو کہ قبل ازیں کتاب الطہارہ وغیرہ میں کئی بار بیان ہو چکی ہے فراجع)۔

۱۸۔ ابوموسیٰؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جو کبھی جنت میں داخل نہیں ہوں گے: (۱) ہمیشہ شراب پینے والا۔ (۲) ہمیشہ جادو کرنے والا۔ (۳) قطع رحمی کرنے والا۔ فرمایا: جو ہمیشہ شرابخواری کرتے ہوئے مر جائے تو خدا اسے نہر "غوطہ" سے پلائے گا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! نہر غوطہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ ایک نہر ہے جو زنا کار عورتوں کی شرمگاہوں سے جاری ہے جو اپنی بدبو سے جہنمیوں کو اذیت پہنچاتی ہے۔ (معانی الاخبار)

۱۹۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت سے آجاتی ہے۔ مگر چند قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن کے ناک میں جنت کی خوشبو نہیں پہنچے گی (اس میں داخل ہونا تو بڑی بات ہے) (۱) والدین کا عاق۔ (۲) قطع رحمی کرنے والا۔ (۳) بوڑھا زناکار۔ (۴) اپنی تہمند کو تکبر سے زمین پر کھینچنے والا۔ (۵) فتان (بڑا فتنہ انگیز)۔ (۶) منان (بڑا احسان جتانے والا)۔ (۷) جعظری۔ راوی نے عرض کیا: جعظری کون ہے؟ فرمایا: جو مالِ دنیا سے کبھی شکم سیر نہ ہو۔ ایک اور روایت میں اس کے ساتھ چند اور لوگ بھی مذکور ہیں۔ (۸) حیوف۔ یعنی نباش (قبر کھودنے والا۔ کفن چور)۔ (۹) زنوف یعنی مخنث۔ (۱۰) جواض۔ (یعنی بہت غمگین)۔ (ایضاً)

۲۰۔ ثور بن سعید اپنے باپ سعید بن علاقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امیر

المومنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ درج ذیل چیزیں موجب فقر و فاقہ ہیں: (۱) مکڑی کے جالے گھر میں رکھنا۔ (۲) حمام میں پیشاب کرنا۔ (۳) جنابت کی حالت میں کچھ کھانا۔ (۴) طرفاء[1] سے خلال کرنا۔ (۵) کھڑا ہو کر کنگھی کرنا۔ (۶) کوڑا کرکٹ گھر میں رکھنا۔ (۷) جھوٹی قسم کھانا۔ (۸) زنا کرنا۔ (۹) حرص و آز کا اظہار کرنا۔ (۱۰) مغرب اور عشا کے درمیان سونا۔ (۱۱) طلوع آفتاب سے پہلے سونا۔ (۱۲) جھوٹ بولنے کی عادی ہونا۔ (۱۳) بکثرت غنا و سرود سننا۔ (۱۴) رات کے وقت مرد سائل کا خالی لوٹانا۔ (۱۵) معیشت کی منصوبہ بندی نہ کرنا۔ (۱۶) قطع رحمی کرنا۔ اس کے بعد فرمایا: کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ وہ کیا چیزیں ہیں جو رزق میں اضافہ و ازدیاد کا باعث ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں یا امیر المومنینؑ! فرمایا: (۱) جمع بین الصلوٰتین کرنا۔ (۲) نماز صبح اور عصر کے بعد تعقیبات پڑھنا۔ (۳) صلہ رحمی کرنا۔ (۴) صحن میں جھاڑو دینا۔ (۵) برادر ایمانی سے مالی ہمدردی و مواسات کرنا۔ (۶) طلب روزی میں سویرے نکلنا۔ (۷) استغفار پڑھنا۔ (۸) امانت کا ادا کرنا۔ (۹) حق بات کہنا۔ (۱۰) مؤذن کے کلمات کو دہرانا۔ (۱۱) پاخانہ میں کلام نہ کرنا۔ (۱۲) حرص کو ترک کرنا۔ (۱۳) محسن کا شکریہ ادا کرنا۔ (۱۴) جھوٹی قسم کھانے سے اجتناب کرنا۔ (۱۵) کھانا کھانے سے پہلے وضو کرنا۔ (۱۶) دسترخوان پر گرے ہوئے ٹکڑے کھانا۔ فرمایا: جو شخص ہر روز تیس بار خدا کی تسبیح کرے (سبحان اللہ پڑھے) تو خداوند عالم اس سے ستر قسم کی بلائیں دور کرتا ہے جن میں سے کم ترین بلا فقر و فاقہ ہے۔ (الخصال، روضۃ الواعظین للفتالؒ)

۲۲۔ جناب شیخ علی بن ابراہیم قمیؒ باسناد خود ابن عباس سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اشراط القیامت (قیامت کے علامات) بیان کرتے ہوئے فرمایا: (۱) منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ نماز ضائع کی جائے گی۔ (۲) شہوات کی پیروی کی جائے گی۔ (۳) ہوا و ہوس کی طرف جھکاؤ کیا جائے گا۔ (۴) مال کی تعظیم کی جائے گی۔ (۴) دنیا کے عوض دین کی سودے بازی کی جائے گی۔ (فرمایا) یہ حالات و منکرات دیکھ کر مومن کا دل اس کے اندر اس طرح پگھلے گا جس طرح پانی کے اندر نمک پگھلتا ہے۔ مگر وہ ان حالات کو بدل نہیں سکے گا۔ پھر فرمایا: منکر (برائی) کو معروف (نیکی) اور معروف کو منکر سمجھا جائے گا۔ خائن کو امین اور امین کو خائن سمجھا جائے گا، جھوٹے کی تصدیق کی جائے گی اور سچے کو جھٹلایا جائے گا۔ پھر فرمایا: جب یہ حالات رونما ہوں گے تو اس وقت عورتوں کی حکومت ہوگی۔ اور لونڈیوں سے مشورہ کیا جائے گا، منبروں پر لونڈے بیٹھیں گے، اس وقت جھوٹ بولنا ظرافت اور دل لگی سمجھا جائے گا۔ زکوٰۃ کو تاوان سمجھا

[1] ایک قسم کا درخت ہے۔ (المنجد)

جائے گا۔ اور فئے کو مال غنیمت سمجھا جائے گا۔ آدمی اپنے والدین پر جور و جفا کرے گا مگر دوستوں سے وفا اور ان سے نیکی کرے گا۔ فرمایا: اس وقت مرد مردوں سے اکتفاء کریں گے اور عورتیں عورتوں سے (یعنی مرد لواطہ کریں گے اور عورتیں مساحقہ (چپٹی)۔ اور لڑکوں پر اس طرح غیرت کی جائے گی جس طرح لڑکی پر کی جاتی ہے۔ مرد (وضع قطع میں) عورتوں سے اور عورتیں مردوں سے مشابہ ہوں گی۔ عورتیں زینوں پر سوار ہوں گی۔ میری امت کے ان لوگوں پر خدا کی لعنت ہو۔ پھر فرمایا: اس وقت مسجدوں کو (سونے کے پانی وغیرہ سے) اس طرح زینت دی جائے گی جس طرح گرجوں کو زینت دی جاتی ہے۔ اور قرآن کو زیور پہنائے جائیں گے۔ (مسجدوں کے) منارے بہت لمبے ہوں گے۔ صفیں زیادہ ہوں گی مگر دلوں میں باہمی بغض و حسد ہوگا۔ اور زبانیں مختلف ہوں گی۔ پھر فرمایا: اس وقت میری امت کے مرد سونے کے زیور اور ریشم و دیبا کے کپڑے پہنیں گے۔ اور چیتوں کے چمڑوں کو اپنے نیچے بچھائیں گے۔ پھر فرمایا: اس وقت ربا (سود) عام ظاہر ہوگا، گلہ گوئی اور رشوت کا کاروبار کیا جائے گا۔ دین کو نیچے گرایا جائے گا۔ اور دنیا کو بلند کیا جائے گا۔ فرمایا: اس وقت طلاقیں بہت دی جائیں گی۔ اور خدا (کے دین کی) کوئی حد قائم نہیں کی جائے گی۔ مگر ایسا کرنے والا خدا کا کوئی نقصان نہیں کرے گا۔ (بلکہ اپنا نقصان کرے گا) پھر فرمایا: اس وقت چنگ و رباب ظاہر ہوں گے اور میری امت کے بدترین لوگ حاکم ہوں گے۔ پھر فرمایا: اور اس وقت میری امت کے مالدار سیر و تفریح کے لئے حج کریں گے اور درمیانے طبقہ کے لوگ تجارت اور کاروبار کے لئے۔ اور غرباء ریاء و سُمعہ کے لئے۔ فرمایا: اس وقت لوگ قرآن کو غیر اللہ کے لئے پڑھیں گے۔ اور اسے مزامیر کے ساتھ گا کر پڑھیں گے۔ اور عام لوگ غیر اللہ کے لئے فقہ حاصل کریں گے، اس وقت حرام زادے بہت ہوں گے، قرآن کو غنا و سرود کی آواز میں پڑھیں گے، اور دنیا (اور اس کے مال و منال) پر ٹوٹ پڑیں گے۔ پھر فرمایا: یہ تب ہوگا جب قابل احترام چیزوں کی ہتک حرمت کی جائے گی۔ اور (بے محابا) گناہ کئے جائیں گے۔ بدکار نیکوکاروں پر مسلط ہوں گے۔ جھوٹ عام ہوگا۔ احتیاج ظاہر ہوگی۔ اور فقر و فاقہ عام ہوگا۔ عام لوگ (گناہ کرنے پر) فخر و مباہات کریں گے۔ اور گانے بجانے کے آلات کو اچھا سمجھیں گے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو انوکھا سمجھا جائے گا۔ .... (یہاں تک کہ فرمایا) ایسے لوگوں کو آسمانوں میں نجس کہہ کر پکارا جائے گا۔ (تفسیر قمی)

۲۳۔ جناب ابن ادریس حلیؒ جامع بزنطی کے حوالہ سے اور وہ باسناد خود حارث بن مغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چھ ایسی خصلتیں ہیں جو ایک بندہ مومن میں نہیں ہو سکتیں:

(۱) عسر۔ (۲) نکد۔ (۳) لجاجت۔ (۴) جھوٹ۔ (۵) حسد۔ (۶) بغی (ظلم و جور)۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ مومن کامل میں یہ بری صفتیں نہیں پائی جاتیں۔ یا یہ نفی ۔ نہی کے معنی میں ہے۔ یعنی یہ بری صفتیں ایک مومن میں نہیں پائی جانی چاہئیں۔

باب ۵۰

جب عدل و انصاف کرنے پر بھروسہ نہ ہو تو پھر ریاست اور حکومت اور سرداری کا طلب کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ ریاست اور سرداری کا طلبگار ہے؟ جس پر امامؑ نے فرمایا: اگر دو بھیڑیے ایسی بکریوں میں داخل ہو جائیں جن کے کوئی چرواہا نہ ہو تو اتنا نقصان وہ نہیں کرتے جتنا طلب ریاست ایک مسلمان کے دین کا نقصان کرتی ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابو عامر ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو ریاست طلب کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: خبردار! ریاست طلب کرنے سے اجتناب کرنا۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن مسکان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: خبردار! ان ریاست کے طلبگاروں سے بچنا جو زبردستی رئیس بننا چاہتے ہیں۔ خدا کی قسم! جس شخص کے بھی پیچھے جوتے چٹخائے جائیں (اور وہ سردار بن کر آگے چلے) تو وہ خود بھی ہلاک ہو جاتا ہے اور دوسروں کو بھی ہلاک کرتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جویریہ بن مسہر بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت امیرؑ کے پیچھے تیز تیز چلا۔ جنابؑ نے مجھ سے فرمایا: اے جویریہ! یہ احمق لوگ ہلاک نہیں ہوئے۔ مگر ان کے پیچھے جوتے چٹخانے کی وجہ سے۔ (الروضہ)

۶۔ محمد بن اسماعیل بن بزیع وغیرہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو رئیس بننے کی کوشش کرے وہ ملعون ہے، جو اس کا ارادہ کرے وہ بھی ملعون ہے۔ اور جس شخص کے دل میں رئیس بننے کا خیال پیدا ہو وہ بھی ملعون ہے۔ (الاصول)

۷۔ ابوالربیع شامی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد تقیؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوالربیع! ریاست کو طلب نہ کر۔

اور نہ ہی (کسی کا) دم چھلا بن۔ اور نہ ہی ہمیں ذریعۂ معاش بنا ورنہ خدا تعالیٰ تجھے فقیر و نادار بنا دے گا۔ (ایضاً)

۸۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے تمہارا کیا خیال ہے کہ کیا میں تمہارے اچھوں کو تمہارے بروں سے نہیں پہچانتا؟ ہاں۔ بخدا۔ تمہارے برے وہ ہیں جو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ان کے پیچھے چلا جائے۔ ان کو تو کوئی جھوٹا یا سُست قسم کا (جی حضوریا) آدمی چاہیئے۔ (ایضاً)

۹۔ جناب کشیؒ باسناد خود عقبہ بن بشیر سے ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تمہارا یہ کہنا کہ تمہاری قوم کا ایک عریف[1] تھا جو مر گیا اور وہ لوگ اس کی جگہ تمہیں اپنا عریف بنانا چاہتے ہیں۔ تو سنو! اگر تم جنت کو ناپسند کرتے ہو تو بے شک ان کے عریف بن جاؤ۔ (یاد رکھو کہ (تمہاری شکایت پر) جب ظالم حاکم کسی مسلمان کو پکڑ کر اس کا خونِ ناحق بہائے گا تو اس کے قتل میں تم بھی (برابر کے) شریک ہوگے۔ اور شاید ان کی دنیا سے بھی کچھ حاصل نہ کر سکو۔ (رجال کشی)

۱۰۔ قاسم بن عون حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خبردار! رئیس بننے کی کوشش نہ کرنا۔ ورنہ خدا تمہیں پست کر دے گا۔ اور خبردار! (ہمارے ذریعہ سے) روزی نہ کمانا ورنہ خدا تمہارے فقر و فاقہ میں اضافہ کر دے گا۔ (اس رزق میں برکت نہیں ہوگی)۔ جان لو کہ اگر تم نیکی میں کسی کی دُم (پیروکار) بن کے رہو تو یہ بات برائی میں سَر (سردار) بن کر رہنے سے بہتر ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ علی بن عقبہ اپنے باپ (عقبہ) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: تمہیں ریاستوں (سرداریوں) سے کیا واسطہ؟ تمام مسلمان ایک سر ہیں اور خبردار! مردوں کو (اپنی غلامی کے لئے) طلب نہ کرنا۔ کیونکہ مرد مردوں کے لئے ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۲۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بریدہ (اسلمی) سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص صرف دس یا اس سے زائد آدمیوں کا سردار بنایا جائے گا۔ تو وہ اگرچہ نیکوکار بھی ہو تب بھی بروز قیامت اس طرح لایا جائے گا کہ اس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے۔ اور اگر بدکار ہوا تو ہتھکڑیوں میں اور اضافہ ہوگا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

---

[1] قوم کے معاملات کی دیکھ بھال کرنے والے کو عریف کہتے ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آگاہ باشید! جس شخص کو کسی قوم کا عریف بنایا جائے۔ تو قیامت کے دن اسے اس طرح لایا جائے گا کہ اس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے۔ پس اگر اس نے قوم کے معاملہ میں خدا کے حکم کی اطاعت کی ہو (عدل و انصاف کیا ہوگا) تو اسے آزاد کر دیا جائے گا۔ اور اگر اس نے ظلم و جور کیا ہوگا۔ تو اسے جہنم میں گرا دیا جائے گا۔ جو کہ بہت بری جائے بازگشت ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۶۱ میں اور باب ۴۲ و باب ۴۵ و ۴۹ از تجارت اور باب ۱۱ از امر بالمعروف و باب ۴ از مقدماتِ نکاح۔ و باب ۱۰ از قضا میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۱

جس شخص کے لئے لوگوں سے میل جول رکھنے کی خرابیوں سے بچنا مشکل ہو اس کے لئے برادرِ ایمانی کے حقوق ادا کرتے ہوئے گھر میں (تنہا) رہنا لازم ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر ہو سکے کہ تمہیں کوئی نہ پہچانے تو ایسا کرو۔ اگر لوگ تمہاری مدح و ثنا نہیں کریں گے۔ تو تمہارا کیا بگڑ جائے گا؟ اور اگر تم لوگوں کے نزدیک مذموم ہوگے تو تمہارا کیا نقصان ہوگا؟ جبکہ خدا کے نزدیک ممدوح ہوگے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) اگر اس بات کی طاقت ہو کہ اپنے گھر سے باہر نہ نکلو۔ تو ایسا کرو۔ کیونکہ جب باہر نکلو گے تو تم پر واجب ہوگا کہ کسی کی غیبت نہ کرو، جھوٹ نہ بولو، حسد نہ کرو، ریا کاری نہ کرو، اور مداہنت و منافقت نہ کرو۔ (جبکہ گھر میں ان مفاسد سے بچے رہو گے)۔ پھر فرمایا: ہاں ایک مسلمان کا صومعہ (عبادتگاہ) اس کا گھر ہے۔ جس میں بیٹھ کر وہ اپنی آنکھ، زبان، نفس اور شرم گاہ کو (غلط کاری سے) روک سکتا ہے۔ (الروضہ)

۲۔ محمد بن عیسیٰ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنجناب علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اس امر (حق) کی معرفت رکھتا ہے وہ اپنے گھر میں بیٹھ گیا ہے۔ اور اپنے برادرانِ ایمانی میں سے کسی سے جان پہچان کی کوشش نہیں کرتا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: تو پھر یہ شخص تفقہ فی الدین (دین کی معرفت) کس طرح حاصل کرے گا؟ (الاصول)

۳۔ ہشام بن الحکم حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: اے ہشام! تنہائی پر صبر کرنا، عقل کے قوی ہونے کی علامت ہے۔ پس جو عقلمند ہوگا وہ اہل دنیا اور اس میں رغبت کرنے والوں سے علیحدگی اختیار کرے گا۔ اور وہ اس (ثواب) میں رغبت کرے گا۔ جو کچھ خدا کے پاس ہے۔ اور وحشت میں خدا اس کا مونس و انیس، تنہائی میں اس کا ساتھی اور فقر میں وہ اس کی تونگری ہوگا۔ اور خدا ہی اسے قوم وقبیلہ کے بغیر عزت دے گا۔ (ایضاً)

۴۔ جناب حسین بن سعید (اہوازی) باسنادِ خود فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مبارکبادی ہے اس شخص کے لئے جو (اپنے نفس کی) ملامت کرنے والا ہے۔ اور قبل اس کے کہ لوگ اسے پہچانیں اس نے انہیں پہچان لیا ہے۔ (اور ان سے علیحدگی اختیار کر لی ہے)۔ (کتاب الزہد)

۵۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ باسنادِ خود حضرت امیرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: مبارکبادی ہے اس شخص کے لئے جو اپنے گھر کو لازم پکڑے اور اپنی روٹی کے ٹکڑے کھائے، اپنے گناہوں پر روئے۔ الغرض وہ خود زحمت میں ہو مگر لوگ اس سے راحت و آرام میں ہوں۔ (تفسیر قمی)

۶۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین [redacted] کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں نجات دہندہ ہیں: (۱) اپنی زبان کو روکنا۔ (۲) اپنی خطاؤں پر رونا۔ (۳) اپنے گھر میں رہنا۔ (المحاسن)

۷۔ جناب فاضل طبرسیؒ اپنی تفسیر مجمع البیان میں فرماتے ہیں کہ حدیث میں لوگوں سے بالکل کٹ جانے اور اس کی جماعتوں میں شرکت نہ کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ نیز رہبانیت اختیار کرنے کی مناہی کی گئی ہے۔ (تفسیر مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس باب کے عنوان سے تم ان حدیثوں میں (جن میں سے بعض لوگوں سے معاشرت اختیار کرنے کے حکم پر اور بعض علیحدہ رہنے پر دلالت کرتی ہیں) جمع و توفیق کی وجہ جان چکے ہو۔ (کہ جو معاشرہ کی خرابیوں اور برائیوں سے اپنے دامن کو بچا سکے اس کے لئے بے شک لوگوں سے میل جول رکھنا اور ان کی خوشی و غمی میں شریک ہونا۔ یقیناً افضل ہے۔ کیونکہ اسلام ایک دین فطرت اور دین معاشرت ہے ہاں البتہ جو شخص اپنی کمزوری کی وجہ سے اس کی خرابیوں سے، جن میں سے بعض کی طرف اس سلسلہ کی پہلی حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے اپنے دامن کو نہ بچا سکے تو پھر اس کے لئے علیحدگی اختیار کرنا بہتر ہے۔ الغرض ایک عقلمند آدمی کو ایک ماہر حکیم

کی طرح حالات کے مطابق روش اختیار کرنی چاہیئے)۔

............قبل ازیں احکام عشرت میں بکثرت ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو برادرانِ ایمانی کے حقوق اور ان کی ادائیگی کرنے اور لوگوں سے مل جل کر رہنے اور ان کے اجتماعات میں شرکت کرنے پر اپنے عموم و خصوص سے دلالت کرتی ہیں اور اس کے بعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب میں ایسی حدیثیں بھی آئیں گی جو اہل منکر (بدقماش اور بدمعاش قسم کے لوگوں) سے علیحدگی اختیار کرنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵۲

دین کے عوض دنیا حاصل کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن ظبیان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے: افسوس ہے ان لوگوں کے حال پر جو دین کے عوض دنیا حاصل کرتے ہیں اور افسوس ہے ان لوگوں پر جو ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو لوگوں کو عدل و انصاف کرنے کا حکم دیتے ہیں، اور افسوس ہے ان لوگوں پر کہ جن میں مومن تقیہ سے زندگی بسر کرتا ہے کیا وہ مجھ سے دھوکہ کھاتے ہیں؟ یا مجھ پر جسارت کرتے ہیں؟ میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ میں ان کو ایسی آزمائش میں مبتلا کروں گا جو ایک عقلمند آدمی کو حیران و پریشان کردے گی۔ (الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا: جس شخص پر دنیا و آخرت دونوں پیش ہوں اور وہ آخرت کو چھوڑ کر دنیا اختیار کرلے تو وہ اس حالت میں بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہوگا کہ اس کے پاس دوزخ سے بچنے کے لئے کوئی نیکی نہیں ہوگی۔ اور جو دنیا کو چھوڑ کر آخرت کو اختیار کرلے وہ اس حالت میں بارگاہ خدا میں حاضر ہوگا کہ خدا اس پر راضی ہوگا۔

(عقاب الاعمال)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود مسعدہ بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (ع) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے اپنے نبیوں میں سے ایک نبی پر ایک کتاب نازل کی۔ جس میں یہ لکھا ہے: میری مخلوق میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو دین کے عوض دنیا کو چاٹا سمجھ کر چاٹینگے۔ وہ مینڈھوں کی کھالیں ایسے دلوں پر پہنیں گے جو بھیڑیوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ ان کی زبانیں تو

شہد سے بھی زیادہ شیریں ہوں گی۔ مگر ان کے دل تھے سے بھی زیادہ کڑوے ہوں گے۔ اور ان کے پوشیدہ اعمال مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہوں گے۔ آیا وہ مجھ سے فریب کرتے ہیں۔ یا مجھے دھوکہ دیتے ہیں؟ یا مجھ پر جسارت کرتے ہیں؟ مجھے اپنی عزت کی قسم! میں ان کے لئے ایک ایسا فتنہ مقدر کروں گا جو زمین کے تمام کناروں تک پہنچ جائے گا، جو عقلمند کو حیران و پریشان کر دے گا۔ (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۴۱ از امر بالمعروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۳

فعل حرام کے ارتکاب سے اپنے غیظ و غضب کو روکنا واجب ہے اور ان باتوں کا تذکرہ جن سے غضب کو تسکین ہوتی ہے۔

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کرکے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان جمال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن صرف وہ ہے کہ جب اسے غصہ آئے تو اس کا غصہ اسے حق سے خارج نہ کر دے۔ اور جب راضی ہو تو اس کی رضا اسے کسی باطل کام میں داخل نہ کرے۔ اور جب قدرت ہو تو اپنے حق سے زیادہ حاصل نہ کرے۔ (الاصول، صفات الشیعہ)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ داؤد بن فرقد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غصہ ہر شر کی کنجی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ میسر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں غصہ کا تذکرہ کیا گیا؟ فرمایا (بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ) ایک شخص غضبناک ہوتا ہے اور پھر وہ خوش نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ (اس کی وجہ سے) جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ فرمایا: جس شخص کو کسی قوم پر غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ فوراً بیٹھ جائے۔ کہ یہ بیٹھنا اس سے شیطانی کثافت کو دور کر دیتا ہے اور جس شخص کو کسی عزیز رشتہ دار پر غصہ آئے تو اس کے قریب ہو اور اس کو چھوئے کیونکہ جب قرابت کو چھوا جائے تو غصہ کو تسکین مل جاتی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ معلی بن خنیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا گیا کہ مجھے کچھ پڑھائیے! فرمایا: چلا جا۔ مگر غصہ نہ

کرنا۔ الحدیث۔

۶۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے نفس کو لوگوں کی عزت و ناموس سے روکے تو قیامت کے دن خدا اس کے نفس کو معاف کر دے گا۔ اور جو شخص اپنے غصہ کو لوگوں سے روکے گا تو خداوند عالم اس سے اپنے عذاب کو روکے گا۔ (ایضاً)

۷۔ قاسم بن سلیمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ میں نے اپنے والد بزرگوار علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک بار ایک بدّو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: مجھے جوامع الکلم تعلیم دیں؟ فرمایا: میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ غصہ نہ کرنا۔ اس شخص نے تین بار یہی سوال کیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے اسے ہر بار یہی جواب دیا۔ وہ شخص یہ کہتا ہوا لوٹ گیا۔ کہ اب اس کے بعد کسی چیز کے بارے میں سوال نہیں کروں گا۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے خیر و خوبی کے سوا اور کوئی حکم نہیں دیا۔ فرمایا: میرے والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ غصہ وہ سخت چیز ہے کہ آدمی کو جب غصہ آتا ہے تو وہ اس نفس کو قتل کر دیتا ہے جس کا قتل کرنا حرام ہے۔ اور آدمی غصہ میں آکر پاکدامن عورت پر تہمت زنا لگا دیتا ہے۔ (اور اس طرح اپنی عاقبت خراب کر لیتا ہے)۔ (ایضاً)

۸۔ سیف بن عمیرہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے غصہ کو روکے خدا اس کے قابل ستر (عیبوں) کو چھپائے گا۔ (ایضاً)

۹۔ حبیب سجستانی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: توراۃ میں لکھا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ منجملہ ان مناجاتوں کے جو خداوند عالم نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے کیں۔ ایک یہ تھی، فرمایا: اے موسیٰ! میں نے تمہیں جس کا مالک بنایا ہے تم اس سے اپنا غصہ روک دو میں تم سے اپنا غصہ روکوں گا۔ (ایضاً)

۱۰۔ احمد بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غصہ ایک حکیم و دانا آدمی کی عقل کو مٹانے والی چیز ہے۔ فرمایا: جو شخص اپنے غصہ پر کنٹرول نہیں کر سکتا۔ وہ اپنی عقل پر بھی کنٹرول نہیں کر سکتا۔ (ایضاً)

۱۱۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ غیظ و غضب ایک شیطانی انگارہ ہے جو اولادِ آدمؑ کے دل میں بھڑکایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آدمی کو غصہ آتا ہے تو اس کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور اس کی رگیں پھول جاتی ہیں اور شیطان اس کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی شخص یہ

محسوس کرے تو زمین کو لازم پکڑے (بیٹھ جائے)۔ کیونکہ ایسا کرنے سے شیطانی نجاست دور ہو جائے گی۔(ایضاً)

۱۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو پتھر اٹھا رہے تھے، پوچھا: تم یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم آزما رہے ہیں کہ ہم میں سے زیادہ طاقتور اور سخت جان کون ہے؟ فرمایا: کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ تم سب سے زیادہ سخت جان اور سب سے زیادہ طاقت ور کون ہے؟ عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا: تم سب سے زیادہ طاقتور وہ ہے کہ جب خوش ہو تو اس کی خوشی اسے کسی گناہ میں مبتلا نہ کرے۔ اور جب اسے غصہ آئے تو وہ اسے حق بات کہنے سے باہر نہ لے جائے۔ اور جب مالک (اور قادر) ہو تو اس چیز کو حاصل نہ کرے جو اس کی نہیں ہے۔
(الفقیہ، الامالی، معانی الاخبار)

۱۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حواریوں نے جناب عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ سب چیزوں سے زیادہ سخت چیز کیا ہے؟ فرمایا: خدا کا غیظ و غضب! انہوں نے عرض کیا: ہم خدا کے غیظ و غضب سے کس طرح بچیں؟ فرمایا: اس طرح کہ تم غصہ نہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ غصہ کی ابتداء کس سے ہوتی ہے؟ فرمایا: تکبر کرنے اور اپنی بڑائی سے اور لوگوں کو حقیر جاننے سے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۷ از تعقیبات، باب ۲ و ۳۴ از احکام عشرت اور یہاں باب ا و ۲۶ و ۳۴ و ۴۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۴ و ۸۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۴

غصہ کے وقت خدا کو یاد کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے اپنے بعض انبیاءؑ کو وحی فرمائی کہ اے فرزند آدمؑ! جب تجھے غصہ آجائے تو تو مجھے یاد کر۔ میں بھی اپنے غصہ کے وقت تجھے یاد کروں گا۔ اور مٹانے والوں میں تجھے نہیں مٹاؤں گا۔ اور جب تم پر ظلم و زیادتی کی جائے تو اپنے لئے میرے انتقام لینے پر خوش ہو جا کیونکہ میں تمہارے لئے (تمہارے دشمن سے) جو انتقام لوں گا وہ تمہارے انتقام لینے سے بہتر ہوگا۔ (الاصول)

(نوٹ) ان تینوں حدیثوں کا مضمون ایک ہی ہے۔ اسی لئے اسی پر اکتفا کیا گیا۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۵

حسد کرنا حرام ہے اور اس سے اجتناب کرنا واجب۔ مگر غبطہ (رشک) حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (بعض اوقات) ایک آدمی جلد بازی میں ایک ایسا گناہ کر بیٹھتا ہے کہ جس سے وہ کافر بن جاتا ہے۔ اور حسد کرنا ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ (خشک) لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (الاصول)

۲۔ داؤد رقی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا سے ڈرو۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ حسد نہ کرو۔ الحدیث۔ (ایضاً)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ فقر کفر بن جائے اور قریب ہے کہ حسد قضا و قدر پر غالب آ جائے۔ (ایضاً)

۴۔ معاویہ بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں دین کے لئے آفت ہیں: (۱) حسد۔ (۲) عجب (تکبر)۔ (۳) فخر و مباہات۔ (ایضاً)

۵۔ داؤد رقی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے جناب موسیٰ بن عمران کو وحی فرمائی کہ اے فرزند عمران! میں نے لوگوں کو جو کچھ اپنا فضل (اور مال وغیرہ) دیا ہے اس پر ان سے حسد نہ کرو۔ اور اس کی طرف اپنی آنکھیں دراز نہ کرو۔ اور اپنے نفس کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ۔ کیونکہ جو حاسد ہوتا ہے وہ دراصل میری نعمت (اور تقسیم) پر ناراض ہوتا ہے اور بندوں میں میری تقسیم کو روکنے والا۔ اور جو ایسا ہو، نہ میں اس سے ہوں اور نہ وہ مجھ سے ہے (میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۶۔ فضیل بن عیاض حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن رشک کرتا ہے (کہ اس جیسا بن جائے)۔ مگر حسد نہیں کرتا (کہ اس سے نعمت چھن جائے)۔ لیکن منافق حسد کرتا ہے، رشک نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۷۔ حمزہ بن حمران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جن سے اور تو کیا کوئی نبی بھی محفوظ نہیں: (۱) مخلوق خدا میں غور و فکر کرتے ہوئے فاسد خیالات کا پیدا ہونا۔ (۲) شگون بد لینا۔ (۳) اور حسد (یعنی ان چیزوں کا دل میں خیال تو پیدا ہوتا ہے) مگر جو مومن ہے وہ ان کو عمل میں نہیں لاتا۔ (اور ظاہر ہے کہ گناہ صرف ان پر عمل کرنا ہے جس سے کسی نبی کا دامن آلودہ نہیں ہوسکتا)۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! میں تمہیں تین خصلتوں کی ممانعت کرتا ہوں: (۱) حسد۔ (۲) حرص۔ (۳) اور تکبر۔ (الفقیہ)

۹۔ حسن بن علی بن فضال حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کی بیماری آہستہ آہستہ چل کر تم تک پہنچ گئی ہے یعنی بغض اور حسد۔ (معانی الاخبار)

۱۰۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا یہ کلام نقل کرتے ہیں، فرمایا: دوست کا اپنے دوست سے حسد کرنا محبت کی بیماری ہے۔ (نہج البلاغہ)

۱۱۔ نیز فرمایا: جسم کی صحت کا راز حسد کی کمی میں ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن عبد الجبار سے اور وہ اپنے باپ (عبد الجبار) سے اور وہ علی بن جعفر سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب و جد کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا: تم سے پہلے گزری ہوئی امتوں کی ایک بیماری آہستگی سے چل کر تمہاری طرف آ گئی ہے اور وہ حسد ہے۔ جو بالوں کو نہیں مونڈتی (اور مٹاتی) البتہ دین کو مونڈتی (اور مٹاتی) ہے اور اس سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ کو روکے، زبان کو بند رکھے اور اپنے برادر مومن پر طعن و تشنیع نہ کرے۔

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی اس قسم کی کچھ حدیثیں اور اس مطلب پر کہ جس حسد کا عملی طور پر اظہار نہ کیا جائے وہ معاف ہے اس سے پہلے (باب ۵ مما تجب فیہ الزکوٰۃ، باب ۱۱ از آداب صائم، باب ۵ از احکام عشرت اور یہاں باب ۴ و ۴۳ و ۴۹ و ۵۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب ۵۷ و ۶۱ اور

۴۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۶
چند وہ خصلتیں جن کی (شریعت میں) معافی دی گئی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حریز بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت سے نو چیزیں اٹھالی گئی ہیں: (۱) خطا۔ (۲) نسیان (بھول چوک)۔ (۳) جس پر ان کو مجبور کیا جائے۔ (۴) جو کچھ وہ نہیں جانتے۔ (۵) جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ (۶) جس کام کے کرنے میں وہ مضطر و مجبور ہو جائیں۔ (۷) حسد۔ (۸) شگون بد۔ (۹) اور وسوسہ فی الخلق اور اس میں تفکر۔ جب تک منہ سے کچھ نہ بولیں۔

(التوحید، الخصال، علل الشرائع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن مروان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت سے چار چیزیں اٹھالی گئی ہیں: (۱) اس کی خطاء۔ (۲) اس کا نسیان اور بھول چوک۔ (۳) جس کام کے کرنے پر ان پر جبر و اکراہ کیا جائے۔ (۴) جس کام کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ اور یہی ارشاد خداوندی ہے: ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ﴾ (اے ہمارے پروردگار! اگر ہم بھول جائیں یا کوئی خطا کریں تو ہم سے اس کا مؤاخذہ نہ فرما اور ہم پر اسی طرح بوجھ نہ ڈال جس طرح ہم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں پر ڈالا تھا اور ہم سے وہ بات برداشت نہ کرا جس کی ہم میں طاقت نہیں ہے)۔ اور یہی ارشاد قدرت ہے: ﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ﴾ (مگر وہ جسے (کلمۂ کفر کہنے پر) مجبور کیا جائے جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو)۔ (الاصول)

باب ۵۷
غیر حق (باطل) پر تعصب کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص تعصب کرے، یا جس سے تعصب کیا جائے۔ تو گویا اس نے اپنی گردن سے ایمان کا جوا

اتار دیا ہے۔ (الاصول، عقاب الاعمال)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی عصبیت ہوگی تو خدا اسے قیامت کے دن دورِ جاہلیت کے بدوؤں کے ساتھ محشور کرے گا۔ (الاصول، امالی صدوق")

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص تعصب کرے گا خدا اس پر آتش دوزخ کی پٹی باندھے گا۔ (الاصول، امالی صدوقؒ)

۴۔ حبیب بن ثابت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی حمیت و عصبیت جنت میں نہیں جائے گی۔ سوائے جناب حمزہ بن عبدالمطلب کی حمیت کے جو اس وقت جوش میں آکر اسلام لائے تھے جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر (کوڑے کی) ٹوکری پھینکی گئی تھی۔ (الاصول)

۵۔ داؤد بن فرقد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فرشتے یہ خیال کرتے تھے کہ شیطان انہی میں سے ہے مگر خدا جانتا تھا کہ وہ ان میں سے نہیں ہے۔ تو خدا نے جو کچھ اس کے اندر تھا اسے حمیت و عصبیت اور غیظ و غضب کے ذریعہ سے ظاہر کیا جبکہ اس نے کہا: ﴿خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ﴾ (کہ تو نے مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے)۔ (ایضاً)

۶۔ سیابہ بن ایوب، محمد بن ولید اور علی بن اسباط مرفوعاً حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چھ قسم کے لوگ چھ چیزوں سے ہلاک ہوں گے: (۱) عرب: تعصب کی وجہ سے۔ (۲) زمیندار: تکبر کی وجہ سے۔ (۳) امراء: ظلم و جور کی وجہ سے۔ (۴) فقہاء: حسد کی وجہ سے۔ (۵) تجار: خیانت کی وجہ سے۔ (۶) چودھری قسم کے لوگ جہالت کی وجہ سے۔ (الروضہ، المحاسن، عقاب الاعمال)

۷۔ زہری حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ عصبیت جس کا مرتکب گنہگار ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک متعصب شخص اپنی قوم کے بدکاروں کو دوسری قوم کے نیکوکاروں سے بہتر سمجھے۔ یہ عصبیت نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنی قوم سے محبت کرے۔ بلکہ عصبیت یہ ہے کہ اگر اس کی قوم (کسی دوسری قوم پر) ظلم بھی کرے تو یہ اسی کی اعانت کرے (کیونکہ یہ اس کی قوم ہے)۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۰ از کتاب القضاء میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۸

تکبر کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حکیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ الحاد کا کمترین درجہ کیا ہے؟ فرمایا: اس کا ادنیٰ درجہ تکبر ہے۔(الاصول)

۲۔ علاء بن فضیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے: عزت (وعظمت) خدا کی پوشش اور کبریائی و بڑائی اس کی چادر ہے۔ پس جو شخص ان میں سے کوئی چادر خدا سے چھیننے کی کوشش کرے گا تو خدا اسے اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔(الاصول،عقاب الاعمال)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

(الاصول،عقاب الاعمال)

۴۔ معمر بن عمر بن عطا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تکبر خدا کی چادر ہے اور جو متکبر مزاج ہے وہ خدا سے اس کی چادر چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔(ایضاً)

۵۔ ابن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جہنم میں متکبروں کے لئے ایک وادی ہے جس کا نام "سقر" ہے جس نے خدا کی بارگاہ میں اپنی حرارت و تپش کی شکایت کی۔ اور خدا سے سانس لینے کی اجازت چاہی، پس جب اس نے (اجازت کے بعد) سانس لیا۔ تو جہنم کو جلا دیا۔

(الاصول،عقاب الاعمال،المحاسن)

۶۔ داؤد بن فرقد اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ (قیامت کے دن) متکبروں کو چیونٹیوں کی شکل میں محشور کیا جائے گا۔ جن کو لوگ اپنے پاؤں کے تلے روندیں گے۔ یہاں تک کہ خدا (لوگوں کے) حساب و کتاب سے فارغ ہوگا۔(ایضاً)

۷۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر بندہ کے سر میں حکمت ہے۔ اور ایک فرشتہ ہے جو اسے روکتا ہے۔ پس جب آدمی تکبر کرتا ہے تو فرشتہ اس سے کہتا ہے کہ پست ہو جا خدا تجھے پست کرے! پس اس کے بعد وہ شخص اپنے خیال کے مطابق سب لوگوں سے بڑا اور لوگوں کی نظر میں سب سے چھوٹا سمجھا جاتا ہے۔ اور جب وہ تواضع کرے تو خداوند عالم اسے بلند کرتا ہے اور وہ فرشتہ اس

سے کہتا ہے بلند ہو جا۔ پس اس کے بعد وہ اپنے آپ کو سب سے چھوٹا خیال کرتا ہے۔ مگر لوگوں کی نظروں میں وہ سب سے بڑا سمجھا جاتا ہے۔ (الاصول)

۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: خبردار! تکبر سے بچنا۔ کیونکہ تکبر خدا کی چادر ہے پس جو شخص اس سے یہ چادر چھیننے کی کوشش کرے گا تو خدا اسے توڑ دے گا اور قیامت کے دن اسے ذلیل و رسوا کرے گا۔ (الروضہ)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن مختار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن کی طرف خدا نظر (کرم) نہیں کرتا: (۱) مٹک مٹک کر چلنے والا۔ (۲) از روئے تکبر اپنی چادر زمین پر گھسیٹنے والا۔ (۳) جو تکبر کرکے اور قسمیں کھا کر اپنا مال و متاع بیچے۔ (پھر فرمایا) بڑائی صرف رب العالمین کے لئے ہے۔ (عقاب الاعمال)

۱۰۔ عبداللہ بن قاسم مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن متکبر لوگ انسان کی شکل میں مگر چیونٹیوں کے قد میں محشور ہوں گے۔ جن کو لتاڑا جائے گا۔ یہاں تک کہ خداوند عالم اپنی مخلوق کے حساب سے فارغ ہوگا۔ پھر ان کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ اور ان کو خبال کی طینت پلائی جائے گی جو جہنمیوں کا نچوڑ ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیامت کے دن تم سب میں سے میرے زیادہ قریب اور میرا سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہوگا۔ جو تم سب سے زیادہ خوش اخلاق اور جو سب سے بڑھ کر متواضع مزاج ہوگا۔ اور قیامت کے دن سب سے زیادہ مجھ سے دور ثرثار یعنی متکبر مزاج ہوگا۔ (قرب الاسناد)

۱۲۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقیؒ باسناد خود ابن بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اونٹنی تھی جس نے دوڑ کے مقابلہ میں کبھی حصہ نہیں لیا تھا۔ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ناقہ کا ایک بدو سے دوڑ کا مقابلہ کیا۔ اور بدو سبقت لے گیا۔ جس سے مسلمان غمگین ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ (اونٹنی) بلند ہوگئی تھی۔ اور خدا پر یہ لازم ہے کہ جو بھی بلند ہونے کی کوشش کرے تو خدا اسے پست کرے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۷ از صدقہ اور

یہاں باب ۴ و ۹ و ۲۸ و ۳۱ و ۳۳ و ۴۶ و ۴۹ و ۵۳ و ۵۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۷۰ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۹

سرکشی، غرور اور اکڑفوں کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے شخص ایسے ہیں کہ بروز قیامت خداوند عالم جن سے نہ کلام کرے گا اور نہ ان کی طرف نگاہ (کرم) کرے گا اور نہ ہی ان کا تزکیہ کرے گا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے: (۱) بوڑھا زناکار۔ (۲) ظالم بادشاہ۔ (۳) غریب مگر اکڑفوں کرنے والا۔

(الاصول، عقاب الاعمال)

۲۔ عبداللہ بن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بھی غرور کرتا ہے وہ کسی نہ کسی ذلت کا نتیجہ ہوتا ہے جسے وہ شخص اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ (الاصول)

۳۔ حسین بن ابو العلاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہر برائی کی ہر قسم میں سے بدترین قسم تکبر کرنا ہے اور تکبر و بڑائی خدا کی چادر ہے۔ تو جو بھی خدا سے یہ چادر چھیننے کی کوشش کرے گا۔ تو خدا اس کی پستی میں اضافہ کرے گا۔ (پھر فرمایا) ایک بار پیغمبر خدا ﷺ مدینہ کے بعض راستوں سے گزر رہے تھے اور وہاں ایک سیاہ فام عورت گوبر اٹھا رہی تھی۔ اس سے کہا گیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ سے ہٹ جا۔ تو اس نے کہا: راستہ چوڑا ہے۔ (آپ گزر جائیں!) اس پر لوگوں نے اسے مارنا چاہا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کہ یہ سرکش عورت ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: خبردار خدا پر سرکشی نہ کرنا۔ اور جان لو کہ جو شخص سرکشی کرنے میں مبتلا ہوتا ہے وہ خدا کے دین پر سرکشی کرتا ہے۔ پس تم خدا (کے دین) پر ثابت اور سیدھے رہو اور الٹے پاؤں نہ پلٹ جاؤ۔ ورنہ خسارہ پاؤں گے۔ خدا ہمیں اور تمہیں اپنے اوپر سرکشی کرنے سے بچائے۔ (الروضہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن جمیع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیامت کے دن سرکش لوگ سب سے زیادہ خدا (کی رحمت) سے دور ہوں گے۔ (عقاب الاعمال)

۶۔ میسر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جہنم میں ایک پہاڑ ہے جسے "صعدا" کہا جاتا ہے۔ اور اس صعدا کے اندر ایک میدان ہے جسے "سقر" کہا جاتا ہے۔ اور سقر کے اندر ایک گڑھا ہے۔ جسے "ھبھب" کہا جاتا ہے۔ جب اس گڑھا سے ڈھکنا اٹھایا جائے۔ تو اس کی گرمی کی شدت سے جہنمی بلبلا اٹھتے ہیں۔ یہ سرکشوں کی قیام گاہیں ہیں۔ (ایضاً و المحاسن)

۷۔ ابن فضال بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص زمین پر اکڑ کر چلے تو اس پر زمین اور اس کے نیچے اور اوپر والی مخلوق لعنت کرتی ہے۔ (عقاب الاعمال)

۸۔ احمد بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص زمین پر اکڑ کر چلتا ہے وہ آسمانوں اور زمین کے جبار و قہار خدا سے مقابلہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقی ؒ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آسمان میں دو فرشتے ہیں جو بندوں پر مؤکل ہیں۔ پس جو شخص سرکشی کرتا ہے وہ اسے پست کر دیتے ہیں۔ (المحاسن)

۱۰۔ بشیر نبال بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ہمارے پاس سے ایک سیاہ فام آدمی مٹک کر چلتا ہوا گزرا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ مغرور ہے۔ میں نے عرض کیا: یہ تو سائل ہے؟ فرمایا: یہ مغرور ہے۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اس طرح (آہستگی اور شائستگی سے) چلتے تھے کہ گویا آپ علیہ السلام کے سر پر پرندہ بیٹھا ہوا ہے (جو تیز و تند یا سر ہلا کر چلنے سے اڑ جائے گا)۔ اور آپ علیہ السلام کا دایاں حصہ بائیں سے آگے نہیں بڑھتا تھا (یعنی مٹک کر نہیں چلتے تھے)۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو کپڑا ٹخنوں کے برابر ہو وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔ (ایضاً)

۱۲۔ نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تین ایسی بُری خصلتیں ہیں کہ وہ جس میں پائی جائیں گی تو اگر تم اس کے بارے میں یہ کہو کہ وہ جہنم میں جائے گا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے: (۱) بدزبانی۔ (۲) اکڑفوں۔ (۳) فخر کرنا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ از ملابس، باب ۱۱ از جہاد عدو، اور یہاں باب ۲ و ۱۹ و ۵۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶۰ و ۶۱ و ۷۵ میں اور باب ۱۴۱ از فعل معروف میں)

بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۰

تکبر اور سرکشی کی وہ حد جو حرام ہے؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ یہ سن کر میں نے کلمۂ استرجاع ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ پڑھا (کہ پھر ہم تو جنت میں داخل ہونے سے رہے)۔ امام علیہ السلام نے پوچھا: کیا بات ہے تو نے کلمۂ استرجاع کیوں پڑھا ہے؟ میں نے عرض کیا: جو کچھ آپ علیہ السلام سے سنا ہے اس کی وجہ سے پڑھا ہے! فرمایا: جو کچھ تو سمجھ رہا ہے وہ میری مراد نہیں ہے۔ بلکہ میری مراد (حق کا) انکار کرنا ہے۔ وہ (حق کا) انکار ہے۔ (الاصول، معانی الاخبار)

۲۔ عبد الاعلیٰ بن اعین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑا تکبر یہ ہے کہ مخلوق کو حقیر سمجھا جائے (اور اپنے آپ کو عظیم) اور حق کی تسفیہ کی جائے۔ میں نے عرض کیا کہ مخلوق کو حقیر سمجھنے اور حق کی تسفیہ کرنے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: حق کو نہ پہچاننا (اور اس کی بے قدری کرنا) اور اہل حق پر طعن و تشنیع کرنا۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن عمر بن یزید اپنے باپ (عمر) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کھانا عمدہ کھاتا ہوں، خوشبو اعلیٰ استعمال کرتا ہوں۔ سوار عمدہ گھوڑے پر ہوتا ہوں اور میرا غلام میرے پیچھے چلتا ہے۔ آیا آپ علیہ السلام اس میں کسی قسم کی سرکشی اور تکبر محسوس کرتے ہیں؟ تاکہ میں اسے ترک کر دوں؟ امام علیہ السلام نے پہلے سر نیچے جھکایا اور پھر فرمایا: جبار اور ملعون وہ ہے جو لوگوں کو حقیر سمجھے اور حق کی بے قدری کرے! عمر نے عرض کیا: جہاں تک حق کا تعلق ہے میں اس کی بے قدری نہیں کرتا۔ اور جہاں تک لوگوں کو حقیر سمجھنے کا تعلق ہے تو میں اسے نہیں جانتا۔ فرمایا: جو لوگوں کو حقیر سمجھے اور ان پر سرکشی کرے وہ جبار و ملعون ہے۔ (الاصول)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن طلحہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ شخص جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ اور وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ

میں آپ علیہ السلام پر قربان ہو جاؤں! ایک شخص (اچھا) کپڑا پہنتا ہے یا (اچھی) سواری پر سوار ہوتا ہے پس قریب ہے کہ اس سے تکبر کو پہچانا جائے۔ (اس سے تکبر کی بُو آئے)؟ فرمایا: یہ تکبر نہیں ہے! تکبر انکارِ حق ہے اور ایمان اقرارِ حق کا نام ہے! (معانی الاخبار، عقاب الاعمال)

۵۔ محمد بن مسلم امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ راوی نے عرض کیا کہ ہم عمدہ کپڑا پہنتے ہیں اور اس سے ہمارے اندر فخر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے تو؟ فرمایا: یہ تو اس کا اور خدا کا معاملہ ہے (جبکہ تکبر کا تعلق لوگوں سے ہے)۔ (ایضاً)

باب ۶۱

حرام دنیا کی محبت حرام ہے اور اس سے نفرت واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر خطاء کی چوٹی دنیا کی محبت ہے۔ (الاصول)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: خدا و رسول کی معرفت کے بعد دنیا سے نفرت کرنے کے برابر کوئی عمل نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے کئی شعبے ہیں۔ اور گناہوں کے بھی کئی شعبے ہیں! اور سب سے پہلے جس چیز سے خدا کی نافرمانی کی گئی وہ تکبر ہے! .... (یہاں تک کہ فرمایا) اس کے بعد، حرص ہے۔ پھر حسد ہے۔ اور یہ فرزند آدم کی نافرمانی ہے جب اس نے اپنے بھائی سے حسد کیا تھا۔ اور اسے قتل کر دیا تھا! اور اسی سے (۱) عورتوں کی، (۲) دنیا کی، (۳) ریاست کی، (۴) راحت کی، (۵) کلام کرنے کی، (۶) بلندی کی، اور (۷) مال و ثروت کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ یہ سات (بری) خصلتیں ہیں جو دنیا کی محبت میں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ اسی حقیقت کے پہچاننے کے بعد انبیاء اور علماء نے کہا ہے کہ دنیا کی محبت ہر خطا و برائی کی چوٹی ہے۔ اور دنیا دو قسم کی ہے ایک گزر اوقات کی دنیا (جو جائز ہے)۔ اور دوسری ملعون دنیا (جو ناجائز) ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب موسیٰ علیہ السلام کی مناجات میں ہے کہ (خدا نے فرمایا) دنیا سزا کا گھر ہے جس میں میں نے آدم علیہ السلام کو اس کی خطا کے بعد عقوبت کی۔ اور میں نے اسے ملعون قرار دیا ہے۔ اس میں جو کچھ ہے وہ سب ملعون ہے سوائے ان کے جو صرف میرے لئے

ہے اے موسیٰ! جو میرے نیکوکار بندے ہیں وہ اسی قدر دنیا میں بے رغبتی کرتے ہیں جس قدر ان کو (میری) معرفت ہے۔ اور عام اہل دنیا اس میں اسی قدر رغبت کرتے ہیں جس قدر ان کو (میری) جہالت ہے۔ (فرمایا) جو بھی اس کی تعظیم کرتا ہے۔ اس کی آنکھ کبھی اس سے ٹھنڈی نہیں ہوتی۔ اور جو اسے حقیر جانتا ہے وہ اس سے نفع حاصل کرتا ہے۔ (الاصول، عقاب الاعمال)

۴۔ جناب شیخ محمد بن علی بن عثمان کراجکیؒ کنز الفوائد میں فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ (کنز الفوائد)

۵۔ جناب حسین بن سعید (اہوازی) باسناد خود اسماعیل بن ابو زیاد سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام سے زہد کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: افسوس ہے تم پر! دنیا کے حرام سے دامن بچاؤ! (اسی کا نام زہد ہے)۔.......... (کتاب الزہد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۷۱ میں اور باب ۳۷ از امر بالمعروف میں اور باب ۴ از مقدماتِ نکاح میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۲

دنیا میں زہد (بے رغبتی) کرنا مستحب ہے اور اس کی حد کیا ہے؟

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہیثم بن واقد حریری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص دنیا میں زہد اختیار کرے خدا اس کے دل میں حکمت کو راسخ کر دیتا ہے۔ اور اس کی زبان کو اس سے گویا کرتا ہے۔ اور اسے دنیا کے عیبوں، اس کی بیماری اور دوا دارو پر مطلع کر دیتا ہے۔ اور اس کو سلامتی کے ساتھ دار السلام (جنت) کی طرف اٹھا لیتا ہے۔ اور حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے باسناد خود سیف، از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس روایت کی ابتداء میں یہ اضافہ بھی کیا ہے، فرمایا: جو شخص طلب معاش میں شرم نہ کرے اس کی کلفت کم ہو جاتی ہے، دل خوش ہو جاتا ہے اور اہل وعیال مرفہ الحال ہو جاتے ہیں اور جو دنیا میں زہد اختیار کرے......الخ......۔ (ثواب الاعمال)

۲۔ ابوحمزہ (ثمالی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے بڑھ کر کسی زاہد کا نام نہیں سنا سوائے حضرت امیر علیہ السلام کے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام زہد کے بارے میں کلام کرتے اور وعظ فرماتے تھے تو تمام حاضرین کو رُلا دیتے تھے۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک کتابچہ دیکھا ہے جس میں

زہد کے بارے میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا کلام درج تھا۔ چنانچہ میں نے اسے لکھ لیا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ تو امام علیہ السلام نے اسے پہچان کر صحیح قرار دیا۔ اور اس میں جو کچھ تھا وہ یہ تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدا ہماری اور تمہاری کفایت کرے ظالموں کے مکر و فریب سے، حاسدوں کے ظلم اور زیادتی سے اور جباروں اور سرکشوں کی دار و گیر سے۔ اے اہل ایمان! یہ طاغوت (حکام جور) اور ان کے پیروکار جو اس دنیا میں راغب ہیں تمہیں کسی آزمائش میں نہ ڈال دیں۔ تم اس سے ڈرو جس سے خدا نے تمہیں ڈرایا ہے۔ اور اس میں زہد و بے رغبتی اختیار کرو جس میں بے رغبتی کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور جو کچھ اس دنیا میں ہے اس میں اس شخص کی طرح جھکاؤ نہ کرو جو اسے دار القرار اور اپنا (اصلی) وطن جانتا ہے۔.......... (یہاں تک کہ فرمایا) اور اس کے شب و روز کے تصرفات اور اس کے حالات کے ادلنے بدلنے کو اور اس کے فتنہ کے ضرر و زیاں کے انجام کو نہیں پہچانتا مگر وہ شخص جسے خدا محفوظ رکھے۔ اور وہ رشد و ہدایت اور میانہ روی کے راستہ پر چلے۔ اور پھر اس سلسلہ میں زہد سے مدد حاصل کرے۔ پس مکرر غور و فکر کر۔ اور صبر و ضبط سے نصیحت حاصل کر۔ اور دنیا کی جلدی چمک دمک میں بے رغبتی کر۔ اور اس کی لذت سے کنارہ کشی کر۔ اور آخرت کی دائمی نعمتوں میں رغبت کر۔ اور اس کے (حصول) کے لئے سعی و کوشش کر۔ الحدیث۔ (الروضہ)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص آخرت کے ثواب میں راغب ہوتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ وہ دنیا کی رونق میں بے رغبتی کرتا ہے۔ آگاہ باشید کہ دنیا میں زاہد کی بے رغبتی کی وجہ سے اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی جو کچھ اس کے لئے تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور حریص کا دنیا کی رونق پر حرص اس کے (رزق) میں اضافہ نہیں کرتا۔ پس دراصل خسارے میں وہ ہے جو آخرت میں اپنے حصہ سے محروم ہو جائے۔ (الاصول)

۴۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو اخلاقِ عالیہ آخرت (کے حصول میں) سب سے زیادہ مدد و معاون ہیں ان میں سے ایک زہد ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حفص بن غیاث بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہر قسم کی خیر و خوبی ایک مکان کے اندر ہے (اور اسے تالا لگا ہوا ہے) اور اس کی کنجی دنیا میں زہد و بے رغبتی ہے۔ پھر فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک ایمان کا مٹھاس محسوس نہیں کر سکتا۔ جب تک اس سے بے پروا نہ ہو جائے کہ دنیا کون حاصل کر رہا ہے پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے دلوں پر اس وقت تک ایمان کی مٹھاس کی معرفت و لذت حرام ہے۔ جب

تک کہ وہ دنیا میں زاہد (بے رغبت) نہ ہوں۔ (ایضاً)

۶۔ علی بن ہاشم بن برید اپنے باپ (ہاشم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے زہد کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: (زہد) دس چیزوں (کے مجموعہ کا نام ہے)۔ زہد کا اعلیٰ درجہ ورع کا ادنیٰ درجہ ہے اور ورع کا اعلیٰ درجہ یقین کا ادنیٰ درجہ ہے، اور یقین کا اعلیٰ درجہ رضا کا ادنیٰ درجہ ہے۔ آگاہ باشید! کہ (سارے کا سارا) زہد قرآن مجید کی ایک آیت میں ہے: ﴿لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ﴾ (دنیا کا) جو کچھ فوت ہو جائے اس پر افسوس نہ کرو۔ اور اس کا جو کچھ آجائے اس پر خوشی نہ کرو۔ (الاصول، معانی الاخبار)

۷۔ سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہر وہ دل جس میں شک یا شرک ہو وہ (درجۂ اعتبار سے) ساقط ہے۔ اور (دنیا میں) زہد کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے دل آخرت کے لئے فارغ و یکسو ہو جائیں۔ (الاصول)

۸۔ عبداللہ بن قاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خدا کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو اسے دنیا میں زاہد، دین میں فقیہ اور دنیا کے عیبوں کی اسے بصیرت عطا فرماتا ہے اور جس کو یہ (تین) چیزیں مل جائیں اسے (گویا) دنیا و آخرت کی ہر خیر وخوبی مل گئی ہے۔ اور فرمایا: کسی نے حق کو زہد سے بہتر دروازہ سے طلب نہیں کیا اور یہ دروازہ دشمنانِ حق کے دروازہ کی ضد ہے۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! انہوں نے کس دروازہ سے اسے حاصل کیا ہے؟ فرمایا: دنیا میں رغبت کرکے! فرمایا: دنیا صرف چند روزہ ہے۔ اور جب تک تم دنیا میں زہد اختیار نہیں کرو گے تب تک ایمان کا مزہ نہیں چکھ سکو گے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب مومن (کا دل) دنیا سے خالی ہوتا ہے تو وہ بلند ہوتا ہے اور خدا کی محبت کی مٹھاس محسوس کرتا ہے۔ اس لئے وہ کسی اور سے مانوس نہیں ہوتا۔ نیز میں نے آپؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب دل صاف و شفاف ہو تو اس پر پوری زمین تنگ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بلندی پر پرواز کرتا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: خبردار! ان لوگوں سے بنو جو دنیا میں زہد و بے رغبتی اور آخرت میں رغبت کرتے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جو لوگ دنیا میں زاہد ہوتے ہیں وہ فرش زمین کو بچھونا، خاک کو بستر اور پانی کو اپنی خوشبو جانتے ہیں اور دنیا سے کنارہ کشی کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب حسین بن سعید (اہوازی) باسناد خود عمرو بن سعید بن ہلال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کئی کئی سالوں کے بعد آپؑ کی زیارت کرتا ہوں۔ اس لئے مجھے کوئی وصیت کریں تاکہ میں اس پر عمل کر سکوں! فرمایا: میں تمہیں تقوائے خداوندی، ورع (حرام سے بچنے) اور اجتہاد (واجبات پر عمل کرنے) کی وصیت کرتا ہوں۔ خبردار! جو (دنیا میں) تم سے اونچا ہے اس کی طرف مت دیکھنا، اور جو کچھ خداوند عالم نے اپنے رسولؐ سے فرمایا ہے وہ کافی ہے کہ ﴿لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (جو کچھ میں نے لوگوں کو دنیا کی چمک دمک عطا کی ہے آپ ادھر آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں)۔ اور فرماتا ہے: ﴿فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ﴾ (اور ان لوگوں کے مال اور ان کی اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالے)۔ اور اگر اس بات سے خوفزدہ ہو تو پیغمبر اسلامؐ کی زندگی پر نظر کرو کہ جن کی قوت (لایموت) جو تھے اور جن کا میٹھا کھجور تھی۔ اور جن کا ایندھن کھجور کی شاخیں تھیں۔ اور اگر تمہیں اپنی ذات، یا اولاد یا مال میں کوئی مصیبت پہنچے۔ تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصیبت کو یاد کرو کیونکہ اس جیسی مصیبت میں لوگ کبھی مبتلا نہیں ہوئے۔ (کتاب الزہد)

• مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع کے متعلق بہت سی حدیثیں جناب حسین بن سعید نے کتاب الزہد میں، جناب شیخ ورّام بن ابی فراس نے اپنے مجموعہ میں، جناب طبرسی نے مکارم الاخلاق میں، جناب فتال نیشاپوری نے روضۃ الواعظین میں، جناب دیلمی نے ارشاد القلوب میں اور جناب رضیؒ نے نہج البلاغہ میں درج کی ہیں۔ جنہیں ہم نے طوالت کے خوف سے یہاں ذکر نہیں کیا۔

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالطفیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امیرؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ دنیا میں زہد (تین چیزوں کا نام ہے) (۱) امید مختصر کرنا۔ (۲) ہر نعمت کا شکریہ ادا کرنا۔ (۳) خدا کی حرام کردہ چیزوں سے بچنا۔ (معانی الاخبار)

۱۱۔ اسماعیل بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زہد، مال ضائع کرنے، حلال خداوندی کو حرام بنانے کا نام نہیں ہے، بلکہ زہد اس چیز کا نام ہے کہ جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اس پر تمہارا بھروسہ اس سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے جو کچھ خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ حفص بن غیاث بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو ایک قبر کے پاس فرما رہے تھے وہ چیز (دنیا) کی آخر یہ ہے وہ اس قابل ہے کہ اس کے اول میں زہد و بے رغبتی کی جائے۔ اور جس (آخرت) کی اول یہ (قبر) ہے۔ وہ اس لائق ہے کہ اس کے آخر سے ڈرا جائے۔ (ایضاً)

۱۴۔ احمد بن الحسن الحسینی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ زاہد کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: جو حلال دنیا کو خوفِ حساب کی وجہ سے اور حرام دنیا کو خوفِ عقاب کی وجہ سے ترک کر دے۔

(عیون الاخبار، الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ از مقدمۃ العبادات، باب ۲۳ از احتضار، اور یہاں باب ۴ و ۱۵ و ۲۰ و ۲۱ و ۵۱ و ۶۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۳

زائد از ضرورت دنیا کو ترک کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود قاسم بن یحیٰی سے اور وہ اپنے دادا حسن بن راشد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے دنیا سے کیا سروکار ہے؟ میری مثال اس سوار جیسی ہے جو گرمیوں کے مہینہ میں سفر کر رہا ہو۔ اور اثناءِ سفر میں کوئی درخت نمودار ہو جس کے نیچے وہ قیلولہ کرے اور کچھ دیر کے بعد اسے وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہو جائے۔

(الاصول)

۲۔ ابن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا کے طلب کرنے میں آخرت کا نقصان ہے۔ اور آخرت کے طلب کرنے میں دنیا کا زیاں ہے۔ پس تم دنیا کو ضرر و زیاں پہنچاؤ کہ وہ نقصان پہنچانے کی زیادہ مستحق ہے۔ (ایضاً)

۳۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ دنیا کی مثال اس سانپ جیسی ہے کہ جس کا ظاہر بڑا نرم ہوتا ہے مگر اس کے اندر وہ زہر قاتل ہوتا ہے کہ جس سے ایک عاقل ڈرتا ہے اور جاہل بچہ اس کی طرف جھکتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! دنیا مومن

کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔ یا علیؑ! خدا نے دنیا کو وحی کی ہے جو میری خدمت کرے تو اس کی خدمت کر۔ اور جو تیری خدمت کرے تو اسے تھکا۔ یا علیؑ! اگر دنیا کی قدر خدا کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کافر کو پانی کا ایک گھونٹ نہ پلاتا۔ یا علیؑ! قیامت کے دن اولین اور آخرین میں سے کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جو یہ تمنا نہیں کرے گا کہ اسے دنیا صرف بقدر ضرورت ہی عطا کی جاتی۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ (روزی) جو قلیل ہو اور بقدر کفایت ہو۔ وہ بہتر ہے اس (روزی) سے جو کثیر ہو۔ مگر غافل کر دے۔ (ایضاً)

٦۔ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے محمد بن الحنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: قوت لا یموت پر راضی رہنے سے بہتر فقر و فاقہ کو دور کرنے والا کوئی مال نہیں ہے اور جو شخص بقدر ضرورت مال پر اکتفا کرے پس اس نے راحت کا انتظام کر لیا اور سکون کو مہیا کر لیا۔ اور حرص و آز آدمی کو گناہوں میں گھسنے کی دعوت دیتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ ابو الدرداءؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ اس کا جسم صحیح و سالم ہو، اس پر کوئی پابندی اور تنگی نہ ہو۔ اور اس کے پاس اس دن کی روزی موجود ہو۔ تو گویا اس کے لئے دنیا منتخب کی گئی ہے۔ اے فرزند خشعم! تیرے لئے اس قدر دنیا کافی ہے کہ جو تمہاری بھوک کو بند کر سکے، تمہاری شرمگاہ کو ڈھانپ سکے۔ اور اگر سر چھپانے کے لئے مکان بھی ہو۔ تو ماشاء اللہ اور اگر کوئی سواری بھی ہو تو پھر تو واہ وا۔ ورنہ روٹی اور مٹکے کا پانی کافی ہے۔ اور جو کچھ اس سے زیادہ ہے وہ یا حساب ہے (اگر حلال ہے) اور یا عذاب ہے (اگر حرام ہے)۔ (الامالی، الخصال)

۸۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، فرمایا: اے فرزند آدمؑ! اپنی ضرورت سے زیادہ جو کچھ تو کماتا ہے اس میں تو غیروں (وارثوں) کے لئے خزینہ دار ہے۔ (نہج البلاغہ)

۹۔ نیز فرمایا: جو بقدر ضرورت پر اکتفا کرے وہ اس کے لئے کافی ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز فرمایا: مکمل زہد قرآن کے دو کلموں کے درمیان موجود ہے ﴿لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ﴾ پس جو تلف ہونے والے (مال) پر افسوس نہ کرے اور آنے والے (مال) پر خوش نہ ہو تو اس نے زہد کو دونوں طرفوں سے مکمل کر لیا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۷ از مقدمۃ العبادات و باب ۱۹ از احتضار اور یہاں باب ۴ و ۶۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ٦۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۴

دنیا پر حرص کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یحییٰ بن عقبہ ازدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا کے حریص کی مثال ریشم کے کیڑے جیسی ہے وہ جس قدر اپنے اوپر (ریشم) لپیٹتا جاتا ہے اتنا ہی اس کے لئے اس سے نکلنا مشکل سے مشکل تر ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ غم وغصہ سے گھٹ کر مر جاتا ہے۔ پھر خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: سب سے بڑی تونگری یہ ہے کہ آدمی حرص کا اسیر نہ ہو۔ فرمایا: اپنے دلوں کو ضائع شدہ چیزوں (کے رنج) میں مشغول نہ کرو۔ ورنہ ایسا کرکے تم اپنے ذہنوں کو ان (پیش آنے والے) حالات کے لئے آمادہ نہیں کرسکو گے جو تا حال واقع نہیں ہوئے۔ (الاصول)

۲۔ زرارہ اور محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے زیادہ اس وقت کوئی بندہ خدا سے دور ہوتا ہے جب اس کا بڑا مقصد شکم اور شرمگاہ ہو۔ (ایضاً)

۳۔ حفص بن فرط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کی دنیا سے چنگل زنی زیادہ ہوگی تو اس کے لئے اسی قدر اس کی جدائی شاق ہوگی۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حریص آدمی دو خصلتوں سے محروم کیا گیا ہے جس کی وجہ سے اسے دو خصلتیں لازم ہوگئیں وہ قناعت سے محروم ہوگیا۔ پس اس نے راحت کو گم کیا۔ وہ (خدا کی تقسیم پر) راضی ہونے سے محروم ہوگیا۔ پس اس نے یقین کو گم کردیا۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ از مقدمۃ العبادات، باب ۲۳ از احتضار، باب ۳۱ از دعا۔ اور یہاں باب ۴۸ اور باب ۵۵ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۶۵ و ۷۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۵

مال اور بلند مرتبگی کی محبت مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن بشیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ وہ دو بھیڑیے ان بھیڑوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جن کا کوئی چرواہا نہ ہو۔ جتنا مال اور بلند مرتبگی کی محبت ایک مسلمان کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔ (الاصول)

۲۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شیطان ہر طریقہ سے فرزند آدمؑ کو ورغلانے کی کوشش کرتا ہے اور جب ہر طرف سے تھک جائے تو مال کے ذریعہ سے اس پر تسلط حاصل کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حارث اعور حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: درہم و دینار نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا اور یہی تم کو بھی ہلاک و برباد کرنے والے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از ذکر اور یہاں باب ۱۴ و ۴۹ اور باب ۵۰ اور ۶۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ از مقدمات نکاح میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۶

تنگ دلی اور سستی مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن ابوخلف سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اپنے بعض بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: خبردار! تنگ دلی اور سستی نہ کرنا۔ کہ یہ دونوں تمہیں دنیا و آخرت میں تمہارے حصہ سے باز رکھیں گی۔ (الفقیہ)

(نوٹ) سرائر کی اس روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ خبردار! مزاح نہ کرنا کہ وہ تمہارے نور ایمان اور مروت کو لے جائے گا اور خبردار دل تنگی نہ کرنا۔ الخ۔

۲۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! مزاح نہ کرنا۔ ورنہ تمہاری رونق چلی جائے گی، جھوٹ نہ بولنا ورنہ تمہارا نور رخصت ہو جائے گا۔ اور خبردار! دو خصلتوں سے بچنا ایک دل تنگی سے، دوسری سستی سے، کیونکہ اگر تم

دل تنگ ہوئے تو حق پر صبر نہیں کر سکو گے اور اگر سستی کی تو حق ادا نہیں کر سکو گے۔ یا علیؑ! جس پر دل تنگی غالب آ جائے تو اس سے راحت و آرام رخصت ہو جاتے ہیں۔ (الفقیہ)

۳۔ عمر بن علیؑ اپنے والد حضرت علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صابر کی تین علامتیں ہیں: (۱) وہ سُستی نہیں کرتا۔ (۲) وہ دل تنگ نہیں ہوتا۔ (۳) اور وہ اپنے پروردگار کی کبھی شکایت نہیں کرتا۔ کیونکہ جو سُستی کرے گا تو وہ حقوق کو ضائع کرے گا اور جو دل تنگ ہوگا تو وہ شکر ادا نہیں کر سکے گا۔ اور جب خدا کا شکوہ کرے گا تو وہ اس کا نافرمان قرار پائے گا۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب التجارہ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۷

طمع اور لالچ مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن حسان سے اور وہ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بندۂ مومن کے لئے کس قدر یہ بات قبیح ہے کہ اس کی کوئی ایسی رغبت و خواہش ہو جو اسے ذلیل و رسوا کر دے۔ (الاصول)

۲۔ ابن خالد اپنے باپ سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: برا ہے وہ بندہ جسے طمع کھینچ کر (کسی غلط جگہ پر) لے جائے۔ اور برا ہے وہ بندہ جس کی رغبت اسے ذلیل کرے! (ایضاً)

۳۔ زہری حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے دیکھا ہے کہ ہر قسم کی خیر و خوبی اس میں موجود ہے کہ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس میں طمع نہ کیا جائے۔ (ایضاً)

۴۔ سعدان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ کیا چیز ہے جو بندہ میں ایمان کو راسخ کرتی ہے؟ فرمایا: ورع و تقویٰ۔ عرض کیا: وہ کیا ہے جو بندہ کو ایمان سے خارج کرتی ہے؟ فرمایا: طمع۔ (ایضاً، کذا عن علی علیہ السلام کما فی الآمالی)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: جب چاہو کہ دنیا و آخرت کی خیر و خوبی کو یکجا کرو! تو اس سے طمع قطع کر لو جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عقلوں کے پچھاڑنے والے مقامات

اکثر ملعون دنیا کی چمک دمک کے نیچے ہیں۔ (نہج البلاغہ)

۷۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار خالد (بن زید یعنی ابوایوب انصاری) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کچھ وصیت کریں اور کریں بھی مختصر تا کہ میں اسے یاد رکھ سکوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں پانچ چیزوں کی وصیت کرتا ہوں (۱) جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے مایوس ہو جا۔ کیونکہ یہ بے نیازی وہ تونگری ہے جو حاضر ہے۔ (۲) خبردار! طمع نہ کرنا۔ کیونکہ وہ فقر حاضر ہے۔ (۳) ہر نماز کو اس طرح پڑھ کہ گویا یہ الوداعی (یعنی آخری) نماز ہے۔ (۴) خبردار! کوئی ایسا کام نہ کر جس سے معذرت کرنی پڑے۔ (۵) اور اپنے (دینی) بھائی کے لئے وہ کچھ پسند کر جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۹ از ملابس، باب ۳۶ از صدقہ اور یہاں باب ۴ و ۴۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۱ از نکاح محرم میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۸

احمقانہ روش و رفتار مکروہ ہے۔ اور بے وقوفی کا مظاہرہ مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی لیلیٰ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے لئے بے وقوفی تقسیم کر دی جائے اس سے ایمان چھپا دیا جاتا ہے۔ (الاصول، الآمالی للصدوقؒ)

۲۔ جابر (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر بے وقوفی کوئی دیکھی جانے والی چیز ہوتی تو اس سے زیادہ بدصورت کوئی مخلوق نہ ہوتی۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ و ۲۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹۱ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۹

بدخُلقی حرام ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بدخلقی اس طرح عمل کو خراب کر دیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا نے بدخلق آدمی کی توبہ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے! عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ایسا کیوں ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ وہ جب ایک گناہ سے توبہ کرتا ہے تو اس کے بعد (بدخلقی کی وجہ سے) اس سے بڑے گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے (یعنی وہ توبہ پر قائم نہیں رہ سکتا)۔ (ایضاً، کذا فی الفقیہ عن النبیؐ فی وصیۃ علیؑ)

۳۔ سیف بن عمیرہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بدخلقی ایمان کو اس طرح خراب کرتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ اسحاق بن غالب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس کا خلق برا ہوتا ہے وہ اپنی جان کو عذاب میں ڈالتا ہے۔ (ایضاً کذا فی الآمالی للصدوقؒ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر حسن خلق کا اختیار کرنا لازم ہے کیونکہ حسن خلق ضرور جنت میں جائے گا۔ اور خبردار! بدخلقی سے اجتناب کرنا کیونکہ بدخلقی ضرور دوزخ میں جائے گی۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۹ از ملابس، اور باب ۱۰۴ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۳۶ و ۱۳۷ از احکام عشرت اور یہاں باب ۴ و ۱۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۶ اور باب ۴۱ از امر بالمعروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۰

سفاہت یعنی بردباری اور خرد سے محرومی اور آدمی کا اس طرح (شریر) ہونا کہ اس کے شر سے ڈرا جائے حرام ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان شخصوں کے بارے میں جو ایک دوسرے کو گالم گلوچ کر رہے تھے، فرمایا: ان میں سے پہل کرنے والا بڑا ظالم ہے اور اس کا اور اس کے ساتھی کا وزر و وبال اسی کی گردن پر ہے۔ بشرطیکہ (دوسرا) مظلوم حد سے تجاوز نہ کرے۔ (الاصول)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بے وقوفی نہ کیا کرو کیونکہ جو تمہارے امام ہیں وہ بے وقوف نہیں ہیں! پھر فرمایا: جو شخص کسی بے وقوف کی بیوقوفی کا جواب بے وقوفی سے دے تو گویا وہ اس بات پر راضی ہو گیا ہے کہ جو سلوک اس سے کیا گیا ہے وہ خود دوسرے سے وہی سلوک کرے کیونکہ وہ اس کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ احمد بن محمد برقی ''بعض اصحاب'' سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیرؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک عالم کے دل میں بے وقوفی اور دھوکہ دہی نہیں ہوتی۔ (ایضاً)

۴۔ فضل بن ابوقرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حماقت وہ کمینہ خلق ہے جو اپنے ماتحت پر زیادتی کرتا ہے اور اپنے سے مافوق سے فروتنی کرتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا کے بندوں میں سے بدترین خلائق وہ ہے جس کی فحش کلامی کی وجہ سے اس کی ہمنشینی کو ناپسند کیا جائے۔ (ایضاً)

۶۔ عیص بن قاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمام مخلوقِ خدا سے مبغوض ترین شخص وہ ہے جس کی زبان (کے شر) سے لوگ ڈریں۔ (ایضاً)

۷۔ جابر بن عبداللہ (انصاریؓ) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیامت کے دن بدترین خلائق وہ لوگ سمجھے جائیں گے جن کے شر و ضرر سے ڈر کر لوگ ان کا اکرام کریں گے۔ (ایضاً)

۸۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کی زبان سے لوگ ڈریں وہ جہنم میں جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ و ۲۶ و ۴۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۱ و ۷۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۱

فحش گوئی حرام ہے۔ اور اس سے زبان کی حفاظت کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی آدمی (کی ولادت) میں شیطان کی یقینی شرکت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ ایسا بدکلام ہو کہ وہ اس کی کوئی پروا نہ کرے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے بارے میں کہا کیا جاتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ حسن صیقل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بدکلامی، بدزبانی اور زبان درازی نفاق میں سے ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند عالم بدکلام، بدزبان اور جھگڑالو سائل کو دشمن جانتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ احمد بن محمد اپنے بعض آدمیوں سے اور وہ (امام معصوم سے) روایت کرتے ہیں فرمایا: جو اپنے مسلمان بھائی سے بدکلامی کرے خدا اس کے رزق سے برکت اٹھا لیتا ہے اور اسے اس کے نفس کے سپرد کر دیتا ہے اور اس کی معیشت کو تباہ کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار جب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے سماعہ! یہ تمہارے اور تمہارے شتربان کے درمیان کیا (بدکلامی) ہو رہی تھی؟ خبردار! بدزبان، یا شور مچانے والا یا لعنت کرنے والا (جو بات بات پر دوسرے پر لعنت کرے) نہ بننا۔ میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! اس شتربان نے مجھ پر ظلم کیا تھا! فرمایا: اگر اس نے تجھ پر ظلم کیا تھا تو پھر تو تجھے اس پر بالادستی حاصل تھی! سنو یہ (بدکلامی) میرے افعال میں سے نہیں ہے۔ اور نہ ہی میں اپنے شیعوں کو اس کا حکم دیتا ہوں۔ اپنے پروردگار سے طلب مغفرت کر اور پھر ایسا نہ کرنا۔ میں نے کہا: ﴿استغفر اللہ ولا اعود﴾ (میں خدا سے اس کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور پھر ایسا نہیں کروں گا)۔ (ایضاً)

۶۔ جناب حسین بن سعید اہوازی باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا اس بندہ سے محبت کرتا ہے جو لوگوں سے پیار و محبت کرنے والا، حلیم و بردبار، مالدار اور پاکدامن ہو۔ آگاہ باشید کہ خدا اس بندہ کو دشمن سمجھتا ہے جو بدکلام، بدزبان اور جھگڑالو سائل ہو۔ (کتاب الزہد)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! بہترین جہاد یہ ہے کہ آدمی اس حالت میں صبح کرے کہ کسی پر ظلم کرنے کا کوئی ارادہ نہ رکھتا ہو۔ یا علیؑ! جس شخص کی زبان سے لوگ ڈریں وہ جہنمی ہے۔ یا علیؑ! جس شخص کی بدزبانی اور اس کے شر سے ڈر کر لوگ اس کا اکرام کریں وہ بدترین خلائق ہے۔ یا علیؑ! بدترین خلائق ہے وہ بندہ جو اپنی دنیا کے عوض اپنی آخرت فروخت کر دے اور اس سے بھی بدتر وہ ہے جو کسی کی دنیا سنوارنے کی خاطر اپنی آخرت فروخت کر دے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں یہاں (باب ۳ و ۴ و ۲۶ و ۴۹ اور ۷۰ میں) اور باب العشرت (باب ۱۲۶ اور اس سے پہلے باب ۵ از مما یجب فیہ الزکاۃ، باب ۳۱ از صدقہ، باب ۱۱ از آداب صائم میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۲ و ۷۳ و ۷۶ و ۹۷ از باب ۴۱ از امر بالمعروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۲

فحش بکنا اور جو کچھ جی میں آئے اس کے کہنے کی پروانہ کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو کہ جو اس بات کی پروا نہ کرتا ہو کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے بارے میں (دوسرے کیا) کہتے ہیں تو وہ شرک شیطان ہے۔ (الاصول)

۲۔ سُلیم بن قیس حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے جنت کو ہر اس شخص پر حرام قرار دے دیا ہے جو بدکلام، بدزبان اور بے حیاء ہو۔ جو اس کی پروانہ کرے کہ وہ (دوسروں کے بارے میں) کیا کہتا ہے اور دوسرے اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ فرمایا: اگر تم اس کی تفتیش کرو گے تو اسے کسی بدکار ماں کا بیٹا یا شرک شیطان کا نتیجہ پاؤ گے! عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! کیا لوگوں میں کچھ شرک شیطان بھی ہیں؟ فرمایا: کیا تم خدا کا یہ ارشاد نہیں پڑھتے؟ ﴿وَ شَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَ الْأَوْلَادِ﴾ (اے شیطان! تو لوگوں کے مال اور ان کی اولاد میں شرکت کر)۔ (ایضاً، کذا فی کتاب الزہد)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! خداوند عالم نے جنت حرام قرار دی ہے۔ ہر ایسے بدکلام، بدزبان پر جو اس کی پروا نہ کرے کہ وہ کہتا کیا ہے اور اسے کیا کہا جاتا ہے۔ یا علیؑ! مبارکبادی ہے اس شخص کے لئے جس کی عمر لمبی ہو اور اس کا عمل عمدہ ہو۔ (الفقیہ)

۴۔ جناب حسین بن سعید (اہوازی) باسناد خود ابو عبیدہ حذاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیاء ایمان میں سے ہے اور ایمان جنت میں ہوگا۔ اور بدزبانی جور و جفا میں سے ہے اور جفا جہنم میں جائے گی۔ (کتاب الزہد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۹ و ۲۰ و ۲۶ و ۴۱، ۴۹ اور ۵۹ اور باب ۷۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۱ از امر بالمعروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۳

بغیر (علم و) اطلاع کسی پر زنا کی تہمت لگانا حتیٰ کہ کسی مشرک پر بھی حرام ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن نعمان جعفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک دوست تھا جو کبھی آپ علیہ السلام سے علیحدہ نہیں ہوتا تھا۔ (یہاں تک کہ کہا) اس نے ایک دن اپنے غلام سے کہا: اے زانیہ کے بیٹے! تو کہاں تھا؟ یہ سن کر امام علیہ السلام نے اپنا ہاتھ ماتھے پر مارا اور فرمایا: سبحان اللہ! کیا تو اس کی ماں پر زنا کی تہمت لگاتا ہے؟ میں تو خیال کرتا تھا کہ تیرے اندر ورع و تقویٰ ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ تیرے اندر ورع نہیں ہے۔ اس شخص نے عرض کیا: اس کی ماں سندیہ اور مشرکہ ہے۔ (یعنی اس کا کوئی نکاح نہیں ہے)؟ فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہر قوم و ملت کا ایک نکاح ہوتا ہے۔ مجھ سے دور ہو جا۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد میں نے اس شخص کو زندگی بھر امام علیہ السلام کے ہمراہ چلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (الاصول)

۲۔ دوسری روایت میں یوں وارد ہے، فرمایا: ہر امت کے لئے ایک نکاح ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ زنا سے بچتے ہیں۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص جاہلیت عرب کی وجہ سے افترا پردازی کرتا ہے؟ فرمایا: اس پر حد جاری کی جائے گی! میں نے عرض کیا: کیا اس پر حد جاری کی جائے گی؟ فرمایا: ہاں! کیونکہ یہ

بات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جا پہنچتی ہے (آخر وہ بھی تو عرب تھے)۔ (علل الشرائع)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ کچھ حدیثیں اس کے بعد تقیہ اور حدود کے باب (نمبر ۸۳ از نکاح عبید، اور باب ۱۱ از حد قذف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۷

لوگوں پر ظلم وتعدی اور دراز دستی کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن رئاب اور ابوایوب سرّاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ایہا الناس! ظلم وتعدی کرنے اور دراز دستی کرنے والے کو جہنم کی طرف کھینچ کر لے جایا جاتا ہے۔ فرمایا: سب سے پہلا شخص جس نے حد سے زیادتی کی۔ وہ عناق بنت آدم تھی اور پہلا مقتول جسے خدا نے قتل کیا وہ بھی عناق تھی۔ اس کی صرف نشست گاہ ایک جریب + جریب تھی۔ اور اس کی بیس انگلیاں تھیں اور ہر انگلی میں منجلیق کی مانند دو ناخن تھے۔ خدا نے اس پر ہاتھی کی مانند ایک شیر کو اور اونٹ کی مانند ایک بھیڑیے کو اور خچر کی مانند ایک گدھ کو مسلط کیا۔ (جس سے وہ ہلاک ہوگئی)۔ اور خدا نے جابروں کو ان کے بہترین حالات میں ہلاک و برباد کر دیا۔ (الاصول، نہج البلاغہ)

۲۔ مسمع ابوسیار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے میری طرف لکھا: دیکھ خبردار! کبھی بغاوت کا کلمہ زبان سے نہ نکالنا۔ اگرچہ تمہارا نفس اور تمہارا قبیلہ تمہیں عُجب وفخر میں ڈالے۔ (ایضاً)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ابلیس اپنے لشکریوں کو کہتا ہے کہ لوگوں کے درمیان حسد اور بغاوت ڈالو کیونکہ یہ دونوں چیزیں خدا کے نزدیک شرک کے برابر ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ ابن قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس برائی کی بہت جلد سزا ملتی ہے وہ بغاوت ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس خیر وخوبی کا ثواب بہت جلد ملتا ہے وہ (لوگوں سے) بھلائی کرنا ہے۔ اور جس برائی کا عقاب بہت جلد ملتا ہے وہ لوگوں پر ظلم وزیادتی ہے (فرمایا) کسی مرد کے عیب دار ہونے کے لئے صرف یہ بات کافی ہے کہ وہ لوگوں کے وہ عیب دیکھے جو خود اس کے اندر موجود ہیں مگر ان سے آنکھیں بند رکھے، یا وہ لوگوں پر ان خامیوں کی وجہ سے طعن وتشنیع کرے جن کو وہ خود ترک نہیں کرسکتا۔ یا اپنے ہمنشین کو لایعنی باتوں سے اذیت پہنچائے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: خبردار! ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی نہ کرنا۔ کیونکہ یہ نیکوکاروں کی خصلتوں میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ جو شخص کسی پر زیادتی کرتا ہے خدا اسے اس کی ذات کے حوالے کر دیتا ہے اور اس کی نصرت اس شخص کے شامل حال ہوتی ہے جس پر زیادتی کی جائے۔ اور جس کی خدا نصرت کرتا ہے وہ غالب ہوتا ہے اور خدا کی طرف سے اسے ظفرمندی نصیب ہوتی ہے۔ (الروضہ)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! چار چیزیں ایسی ہیں جن کی سزا آدمی کو بہت جلد مل جاتی ہے: (۱) وہ شخص جس سے تم بھلائی کرو مگر وہ بھلائی کا بدلہ برائی سے دے۔ (۲) وہ شخص جس پر تم کوئی زیادتی نہ کرو مگر وہ (بلاوجہ) تم پر زیادتی کرے۔ (۳) وہ شخص جس سے تم وعدہ وفائی کرو مگر وہ بدعہدی کرے۔ (۴) وہ شخص جو اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے مگر وہ اس سے قطع رحمی کریں۔ (الفقیہ)

۸۔ حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عین الفاظ میں سے یہ الفاظ ہیں: اگر کوئی پہاڑ بھی کسی پہاڑ پر زیادتی کرے تو خدا اسے بھی ریزہ ریزہ کر دے گا اور جس گناہ کی بہت جلد سزا ملتی ہے وہ زیادتی ہے اور جس نیکی کی جزا بہت جلد ملتی ہے وہ بھلائی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۹ اور اس سے پہلے باب ۱۹ از احکام عشرت اور باب ۳۱ از جہاد عدو میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ و ۴۱ از امر بالمعروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۵
فخر و مباہات کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس متکبر مزاج، فخر و مباہات کرنے والے پر تعجب ہے کہ جو کل ایک نطفۂ گندیدہ تھا اور کل مردار بن جائے گا۔ (الاصول)۔ (اور ان کے درمیان وہ یہ نہیں جانتا کہ اس سے کیا سلوک کیا جائے گا)۔ (ایضاً)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ حسب (ذاتی روش ورفتار) کی آفت فخر ومباہات کرنا اور اترانا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ اس سلسلۂ سند سے مروی ہے، فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہؐ! میں فلاں بن فلاں بن فلاں بن فلاں (حتیٰ کہ اپنے نو بزرگوں کا نام لے کر کہا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تو ان میں سے دسواں جہنم میں جانے والا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! حسب کی آفت فخر ومباہات ہے۔ پھر فرمایا: یا علیؑ! خداوند عالم نے اسلام کی وجہ سے جاہلیت کے کبر ونخوت کو اور آباء و اجداد پر فخر ومباہات کرنے کو دور کر دیا ہے۔ خبردار! تمام لوگ جناب آدم علیہ السلام سے ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے ہیں اور خدا کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مکرم ومحترم وہ ہے جو سب سے بڑا متقی وپرہیزگار ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ اسماعیل بن ذبیان مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو شخصوں نے حضرت امیر علیہ السلام کے روبرو (اپنے بزرگوں پر) باہمی فخر ومباہات کیا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم ان جسموں پر فخر کرتے ہو جو بوسیدہ ہوگئے۔ اور ان روحوں پر ناز کرتے ہو جو جہنم میں ہیں۔ اگر تمہارے پاس عقل ہوتی تو یہ (عقل) تمہارا اخلق وشرف ہوتا۔ اور اگر تمہارے پاس تقویٰ ہوتا تو یہ تمہاری عزت ہوتی۔ ورنہ گدھا تم سے بہتر ہے لیکن تم کسی سے بہتر نہیں ہو۔ (علل الشرائع)

۶۔ حسین بن مختار مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص فخر ومباہات کے لئے کسی چیز کو (شمار) کرے بروزِ قیامت خدا اسے سیاہ رنگ میں محشور کرے گا۔ (عقاب الاعمال)

۷۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: فرزند آدم کجا اور فخر کرنا کجا؟ جس کی ابتداء نطفہ ہے اور انتہا مردار ہے! اپنے آپ کو رزق دے نہیں سکتا اور اپنی موت کو ٹال نہیں سکتا۔ (پھر ایسے عاجز و ناتواں کو تکبر سے کیا واسطہ؟)۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱۰ از احکام عشرت اور یہاں باب ۴۹ و ۵۵ و ۵۹ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷۶

قساوت قلبی (سخت دلی) حرام ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ دو لمّیں (سختیاں) ہیں: ایک شیطانی ہے اور دوسری ملکوتی۔ چنانچہ ملکوتی لمہ تو رقیق القلبی اور فہم و فراست ہے اور لمۂ شیطانی سہو و نسیان اور قساوت قلبی ہے۔ (الاصول)

۲۔ اسماعیل بن دبیس بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خدا کسی بندہ کو اصل خلقت میں کافر خلق کرتا ہے تو وہ اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اسے شر سے محبت نہیں ہوتی لہٰذا وہ اس کے قریب جاتا ہے (اس کا ارتکاب کرتا ہے) جس کی وجہ سے وہ کبر و نخوت اور جیریہ میں مبتلا ہو جاتا ہے جس سے اس کا دل سخت، خلق برا اور اس کا چہرہ بے رونق ہو جاتا ہے اور اس کی بدکلامی ظاہر ہو جاتی ہے اور حیا کم ہو جاتی ہے۔ اور خدا اس کی پردہ دری کر دیتا ہے۔ اور محرمات کا ارتکاب کرتا ہے اور اس سے باز نہیں آتا۔ الحدیث۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن عیسیٰ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ منجملہ ان مناجاتوں کے جو خدا نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے کیں۔ ایک یہ تھی، فرمایا: اے موسیٰ! دنیا میں اپنی امید لمبی نہ کر۔ ورنہ تمہارا دل سخت ہو جائے گا۔ اور سخت دل آدمی مجھ سے دور ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! چار صفتیں شقاوت و بدبختی کی علامت ہیں: (۱) آنکھوں کا خشک ہونا۔ (۲) دل کا سخت ہونا۔ (۳) لمبی امیدیں کرنا۔ (۴) باقی رہنے (زندہ رہنے) کی محبت۔ (الفقیہ، الخصال)

۵۔ اصبغ بن نباتہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آنکھیں خشک نہیں ہوتیں، مگر سخت دلی کی وجہ سے اور دل سخت نہیں ہوتا مگر گناہوں کی زیادتی سے۔ (علل الشرائع)

۶۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چند چیزیں شقاوت و بدبختی میں سے ہیں: (۱) آنکھوں کی

خشکی، (۲) دل کی سختی۔ (۳) طلب دنیا میں سخت حرص۔ (۴) گناہ پر اصرار۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۹ از ملابس، باب ۱۱۹ و ۱۲۰ از احکام عشرت اور یہاں باب ۴۹ اور باب ۴۱ از امر بالمعروف میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷۷

(لوگوں پر) ظلم و ستم کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ولید بن صبیح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی ظلم اس ظلم سے زیادہ سخت نہیں ہے کہ جب مظلوم خدا کے سوا اپنا کوئی مددگار نہیں پاتا۔ (الاصول)

۲۔ معاویہ بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ظلم کرنے سے ڈرو کہ وہ قیامت کے دن ظلمات (تاریکیوں) کا باعث ہوگا۔

(ایضاً وعقاب الاعمال)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی (کسی پر) ظلم کیا جائے تو خدا اس کا آدمی کی جان و مال سے ضرور مؤاخذہ کرتا ہے ہاں البتہ وہ ظلم جو بندہ اور خدا کے درمیان ہو (یعنی ظلم علی النفس) اس سے بندہ جب توبہ کرے تو خدا اسے بخش دیتا ہے۔ (الاصول)

۴۔ غالب بن محمد بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد ایزدی ﴿اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ (تمہارا پروردگار گھات میں ہے) کی تفسیر میں فرمایا: صراط کے اوپر ایک ایسا پل ہے جس سے کوئی بندہ کسی کا مظلمہ[۱] لے کر نہیں گزر سکے گا۔ (ایضاً)

۵۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (میرے والد ماجد) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے سینہ سے لگایا اور فرمایا: بیٹا! میں تمہیں وہی وصیت کرتا ہوں جو مجھے میرے والد ماجد علیہ السلام نے اپنی شہادت کے وقت کی تھی کہ خبردار! اس بندہ پر کبھی ظلم نہ کرنا جس کا مددگار پروردگار کے سوا اور کوئی نہ ہو۔ (الاصول، الآمالی للصدوق")

۶۔ حفص بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص قصاص سے ڈرتا ہے وہ لوگوں پر ظلم کرنے سے رکتا ہے۔ (الاصول، عقاب الاعمال)

---

[۱] ظلم سے لی ہوئی چیز۔ (المنجد)

۷۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ کسی پر ظلم وستم کرنے کا کوئی ارادہ نہ رکھتا ہو تو خدا اس کے اس دن کے تمام گناہ بخش دے گا جب تک کوئی خونِ ناحق نہ بہائے یا یتیم کا مال حرام نہ کھائے۔ (الاصول)

۸۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص کسی پر ظلم کر کے ظفریاب ہو وہ کسی خیر وخوبی سے فتحیاب نہیں ہوا۔ اور مظلوم جس قدر ظالم کے دین سے لیتا ہے وہ اس مال دنیا سے زیادہ ہے جو ظالم نے اس کا لیا ہے۔ پھر فرمایا: جو شخص لوگوں کے ساتھ برائی کرتا ہے تو اگر اس سے برائی کی جائے تو وہ اسے انوکھا نہ سمجھے۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم کہ میں اس مظلوم کی (بددعا) کبھی قبول نہیں کرتا جو کسی کے ظلم کا نشانہ بنے جبکہ اسی قسم کا ظلم اس نے کسی پر کیا ہو۔ (عقاب الاعمال)

۱۰۔ محمد بن عبداللہ ارقط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی بندہ پر ظلم کرنے کا ارتکاب کرے تو خدا کسی شخص کو بھیجتا ہے جو اس پر یا اس کی اولاد پر یا اس کی نسل پر اسی قسم کا ظلم کرتا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بڑی خطاؤں میں سے ایک خطا کسی مسلمان کا ناحق مال ہتھیانا بھی ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ محمد بن ابوحمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا ظالم مالدار کو دشمن جانتا ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حارث سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدائے تعالیٰ (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے: میرا قہر وغضب اس بندہ پر سخت ہوتا ہے جو کسی ایسے شخص پر ظلم کرے جس کا میرے سوا اور کوئی یاور و مددگار نہ ہو۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۷۸ اور ۸۰ میں اور باب ۱۴۱ از فعل معروف میں) بیان کی جائیں گی۔ (جبکہ اس سے پہلے (باب ۵ از زکوٰۃ، باب ۱۱ از آداب الصائم، و باب ۱۴۲ از احکام

عشرت میں) گزر چکی ہیں)۔

باب ۷۸

ردِّ مظالم واجب ہے اور ان سے فراغت توبہ کی قبولیت کی شرط ہے۔ اور جو اس سے عاجز ہو وہ مظلوم کے لئے طلب مغفرت کرے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن طریف سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ظلم تین قسم کا ہے: (۱) ایک ظلم وہ ہے جو خدا بخش دے گا۔ (۲) ایک ظلم وہ ہے جسے خدا نہیں بخشے گا۔ (۳) اور ایک ظلم وہ ہے جسے خدا ترک نہیں کرے گا۔ پس وہ ظلم جو خدا نہیں بخشے گا وہ شرک ہے اور وہ ظلم جو خدا بخش دے گا وہ بندہ کا اپنی ذات پر (گناہ کرکے) ظلم کرنا ہے اور وہ ظلم جسے خدا ترک نہیں کرے گا۔ وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم ہے۔ (الاصول)

۲۔ وھب بن عبد ربہ اور عبیداللہ الطویل بنی نخع کے ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں حجاج (بن یوسف ثقفی) کے عہد سے لے کر آج تک برابر والی و حاکم رہا ہوں۔ تو کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ (یہ سن کر) امام علیہ السلام خاموش ہو گئے۔ راوی نے اپنا سوال دہرایا؟ فرمایا: جب تک ہر حقدار کا حق ادا نہ کرو۔ تب تک تمہاری توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ (ایضاً)

۳۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص ظلم و جور سے اپنے (اسلامی) بھائی کا مال کھائے۔ اور پھر واپس نہ لوٹائے۔ وہ قیامت کے دن آگ کا انگارہ کھائے گا۔ (الاصول، عقاب الاعمال)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی بندہ پر ظلم کرے اور (تلافی) نہ کر سکے تو وہ اس کے لئے طلب مغفرت کرے کہ یہی اس کا کفارہ ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبیدہ حذاء سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مومن کا مال بلا جواز غصب کرے تو خدا برابر اس سے روگرداں رہتا ہے اور اس کے نیک اعمال کو برا سمجھتا رہتا ہے۔ اور انہیں اس کے نامۂ اعمال میں

درج نہیں کرتا۔ جب تک وہ غصبی مال واپس نہ کر دے۔ (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۷ اور اس سے پہلے باب ۵ از ما یجب فیہ الزکاۃ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۷ میں اور باب ۴۷ از ما یکتسب بہ اور باب ۴۱ از امر بالمعروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۹

جو شخص لوگوں کو گمراہ کرے اسکی توبہ (کی قبولیت کی) شرط یہ ہے کہ وہ اس گمراہ کو راہِ راست پر لے آئے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم اور ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پہلے زمانہ میں ایک شخص تھا جس نے بطریق حلال رزق طلب کیا۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ بطریق حرام تلاش کیا مگر کامران نہ ہوا تب شیطان اس کے پاس آیا۔ اور کہا کیا میں تجھے ایک ایسا طریقہ کار نہ بتاؤں کہ جس کی وجہ سے تمہیں بہت سا مال بھی مل جائے اور بہت سے پیروکار بھی؟ اس نے کہا: ہاں۔ بتا! شیطان نے کہا کہ ایک نیا دین ایجاد کر۔ اور لوگوں کو اس کی طرف بلا! چنانچہ اس شخص نے ایسا کیا۔ اور لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا اور اس کی اطاعت کی۔ جس کی وجہ سے اس نے (بہت سی) دولت حاصل کی۔ پھر اس نے (اپنے برے انجام پر) غور و فکر کیا۔ اور کہا کہ میں نے کیا کیا؟ نیا دین ایجاد کیا، لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی (اور ان کو گمراہ کیا)۔ بس میرا خیال ہے کہ میں جب تک ان لوگوں کو راہ راست پر نہ لاؤں۔ تب تک میری توبہ قبول نہیں ہوگی۔ یہ سوچ کر وہ اپنے پیروکاروں کے پاس جاتا۔ اور ان سے کہتا کہ میں نے تمہیں جس دین کی طرف بلایا تھا وہ باطل ہے۔ میں نے خود اسے ایجاد کیا تھا۔ مگر وہ لوگ اس کے جواب میں کہتے کہ تم اب جھوٹ بول رہے ہو وہ (تمہارا دین) حق ہے۔ تمہیں اپنے دین میں شک ہو گیا ہے۔ اس لئے اس سے لوٹ گئے ہو۔ جب اس نے یہ حالت دیکھی تو ایک زنجیر اپنے گلے میں ڈال کر اسے ایک میخ سے باندھ دیا۔ اور کہا: جب تک خدا میری توبہ قبول نہیں کرے گا تب تک اسے اپنے گلے سے نہیں کھولوں گا۔ اس وقت خداوند عالم نے اپنے انبیاءؑ میں سے ایک نبیؑ کو وحی فرمائی کہ فلاں شخص سے کہو: مجھے اپنی عزت و عظمت کی قسم! اگر تم مجھے اس قدر پکارو کہ تمہارے جسم کا بند بند جدا ہو جائے تب بھی میں تمہاری توبہ قبول نہیں کروں گا۔ جب تک ان لوگوں کو جو تمہارے باطل دین پر مر گئے ہیں ان کو زندہ کر کے اس سے ہٹا کر راہ راست پر نہ لے آؤ۔

(الفقیہ، علل الشرائع، عقاب الاعمال، المحاسن)

۲۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم ہر گناہ معاف کر دے گا سوائے اس شخص کے جو کوئی نیا دین ایجاد کرے یا جو کسی مزدور کی اجرت دبائے۔ یا جو کسی آزاد آدمی کو فروخت کر کے پیسے کمائے۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب آدمی اُن گناہوں پر اصرار کرے اور توبہ نہ کرے۔

باب ۸۰

ظالم کے ظلم پر راضی ہونا، اس کی اعانت کرنا اور اس کو معذور جاننا حرام ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ظلم کرنے والا، اس کی اعانت کرنے والا اور اس کے ظلم پر راضی ہونے والا تینوں ظلم میں شریک ہیں۔ (الاصول)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی ظالم کو اس کے ظلم پر معذور سمجھے (اور اس کے لئے جواز تلاش کرے) خدا اس پر اس شخص کو مسلط کرے گا جو اس پر ظلم کرے گا اور اگر یہ (بد) دعا کرے گا تو وہ قبول نہیں ہوگی۔ اور اسے اس کی مظلومیت پر اجر و ثواب بھی نہیں ملے گا۔

(الاصول، عقاب الاعمال)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: خبردار! کسی مظلوم مسلمان کے خلاف (ظالم کی) اعانت نہ کرنا۔ ورنہ وہ تمہارے برخلاف دعا کرے گا جو قبول ہو جائے گی۔ کیونکہ ہمارے بابا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مظلوم مسلمان کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اور تمہیں چاہیئے کہ ایک دوسرے کی اعانت کیا کرو۔ کیونکہ ہمارے بابا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک مسلمان کی اعانت کرنا ایک مہینہ کے روزے رکھنے اور مسجد الحرام میں اعتکاف بیٹھنے سے بہتر و برتر ہے۔ (الروضہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کسی مظلوم کے خلاف ظالم کی اعانت کرے خداوند عالم برابر اس پر ناراض رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کی اعانت سے دست بردار ہو جائے۔ (عقاب الاعمال)

۵۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ کلام حق ترجمان نقل کرتے ہیں، فرمایا: ایک ظالم آدمی کی تین علامتیں ہیں: (۱) وہ مافوق پر ظلم کرتا ہے۔ اس کی نافرمانی کر کے۔ (۲) ماتحت پر ظلم کرتا ہے اس پر غلبہ حاصل کر کے۔ (۳) اور ظالم گروہ کا پشت پناہ ہوتا ہے۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب التجارہ (باب ۲۷ مما یکتسب بہ اور باب ۲ از الامر بالمعروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۱

اس خواہش نفس کی اتباع حرام ہے جو خلافِ شریعت ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابومحمد وابشی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ اپنی خواہشاتِ نفس سے اس طرح ڈرو جس طرح اپنے دشمنوں سے ڈرتے ہو۔ کیونکہ خواہش نفس کی پیروی کرنے اور زبان درازی سے بڑھ کر کوئی چیز تمہاری دشمن نہیں ہے۔ (الاصول)

۲۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اس آسان پر چڑھائی سے ڈرو جبکہ اس کی اترائی مشکل ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ نفس کو اس کی خواہش کے حوالے نہ کرو۔ کیونکہ اس کی خواہش میں اس کی ہلاکت ہے۔ اور نفس کو اس کی خواہش سے روکنے میں اسے اذیت تو ہوتی ہے۔ مگر نفس کو اس کی خواہش سے روکنے میں اس کی شفاء ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۷ و ۴۱ از امر بالمعروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۲

گناہگار کیلئے خدا کے سامنے اپنے گناہوں کا اور اپنے مستحق عقاب ہونے کا اعتراف کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی احمسی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بخدا! گناہ (کے عذاب) سے نہیں بچ سکے گا مگر وہ جو گناہ کا اقرار کرے گا۔ اور فرمایا: توبہ کے لئے ندامت کافی ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابن فضال بالواسطہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نہ بخدا! خدا لوگوں سے صرف دو خصلتیں چاہتا ہے۔ ایک یہ کہ نعمتوں کا اقرار کریں تا کہ وہ انہیں اور زیادہ کرے دوسرا یہ کہ اپنے گناہوں کا اقرار کریں تا کہ وہ انہیں بخش دے۔ (ایضاً)

۳۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ خدا کی قسم کوئی بندہ اصرار کرکے گناہوں (کے دلدل) سے نہیں نکل سکتا۔ اور کوئی بندہ گناہوں سے نہیں نکل سکتا۔ مگر ان کا اقرار کرنے سے۔ (ایضاً)

۴۔ یونس بن یعقوب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کوئی گناہ کرے اور یہ جانتا ہو کہ خدا اس کے گناہ پر مطلع ہے۔ اور اسے یہ اختیار ہے کہ چاہے تو اسے عذاب کرے اور چاہے تو بخش دے تو خدا اسے بخش دے گا اگرچہ طلب مغفرت نہ کرے۔ (ایضاً)

۵۔ عنبسہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم اس بندہ کو دوست رکھتا ہے جو کوئی بڑا گناہ کرکے اس سے (بخشش) طلب کرے اور اس بندہ کو برا جانتا ہے جو کوئی معمولی گناہ کرکے اسے خفیف سمجھے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاذ جوہری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور وہ جبرائیل علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ کرے اور وہ یہ نہ جانتا ہو کہ مجھے اسے بخشنے اور معاف کرنے کا اختیار ہے تو میں اس کا یہ گناہ کبھی معاف نہیں کروں گا۔ اور جو شخص کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ کرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ مجھے اسے سزا دینے یا بخش دینے کا اختیار ہے تو میں اسے معاف کردوں گا۔ (الآمالی)

۷۔ عبدالرحمٰن بن اعین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے ایک بادیہ نشین گنہگار کو اس کے دو کلمہ کی وجہ سے بخش دیا۔ اس نے کہا: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنْ تُعَذِّبْنِیْ فَاَھْلُ ذٰلِکَ اَنَا. وَ اِنْ تَغْفِرْنِیْ فَاَھْلُ ذٰلِکَ اَنْتَ﴾ (یا اللہ! اگر تو مجھے عذاب کرے تو میں اس کا اہل ہوں۔ اور اگر تو مجھے بخش دے تو تُو اس کا اہل ہے)۔ پس خدا نے اسے بخش دیا (الامالی للصدوق و الامالی لابن الطوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۳

گناہوں پر نادم و پشیمان ہونا واجب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوالعباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو نیکی خوش کرے اور برائی رنج پہنچائے وہ مومن ہے۔(الاصول)

۲۔ عمرو بن عثمان بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بندہ گناہ کرتا ہے اور خدا اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ راوی نے عرض کیا: کیا خدا اسے گناہ کی وجہ سے جنت میں داخل کرتا ہے؟ فرمایا: ہاں وہ گناہ کرتا ہے اور پھر اس کی وجہ سے برابر خائف و ترساں رہتا ہے۔ اور اپنے نفس کو برا جانتا ہے۔ پس خدا اس پر رحم کر کے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔(ایضاً)

۳۔ ربعی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ برائی پر پشیمان ہونا اس برائی کے ترک کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔(ایضاً)

۴۔ ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کوئی گناہ کرے اور پھر اس پر پشیمان ہو جائے تو اس کے مغفرت طلب کرنے سے پہلے خدا اسے معاف کر دیتا ہے اور جس بندہ کو خدا کوئی نعمت عطا کرے اور وہ یہ جانے کہ وہ منجانب اللہ ہے تو خدا اس کے شکر کرنے سے پہلے اسے زیادہ کر دیتا ہے۔(ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین الفاظ میں سے ہے ﴿الندامة توبة﴾ کہ پشیمانی ہی توبہ ہے۔(الفقیہ)

۶۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقی" باسنادِ خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چار صفتیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں بھی پائی جائیں وہ کامل الایمان ہوتا ہے اور اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) اس نے لوگوں کے جو حق اپنے ذمہ لئے ہیں ان کو خدا کی خاطر ادا کرے۔ (۲) لوگوں سے سچ بولے۔ (۳) جو کام خدا و خلق کے نزدیک قبیح ہے اس سے حیا کرے۔ (۴) اور اپنے اہل و عیال سے اچھے اخلاق سے پیش آئے۔(المحاسن)

۷۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسین بن سلیمان زاہدی سے روایت کرتے ہیں ان کا

بیان ہے کہ ابو جعفر طائی واعظ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے وھب بن منبہ کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے جناب داؤد علیہ السلام کی زبور میں چند سطریں پڑھی ہیں۔ جن میں سے کچھ سطریں مجھے یاد ہیں اور کچھ بھول گیا ہوں۔ تو جو کچھ مجھے یاد رہ گیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے: اے داؤد! جو کچھ میں کہتا ہوں وہ سن۔ اور میں حق بات کہتا ہوں! جو شخص اس حالت میں میری بارگاہ میں حاضر ہو کہ وہ اپنے کئے ہوئے گناہوں کی وجہ سے شرمسار ہو تو میں اس کے وہ گناہ بخش دیتا ہوں اور کراماً کاتبین کو بھلا دیتا ہوں۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۷ و ۸۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۷ و ۹۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۴

گناہوں کو چھپانا واجب ہے اور ان کا کھلم کھلا اظہار کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ جو شخص چھپ چھپا کر (مستحبی) نیکی کرے وہ ستر نیکیوں کے برابر ہے اور جو برائی کو ظاہر کرتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے اور جو برائی کو چھپاتا ہے تو اس کا گناہ بخش دیا جاتا ہے۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۱ از امر بالمعروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۵

گناہ کر کے استغفار کرنا اور وہ بھی سات گھنٹے گزرنے سے پہلے واجب ہے۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن عثمان مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار صفتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ پائی وہ کبھی ہلاک نہیں ہوتا سوائے کسی (بدبخت) ہلاک ہونے

والے کے: (۱) ایک بندہ نیکی کرنے کا دل میں ارادہ کرتا ہے۔ پس اگر اسے نہ کرے تو اس کے نامۂ اعمال میں اس کی نیت کی اچھائی کی وجہ سے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ اور اگر اسے کرگزرے تو پھر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور (۲) جب کوئی بندہ کسی برائی کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ پس اگر وہ اسے نہ کرے تو وہ اس کے نامۂ عمل میں نہیں لکھی جاتی۔ اور اگر کرگزرے تو اسے سات گھنٹے تک مہلت دی جاتی ہے اور نیکیاں لکھنے والا فرشتہ برائیاں لکھنے والے فرشتہ سے جو کہ بائیں طرف والا ہے کہتا ہے کہ لکھنے میں جلدی نہ کر۔ ہوسکتا ہے کہ یہ کوئی ایسی نیکی کرے جو اس برائی کو مٹا دے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ ﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ﴾ (کہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں)۔ یا استغفار کرے۔ پس اگر وہ اس طرح استغفار کرے: ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ذُوالْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ﴾ تو اس کی وہ برائی نہیں لکھی جاتی۔ اور جب سات گھنٹے گزر جائیں اور وہ نہ کوئی نیکی کرے اور نہ ہی استغفار کرے تو نیکیاں لکھنے والا فرشتہ برائیاں لکھنے والے فرشتے سے کہتا ہے کہ اب اس بدبخت اور محروم کا گناہ لکھ دے۔ (الاصول)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کوئی برائی کرے تو اسے سات ساعتوں تک مہلت دی جاتی ہے۔ پس اگر اس اثناء میں تین بار یہ استغفار پڑھ لے تو پھر وہ گناہ نہیں لکھا جاتا: ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ﴾۔ (ایضاً)

۳۔ احمد بن محمد بن خالد چند اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر چیز کی کوئی دواء ہوتی ہے اور گناہوں کی دواء استغفار ہے۔ (ایضاً، کذا فی ثواب الاعمال)

۴۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی بندہ کوئی گناہ کرے تو اسے صبح سے شام تک مہلت دی جاتی ہے۔ پس اس اثناء میں اگر وہ خدا سے مغفرت طلب کرے تو وہ گناہ نہیں لکھا جاتا۔ (ایضاً و کتاب الزہد)

۵۔ حفص بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو بھی مومن کوئی گناہ کرے تو اسے سات گھنٹوں تک مہلت دی جاتی ہے۔ پس اگر اس اثناء میں توبہ کر لے تو اس کا وہ گناہ نہیں لکھا جاتا۔ اور اگر نہ کرے تو پھر ایک گناہ لکھا جاتا ہے۔ عباد بصری آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو بھی بندہ کوئی گناہ کرے اسے خدا سات

گھنٹوں تک مہلت دیتا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اس طرح نہیں کہا بلکہ یہ کہا ہے کہ جو مومن کوئی گناہ کرے اور یہی میرا نظریہ ہے۔[1] (الاصول، قرب الاسناد)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فطر بن خلیفہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب یہ آیت مبارکہ ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ﴾ (وہ لوگ جب کوئی گناہ کرتے ہیں یا اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اس سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں) نازل ہوئی تو ابلیس مکہ کے ثور نامی پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور بلند آواز سے چیخ مار کر اپنے شیطانوں کو بلایا۔ چنانچہ وہ سب اکٹھے ہوگئے۔ تب اس نے ان کو بتایا کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ تو تم میں سے کون اس کا تدارک کرے گا؟ اس پر ایک بڑے شیطان نے کہا: میں اس کا اس طرح اور اس طرح تدارک کروں گا۔ ابلیس لعین نے کہا: تو اس کا اہل نہیں ہے۔ پھر ایک اور شیطان کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا کہ میں اس طرح اور اس طرح اس کا تدارک کروں گا۔ ابلیس نے کہا: تو بھی اس کا اہل نہیں ہے! تب وسواس خناس نے کہا: اس کا میں انتظام کروں گا۔ ابلیس نے پوچھا: کس طرح؟ کہا: پہلے تو ان کو جھوٹی امیدوں اور وعدوں پر ان کو گناہ میں مبتلا کر دوں گا۔ اور جب کر گزریں گے تو پھر ان کو استغفار بھلا دوں گا۔ ابلیس نے کہا: تو اس کا اہل ہے۔ پھر اس نے اس کام کو قیامت تک اس کے حوالے کر دیا۔ (الآمالی)

۷۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو مومن شب و روز میں چالیس گناہانِ کبیرہ کرے۔ اور پھر نادم ہو کر یہ استغفار کرے: ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ وَ اَسْاَلُهٗ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيَّ﴾ تو خدا اس کے وہ گناہ بخش دیتا ہے اور اس بندہ میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے جو شب و روز میں چالیس گناہ کبیرہ کرے۔ (الخصال، کذافی الاصول)

۸۔ سفیان بن السمط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خدا کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو گناہ کے بعد اسے کسی تکلیف میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور اس طرح اسے استغفار یاد کرا دیتا ہے اور جب خدا کسی بندہ کی برائی چاہے تو اسے گناہ کے بعد کوئی نعمت عطا کر دیتا اور اس طرح اسے استغفار کرنا بھلا دیتا ہے۔ لہٰذا وہ اور زیادہ گناہ کرتا ہے۔ اور یہی خدا کا ارشاد ہے کہ ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (ہم

---

[1] اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ جن حدیثوں میں "کوئی بندہ" کے الفاظ وارد ہیں ان سے "بندۂ مومن" مراد ہے۔ ﴿فان الاحادیث یفسر بعضها بعضاً کما ان القرآن یفسر بعضهٗ بعضاً﴾۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ان کو تدریجاً اس طرح پکڑتے ہیں کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوتی) یعنی گناہوں کے وقت ہم نعمتوں سے نواز کر ان کو پکڑتے ہیں۔ (علل الشرائع)

۹۔ عبداللہ بن محمد جعفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور استغفار عذاب سے بچنے کے لئے دو محکم قلعے تھے، اب بڑا قلعہ تو چلا گیا۔ مگر استغفار باقی ہے۔ لہٰذا زیادہ سے زیادہ استغفار کرو۔ کیونکہ یہ گناہوں کو مٹانے والی ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيهِمْ. وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ (خدا ان کو اس وقت تک عذاب نہیں کرے گا جب تک تو ان کے درمیان ہے۔ اور خدا اس وقت تک ان پر عذاب نازل نہیں کرے گا جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے)۔ (ثواب الاعمال، کذا فی نہج البلاغہ)

۱۰۔ اسماعیل بن سہل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا۔ جس میں یہ مطالبہ کیا تھا کہ مجھے کوئی ایسی چیز (دعا) تعلیم دیں کہ جب پڑھوں تو دنیا و آخرت میں آپ علیہ السلام کے ساتھ رہوں۔ امام علیہ السلام نے اپنے خط سے لکھا: سورۂ انا انزلناہ کو بکثرت پڑھ۔ اور اپنے ہونٹوں کو استغفار سے تر رکھ۔ (ثواب الاعمال)

۱۱۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مبارک بادی ہے اس بندہ کے لئے کہ قیامت کے دن جس کے نامۂ اعمال میں ہر گناہ کے نیچے "استغفر اللّٰہ" لکھا ہوگا۔

(ثواب الاعمال، محاسبۃ النفس للسید بن طاؤوسؒ)

۱۲۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود شعبی سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرمارہے تھے کہ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو (خدا کی رحمت سے) مایوس ہوتا ہے۔ جبکہ گناہ مٹانے کا آلہ اس کے پاس موجود ہے؟ عرض کیا گیا: وہ آلہ کیا ہے؟ فرمایا: استغفار۔

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۳۔ دعبل بن علی کے بھائی علی بن علی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: استغفار کے ساتھ اس طرح اپنے آپ کو معطر کرو کہ گناہوں کی بدبو تمہیں رسوا نہیں کرے گی۔ (ایضاً)

۱۴۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود عمرو بن جمیع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے

والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار صفتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں گی وہ خدا کے نور اعظم میں ہوگا: (۱) جس کی حفاظت شہادت توحید و رسالت ہو۔ (۲) جب اس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو کہے ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾۔ (۳) جب اسے کوئی نعمت ملے تو کہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾۔ (۴) جب کوئی گناہ کرے تو کہے: ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ﴾۔
(المحاسن، ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ از مما تجب فیہ الزکوۃ، باب ۱۷ از احکام شہر رمضان، باب ۱ از صوم مندوب، اور یہاں باب ۴ و ۱۶ و ۴۳ اور ۷۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۷ و ۸۹ و ۹۲ و ۹۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۶

تمام گناہوں سے توبہ کرنا اور دوبارہ نہ کرنے کا عزم بالجزم کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جب بندہ توبۃ النصوح کرے تو خدا اسے مہلت دیتا ہے اور دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا: کس طرح پردہ پوشی کرتا ہے؟ فرمایا: جو کچھ کراماً کاتبین نے اس کے گناہ لکھے ہوتے ہیں وہ ان کو بھلا دیتا ہے اور اس کے اعضاء کو وحی کرتا ہے کہ اس کے گناہوں کو چھپاؤ۔ اور زمین کے قطعوں کو وحی کرتا ہے کہ اس نے تم پر جو گناہ کئے ہیں ان کو چھپاؤ۔ پس جب وہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اس کے خلاف اس کے گناہوں کی شہادت دینے والی کوئی چیز نہ ہوگی۔ (الاصول)

۲۔ محمد بن مسلم امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد ایزدی ﴿فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ﴾ (جس کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے حق آجائے اور وہ رک جائے تو اس کا گزشتہ گناہ معاف ہو جائے گا) کی تفسیر میں فرمایا: یہاں نصیحت سے مراد توبہ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ارشاد خداوندی ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ (اے ایمان والو خدا کی بارگاہ میں خالص توبہ کرو)۔

اس سے مراد وہ گناہ ہے جس کی طرف پھر عود نہ کیا جائے۔ میں نے عرض کیا کہ ہم میں سے کون ایسا ہے جو عود نہیں کرتا؟ فرمایا: اے ابو محمد! خدا اپنے بندوں میں سے اس بندہ کو دوست رکھتا ہے جو فتنہ میں پڑنے والا ہو اور بہت توبہ کرنے والا ہو۔ (ایضاً)

۴۔ ابو الصباح کنانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے آیت مبارکہ ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْآ اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا﴾ کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا؟ فرمایا: بندہ گناہ سے توبہ کرے اور پھر اس کی طرف عود نہ کرے! محمد بن فضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسی آیت کے متعلق حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا؟ فرمایا: گناہ سے توبہ کرے اور پھر اس کی طرف عود نہ کرے۔ (فرمایا) خدا کے سب بندوں سے خدا کو زیادہ محبوب وہ بندے ہیں جو فتنہ میں پڑ کر بار بار توبہ کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً (امام معصوم علیہ السلام سے) روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے توبہ کرنے والوں کو ایسی تین خصلتیں عنایت کی ہیں کہ اگر تمام اہل آسمان و زمین کو ان میں سے صرف کوئی ایک خصلت بھی عنایت کر دیتا تو وہ سب نجات پا جاتے: (۱) اس کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ﴾ (کہ خدا توبہ کرنے والوں اور طہارت کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)۔ پس جس سے خدا محبت کرتا ہے پھر اسے عذاب نہیں کرتا۔ (۲) اس کا ارشاد ہے: ﴿فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ﴾ (یا اللہ! ان لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی اور تیرے راستہ کی پیروی کی اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا)۔ (۳) اس کا ارشاد ہے: ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ﴾ (سوائے ان کے جنھوں نے توبہ کی اور نیک عمل بجا لائے۔ خدا ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے)۔ (ایضاً)

۶۔ ابو عبیدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کسی مسافر کی اندھیری رات میں سواری معہ اس کے زادِ سفر کے گم ہو جائے (اور اس کی وجہ سے اسے ہلاکت کا یقین ہو جائے اور پھر بڑی تگ و تاز کے بعد وہ) مل جائے تو جس قدر اسے فرح و انبساط ہوتی ہے اس سے زیادہ خدا کو اس وقت خوشی ہوتی ہے جب کوئی گنہگار بندہ توبہ کرتا ہے۔ (الاصول، کتاب الزہد)

۷۔ جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں ہے۔ اور گناہ پر قائم رہ کر اس سے استغفار کرنے والا ایسا ہے جیسے مذاق کرنے والا۔ (الاصول)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم نے جناب داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی: اے داؤدؑ! جب کوئی میرا بندۂ مومن گناہ کرے اور پھر اس سے توبہ کر لے اور جب اسے وہ گناہ یاد آئے تو مجھ سے شرم کرے تو میں اسے وہ گناہ بخش دیتا ہوں اور کراماً کاتبین کو بھلا دیتا ہوں۔ اور اسے نیکی سے بدل دیتا ہوں۔ اور کوئی پروا نہیں کرتا کیونکہ میں ارحم الراحمین ہوں۔ (ثواب الاعمال)

۹۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کے پاس کچھ فالتو رزق ہے۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور پھر ہر فجر کے وقت رات کے گنہگاروں کے لئے دست کشادہ کرتا ہے کہ آیا وہ توبہ کرتا ہے تاکہ اسے بخش دے۔ اور ہر غروب کے وقت کے گنہگاروں کے لئے دست کشادہ کرتا ہے کہ آیا وہ توبہ کرتا ہے تاکہ اس کے گناہ بخش دے۔ (ایضاً)

۱۰۔ علی بن عقبہ اپنے باپ (عقبہ) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے آیت مبارکہ ﴿ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ﴾ (خدا نے ان کی توبہ قبول کی) کی تفسیر میں فرمایا کہ اس (قبولیت توبہ) سے مراد فسخ کرنا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم کے نزدیک مومن کی مثال ایک ملک مقرب جیسی ہے۔ بلکہ ایک بندۂ مومن خدا کے نزدیک اس سے بھی بڑا ہے اور توبہ کرنے والا مومن اور توبہ کرنے والی مومنہ سے بڑھ کر خدا کے نزدیک کوئی محبوب نہیں ہے۔ (عیون الاخبار)

۱۲۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دنیا میں دو شخصوں کے سوا اور کسی کے لئے کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ ایک وہ جو ہر روز اپنی نیکی میں اضافہ کرے، دوسرا وہ جو توبہ کے ذریعہ اپنے گزشتہ گناہ کا تدارک کرے اور بھلا وہ کس طرح توبہ کر سکتا ہے؟ بخدا! اگر وہ (توبہ کرتے ہوئے) اس قدر سجدے کرے کہ اس کی گردن ٹوٹ جائے تو خدا اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا۔ سوائے ہماری ولایت (کے اقرار وتوسل) کے۔ (الخصال)

۱۳۔ جناب سید بن طاؤس علیہ الرحمہ اپنی کتاب مہج الدعوات میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے

پروردگار کی نعمتوں کا اقرار و اعتراف کرو۔ اور اپنے تمام گناہوں سے اس کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ کیونکہ خدا اپنے شکرگزار بندوں سے پیار کرتا ہے۔ (مہج الدعوات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ و ۲۱ از احکام ماہ رمضان اور باب ۸۶ از احکام عشرت اور یہاں باب ۱۶ و ۸۳ و ۸۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۷ و ۹۳ و ۹۵ و ۹۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۷

توبہ میں اخلاص اور اس کے شروط کا بیان؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن احمد بن ہلال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ توبۃ النصوح کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ آدمی کا باطن اس کے ظاہر کی طرح (اچھا) ہو (بلکہ) اس سے بہتر و برتر ہو۔ (معانی الاخبار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ آدمی گناہ سے توبہ کرے اور نیت کرے کہ پھر کبھی یہ گناہ نہیں کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ کلام نقل کرتے ہیں جو آپ علیہ السلام نے اس شخص سے جس نے آپ علیہ السلام کے سامنے کہا تھا: ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ﴾۔ فرمایا: تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے آیا تو جانتا ہے کہ استغفار کیا ہے؟ استغفار علیین کا درجہ ہے اور وہ چھ معنوں میں واقع ہوتی ہے: (۱) گزشتہ گناہوں پر ندامت کرنا۔ (۲) آئندہ اس کے ترک کرنے کا عزم بالجزم کرنا۔ (۳) مخلوقِ خدا کے حقوق ادا کرنا۔ تاکہ جب خدا کی بارگاہ میں جائے تو اس کی گردن پر کوئی تبعہ نہ ہو۔ (۴) جو واجب ضائع کئے ہیں ان کو ادا کر۔ (۵) وہ گوشت جو حرام کی غذا سے اُگا ہے اسے حزن و ملال سے پگھلانا یہاں تک کہ چڑا ہڈی سے چمٹ جائے اور پھر (حلال کی غذا سے) نیا گوشت پیدا ہو۔ (۶) اپنے جسم کو اس طرح اطاعت خدا کا رنج چکھاؤ جس طرح پہلے اسے گناہ کی لذت چکھائی ہے جب یہ سب کچھ کر چکے تو یہ کہہ ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ﴾۔ (نہج البلاغہ، ارشاد القلوب دیلمی)

۵۔ جناب شیخ حسن بن علی بن شعبہؒ جناب کمیل بن زیادؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک بندہ گناہ کرتا ہے۔ پس استغفار کرتا ہے؟ فرمایا: اے فرزند زیاد! تو جانتا ہے کہ توبہ کیا

ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا کس طرح؟ فرمایا: جب بندہ گناہ کرتا ہے تو تحریک سے کہتا ہے ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ﴾! میں نے عرض کیا: تحریک کیا ہے؟ فرمایا: دو ہونٹ اور زبان! چاہتا ہے کہ اس کے پیچھے حقیقت کو لائے! میں نے عرض کیا: حقیقت کیا ہے؟ دل سے تصدیق کرنا اور اس میں یہ قصد کرنا کہ دوبارہ اس گناہ کی طرف عود نہیں کرے گا جس سے استغفار کی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جب یہ کر چکوں تو آیا میں استغفار کرنے والوں میں سے قرار پاؤں گا؟ فرمایا: نہ! کیونکہ اب تک تم اصل تک نہیں پہنچے؟ میں نے عرض کیا کہ استغفار کی اصل کیا ہے؟ فرمایا: جس گناہ سے استغفار کی ہے اس کی توبہ کی طرف رجوع کرنا۔ اور یہ عابدین کا پہلا درجہ ہے۔ اور استغفار ایک نام ہے جو چھ معنوں پر واقع ہوتا ہے (تا آخر کما تقدم عن نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (ج ا، باب ۸ از مقدمۃ العبادات اور یہاں باب ۸۶ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اخلاص کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۸۸

توبہ کرنے کے لئے بدھ، جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھنا، غسل کرنا اور نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے آیت مبارکہ ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْآ اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد بدھ، جمعرات اور جمعہ کے دن (توبہ کے لئے) روزہ رکھنا ہے۔ (معانی الاخبار)

۲۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں، فرمایا: جب گناہ کے بعد دو رکعت پڑھنے کی مہلت مل جائے تو پھر اس گناہ کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہتی۔ (نہج البلاغہ)

۳۔ جناب شیخ حسن بن محمد دیلمیؒ اپنی کتاب ارشاد القلوب میں امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بندہ بھی کوئی گناہ کرے اور پھر طہارت کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور خدا سے طلب مغفرت کرے تو خدا اسے بخش دیتا ہے اور خدا پر لازم ہے کہ اسے قبول کرے کیونکہ وہ خود فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا﴾ (جو شخص کوئی برا کام کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے اور پھر خدا سے طلب مغفرت کرے تو وہ خدا کو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا)۔ (ارشاد القلوب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کتاب الطہارت (باب ۱۸ از اغسال مسنونہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸۹

جب اپنے مقررہ شرائط کے ساتھ توبہ کی جائے تو اس کے ٹوٹنے کی صورت میں تجدید توبہ جائز ہے۔ اگرچہ بار بار ایسا ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے محمد بن مسلم! مؤمن جب توبہ کرے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں تو مومن کو چاہیئے کہ توبہ اور بخشش کے بعد از سرنو عمل کرے۔ خبردار! بخدا یہ توبہ صرف اہل ایمان کے لئے ہے۔ میں نے عرض کیا: اگر توبہ و استغفار کے بعد پھر گناہ کا ارتکاب کرے اور پھر توبہ کرے تو؟ فرمایا: اے محمد بن مسلم! تمہارا کیا خیال ہے۔ اگر بندۂ مومن گناہ کرکے نادم ہو جائے۔ اور توبہ و استغفار کرے تو کیا خدا اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا؟ میں نے عرض کیا: وہ کئی بار اس طرح کر چکا ہے وہ گناہ کرتا ہے اور پھر توبہ و استغفار کرتا ہے۔ تو؟ فرمایا: مومن جب بھی توبہ و استغفار کرنے میں عود کرے گا تو خدا مغفرت میں عود کرے گا۔ کیونکہ خدا غفور و رحیم ہے وہ توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں سے درگزر کرتا ہے۔ خبردار! مومنین کو خدا کی رحمت سے ناامید نہ کرنا۔ (الاصول)

۲۔ ابو جمیلہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا اس بندہ سے محبت کرتا ہے جو فتنہ میں پڑنے والا اور بہت توبہ کرنے والا ہو اور جو ایسا نہ ہو تو وہ افضل ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب شیخ حسن بن محمد دیلمیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر روز استغفار کرتے ہوئے ستر بار پڑھتے تھے: ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ﴾۔ اور اسی طرح آپؐ کے اہل بیت علیہم السلام اور نیکوکار صحابہ کرامؓ بھی کرتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ﴾ (خدا سے مغفرت طلب کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو)۔ کہتے ہیں کہ ایک بار ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: میں گنہگار ہوں۔ تو جب کوئی گناہ کروں تو کیا کہوں؟ فرمایا: استغفار کر، خدا سے مغفرت طلب کر۔ اس نے عرض کیا: میں توبہ کرتا ہوں اور پھر عود کرتا ہوں (گناہ کرتا ہوں)؟ فرمایا: جب گناہ کرے تو پھر استغفار کر! اس نے عرض کیا: اس طرح تو میرے گناہ زیادہ ہو جائیں گے؟ فرمایا: خدا کا عفو و صفو سب سے زیادہ ہے! پس تم (گناہ کرکے) برابر توبہ کرتے رہو۔ یہاں تک کہ شیطان دھتکارا جائے۔

(ارشاد القلوب دیلمی)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد

(باب ۹۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹۰

گناہ کو یاد کرنا اور جب بھی یاد آئے تو استغفار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالصمد بن بشیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ایک مومن بیس سال گزر جانے کے بعد اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے یہاں تک کہ اس سے استغفار کرتا ہے اور خدا اسے بخش دیتا ہے (اور وہ اسے یاد آتا ہی اس لئے ہے کہ اسے بخشا جائے) اور کافر گناہ کر کے اسی وقت اسے بھول جاتا ہے (تاکہ توبہ کی نوبت ہی نہ آئے)۔ (الاصول و کتاب الزہد للاہوازی)

۲۔ ابن رئاب بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے استدراج کے بارے میں سوال کیا گیا ہے؟ فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ ایک بندہ گناہ کرتا ہے اور اسے ڈھیل دی جاتی ہے (اور وہ اس طرح کہ) اسے کسی نئی نعمت سے نوازا جاتا ہے۔ اس طرح وہ استغفار کرنے سے غافل ہو جاتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس سے اس طرح استدراج کیا گیا ہے کہ جس کا اسے علم ہی نہیں ہو سکا۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ و ۸۵ میں اور اس سے پہلے ج ۲ باب ۲۳ از ذکر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹۱

نیکی بجالانے کی فرصت کو غنیمت جاننا اور حتی الامکان جلدی کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! چار چیزوں کو چار چیزوں سے پہلے (غنیمت سمجھو اور ان سے فائدہ اٹھانے میں) جلدی کرو: (۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔ (۲) صحت کو بیماری سے پہلے۔ (۳) تونگری کو غریبی سے پہلے۔ (۴) اور زندگی کو موت سے پہلے۔ (الفقیہ، الخصال)

۲۔ موسیٰ بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفرؑ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے آیت مبارکہ ﴿وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا﴾ (دنیا سے اپنے حصے کو نہ بھولو) کی تفسیر میں فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی صحت، اپنی روزی، اپنی فراغت، اپنی جوانی اور اپنی چستی سے آخرت کو طلب کرنے کو نہ بھولو۔ (الآمالی، معانی الاخبار)

۳۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں، فرمایا: ڈر اور نامرادی، شرم اور محرومی لازم و ملزوم ہیں۔ فرمایا: فرصت کے لمحے اس طرح گزر جاتے ہیں جس طرح بادل کے ٹکڑے۔ لہٰذا نیکی کرنے کی فرصت کو غنیمت سمجھو۔ (نہج البلاغہ)

۴۔ نیز فرمایا: فرصت کا ضائع کرنا گلوگیر اندوہ ہے۔ (ایضاً)

۵۔ کسی کام پر قدرت سے پہلے جلدی کرنا اور فرصت ملنے کے بعد سستی کرنا حماقت ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب ۲۷ از مقدمۃ العبادات میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹۲

گناہ کئے بغیر ہر شب و روز میں توبہ و استغفار کرنا مستحب ہے اور گناہ کے بعد واجب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر روز (بغیر گناہ) ستر بار توبہ کیا کرتے تھے! میں نے عرض کیا کہ آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ﴾ کہتے تھے؟ فرمایا: نہ! بلکہ وہ ﴿اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ﴾ کہتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو توبہ کرکے عود نہیں کرتے تھے۔ مگر ہم تو عود کرتے ہیں تو؟ فرمایا: خدا ہی سے مدد طلب کرنی چاہیئے۔ (الاصول)

۲۔ عمار بن مروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر روز سو بار استغفار کرے تو خدا تعالیٰ اس کے سات سو گناہ بخش دیتا ہے اور اس بندہ میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے جو ایک دن میں سات سو گناہ کرے۔ (ایضاً)

۳۔ ابن رئاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر کسی گناہ کے ہر شب و روز میں سو بار توبہ و استغفار کیا کرتے

تھے۔ اور خداوند عالم بغیر کسی گناہ کے اپنے اولیاء کو مصائب و شدائد میں مبتلا کرتا ہے۔ تاکہ ان کو ان پر اجر و ثواب عطا فرمائے۔ (اور ان کے درجات کو بلند سے بلندتر فرمائے)۔ (الاصول، معانی الاخبار)

۴۔ جناب حسین بن سعید (اہوازی) باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہا جاتا تھا کہ خدا کے محبوب ترین بندوں میں سے وہ بندہ ہے جو نیکوکار ہونے کے باوجود بہت توبہ کرنے والا ہو۔ (کتاب الزہد)

۵۔ ابراہیم بن ابوالبلاد حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں ہر روز پانچ ہزار بار استغفار کرتا ہوں۔ پھر مجھ سے فرمایا: پانچ ہزار بہت ہے۔ (ایضاً)

باب ۹۳

زندگی کے آخری حصہ میں بھی اگرچہ سانس گلہ تک پہنچ چکا ہو۔ مگر موت کے مشاہدہ سے پہلے توبہ کرنا صحیح ہے اور یہی حکم اسلام لانے کا ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خداوند عالم نے جناب آدم علیہ السلام سے فرمایا میں نے تمہیں یہ چیز عنایت کی ہے آپ کی اولاد میں سے جو شخص کوئی گناہ کرے گا اور پھر مغفرت طلب کرے گا۔ تو میں اسے بخش دوں گا۔ یہ سن کر جناب آدم علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگار! کچھ اور اضافہ کر! ارشاد ہوا: میں ان کے لئے اس وقت تک توبہ کو پھیلا دوں گا (اور باب توبہ وا رکھوں گا کہ) جب تک سانس گلے تک پہنچ جائے! عرض کیا: پروردگارا! یہ میرے لئے کافی ہے۔ (الاصول، کتاب الزہد)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سانس یہاں تک پہنچ جائے۔ یہاں امام علیہ السلام نے اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا۔ تو عالم کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ مگر جاہل کی توبہ اس وقت بھی قبول ہو جاتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابن فضال بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی موت سے ایک سال پہلے توبہ کر لے تو خدا اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ پھر فرمایا: (نہیں) ایک سال تو بہت ہے۔ جو شخص اپنی موت سے ایک مہینہ پہلے توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ پھر فرمایا: (نہیں) ایک مہینہ بھی بہت ہے۔ فرمایا: جو شخص اپنی موت سے ایک جمعہ پہلے توبہ کر لے تو خدا اس

کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ پھر فرمایا: (نہیں) اور ایک جمعہ بھی بہت ہے جو شخص اپنی موت سے ایک دن پہلے توبہ کر لے تو خدا اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ پھر فرمایا: (نہیں) ایک دن بھی بہت ہے۔ جو شخص (موت کا) مشاہدہ کرنے سے پہلے توبہ کر لے تو خدا اس کی توبہ بھی قبول کر لیتا ہے۔ (الاصول)

۴۔ معاویہ بن وہب ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ (سفر حج میں ہمارے ساتھ) مخالفین میں سے ایک (عبادت گزار) بزرگ تھا (جو بیمار ہوا اور قریب بمرگ ہوگیا تو ہمارے کہنے سے) اس کے بھتیجے نے (جو کہ عارف حق تھا) اپنے چچا پر موت کے وقت مذہب حق پیش کیا۔ جسے اس نے قبول کیا اور چیخ مار کر وفات پا گیا۔ اس کے بعد جب ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو علی بن سری نے یہ واقعہ امام علیہ السلام کو سنایا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ شخص جنتی ہے۔ ابن سری نے کہا کہ اس شخص کو آخری لحہ سے پہلے اس امر (مذہب حق) کی کوئی معرفت نہ تھی؟ امام علیہ السلام نے (چیں بجبیں ہوکر) فرمایا: تم اس سے کیا چاہتے ہو؟ وہ تو بخدا جنت میں داخل ہوگیا۔ (ایضا)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت مبارکہ ﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ﴾ (ان لوگوں کی توبہ (قبول) نہیں ہوتی جو برابر گناہ کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان کی موت آ پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ میں اب توبہ کرتا ہوں) کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: یہ اس وقت کے بارے میں ہے جب توبہ کرنے والا آخرت کا معائنہ کرے۔ (الفقیہ)

۶۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ قوم یہود کا ایک جوان (جو کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اکثر آیا جایا کرتا تھا۔ اور چند دن تک نہ آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں استفسار کیا۔ تو ایک شخص نے کہا کہ میں اسے زندگی کے آخری دن میں چھوڑ کر آ رہا ہوں) الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس پہنچے۔ جبکہ وہ موت و حیات کی کشمکش میں گرفتار تھا۔ اور اسے اسلام کی دعوت دی جسے اس نے قبول کیا اور اسی وقت وفات پا گیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ اسے غسل و کفن دیں۔ چنانچہ جب وہ ایسا کر چکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا: الحمد للہ۔ کہ آج خدا نے میرے ذریعہ سے ایک جان کو جہنم کی آگ سے نجات دی۔ (الآمالی)

۷۔ ابراہیم بن محمد ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خداوند عالم نے فرعون کو کیوں غرق کیا جبکہ اس نے اپنے آخری وقت میں اقرار توحید کر لیا تھا؟ فرمایا: اس لئے کہ اس

نے عذابِ خداوندی کو دیکھ کر ایمان کا اظہار کیا تھا اور خداوند عالم کا سلف اور خلف میں یہ دستور رہا ہے کہ عذاب کے مشاہدہ کے وقت ایمان کو قبول نہیں کرتا۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿فَلَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَحۡدَہٗ وَ کَفَرۡنَا بِمَا کُنَّا بِہٖ مُشۡرِکِیۡنَ ○ فَلَمۡ یَکُ یَنۡفَعُہُمۡ اِیۡمَانُہُمۡ لَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا﴾ (جب انہوں (کافروں) نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہا کہ ہم خدائے واحد لاشریک پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس کے شریکوں کا انکار کرتے ہیں تو عذاب کو دیکھ کر ان کا ایمان لانا ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گا)۔ نیز فرماتا ہے: ﴿یَوۡمَ یَاۡتِیۡ بَعۡضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ لَا یَنۡفَعُ نَفۡسًا اِیۡمَانُہَا لَمۡ تَکُنۡ اٰمَنَتۡ مِنۡ قَبۡلُ اَوۡ کَسَبَتۡ فِیۡۤ اِیۡمَانِہَا خَیۡرًا﴾ (جس دن خدا کی بعض نشانیاں (عذاب) ظاہر ہوں گی تو جو شخص پہلے ایمان نہ لایا ہوگا اسے اس دن ایمان لانا کوئی فائدہ نہ دے گا)۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

۸۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: میں نے اپنی امت کے لئے خداوند عالم سے رعایت طلب کی تو خدا نے مجھ سے فرمایا: نفخ صور تک توبہ کا دروازہ کھلا رہے گا۔ پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا: جو شخص اپنی موت سے ایک سال پہلے توبہ کرے تو خدا اس کی توبہ قبول کرے گا۔ پھر فرمایا: ایک سال بہت ہے جو شخص (تا آخر حدیث نمبر ۳ ہاں اس کے آخر میں یوں ہے) جو شخص اس وقت توبہ کرے جبکہ اس کی سانس یہاں تک پہنچ چکی ہو۔ یہاں آپؐ نے اپنے حلقوم کی طرف اشارہ کیا۔ تو پھر بھی خدا اس کی توبہ قبول کر لے گا۔ (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے تلقین (باب ۳۹) وغیرہ (یہاں باب ۶۹ میں) گزر چکی ہیں۔ (اور کچھ اس کے بعد آئندہ ابواب میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹۴

صبح سحری کے وقت استغفار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلہ سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خدا اہل زمین پر کوئی عذاب نازل کرنا چاہتا ہے تو (عذاب کو ٹالتے ہوئے) فرماتا ہے: اگر وہ لوگ نہ ہوتے جو میرے جلال کی وجہ سے باہم محبت کرتے ہیں اور میری مسجدوں کو آباد کرتے ہیں اور سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں تو میں ان پر اپنا عذاب نازل کر دیتا۔ (علل الشرائع)

۲۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے بابا حضرت امیر علیہ السلام

نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: جب خداوند عالم دیکھتا ہے کہ کسی شہر والے لوگ بے تحاشا گناہ کر رہے ہیں۔ مگر ان میں صرف تین اہل ایمان ہوتے ہیں تو خدا ان کو پکار کر فرماتا ہے کہ اے میرے گنہگار بندو! اگر تمہارے اندر یہ مومن موجود نہ ہوتے جو میرے جلال کی وجہ سے باہم محبت کرتے ہیں۔ اپنی نمازوں سے میری زمین اور مسجدوں کو آباد کرتے ہیں اور سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں۔ تو میں تم پر اپنا عذاب نازل کر دیتا اور کوئی پروانہ کرتا۔ (علل الشرائع، الآمالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۲ باب ۸ و ۹ از قنوت، و باب ۲۳ و ۲۷ از ذکر میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹۵

انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنی کل کی کوتاہی کی آج تلافی کرے اور اسے کل تک مؤخر نہ کرے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ (ثمالی) سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ زمانہ کل تین دنوں کا نام ہے اور تو ان کے درمیان موجود ہے (۱) ایک کل جو گزر گیا جو کبھی لوٹ کر واپس نہیں آئے گا۔ پس اگر تو نے اس میں کوئی نیکی کی ہے تو پھر اس کے جانے پر غم نہ کر۔ اور عمدہ طریقے سے اس کا استعمال کرنے پر خوش ہو اور اگر تو نے اس میں کوتاہی کی ہے تو پھر تیری حسرت و ندامت سخت ہے۔ کیونکہ تو نے اس میں کوتاہی کی ہے۔ (۲) دوسرا وہ دن جو کل آئے گا۔ مگر تو اس سے ناواقف ہے کہ آیا کیا پتہ کہ اس کے آنے تک تیری رسائی ہو یا نہ ہو؟ اور اگر ہو تو کل کی طرح شاید اس میں بھی کوتاہی ہو جائے (یہاں تک کہ فرمایا) (۳) تیسرا وہ دن ہے جس میں اس وقت تو موجود ہے اگر تجھ میں عقل ہے تو پھر غور و فکر کر کہ کہیں کل والی کوتاہی نہ ہو جائے۔ اور اس میں جو نیکیاں فوت ہو گئی ہیں وہ آج فوت نہ ہو جائیں اور جو گناہ کل سرزد ہوا وہ آج نہ ہونے پائے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) پس تو اس میں اس شخص کی مانند عمل کر جسے اپنے دنوں میں سے صرف آج کا دن اور رات حاصل ہے۔ پس اب تیری مرضی پر منحصر ہے کہ اس میں عمل کر یا ترک کر۔ خدا ہی مددگار ہے۔ (الاصول)

۲۔ ہشام بن سالم بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نیا دن آتا ہے تو (زبانِ حال سے) کہتا ہے کہ اے فرزند آدمؑ! آج اپنے اس دن میں نیک عمل کر لے میں بروزِ قیامت تیرے حق میں گواہی دوں گا۔ میں نہ اس سے پہلے تیرے پاس آیا تھا اور نہ آئندہ آؤں گا۔ اور جب

رات آتی ہے تو وہ بھی اسی طرح کہتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن یحیٰی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دراصل گھاٹے میں وہ شخص ہے جو اپنی عمر عزیز کی ساعت بساعت گھاٹے میں ہو۔ (معانی الاخبار)

۴۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کا (کل اور آج والا) دونوں دن برابر ہوں وہ گھاٹے میں ہے اور جس کا آج کا دن کل سے بہتر ہو وہ قابل رشک ہے۔ اور جس کا آج کل سے بدتر ہو وہ ملعون ہے۔ اور جو شخص (روز بروز) اپنے اندر (نیکی میں) زیادتی نہ دیکھے وہ نقصان میں ہے۔ اور جو نقصان میں ہو اس کے لئے مرجانا بہتر ہے۔ (معانی الاخبار، الآمالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹۶

ہر روز نفس کا محاسبہ کرنا اور اس کی نگہداشت کرنا پھر نیکیوں پر خدا کی حمد اور برائیوں کا تدارک کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عمر یمانی سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر روز اپنے نفس کا محاسبہ نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ پس اگر نیک کام کیا ہے تو اس میں خدا سے اضافہ کی خواہش کرے اور اگر برا کام کیا ہے تو اس سے توبہ و استغفار کرے۔ (الاصول، کتاب الزہد)

۲۔ جناب ابن ادریسؒ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: اے فرزند آدم! جب تک تیرے اندر واعظ و ناصح موجود رہے گا تو تو برابر خیر و خوبی کے ساتھ رہے گا۔ اے فرزند آدم! تو مرنے اور اپنے محاسبہ کو اپنا مقصد قرار دے گا۔ اور خوف خدا اور حزن و ملال کو اپنا اندرونی و بیرونی لباس بنا۔ تو مرنے والا ہے اور پھر زندہ ہو کر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حساب و کتاب کے لئے حاضر ہونے والا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے جواب مہیا کر۔ (السرائر)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوذرؓ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! جناب ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تھا؟ فرمایا: سب کے سب امثال و مواعظ تھے (مثلاً ان میں تھا) اے مغرور بادشاہ! میں نے تجھے اس لئے نہیں بھیجا کہ تو مال دنیا کو اکٹھا کرے۔ بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ تو مجھ سے مظلوم کی (بد) دعا کو رد کرے۔ کیونکہ میں اسے رد نہیں کرتا۔ اگرچہ کافر کی ہو۔ اور عقلمند پر لازم ہے کہ جب تک دیوانہ نہ ہو۔ اس کے پاس چند ساعتیں ہوں۔ ایک ساعت اپنے پروردگار سے راز و نیاز کرنے کے لئے، ایک ساعت اپنے محاسبہ کے لئے اور ایک ساعت اپنے اوپر خدا کے احسانات پر غور وفکر کرنے کے لئے۔ اور ایک ساعت حلال لذت حاصل کرنے کے لئے کیونکہ یہ ساعت دوسری ساعتوں کے لئے مددگار ہے۔ اور دل جمعی اور اس کی فراغت کا باعث ہے۔ الحدیث۔

(الخصال، معانی الاخبار)

۴۔ انس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صبح و شام خدا کا ذکر کرنا راہِ خدا میں تلواریں توڑنے (جہاد کرنے) سے بہتر ہے۔ یعنی جو شخص صبح کے وقت خدا کو یاد کرے اور اس رات اس سے جو گناہ سرزد ہوئے ہیں ان کو یاد کرکے ان سے توبہ و استغفار کرے تو وہ اس حالت میں ادھر ادھر جائے گا کہ اس کے تمام (رات والے) گناہ معاف ہو چکے ہوں گے۔ اور جو شخص عشاء کے وقت خدا کو یاد کرے اور دن میں اپنی فروگزاشتوں کو یاد کرے خدا سے مغفرت طلب کرے تو اس حالت میں اپنے گھر جائے گا۔ کہ اس کے گناہ معاف ہو چکے ہوں گے۔ (معانی الاخبار)

۵۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اپنا محاسبہ کرے گا وہ نفع پائے گا، جو غفلت کرے گا وہ خسارے میں رہے گا، جو خدا سے ڈرے گا وہ امن میں رہے گا۔ اور جو نگاہِ عبرت کرے گا وہ بابصیرت ہو جائے گا۔ اور جو بابصیرت ہوگا وہ علم کی دولت سے مالا مال ہو جائے گا۔ (نہج البلاغہ)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آپؓ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوذر! اپنے نفس کا خود محاسبہ کر قبل اس کے کہ تیرا محاسبہ کیا جائے! کیونکہ ایسا کرنا تمہارے لئے زیادہ آسان ہے۔ اور اپنے نفس کو تول قبل اس کے کہ اس کو تولا جائے۔ اور خدا کی بارگاہ میں بڑی حاضری کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کر۔ کیونکہ خدا پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) اے ابوذرؓ! کوئی شخص اس وقت تک متقیوں میں سے نہیں ہو سکتا جب تک وہ نفس سے اس سے زیادہ سخت محاسبہ نہ کرے جو ایک شریک اپنے شریک کار کا کرتا ہے۔ اور اس بات کی تحقیق کرے کہ اس کا طعام کہاں سے آتا ہے۔ اور پانی کا انتظام کہاں سے ہے اور لباس کہاں سے؟ حلال سے ہے یا حرام سے؟

ابوذرؓ! جو شخص اس کی پروا نہیں کرتا کہ اس نے مال کہاں سے کمایا ہے تو خدا بھی اس کی پروا نہیں کرے گا کہ وہ اسے کس جگہ سے جہنم میں داخل کر رہا ہے۔ (الآمالی)

۷۔ تفسیر منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام میں حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا عقلمند وہ ہے جو اپنا محاسبہ کرے اور مرنے کے بعد کے لئے عمل کرے! کسی شخص نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! کس طرح محاسبہ کرے؟ فرمایا: جب صبح کے بعد شام کرے تو اپنے آپ سے خطاب کر کے کہے: اے نفس! یہ آج کا دن جو گزر گیا پھر کبھی پلٹ کر نہیں آئے گا اور خدا تجھ سے سوال کرے گا کہ تو نے اسے کس طرح گزارا! اور تو نے اس میں کیا عمل کیا؟ آیا خدا کو یاد کیا تھا؟ اہل ایمان کی حاجت برآری کی تھی؟ آیا مومن کا رنج و غم دور کیا تھا؟ آیا اس کی عدم موجودگی میں اس کے مال، اہل وعیال میں اس کی حفاظت کی تھی؟ اور آیا اس کی وفات کے بعد اس کے اہل وعیال میں اس کا خیال رکھا تھا؟ آیا کسی مومن کی غیبت سے لوگوں کو روکا تھا؟ آیا کسی مسلمان کی اعانت کی تھی؟ الغرض اس میں کیا کیا تھا؟ پس اس دن میں اپنے کئے ہوئے کاموں پر ایک نگاہ واپسیں ڈالے۔ اگر نیکی کی ہے تو خدا کی توفیق پر اس کی حمد و ثنا کرے اور اگر کوئی گناہ یاد آئے تو اس سے توبہ و استغفار کرے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرلے۔

(تفسیر منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام)

۸۔ جناب سید ابن طاؤسؒ باسناد خود حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا۔ جب تک اپنے نفس کا محاسبہ اس سے زیادہ سخت نہ کرے جس طرح کوئی شریک اپنے شریک کا کرتا ہے یا جس طرح کوئی سردار اپنے غلام کا کرتا ہے۔ (محاسبۃ النفس)

۹۔ مسعدہ بن زیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب رات داخل ہوتی ہے تو ایک منادی (اس کی طرف سے) ندا کرتا ہے جس کی آواز کو جن و انس کے علاوہ سب مخلوق سنتی ہے۔ اے فرزند آدم! میں جدید مخلوق ہوں۔ اور تو میرے اندر جو کام کرے گا اس کی گواہ ہوں۔ پس جو کچھ ہو سکتا ہے مجھ سے فائدہ حاصل کر! کیونکہ جب سورج نکل آئے گا تو پھر میں کبھی لوٹ کر دنیا میں واپس نہیں آؤں گی۔ اور پھر تو مجھ میں کبھی نیکی بڑھا سکے گا اور نہ برائی سے دامن بچا سکے گا۔ اور جب دن آتا ہے تو وہ بھی اسی طرح ندا دیتا ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: (نیکی) لکھنے والا فرشتہ آدمی کے صحیفۂ اعمال میں اس

کے اعمال لکھتا ہے۔ تو تم اس کی ابتداء (صبح) اور انتہاء (شام) میں نیکی لکھواؤ۔ ان کے درمیان جو کچھ (گناہ) ہوگا وہ معاف کر دیا جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹۸ اور ۱۰۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹۷

جوں جوں عمر زیادہ ہوتی جائے توں توں اپنی زیادہ حفاظت کرنا واجب ہے بالخصوص چالیس سال اور اس سے زیادہ عمر والوں کے لئے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چالیس سال تک آدمی کے ساتھ کشادہ قلبی کا سلوک کیا جاتا ہے۔ پس جب وہ چالیس سال کا ہو جائے تو خدا اس کے دونوں فرشتوں کو وحی کرتا ہے میں نے اپنے بندہ کو اتنی عمر دی ہے اب تم اس کے ساتھ سختی کرو اور اس کے ہر چھوٹے بڑے اور کم یا زیادہ عمل کو لکھو۔ (الروضہ، الامالی، الخصال)

۲۔ احمد بن محمد بن خالد مرفوعاً حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی چالیس سال کا ہو جائے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اب چوکنا رہ! کیونکہ اب تو معذور نہیں ہے۔ (پھر فرمایا) چالیس سال والا بیس سال والے سے چوکنا رہنے کا زیادہ سزاوار نہیں ہے! کیونکہ دونوں کا مطالبہ کرنے والا (خدا) ایک ہے اور وہ سویا ہوا بھی نہیں ہے۔ لہٰذا تیرے آگے جو ہولناکیاں ہیں ان کیلئے کام کر اور فضول باتوں کو چھوڑ۔ (الاصول، الخصال)

۳۔ زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے نفس کیلئے کچھ حاصل کر! اس کیلئے صحت میں حاصل کر بیماری سے پہلے، طاقت میں کمزوری سے پہلے اور زندگی میں موت سے پہلے۔ (الاصول)

۴۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ عمر جس تک خدا بندہ کو (کچھ) معذور جانتا ہے وہ ساٹھ سال ہے۔ (نہج البلاغہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت مبارکہ ﴿اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ﴾ (کیا میں نے تمہیں اس قدر عمر نہیں دی تھی کہ جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کر سکتا تھا؟) کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: یہ اٹھارہ سال والے کو زجر و توبیخ کی جا رہی ہے۔ (الفقیہ، الآمالی)

۶۔ یعقوب بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین صفتیں ایسی ہیں کہ جس میں یہ نہ پائی جائیں اس کی بھلائی کی کبھی کوئی امید نہیں کی جاسکتی: (۱) جو غیر حاضری میں خدا سے نہ ڈرے۔ (۲) جو بڑھاپے میں رعایت نہ کرے۔ (۳) اور جو عیب سے شرم نہ کرے۔ (الآمالی)

۷۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بندہ تینتیس (۳۳) سال کا ہو جائے تو گویا وہ اپنی عمر کی پختگی کو پہنچ گیا ہے، اور جب چالیس سال کا ہو جائے۔ تو زندگی کی انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ اور جب اکتالیسویں سال میں داخل ہو جائے تو وہ نقصان میں ہے۔ اور جو پچاس سال کا ہے وہ یہ سمجھے کہ گویا وہ جان کنی کی حالت میں ہے۔ (الخصال)

باب ۹۸

برائی کے بعد اچھائی کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن ظبیان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص یہ جاننا چاہتا ہے کہ خدا کے نزدیک اس کا کیا مقام ہے تو وہ یہ دیکھے کہ اس کے نزدیک خدا کا کیا مقام ہے؟ اور جو شخص خلوت میں کوئی کام کرے وہ دیکھے پس اگر وہ اچھا کام ہے تو اسے جاری رکھے اور اگر برا ہے تو اس سے احتراز کرے۔ کیونکہ وہ وفا کرنے اور زیادہ کرنے کا زیادہ حقدار ہے! اور جو شخص تنہائی میں کوئی برائی کرے اسے تنہائی میں اچھائی کرنی چاہیئے۔ اور جو علانیہ برائی کرے اسے علانیہ نیکی کرنی چاہیئے۔ (معانی الاخبار)

۲۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ افسوس ہے اس شخص پر جس کی اکائیاں اس کی دھائیوں پر غالب آجائیں! میں نے عرض کیا: یہ کس طرح؟ فرمایا: کیا تم خدا کا یہ فرمان نہیں سنتے کہ فرماتا ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا﴾ (جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو ایک برائی کرتا ہے اسے ایک ہی برائی کی سزا دی جائے گی)۔ فرمایا: پس جب ایک نیکی کی جائے تو لکھی دس جاتی ہیں۔ اور جب ایک برائی کی جائے تو لکھی بھی ایک ہی جاتی ہے۔ تو ہم اس بات سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں کہ وہ ایک دن میں دس برائیاں تو کرے مگر نیکی ایک بھی نہ کرے اور اس طرح اس کی برائیاں اس کی اچھائیوں پر غالب آجائیں۔ (معانی الاخبار)

۳۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میں نے دین جیسی نعمت سے کسی مخلوق کو نہیں نوازا۔ اور اسے اپنی رحمت جیسی کوئی نعمت عطا نہیں کی۔ اپنے ظاہر کو پانی سے دھو (کر صاف کر)۔ اور نیکیوں سے اپنے باطن کا علاج کر۔ کیونکہ تو ضرور میری طرف لوٹ کر آنے والا ہے۔ تیاری کر کیونکہ جو چیز (موت) یقیناً آنے والی ہے وہ نزدیک ہے۔ اور مجھے (دعا و مناجات کے ذریعہ سے) غمناک آواز سنا۔ (الامالی)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ کس قدر اچھی ہیں وہ اچھائیاں جو برائیوں کے بعد کی جائیں! اور کس قدر بری ہیں وہ برائیاں جو نیکیوں کے بعد کی جائیں۔ (ایضاً)

۵۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تو جہاں کہیں بھی ہے خدا سے ڈر۔ اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آ۔ اور جب کوئی گناہ کرے تو اس کے بعد نیکی کر کے اسے مٹا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس مطلب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۳ اور ۸۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹۹

مرتد کی توبہ صحیح ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مومن ہو اور اپنے ایمان کی حالت میں نیک عمل بجا لائے۔ پھر کسی فتنہ میں مبتلا ہو کر کافر ہو جائے۔ پھر کفر کے بعد توبہ کر لے تو جو نیکیاں اس نے ایمان کی حالت میں کی تھیں وہ سب اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیں گی اور اس کا کفران کو ختم نہیں کرے گا۔ جبکہ اس کے بعد توبہ کر لے۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ توبہ والی حدیثوں کا عموم و اطلاق بھی اس مطلب پر دلالت کرتا ہے اور اس سے قبل (باب ۳۰ از مقدمۃ العبادات، یہاں باب ۴۷ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بھی گزر چکی ہیں اور اس کے بعد حدود کے باب میں کچھ مفصل حدیثیں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰۰

اہل و عیال سے غافل رہ کر صالح اعمال میں مشغول رہنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سوید بن غفلہ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب فرزند آدم اپنی دنیوی زندگی کے آخری اور اپنی اخروی زندگی کے ابتدائی دن میں ہوتا ہے تو اس کے سامنے تین چیزوں کی تمثیل پیش کی جاتی ہے: (۱) مال۔ (۲) اولاد۔ (۳) اور اعمال۔ چنانچہ وہ پہلے مال کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں تجھ پر بڑا حریص تھا۔ آج تو مجھ سے کیا سلوک کرے گا؟ جواب میں مال کہتا ہے: تو مجھ سے صرف اپنا کفن لے سکتا ہے۔ پھر وہ اپنی اولاد کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا کی قسم! مجھے تم سے بہت پیار تھا۔ اور میں تمہارا بڑا ہی حامی و مددگار تھا۔ آج تم میری کیا مدد کرو گے؟ وہ جواب میں کہتے ہیں: ہم تمہیں قبر تک لے جا کر اس میں چھپا دیں گے (اسکے علاوہ کوئی مدد نہیں کر سکتے)۔ بعد ازاں وہ اپنے عمل کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ خدا کی قسم! میں تجھ میں بے رغبتی کرتا تھا۔ اور تو مجھے بوجھل محسوس ہوتا تھا۔ (بہر حال کبھی کبھی تجھے بجالاتا تھا۔ تو آج میری کیا مدد کرے گا؟) تو عمل جواب میں کہتا ہے: میں قبر میں تیرے ساتھ رہوں گا اور میدانِ حشر میں بھی تیرے ہمراہ ہوں گا اور پھر اکٹھے خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے الحدیث۔ (اور اس وقت تک تجھ سے جدا نہیں ہوں گا جب تک تجھے جنت میں پہنچا نہیں لوں گا)۔ (الاصول، امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک مسلمان آدمی کے تین دوست ہوتے ہیں: (۱) ایک دوست وہ جو اس سے کہتا ہے کہ میں زندگی اور موت ہر حال میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور وہ اس کا (نیک) عمل ہے۔ (۲) دوسرا دوست وہ ہے جو اس سے کہتا ہے میں تیری موت تک تیرے ساتھ ہوں۔ اور وہ اس کا مال ہے۔ پس جب آدمی مر جاتا ہے تو وہ اس کے وارث کا ہو جاتا ہے۔ (۳) اور تیسرا دوست وہ ہے جو اس سے کہتا ہے کہ میں قبر کے کنارے تک تیرے ساتھ جاؤں گا۔ اس کے بعد تجھے تنہا چھوڑ دوں گا۔ اور یہ اس کی اولاد ہے۔ (الآمالی، معانی الاخبار، الخصال)

باب ۱۰۱

خدا و رسولؐ اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی بارگاہ میں اعمال کے پیش ہونے سے ڈرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پچیس حدیثیں ہیں جن میں سے دس مکررات کو قلمزد کر کے باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: ہر صبح کے وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں تمام نیکوکار اور بدکار بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ پس تم ان (برے اعمال) سے ڈرو۔ اور یہی خدا کا فرمان ہے: ﴿وَ قُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (تم عمل کرو کہ خدا اور اس کا رسول تمہارے عمل کو دیکھتے ہیں)۔ (پھر خاموش ہو گئے۔ (الاصول، کذا فی البصائر)

۲۔ یعقوب بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ کے بارے میں سوال کیا؟ (کہ یہاں المومنون سے کون مراد ہیں؟) فرمایا: ائمہ اہل بیت علیہم السلام۔ (ایضاً)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچاتے ہو؟ ایک آدمی نے عرض کیا: ہم (اب) کس طرح ان کو اذیت پہنچاتے ہیں؟ فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے اعمال ان کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ پس اگر ان کو ان میں کوئی برائی نظر آئے تو ان کو تکلیف ہوتی ہے! پس ان کو تکلیف نہ دو۔ بلکہ ان کو خوش کرو۔ (الاصول، کتاب الزہد)

۴۔ عبداللہ بن ابان زیات جو کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی بارگاہ میں خاص مقام و منزلت رکھتے تھے نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے اور میرے خانوادہ کے حق میں دعا فرمائیں! امام علیہ السلام نے فرمایا: تو کیا میں (پہلے) نہیں کرتا؟ تمہارے اعمال صبح و شام میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں! راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس بات کو بہت بڑا (دعویٰ) سمجھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم قرآن میں نہیں پڑھتے: ﴿وَ قُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ فرمایا: بخدا اس (المؤمنون) سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں (اور ان کے بعد ان کی اولاد میں سے گیارہ امامؑ)۔ (الاصول، بصائر الدرجات)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور وفات بھی۔ (زندگی اس طرح کہ میری وجہ سے تم پر عذاب نازل نہیں ہوتا)۔ (یہاں تک کہ فرمایا) اور وفات اس طرح کہ ہر روز تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ پس اس میں جو اچھے عمل ہوتے ہیں۔ ان میں خدا سے تمہارے لئے اضافہ طلب کرتا ہوں۔ اور جو برے عمل ہوتے ہیں ان کے بارے میں تمہارے لئے طلب مغفرت کرتا ہوں۔ (الفقیہ)

۶۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ابوالخطاب

(غالی) کہتا تھا کہ ہر خمیس کے دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ان کی امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس طرح نہیں ہے۔ بلکہ (صحیح بات یہ ہے کہ) ہر صبح آپ کی امت کے تمام نیکوکار و بدکار لوگوں کے اعمال آپ کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ پس تم (اس پیشی سے) ڈرو۔ فرمایا: اور یہی خدا کا ارشاد ہے: ﴿وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ پھر خاموش ہو گئے۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ آپ کی اس سے مراد ائمہ اہل بیت علیہم السلام تھے۔ (معانی الاخبار)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے ضمانت دے کہ وہ اس چیز کی حفاظت کرے گا جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے (زبان) اور جو اس کے دو رانوں کے درمیان ہے (شرمگاہ)، میں اس کی جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہر صبح کے وقت اس امت کے اعمال خداوند عالم کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ (عیون الاخبار)

۹۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن کثیر رقی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ امام علیہ السلام نے اپنی طرف سے سلسلۂ کلام کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: اے داؤد! جب جمعرات کے دن تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے گئے۔ تو اس میں تمہارے اعمال کے اندر تمہارا اپنے فلاں (ناصبی) چچازاد بھائی سے صلہ رحمی کرنے کے واقعہ سے مجھے خوشی ہوئی۔ میں جانتا ہوں کہ تمہاری اس صلہ رحمی (اور اس کی قطع رحمی سے) اس کی زندگی جلد ختم ہو جائے گی۔ داؤد بیان کرتے ہیں کہ میرا ایک دشمن اہل بیت خبیث النفس چچازاد بھائی تھا اور مجھے اس کی اور اس کے گھر والوں کی بدحالی کی اطلاع ملی۔ تو میں نے مکہ روانگی سے پہلے اس کے اخراجات کیلئے چک بھیجا تھا۔ اور (حج سے فارغ ہو کر) جب مدینہ پہنچا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے اس کی خبر دی۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۰۔ (فاضل اجل) جناب سید بن طاؤسؒ اپنے رسالہ "محاسبۃ النفس" میں فرماتے ہیں کہ میں نے متعدد روایات میں خود دیکھا بھی ہے اور مجھ سے روایت بھی کیا گیا کہ سوموار اور خمیس کے دن لوگوں کے اعمال خدا و رسولؐ اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ پھر انہوں نے کتاب تبیان شیخ طوسی، کتاب ابن عقبہ، کتاب الدلائل حمیری، محمد بن عباس کی کتاب "فیها نزل من القرآن فی النبی و الائمة علیهم السلام" اور محمد بن عمران نے مرزبانی کی کتاب کے حوالہ جات سے بہت سی حدیثیں نقل کی ہیں۔ (محاسبۃ النفس)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے صوم مندوب کے باب میں کئی ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو جمعرات کے دن اعمال کے پیش کئے جانے پر دلالت کرتی ہیں۔

۱۱۔ جناب محمد بن الحسن صفارؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خمیس کی شام کو لوگوں کے اعمال حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ پس اس سے شرم کرنی چاہیئے کہ تمہارا کوئی قبیح عمل آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش ہو۔ (بصائر الدرجات)

۱۲۔ حفص بن البختری وغیرہ (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے) روایت کرتے ہیں، فرمایا: خمیس کے دن (لوگوں کے) اعمال حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات ائمہ اہل بیتؑ کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۳۔ عبدالرحمٰن ابن کثیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ کے بارے میں فرمایا کہ (یہاں المؤمنون سے مراد) آئمہ علیہم السلام ہیں۔ (ایضاً)

۱۴۔ برید عجلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں یہ آیت مبارکہ پڑھی: ﴿وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ تو آپؑ نے فرمایا: جب بھی کوئی مؤمن یا کافر مرتا ہے اور اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے اعمال حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ پر اور ان تمام بزرگواروں پر پیش کئے جاتے ہیں جن کی اطاعت خدا نے بندوں پر فرض قرار دی ہے (ائمہ اہل بیت علیہم السلام)۔ (ایضاً)

۱۵۔ عبداللہ بن ابان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ کے کچھ موالیوں نے مجھ سے کہا ہے کہ آپ ان کے لئے خدا سے دعا کریں؟ فرمایا: خدا کی قسم میں ہر روز خدا کی بارگاہ میں ان کے اعمال پیش کرتا ہوں (اور ان کی نیکیوں پر خوش ہو کر ان کے حق میں دعا کرتا ہوں)۔ (ایضاً)

❁❁❁❁❁

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ "کتاب الجہاد" تمام ہوئی۔ اس کے مؤلف محمد الحر کے قلم سے۔ (والحمد للہ)

احقر مترجم عرض پرداز ہے کہ اس کا ترجمہ اور مختصر تحشیہ و تبصرہ بھی ختم ہوا۔

والحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ و سلم علی اشرف بریتہ محمدٍ و عترتہ الطاہرینؑ۔

(مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۳ء)

کتاب

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

اور ان کے ملحقات

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ان کے متعلقہ ابواب

(اس سلسلہ میں کل اکتالیس (۴۱) باب ہیں)

باب ۱

یہ امر و نہی دونوں واجب ہیں اور ان کا ترک کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل پچیس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تیئس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوسعید زہری سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: افسوس ہے اس قوم کیلئے جو امر بمعروف اور نہی از منکر کا فریضہ ادا کرکے خدا کا دین اختیار نہیں کرتی۔ (الفروع، کتاب الزہد لاہوازی)

۲۔ باسنادِ خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ قوم بُری قوم ہے جو امر بمعروف اور نہی از منکر کرنے پر عیب لگاتی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ غیاث بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کسی جماعت کے پاس سے گزرتے تھے تو (سلام کے بعد) اس وقت تک وہاں سے آگے نہیں بڑھتے تھے جب تک تین بار بآواز بلند یہ نہیں کہہ دیتے تھے: ﴿اتقوا اللّٰہ﴾ (خدا سے ڈرو)۔ (ایضا)

۴۔ محمد بن عرفہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تم لوگ امر بمعروف اور نہی از منکر کرو ورنہ تم پر تمہارے بُرے لوگ مسلط کر دیئے جائیں گے۔ اور جب تمہارے نیک لوگ دعا کریں گے تو قبول نہیں ہوگی۔ (ایضاً)

۵۔ باسنادِ سابق راوی نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جب میری امت امر بمعروف اور نہی از منکر میں سہل انگیزی کرے گی تو وہ گویا خدا کے خلاف اعلانِ جنگ کرے گی۔ (الفروع، التہذیب، عقاب الاعمال)

۶۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آخری زمانہ میں ایک ریاکار قوم ہوگی...... (یہاں تک کہ فرمایا) کہ اگر نماز بھی ان کے بدن اور مال کو ضرر و زیاں پہنچائے تو وہ اسے بھی ترک کر دیں گے۔

جس طرح کہ انہوں نے تمام فرائض سے اشرف و اعلیٰ فریضہ (امر بمعروف اور نہی از منکر) کو ترک کر دیا ہے۔ (فرمایا) نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا وہ عظیم الشان فریضہ ہے جس کے ذریعہ سے دوسرے فرائض قائم کئے جاتے ہیں جب وہ ایسا کریں گے تو ان پر خدا کا قہر و غضب مکمل ہو جائے گا اور وہ ان پر ایسا عمومی عذاب نازل کرے گا کہ اشرار کے گھروں میں ابرار و نیکوکار بھی بڑوں کے گھروں میں چھوٹے بھی ہلاک ہو جائیں گے۔ (پھر فرمایا) نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا انبیاءؑ کا راستہ ہے اور صالحین کا طریقہ ہے اس کے ذریعہ فرائض قائم ہوتے ہیں، راستے پُر امن ہوتے ہیں، کاروبار حلال ہوتے ہیں، لوگوں کے غصب شدہ حقوق ادا ہوتے ہیں، زمین (عدل سے) آباد ہوتی ہے، دشمنوں سے انتقام لیا جاتا ہے اور تمام معاملات صحیح اور سیدھے ہوتے ہیں۔ (ایضاً)

۷۔ یحییٰ بن عقیل حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امیر علیہ السلام خطبہ دیتے ہوئے کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا کی اور پھر فرمایا: اما بعد! تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک و برباد ہوئے کہ ان کے بدکاروں نے گناہ کئے اور ان کے علماء و صلحاء نے ان کو نہ روکا نہ ٹوکا۔ اس لئے ان (سب پر) عذاب نازل ہوگیا (اور وہ نیست و نابود ہوگئے پھر) فرمایا: پس تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ اور جان لو کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا نہ کسی کی موت کو نزدیک کرتے ہیں اور نہ کسی کے رزق کو کم کرتے ہیں۔ الحدیث۔ (الفروع، کتاب الزہد)

۸۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے شیعوں کے نام ایک نامہ لکھا جس میں تحریر فرمایا: تم میں سے سن رسیدہ بزرگ اور صاحبان عقل و خرد جاہلوں اور طالبان ریاست پر شفقت کریں ورنہ تم سب پر میری لعنت ہوگی۔ (الروضہ)

۹۔ ابن ابی عمیر ایک جماعت سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ امت کبھی مقدس نہیں ہوسکتی جو اپنے طاقتور سے اپنے کمزور کیلئے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے حق وصول نہیں کر سکتی۔ (الفروع، التہذیب)

۱۰۔ ابو اسحاق خراسانی اپنے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے جناب داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میں نے تمہارا گناہ بخش دیا اور تمہارے گناہ کی ننگ و عار بنی اسرائیل پر قرار دے دی ہے۔ جناب داؤد علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگارا! تو تو (کسی پر) ظلم نہیں کرتا؟ ارشاد ہوا: انہوں نے نہی عن المنکر میں عجلت سے کام نہیں لیا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں ذنب (گناہ) سے ترک اولیٰ مراد ہے اور پھر بنی اسرائیل سے جو انکار مطلوب تھا وہ استحبابی تھا کیونکہ ادلۂ قطعیہ سے ثابت ہے کہ گناہ منافی عصمت ہے۔

۱۱۔ عبداللہ بن محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی خثعم کا ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! افضل الاسلام کیا ہے؟ فرمایا: خدا پر ایمان لانا! عرض کیا: پھر کیا؟ فرمایا: صلہ رحمی کرنا! عرض کیا: پھر کیا؟ فرمایا: اچھائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، عرض کیا: تمام اعمال سے بدترین عمل کیا ہے؟ فرمایا: شرک باللہ۔ عرض کیا: پھر؟ فرمایا: قطع رحمی! عرض کیا: پھر؟ فرمایا: برائی کا حکم دینا اور اچھائی سے روکنا۔ (الفروع، الاصول، المحاسن، التہذیب)

۱۲۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تمہاری عورتیں خراب ہو جائینگی، تمہارے جوان فاسق ہو جائینگے اور تم نہ نیکی کا حکم دوگے اور نہ برائی سے روکوگے! عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! آیا ایسا ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ بلکہ اس سے بدتر ہوگا۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم برائی کا حکم دوگے اور اچھائی سے روکوگے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ! آیا ایسا بھی ہوگا؟ فرمایا: ہاں اور اس سے بھی بدتر ہوگا؟ اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم اچھائی کو برائی اور برائی کو اچھائی سمجھنے لگوگے۔ (الفروع، التہذیب، قرب الاسناد)

۱۳۔ جناب حسین بن سعید اہوازیؒ اسی سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: خداوند عالم اس (نام نہاد) مومن کو برا سمجھتا ہے جو کمزور ہے اور اس کا کوئی دین نہیں ہے۔ عرض کیا گیا: وہ کمزور مومن کون ہے جس کا کوئی دین نہیں ہے؟ فرمایا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو (لوگوں کو) برائی سے نہیں روکتا۔ (کتاب الزہد)

۱۴۔ فرات بن احنف حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: افسوس ہے اس شخص کیلئے جو برائی کا حکم دیتا ہے اور اچھائی سے روکتا ہے۔ (کتاب الزہد)

۱۵۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اچھی بات کہنے سے پسندیدہ کوئی خرچ نہیں ہے جو راہ خدا میں خرچ کیا جائے۔ (المحاسن)

۱۶۔ ابوالحسن اصفہانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اچھی بات کہو۔ اس سے تمہاری

پہچان ہوگی۔ اچھے کام کرو تم اچھے لوگوں سے شمار ہو گے۔ (ایضاً)

۱۷۔ علی بن اسباط مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا اس بندہ پر رحم فرمائے جو اچھی بات کرے اور فائدہ اٹھائے یا برائی پر خاموش رہے اور سلامت رہے۔ (ایضاً)

۱۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: میری امت برابر خیر و خوبی پر رہے گی جب تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی رہے گی۔ اور نیکی کے کام میں ایک دوسرے کی معاونت کرتی رہے گی اور جب وہ یہ کام ترک کر دے گی تو ان سے برکات سلب کر لی جائینگی اور بعض (بُرے اچھوں پر) مسلط ہو جائیں گے۔ اور ان کا زمین و آسمان میں کوئی ناصر و مددگار نہ ہوگا۔
(التہذیب، المقنعہ)

۱۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عین الفاظ میں سے یہ لفظ ہیں: ﴿الدالّ علی الخیر کفاعلہ﴾ (نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والا اس کے بجالانے والے کی مانند ہے)۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال)

۲۰۔ یعقوب بن یزید مرفوعاً حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: امر بالمعروف اور نہی از منکر خدا کی مخلوقات میں سے دو مخلوق ہیں پس جو شخص ان کی نصرت کرے گا خدا اسے عزت عطا فرمائے گا اور جو ان کی نصرت نہیں کرے گا خدا اس کی مدد نہیں کرے گا۔ (ثواب الاعمال، الفروع، التہذیب، الخصال)

۲۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی اچھائی کا حکم دے یا کسی برائی سے روکے یا کسی نیکی کی طرف راہنمائی کرے یا اس کی طرف اشارہ کرے وہ اس (کار خیر میں) شریک ہوتا ہے اور جو شخص کسی برائی کا حکم دے۔ یا اس کی راہنمائی کرے یا اس کی طرف اشارہ کرے وہ (اس برائی میں) شریک ہے۔ (الخصال)

۲۲۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: امر بالمعروف اور نہی از منکر اس شخص پر واجب ہے جس کیلئے ممکن ہوں اور جسے اپنی ذات یا اپنے احباب پر کوئی اندیشہ نہ ہو۔ (الخصال، عیون الاخبار)

۲۳۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود حسن سے اور وہ اپنے اب وجد سے روایت کرتے ہیں کہا: کہا جاتا تھا کہ کسی مؤمن کیلئے یہ روا نہیں ہے کہ وہ خدا کی نافرمانی ہوتی ہوئی دیکھے مگر یہ کہ بند ہونے سے پہلے اس نافرمانی کو بدل دے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱ باب ۱ از مقدمۃ العبادات باب ۲۹ از ملابس باب ۹ از جہاد باب ۴ و باب ۴۹ و ۵۲ از جہاد النفس میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں بالخصوص باب ۴۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

امر و نہی کے وجوب کی چند شرطیں ہیں ایک یہ کہ معروف و منکر کا علم ہو۔ دوسرا تاثیر کا امکان ہو اور تیسرے ضرر وزیاں کا اندیشہ نہ ہو۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جب آپ سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بارے میں سوال کیا گیا کہ آیا وہ تمام امت پر (علی الاطلاق) واجب ہیں؟ فرمایا: نہ! عرض کیا گیا: کیوں؟ فرمایا: یہ اس شخص پر واجب ہیں جو (علمی طور پر) قوی ہو۔ (۲) جس کی اطاعت کی جائے۔ (۳) جو معروف کو منکر سے امتیاز کر سکتا ہو۔ اور اس (علمی طور پر) کمزور آدمی پر واجب نہیں ہے۔ جو کسی (حق کی) طرف راستہ نہیں پاتا۔ اور وہ حق کہتے ہوئے باطل تک پہنچ جاتا ہے اور اس بات پر (کہ تمام امت پر واجب نہیں ہے) قرآن مجید کی یہ آیت دلیل ہے: ﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (تمہارے درمیان ایک جماعت موجود رہنی چاہیئے جو لوگوں کو خیر و خوبی کی طرف بلائے اور اچھائی کا حکم دے اور برائی سے روکے)۔ فرمایا: یہ خاص ہے عام نہیں ہے جیسا کہ ایک اور مقام پر فرماتا ہے: ﴿وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَ بِهِ يَعْدِلُونَ﴾ (جناب موسیٰ کی قوم میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو حق کی ہدایت کرتی ہے اور اسی کے ساتھ عدل کرتی ہے) یہ نہیں فرمایا کہ جناب موسیٰ کی تمام امت یا ان کی پوری قوم یہ کام کرتی ہے۔ جبکہ وہ اس وقت مختلف گروہ تھے۔ اور ''امت'' تو ایک یا ایک سے زائد افراد کو کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے: ﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ﴾ (جناب ابراہیمؑ خدا کی اطاعت گزار امت تھے)۔ فرمایا: اس آرام و سکون کے وقت جو شخص علم تو رکھتا ہے مگر اس کے پاس قوت، عدد اور اطاعت نہیں ہے۔ اگر وہ (امر و نہی) نہ کرے تو اس کیلئے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ مسعدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جبکہ ان سے پوچھا گیا تھا کہ اس حدیث کا مطلب کیا ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا: سب سے افضل جہاد جابر حاکم کے سامنے کلمۂ

حق کہنا ہے۔ فرمایا: یہ اس شخص پر واجب ہے جو (معروف ومنکر کا) علم رکھتا ہو اور اس کی بات قبول بھی کی جاتی ہو۔ ورنہ نہیں۔ (الفروع، الخصال، التہذیب)

۲۔ یحییٰ الطویل صاحب المقری (المقری) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اچھائی کا حکم دینا یا برائی سے روکنا صرف اس مومن کو دیا جاتا ہے جو نصیحت حاصل کرتا ہے یا جاہل کو جو علم حاصل کرتا ہے لیکن جو تازیانے یا تلوار والا (سردار) ہو اسے نہیں (کہ اس پر اثر نہیں ہوتا)۔ (ایضاً)

۳۔ مفضل بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے مفضل! جو کسی جابر حاکم کے درپے ہو اور پھر اسے (اس کی طرف سے) کوئی تکلیف پہنچے تو اسے نہ اس پر اجر دیا جائے گا اور نہ صبر۔ (الفروع، التہذیب، عقاب الاعمال)

۴۔ محفوظ اسکاف بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کے بُرے کام پر انکار کیا۔ (اسے روکا) مگر اس نے آپ کی بات نہ مانی۔ تو آپ نے سر جھکا لیا اور چلے گئے۔ (الفروع)

۵۔ ابان بن تغلب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو مجروح (زخمی) کا علاج معالجہ نہیں کرتا وہ لامحالہ جارح کے ساتھ شریک جرم ہے (یہاں تک کہ فرمایا) اسی طرح تم بھی حکمت ودانائی کی باتیں نااہلوں کو نہ بتاؤ ورنہ تم خود جاہل سمجھے جاؤ گے اور اہلوں سے نہ چھپاؤ ورنہ گنہگار شمار ہو گے۔ (فرمایا) تمہیں ایک ماہر طبیب کی مانند ہونا چاہیئے کہ وہ خوب جانتا ہے کہ اس نے کہاں علاج کرنا ہے۔ (الروضہ)

۶۔ ابو عصمۃ قاضی مرو (جابر سے اور وہ) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی جس سے ایک ایسی قوم پھوٹے گی جو ریاکار ہوگی، بھاگنے والی ہوگی (یا چیخنے چلّانے والی ہوگی)۔ (بظاہر) عبادت گزار ہوگی، نوجوان احمقوں کا ٹولہ ہوگی، وہ امر ونہی کو واجب نہیں مانے گی مگر جب ضرر سے امن ہوگا وہ اپنے لئے رخصتیں اور عذر تلاش کرے گی۔ (وہ علماء کی لغزشیں تلاش کرے گی اور) اس وقت تک نماز اور روزہ کی بات کرے گی جب تک ان کے مال یا جان کو کوئی ضرر وزیاں نہ ہوگا اور جب یہ چیزیں ان کے مال یا جان کو نقصان پہنچائے گی تو اسے ترک کر دے گی۔ اس وقت خدا کا قہر وغضب اس پر مکمل ہو جائے گا اور وہ اس پر عمومی عذاب نازل کر دے گا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں "ضرر سے امن" سے مراد فوات نفع ہے (کہ وہ تب تک امر ونہی کرتے ہیں جب تک اپنے نفع کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو) اور اسے معمولی ضرر وزیاں پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے کہ اس کا

برداشت کرنا واجب اور بڑے زیاں کا برداشت کرنا مستحب ہے۔ اور بعض علماء کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں ضرر سے اس شخص کا ضرر مراد ہے جس کو امر و نہی کیا جائے کہ اسے زخمی کرنے یا قتل کرنے کا امن ہو۔ واللہ العالم۔

۷۔ ریّان بن الصلت بیان کرتے ہیں کہ خراسان میں کچھ لوگ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کے خانوادہ میں سے کچھ لوگ ناشائستہ کام کرتے ہیں اگر آپ ان کو منع کرتے تو اچھا ہوتا؟ فرمایا: میں ایسا نہیں کروں گا؟ عرض کیا گیا: کیوں؟ فرمایا: میں نے اپنے والد ماجد سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ نصیحت درشت ہوتی ہے (جسے بالعموم قبول نہیں کیا جاتا)۔ (عیون اخبار الرضا)

۸۔ جناب شیخ حسن بن علی بن شعبہؒ حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور اسے حضرت علی علیہ السلام سے بھی روایت کیا جاتا ہے، فرمایا: ایہا الناس! عبرت حاصل کرو اس سے کہ جس سے خدا نے احبار کی شکایت کرکے اپنے اولیاء کو نصیحت کی ہے فرماتا ہے: ﴿لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ﴾ (ان کو احبار اور ربانیون نے بری بات کہنے سے کیوں نہ روکا)۔ اور فرماتا ہے: ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ تا قوله تعالٰى لبئس ما كانوا يفعلون﴾ (بنی اسرائیل کے کافروں پر لعنت ہو یہ بہت برے کام کرتے تھے) فرمایا: خدا نے ان کی یہ عیب جوئی اس لئے کی ہے کہ وہ ظالم و جابر (حاکموں) سے منکر اور فساد کے کام دیکھتے تھے مگر ان کو روکتے نہیں تھے۔ کیونکہ ان کو ان کے مال و منال میں رغبت تھی اور ان کے قہر و جبر کا ڈر تھا حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ﴾ (لوگوں سے نہ ڈرو صرف مجھ سے ڈرو) نیز (اہل ایمان کی مدح وثنا کرتے ہوئے) فرمایا ہے: ﴿المؤمنون بعضهم اولياء بعض يأمرون بالمعروف و ينهون عن المنكر﴾ (مؤمن بعض دوسرے بعض کے دوست ہوتے ہیں جو اچھائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں) یہاں خداوند عالم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو دنیا میں فریضہ سمجھتے ہوئے آغاز کیا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جب یہ فریضہ ادا کیا جائے تو تب دوسرے تمام مشکل اور آسان فرائض ادا ہو سکتے ہیں کیونکہ امر و نہی کے ذریعہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے بشرطیکہ مظالم رد کئے جائیں، ظالم کی مخالفت کی جائے اور مال فئے اور غنیمت تقسیم کی جائے اور صدقات کو وصول کرکے اسے اس کے مصارف میں صرف کیا جائے۔ (تحف العقول)

۹۔ جناب شیخ محمد بن فتال نیشاپوری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اچھائی کا حکم وہ شخص دے اور برائی سے وہ شخص روکے جس میں تین صفتیں پائی جائیں: (۱) جس کا حکم دے رہا ہے اور جس سے روک رہا ہے اس کا علم رکھتا ہو۔ (۲) امر و نہی میں عادل ہو۔ (خود ان پر عامل ہو)۔ (۳) امر و نہی کرنے میں

رفق و مدارا کرنے والا ہو۔ (شدت وحدت سے کام لینے والا نہ ہو)۔ (روضۃ الواعظین)

باب ۳

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پہلے دل سے، پھر زبان سے اور بعد ازاں ہاتھ سے واجب ہے اور اس پر قتال کرنے اور حدود کے قائم کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: (پہلے تو) اپنے دلوں سے (روگردانی کر کے منکر کا) انکار کرو۔ (پھر) زبان سے بول کر (اور پھر) ان کی پیشانیوں کو پیٹو۔ اور خدا کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کرو۔ پس اگر اس سے وہ نصیحت حاصل کر لیں اور حق کی طرف پلٹ آئیں تو پھر ان پر کوئی راستہ نہیں ہے یہ راستہ تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور حق کے بغیر زمین میں بغاوت پھیلاتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے پس ایسے لوگوں سے بدنی جہاد کرو۔ اور اپنے دلوں سے ان کو بُرا سمجھو۔ نہ کسی سلطنت کو طلب کرو اور نہ کسی مال کا مطالبہ کرو اور نہ ہی ان کے ظلم کو چھوڑ کر فتحیابی سمجھو۔ (اور یہ جہاد اس وقت تک جاری رکھو) یہاں تک کہ وہ حق کی طرف لوٹ آئیں اور خدا کی اطاعت گزار بن جائیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ یحییٰ الطویل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے زبان کے کھولنے اور ہاتھ کے روکے رکھنے کا حکم نہیں دیا بلکہ ایسا قرار دیا ہے کہ یہ دونوں کھلتے ہیں تو بھی اکٹھے اور اگر رکتے ہیں تب بھی اکٹھے۔ (الفروع)

۳۔ محمد بن سنان بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابلیس نے بنی اسرائیل کے ایک عابد و زاہد کو ورغلایا (کہ گناہ کر کے توبہ کرنے میں بڑا مزہ آتا ہے) چنانچہ وہ زنا کے ارادہ سے ایک فاجرہ عورت کے پاس پہنچا۔ (اس نے عابد کو دیکھ کر تعجب کے ساتھ کہا: تو کیسے یہاں؟...... اس نے ارادہ ظاہر کیا کہ گناہ کر کے توبہ کروں گا)۔ اس فاجرہ نے کہا: توبہ کرنے سے گناہ کا ترک کرنا زیادہ آسان ہے اور توبہ کی جستجو کرنے والا ہر شخص اسے پا نہیں سکتا۔ (شاید تجھے شیطان نے ورغلایا ہے۔ پلٹ جا)۔ چنانچہ وہ عابد گناہ کئے بغیر لوٹ گیا اور اسی رات وہ عورت مر گئی۔ دیکھا گیا کہ اس کے دروازہ پر لکھا ہوا ہے "فلانہ کے پاس جاؤ کہ وہ اہل جنت میں سے ہے" مگر لوگوں نے اس (تحریر میں) شک کیا۔ اور تین دن تک اسے غسل و کفن نہ دیا۔ تو خدا نے اپنے انبیاءؑ میں سے ایک نبی کو جسے میں جناب

موسیٰ بن عمران سمجھتا ہوں وحی فرمائی کہ فلانہ عورت کے پاس جاؤ اور اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ اور لوگوں سے کہو کہ وہ اس پر نماز پڑھیں۔ کیونکہ میں نے اسے بخش دیا ہے اور اس کیلئے جنت واجب قرار دی ہے کیونکہ اس نے فلاں بندہ (عابد) کو میری نافرمانی سے بچایا ہے۔ (الروضہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: جو منکر کا انکار نہ کرے نہ دل سے نہ زبان سے اور نہ ہاتھ سے تو وہ زندوں کے اندر مردہ ہے۔ (التہذیب، المقنعہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن حسن بن علی بن فضال سے اور وہ اپنے باپ (حسن) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو حواری کیوں کہا جاتا ہے؟ فرمایا: لوگوں کے نزدیک (تو اس لئے کہ وہ دھوبی تھے اور کپڑوں کو میل کچیل سے صاف کرتے تھے) اور ہمارے نزدیک اس لئے وہ اپنی ذات میں اور دوسروں کیلئے بھی وعظ و نصیحت سے گناہوں کی آلائش سے پاک وصاف تھے۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

۶۔ حسین بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کوئی (کسی بدکار) قوم میں نشوونما پائے اور پھر خدا کی نافرمانی پر سزا نہ دے تو خداوند عالم سب سے پہلی سزا جو ان کو دیتا ہے وہ یہ ہے کہ ان کی روزی کم کر دیتا ہے۔ (عقاب الاعمال)

۷۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ کلام نقل کرتے ہیں فرمایا: جو شخص (کمزور ہوتے ہوئے بھی) محض خدا کی خاطر اپنا نیزہ تیز کرے تو وہ باطل کے بڑے بڑے طاقتوروں کو قتل کرنے پر بھی قادر ہو جاتا ہے۔
(نہج البلاغہ)

۸۔ نیز جناب سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ ابن جریر طبری اپنی تاریخ میں باسناد خود ابو لیلیٰ فقیہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جس دن ہماری اہل شام سے مڈبھیڑ ہوئی اس دن میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: ایہا المومنون! جو شخص دیکھے کہ ظلم و زیادتی ہو رہی ہے اور منکر کو دیکھے کہ اس کی طرف بلایا جا رہا ہے اور اس کا صرف دل سے انکار کرے تو وہ بریٔ الذمہ ہو جائے گا اور جو زبان سے انکار کرے وہ اجر و ثواب پائے گا یہ اپنے (پہلے) ساتھی سے افضل ہے اور جو تلوار سے انکار کرے (اور برائی کا قلع قمع کر دے) تا کہ خدا کا کلمہ بلند اور ظالموں کا کلمہ نیچا ہو تو یہ شخص وہ ہے جس نے ہدایت کا راستہ پا لیا۔ اور راہِ (حق) پر کھڑا ہے اس کے دل میں یقین کا نور چمک رہا ہے۔ (ایضاً، روضۃ الواعظین)

۹۔ جناب سید رضیؒ فرماتے ہیں: اسی قسم کا آنجناب کا ایک اور مفصل کلام حق ترجمان ہے جس میں فرماتے ہیں: کچھ

(اہل ایمان) وہ ہیں جو اپنے دل، زبان اور ہاتھ سے منکر کا انکار کرتے ہیں یہ وہ ہیں جو خیر و خوبی کی تمام خصلتوں کے جامع ہیں اور کچھ وہ ہیں جو زبان اور دل سے تو انکار کرتے ہیں مگر ہاتھ سے نہیں کرتے تو یہ خیر و خوبی کی دو خصلتوں کے دامن سے تو متمسک ہیں مگر ایک (اچھی) خصلت کے ضائع کرنے والے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو صرف دل سے انکار کرتے ہیں مگر زبان اور ہاتھ سے نہیں کرتے تو انہوں نے دو اشرف خصلتوں کو ترک کر کے صرف ایک خصلت سے تمسک کیا ہے اور کچھ وہ ہیں جو دل، زبان اور ہاتھ تینوں سے منکر کے انکار کے تارک ہیں تو یہ زندوں کے اندر مردہ ہیں۔ (فرمایا) تمام نیک اعمال اس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بالمقابل ایسے ہیں جیسے گہرے سمندر کے بالمقابل ایک قطرہ۔ پھر فرمایا: یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کسی کی موت کے وقت کو قریب لاتے ہیں (کہ وہ وقت سے پہلے مر جائے) اور نہ ہی کسی کی روزی میں کمی کرتے ہیں (کہ اس کا رزق بند ہو جائے) اور ان سب سے افضل ظالم حاکم کے روبرو کلمۂ عدل (وحق) کہنا ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابو جحیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے وہ پہلا جہاد جس کے ذریعہ سے تم (دشمن) پر غلبہ پا سکتے ہو وہ ہاتھ والا جہاد ہے، پھر زبان والا اور بعد ازاں دل والا۔ پس جو شخص دل سے معروف کو معروف اور منکر کو منکر نہ جانے اس کے دل کو الٹا (سرنگون) کر دیا جاتا ہے یعنی اس کا اوپر والا حصہ نیچے کر دیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ جناب ابن ادریس حلیؒ بروایت ابوالقاسم بن قولویہ جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جابر سلطان کے پاس چل کر جائے اور اسے تقوائے خداوندی اختیار کرنے کا حکم دے اور اسے وعظ و نصیحت کرے تو اسے ثقلین یعنی جن و انس کے اعمال کے برابر اجر و ثواب ملتا ہے۔ (السرائر)

۱۲۔ تفسیر منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: خدا نے جبرئیل علیہ السلام کو ایک ایسی بستی کے ہلاک کرنے کا حکم دیا جو کفار و فجار پر مشتمل تھی تو جبرئیلؑ نے خدا کی مرضی معلوم کرنے کی خاطر عرض کیا: سب کو ہلاک کر دوں سوائے فلاں عابد و زاہد کے؟ ارشاد ہوا: ان لوگوں سے پہلے اسے ہلاک کر! عرض کیا: پروردگار! وہ تو عابد و زاہد ہے؟ ارشاد ہوا کہ میں نے تمکین اور قدرت دی مگر اس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کیا بلکہ میرے قہر و غضب کے باوجود وہ ان سے محبت کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کی تعظیم و توقیر کی جاتی تھی۔ اس پر لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ہم بھی تو منکر کو دیکھتے ہیں مگر انکار نہیں کرتے تو؟ فرمایا: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو۔ ورنہ تم پر خدا اپنا عمومی عذاب نازل کرے گا۔ پھر فرمایا: تم میں سے جو کوئی کچھ امر منکر دیکھے تو اگر ہو سکے تو ہاتھ سے اس کا انکار کرے، اور اگر ہاتھ سے نہ کر سکے تو پھر زبان سے

کرے اور اگر زبان سے بھی نہ کر سکے تو پھر (کم از کم) دل سے انکار کرے تو اس (کی گلوخلاصی) کیلئے کافی ہے کہ خدا جانے کہ وہ دل سے اس بات کو ناپسند کرتا ہے۔ (تفسیر منسوب با امام حسن عسکری علیہ السلام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۱ از جہاد عدو میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (اقامۂ حدود کے ابواب میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جب خاص لوگ منکرات کا ارتکاب کریں تو عام لوگوں پر اس کا انکار اور اسے بدلنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خداوند عالم عام لوگوں کو خاص لوگوں کے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں کرے گا جبکہ خاص پوشیدہ طور پر گناہ کریں اور عام لوگوں کو اس کا کوئی علم نہ ہو۔ لیکن جب خاص لوگ کھلم کھلا منکرات کا ارتکاب کریں اور عام لوگوں کو اس کا علم ہو مگر اسے تبدیل نہ کریں تب دونوں فریق خدا کی سزا کے سزاوار ہوں گے۔ (علل الشرائع) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جب پوشیدہ طور پر خدا کی نافرمانی کی جائے تو پھر تو صرف اس کے عامل کا نقصان ہوتا ہے لیکن جب کھلم کھلا اس کا ارتکاب کیا جائے اور اسے بدلا نہ جائے تو پھر عوام کا نقصان ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے عمل سے خدا کے دین کی توہین کرتا ہے اور خدا کے دشمن اس کی اقتداء کرتے ہیں۔ (عقاب الاعمال)

۲۔ اسی سلسلۂ سند سے مروی ہے، فرمایا: جب کوئی جابر حکمران کسی کو ظلم و جور سے مار پیٹ رہا ہو یا اسے قتل کر رہا ہو تو تم اگر اس کی نصرت نہیں کر سکتے تو پھر وہاں ہرگز حاضر نہ ہو کیونکہ جب حاضر ہو تو پھر اس کی نصرت کرنا فریضہ ہے۔ اور جب تک حجۂ ظاہر یہ لازم نہ ہو جائے تو عافیت بہت وسیع ہے۔ فرمایا: پہلے خدا نے بنی اسرائیل پر تفضل سے کام لیا۔ چنانچہ ایک شخص جب اپنے بھائی کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا تھا اور وہ اسے روکتا تھا مگر وہ نہیں رکتا تھا تو یہ چیز اسے اس کے ساتھ میل جول رکھنے اور اکٹھا کھانے پینے سے مانع نہیں ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ خدا نے شدت سے کام لیا۔ اور دلوں کو دلوں سے برگشتہ کر دیا۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۔ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۔ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۔ الآية﴾۔ (عقاب الاعمال و قرب الاسناد)

۳۔ محمد بن سنان مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو قوم بھی کسی منکر کو اپنے اندر

برقرار رکھے اور اسے تبدیل نہ کرے تو قریب ہے کہ خدا ان پر اپنا کوئی عمومی عذاب نازل کردے۔
(عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں پہلے (باب ۱ و ۳ میں) گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ و ۸ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

ہر حالت میں (کم از کم) دل سے منکر کا انکار واجب ہے اور اس پر رضامند ہونا حرام ہے اور معروف پر رضامند ہونا واجب ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سولہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یحییٰ الطویل صاحب المقری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن کی غیرت، اختلاف، تبدیلی کیلئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ جب کوئی منکر دیکھے تو وہ دل سے اس کا انکار کرے اور اسے ناپسند کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کسی (برے) کام کے پاس موجود ہو مگر اسے ناپسند کرے تو گویا وہ اس سے دور تھا اور جو کوئی کسی کام سے دور ہو مگر اس پر راضی ہو تو گویا وہ وہاں موجود تھا۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کی طرف سے مومن کی یہ نصرت ہی کافی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھے (جس کی وجہ سے وہ جہنم میں جائے گا)۔ (الفقیہ، الخصال، الامالی)

۴۔ عبدالسلام بن صالح ھروی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس حدیث کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا: جب حضرت قائم آل محمد علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو قاتلانِ حسینؑ کی اولاد کو ان کے آباء و اجداد کے مظالم کی پاداش میں قتل کریں گے؟ فرمایا: ہاں یہ حدیث صحیح ہے! میں نے عرض کیا: خدا تو فرماتا ہے کہ ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی﴾ (کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا) تو اس کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: خدا کی تمام باتیں سچی ہیں۔ لیکن چونکہ قاتلانِ امامؑ کی اولادیں اپنے آباء و اجداد کے اس کارنامے پر راضی ہیں اور اس پر فخر کرتی ہیں تو کسی

کام پر راضی ہونے والا اس کے کرنے والے کی مانند ہوتا ہے۔ فرمایا: اگر کوئی شخص مشرق میں قتل کیا جائے اور مغرب میں کوئی شخص اس کے قتل پر راضی ہو تو وہ راضی رہنے والا قاتل کا شریک متصور ہوگا۔ تو امام زمان علیہ السلام ان کو اسی لئے قتل کریں گے کہ وہ اپنے آباء کے اس فعل پر راضی ہوں گے۔ (عیون الاخبار، علل الشرائع)

۵۔ اسی سلسلۂ سند سے مروی ہے راوی نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: خداوند عالم نے جناب نوح علیہ السلام کے دور میں تمام دنیا کو کیوں غرق کیا جبکہ اس میں اطفال خورد سال اور بے گناہ بھی شامل تھے؟ فرمایا: جہاں تک بچوں کا تعلق ہے تو اس وقت کوئی بچہ موجود نہ تھا کیونکہ چالیس سال سے خدا نے باپوں کی صلبوں اور ماؤں کے رحموں کو عقیم (بانجھ) بنا دیا تھا۔ اس لئے ان کی نسل قطع ہو چکی تھی لہٰذا جب غرق ہوئے تو ان میں کوئی بچہ نہ تھا اور جہاں تک دوسروں کا تعلق ہے تو ان میں کوئی جھٹلانے والا تھا اور کوئی ان کے اس فعل پر راضی تھا اور ظاہر ہے کہ جو کسی کام پر راضی ہوتا ہے وہ اس کے مرتکب کی مانند ہوتا ہے لہٰذا سب گنہگار تھے ورنہ خدا کسی بے گناہ پر عذاب نازل نہیں کرتا۔ (علل الشرائع، التوحید، عیون الاخبار)

۶۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ظلم کرنے والا، اس پر راضی رہنے والا اور اس پر اعانت کرنے والا تینوں (ظلم میں) باہم شریک ہیں۔ (الخصال)

۷۔ محمد بن ابی عمر مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں چغلخور تین آدمیوں کا قاتل ہے (۱) اپنا۔ (۲) جس کی چغلخوری کی ہے۔ (۳) جس کے پاس کی ہے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہارون بن عمر مجاشعی سے اور وہ محمد بن جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ اس میں مؤمن کا دل اس کے اندر اس طرح پگھلے گا جس طرح قلعی آگ میں پگھلتی ہے اور وہ اس طرح کہ وہ لوگوں کے دین میں بدعات و منکرات دیکھے گا مگر ان کو بدل نہیں سکے گا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۹۔ جناب احمد بن عبداللہ برقیؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں کو رضامندی اور ناراضی ہی اکٹھا رکھتی ہے پس جو شخص کسی کام پر راضی ہے وہ اس میں داخل ہے اور جو کسی کام پر ناراض ہے وہ اس سے خارج ہے۔ (المحاسن)

۱۰۔ سلیمان بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تمام اہل آسمان اپنی اس

بات کو پسند نہ کریں کہ کاش وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات میں آپؐ کے ہمراہ ہوتے تو خدا سب کو جہنم میں داخل کر دے گا۔ (ایضاً)

۱۱۔ جناب سید رضیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک خطبہ کے ضمن میں اہل جمل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: خدا کی قسم اگر یہ لوگ بلا جرم عمداً ایک مسلمان کو بھی قتل کرتے تو میرے لئے ان سب سے قتال کرنا جائز ہو جاتا۔ یہ سب وہاں موجود ہوتے اور اس کا انکار نہ کرتے اور ہاتھ سے دفاع نہ کرتے۔ چہ جائیکہ وہ کثیر التعداد اہل ایمان کو قتل کر چکے ہیں۔ (نہج البلاغہ)

۱۲۔ نیز فرمایا: جو شخص کسی قوم کے کسی فعل پر راضی ہوتا ہے تو وہ اس کام کے کرنے والے کے مانند ہوتا ہے اور جو کسی کام میں داخل ہو اس کیلئے دو (۲) گناہ ہوتے ہیں۔ ایک گناہ کرنے کا اور دوسرا اس پر راضی ہونے کا ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود محمد بن ہاشم سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آیت مبارکہ ﴿قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ (کہہ دو مجھ سے پہلے بہت سے رسول تمہارے پاس دلائل و بینات کے ساتھ اور جو کچھ تم نے مطالبہ کیا اس (معجزہ) کے ساتھ آئے لیکن اگر تم سچے ہو تو تم نے ان کو کیوں قتل کیا؟)۔ یہ بات معلوم ہے کہ انہوں نے کہا: خدا کی قسم! ہم نے نہ قتل کیا اور نہ ہی وہاں موجود تھے مگر اس کے باوجود ان کی طرف قتل کو منسوب کیا گیا۔ کیونکہ ان سے کہا گیا تھا کہ تم (اپنے بزرگوں کے) قتل سے برأت کرو۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ (تفسیر عیاشی)

۱۴۔ محمد بن ارقط بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تم کوفہ میں رہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: تم اپنے درمیان (امام) حسین علیہ السلام کے قاتلوں کو دیکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں ان میں سے اب کوئی بھی زندہ نہیں ہے؟ فرمایا: کیا تم صرف براہِ راست قتل کرنے والوں کو ہی قاتل جانتے ہو؟ کیا تم خدا کا یہ فرمان نہیں سنتے: ﴿قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ تو جو لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں موجود تھے انہوں نے کس نبی کو قتل کیا تھا حالانکہ جناب عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے درمیان کوئی رسول تھا ہی نہیں۔ ہاں چونکہ وہ ان لوگوں کے قتل پر راضی تھے تو ان کو بھی قاتل کہا گیا۔ (ایضاً)

(مطلب یہ کہ جو اولاد میں اپنے اسلاف کے کارناموں پر راضی ہیں وہ بھی انہی میں سے ہیں)۔

۱۵۔ حسن بیاع ہروی مرفوعاً امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ ﴿فلا عدوان الا علی الظلمین﴾ (کوئی زیادتی نہیں ہے مگر ظالموں پر) کی تفسیر میں فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی اولاد کے سوا کسی پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ (ایضاً)

۱۶۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے آیت مبارکہ ﴿او کالذی مر علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا﴾ (اس شخص کی مانند جو ایک ایسی بستی کے پاس سے گزرے جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی) کی تفسیر میں فرمایا: خداوند عالم نے بنی اسرائیل کے پاس "ارمیاؑ" نامی ایک نبی بھیجا۔ (یہاں تک کہ فرمایا) خدا نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ ان سے کہو کہ چونکہ بنی اسرائیل نے گناہ پر گناہ کئے ہیں تو میں ان پر اس شخص (بخت نصر) کو مسلط کروں گا جو ان کے شہر (بیت المقدس) میں ان کے خون بہائے گا اور ان کے مال لوٹے گا پس اگر وہ اس پر روئیں گے تو میں ان پر رحم نہیں کروں گا۔ اور اگر دعا و پکار کریں گے تو میں ان کی دعا قبول نہیں کروں گا۔ پھر میں اس شہر کو ایک سو سال تک خراب رکھوں گا۔ اس کے بعد اسے آباد کروں گا۔ پس جب اس نبی نے یہ بات بتائی تو ان کے علماء اکٹھے ہو کر آئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا کیا گناہ ہے جبکہ ہم نے ان لوگوں جیسا کوئی کام نہیں کیا؟ آپ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے رجوع کریں۔ (یہاں تک کہ فرمایا) خدا نے وحی فرمائی کہ ان سے کہو تم بھی ان کے جرم میں شریک ہو) کیونکہ تم نے منکر کا ارتکاب ہوتے ہوئے دیکھا اور اس سے روکا نہیں ہے۔ چنانچہ خدائے قہار نے بخت نصر کو ان پر مسلط کیا اور اس نے ان کے ساتھ وہ کچھ سلوک کیا جو تم تک پہنچا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۸ و ۳۸ و ۳۹ اور ۴۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

منکر سے ناپسندیدگی کا اظہار کرنا اور اس کے مرتکب سے روگردانی کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم گنہگاروں سے تیوری چڑھا کر ملیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ درست بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ خداوند عالم نے ایک شہر کو الٹنے پلٹنے کی خاطر دو فرشتے بھیجے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہاں ایک شخص دعا و پکار اور تضرع وزاری کر رہا ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) ان میں سے ایک نے خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ پروردگارا! میں فلاں جگہ میں گیا اور وہاں ایک بندہ کو تیری بارگاہ میں دعا و پکار اور تضرع وزاری کرتے ہوئے دیکھا ہے تو؟ ارشاد ہوا: میں نے تمہیں جو حکم دیا ہے اس پر عمل کرو۔ اس (عابد) شخص نے میری خاطر غصہ سے (برے لوگوں سے) کبھی چہرہ نہیں موڑا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۷ اور باب ۳۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

منکر کا ارتکاب کرنے والے کا بائیکاٹ کرنا واجب ہے
اور ہر ممکن طریقہ سے اس کا ازالہ کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الاعلیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا کی قسم جو شخص ہمارے خلاف محاذِ جنگ کھولتا ہے وہ ہمارے لئے اس شخص سے زیادہ تکلیف دہ نہیں ہے جو ہمارے خلاف وہ باتیں کرتا ہے جنہیں ہم ناپسند کرتے ہیں پس جب کسی بندہ کے بارے میں سنو کہ وہ (راز کی باتوں کی) اشاعت کرتا ہے تو اس کے پاس چل کر جاؤ۔ اور اسے اس سے باز رکھو۔ پس اگر وہ آپ کی بات مان جائے تو فبہا۔ ورنہ اس پر اس شخص کے ذریعہ سے دباؤ ڈالو جس کی بات کو وہ ٹال نہ سکے۔ جس طرح تم کسی سے کوئی حاجت طلب کرتے ہو تو ہر ممکن طریقہ سے اس کی برآری کی کوشش کرتے ہو۔ تو تم میری حاجت برآری کیلئے اسی طرح لطائف الحیل سے کام لو جس طرح اپنی حاجت برآری کیلئے لیتے ہو۔ پس اگر وہ تمہاری بات مان لے تو فبہا ورنہ اس کے کلام کو اپنے پاؤں کے نیچے دبا دو۔ الحدیث۔ (الاصول)

۲۔ حارث بن مغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں تمہارے بری الذمہ لوگوں کو تمہارے گنہگاروں کے گناہ کے سلسلہ میں پکڑوں گا۔ اور بھلا کیونکر ایسا نہ کروں جبکہ ایک آدمی کے بارے میں تم تک یہ اطلاع پہنچتی ہے کہ وہ تمہیں اور مجھے عیب لگاتا ہے اور پھر تم اس کے پاس بیٹھتے ہو۔ اس سے باتیں کرتے

ہو۔تو ایک راہ گیر تمہارے پاس سے گزرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ اس سے بھی بدتر ہیں۔اور اگر تمہارے پاس جب اس قسم کی بات پہنچی تھی تو تم اسے جھڑک دیتے اور روک ٹوک دیتے تو وہ تم سے اور مجھ سے نیکی کرتا۔(اور یہ بدسلوکی نہ کرتا)۔(ایضاً والتہذیب)

۳۔ حارث کی دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہارے سفہاء کی وجہ سے تمہارے علماء کا مؤاخذہ کروں گا۔تا آخر روایت (نمبر۲)۔اس کے آخر میں ہے میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! اگر ہم انہیں روکیں بھی تب بھی وہ باز نہیں آتے؟ فرمایا: پھر ان کا بائیکاٹ کرو اور ان کی مجالس سے احتراز کرو۔(الروضہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کسی شخص کے بارے میں تمہیں اطلاع ملے کہ اس نے کچھ غلط باتیں کی ہیں تو تم اس کے پاس جاؤ۔اور اس سے دوٹوک لفظوں میں کہو یا ہم سے علیحدگی اختیار کر یا ان باتوں سے رُک جا۔پس اگر وہ ایسا کرے تو فبہا ورنہ اس سے اجتناب کرو۔(امالی شیخ طوسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۸ و ۳۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

ان (بری) باتوں پر جن پر خدا غضبناک ہوتا ہے خدا کی خاطر غضبناک ہونا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خداوند عالم نے جناب شعیبؑ نبی کو وحی فرمائی کہ میں تمہاری قوم کے دو لاکھ آدمیوں پر عذاب نازل کرنے والا ہوں۔جن میں ایک لاکھ چالیس ہزار بدکار ہیں اور ساٹھ ہزار نیکوکار ہیں؟ عرض کیا: پروردگار! یہ تو بدکار ہیں (ان پر عذاب تو ٹھیک) مگر ان نیکوکاروں پر کیوں؟ خدا نے وحی فرمائی کہ انہوں نے گنہگاروں سے مداہنت کی۔اور میرے قہر و غضب پر غضبناک نہیں ہوئے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقیؒ باسناد خود عبداللہ بن میمون قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آب و جد کے سلسلہ سند سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

جناب موسیٰؑ بن عمرانؑ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا: پروردگار! تیرے وہ اہل کون ہیں جن کو تو اپنے عرش کے سایہ کے نیچے جگہ دے گا جس دن تیرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا؟ خدا نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میں ان لوگوں کو وہاں جگہ دوں گا جن کے دل پاک و پاکیزہ ہوں گے اور ان کے ہاتھ (ظلم و جور سے) بری ہوں گے۔ جو میرے جلال کا ذکر کرتے ہوں گے۔........ (یہاں تک کہ فرمایا)........ وہ میرے محارم کی ہتک حرمت پر زخمی چیتے کی طرح غضبناک ہوتے ہوں گے۔ (المحاسن)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے اور وہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہارون عباسی کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہ ایک شخص پر سخت غصہ میں تھا اور حکم دیا تھا کہ اس پر تین حدود جاری کیے جائیں۔ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اگر تو خدا کیلئے غضبناک ہوتا ہے تو جس قدر وہ خود غضبناک ہوتا ہے اس سے زیادہ غضبناک نہ ہو۔ (الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ و ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۵ و ۱۷ و ۱۸ و ۳۷ و ۳۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

اپنے اہل وعیال کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالاعلیٰ مولیٰ آل سام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب یہ آیت مبارکہ ﴿يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا قُوٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ) نازل ہوئی تو ایک مسلمان روتے ہوئے بیٹھ گیا اور کہنے لگا میں تو اپنے آپ کو بچانے سے بھی عاجز ہوں جبکہ مجھے اپنے اہل وعیال کو بچانے کی بھی تکلیف دی گئی ہے؟ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: تیرے لئے یہ بات کافی ہے کہ ان کو اس (اچھی) بات کا حکم دے جس کا اپنے آپ کو دیتا ہے۔ اور ان کو ان (برے) کاموں سے روکے جن سے اپنے آپ کو روکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر نے (امام علیہ السلام سے) آیت مبارکہ ﴿قُوٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ کے بارے میں سوال کیا کہ میں اپنے آپ کو تو بچاتا ہوں اپنے اہل وعیال کو کس طرح بچاؤں؟ فرمایا: جس کا خدا نے حکم دیا ہے تم ان کو اس کا حکم دو اور جس سے خدا نے روکا ہے اس سے ان کو روکو۔ پس اگر انہوں نے تیری بات مان لی تو تم نے ان

کو بچالیا اور اگر مخالفت کی تو تُو نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ (الفروع، التہذیب، تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں فرمایا: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۹ و ۲۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

واجب ہے کہ آدمی جن واجبات کا دوسروں کو حکم دے خود ان کو بجالائے اور جن کاموں سے دوسروں کو روکے خود ان سے رُکے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے آیت مبارکہ ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ﴾ (جب وہ لوگ وہ بات بھول گئے جس کی ان کو نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو برائی سے منع کرتے تھے) کے بارے میں فرمایا: یہ لوگ تین قسم کے تھے (۱) ایک قسم وہ تھے جنہوں نے حکم دیا اور خود بھی عمل کیا وہ نجات پا گئے۔ (۲) دوسرے وہ لوگ تھے جنہوں نے خود تو عمل کیا مگر دوسروں کو حکم نہ دیا وہ چیونٹیوں کی شکل میں مسخ کر دیئے گئے۔ (۳) تیسرے وہ لوگ تھے جنہوں نے نہ خود عمل کیا نہ دوسروں کو حکم دیا وہ ہلاک ہو گئے۔

(الروضہ، الخصال)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے فرزند محمد بن حنیفہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے بیٹا! حکماء کی بات قبول کر اور ان کی تعظیم کر۔ اور ان کے احکام میں غور وفکر کر۔ اور جس چیز کا لوگوں کو حکم دیتا ہے اس پر سب سے زیادہ عمل کر۔ اور جس سے لوگوں کو روکتا ہے اس سے سب سے زیادہ رک۔ نیکی کا حکم دے تو اس کے اہل سے ہوگا۔ کیونکہ خداوند عالم کے نزدیک تمام امور کی تمامیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے میں ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نجات پانے والے کو کس طرح پہچانا جائے؟ فرمایا: جس شخص کا فعل اس کے قول کے مطابق ہو۔ (جو زبان سے کہے اس پر عمل کر کے دکھائے) وہ ناجی ہے۔ اور جس کا فعل اس کے قول کے مطابق نہ ہو۔ اس کا ایمان امانتی ہے۔ (مرتے وقت ایمان یہیں رہ جائے گا اور وہ بے ایمان ہو کر مر جائے گا)۔ (الامالی)

۴۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مؤمن اور منافق کی علامتیں

بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ منافق وہ ہے جو روکتا تو ہے مگر خود نہیں رکتا۔ اور حکم دیتا ہے۔ مگر خود عمل نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۵۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنی ذات کو بطور لوگوں کے پیشوا کے پیش کرے اس پر لازم ہے کہ لوگوں کو پڑھانے سے پہلے اپنے آپ کو پڑھائے اور لوگوں کو اپنی زبان سے پہلے اپنی سیرت و کردار سے ادب سکھائے۔ کیونکہ جو شخص اپنے آپ کو پڑھاتا ہے اور ادب سکھاتا ہے وہ اس شخص سے زیادہ لائق احترام ہے جو لوگوں کو پڑھاتا اور ان کو ادب سکھاتا ہے۔ (نہج البلاغہ)

۶۔ نیز ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سے وعظ و نصیحت کرنے کی درخواست کی؟ فرمایا: ان لوگوں میں سے نہ ہو جو عمل کے بغیر آخرت کی امید رکھتے ہیں۔ (یہاں تک کہ فرمایا) وہ دوسروں کو تو روکتا ہے مگر خود نہیں رکتا اور دوسروں کو حکم دیتا ہے مگر خود عمل نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۷۔ نیز فرمایا: نیکی کا حکم دو اور خود بھی اس پر عمل کرو۔ برائی سے روکو اور خود بھی اس سے رکو۔ کیونکہ ہمیں برائی سے رکنے کے بعد روکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز فرمایا: ﴿فانا للہ و انا الیہ راجعون﴾ (زمین پر) فساد ظاہر ہو چکا ہے مگر کوئی انکار کرنے والا اور بدلنے والا نہیں ہے اور کوئی زجر و توبیخ کرنے والا نہیں ہے (پھر فرمایا) خدا لعنت کرے ان امر بالمعروف کرنے والوں پر جو خود ترک کرتے ہیں اور ان نہی عن المنکر کرنے والوں پر جو خود اس پر عمل کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۹۔ جناب شیخ حسن بن محمد دیلمیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آیا ہم تمام اوامر پر عمل کرنے کے بعد دوسروں کو امر کریں اور آیا تمام نواہی سے بچنے کے بعد دوسروں کو نہی کریں؟ فرمایا: نیکی کا حکم دو اگرچہ سب پر عمل نہ کر سکو۔ اور برائی سے روکو۔ اگرچہ سب سے نہ رک سکو۔ (ارشاد القلوب)

۱۰۔ نیز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس رات مجھے معراج پر بلایا گیا۔ تو میں نے اس رات (جہنم کو دیکھنے کے دوران) کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے اور دور پھینکے جا رہے تھے میں نے پوچھا: جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ کی امت کے خطیب اور مقرر ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہیں مگر اپنے آپ کو بھلا دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں وہ کیوں عقل سے کام نہیں لیتے۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے

ہیں کہ آپ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوذرؓ! جنت سے لوگ سر بلند کر کے کچھ جہنمیوں سے دریافت کریں گے کہ تمہیں کیا چیز جہنم میں لے گئی۔ جبکہ ہم تمہاری تبلیغ وتعلیم وتادیب کی وجہ سے جنت میں داخل ہوئے ہیں؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم تم لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دیتے تھے مگر خود ان پر عمل نہیں کرتے تھے۔

(امالی طوسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۱ و ۳۸ از جہاد النفس میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

مخلوق حتیٰ کہ والدین کو خوش کرنے کی خاطر خالق کو ناراض کرنا حرام ہے اور اس کا الٹ یعنی خالق کی خاطر مخلوق کو ناراض کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس شخص میں کوئی دین نہیں ہے جو اس شخص کی اطاعت کرے جو خدا کا نافرمان ہے اور نہ اس شخص میں دین ہے جو خدا پر افترا پردازی کرے اور نہ اس شخص میں کوئی دین ہے جو آیات الٰہیہ میں سے کسی چیز کا انکار کرے۔ (الاصول)

۲۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص کسی مخلوق کو اس طریقہ سے راضی کرے جو خدا کو ناراض کر دے تو لوگوں میں سے اس کی مدح کرنے والا بھی اس کی مذمت کرنے والا ہوگا اور جو شخص لوگوں کو ناراضی پر خدا کی اطاعت کو ترجیح دے تو خداوند عالم اس کی ہر دشمن کی دشمنی اور ہر حاسد کے حسد اور ہر ظالم کے ظلم سے کفایت کرے گا۔ اور خدا اس کا ناصر اور پشت پناہ ہوگا۔ (الاصول، الفروع، التہذیب)

۳۔ فضل بن ابوقرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو خط لکھا کہ مجھے دو حرفوں (جملوں) میں وعظ کریں۔ امام علیہ السلام نے اس کے جواب میں لکھا: جو شخص خدا کی نافرمانی کر کے کوئی امر چاہے تو وہ اپنی امید کو فوت کرنے والا ہے اور جس سے وہ ڈرتا ہے وہ اس کے آنے کا بڑا باعث ہے۔ (الاصول)

۴۔ جابر بن عبداللہ (الانصاری) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا کو

ناراض کر کے کسی جابر حکمران کوخوش کرے وہ خدا کے دین سے خارج ہو جاتا ہے۔ (الاصول، الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن یحیٰی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کو ناراض کر کے اس کی کسی مخلوق کو راضی کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اور خدا سے دوری اختیار کر کے کسی مخلوق کا قرب حاصل نہ کرو۔ (الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین الفاظ میں سے یہ الفاظ ہیں: ﴿لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق﴾ جہاں خالق کی نافرمانی لازم آئے وہاں کسی بھی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ (الفقیہ، نہج البلاغہ)

۷۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے آباء واجداد علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا کی نافرمانی کر کے مخلوق کی اطاعت کرے اس میں دین نہیں ہے (عیون الاخبار)

۸۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام مکتوب میں لکھا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا واجب ہے اگرچہ مشرک ہوں۔ مگر جہاں خدا کی نافرمانی لازم آئے وہاں ان کی یا کسی اور کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جہاں خالق کی نافرمانی لازم آئے وہاں کسی بھی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ (الخصال، عیون الاخبار)

۹۔ فتح بن زید جرجانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام علی رضا علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اس سے ڈرا جاتا ہے اور جو خدا کی اطاعت کرتا ہے اس کی اطاعت کی جاتی ہے۔ فرمایا: جو خدا کو راضی کرے وہ مخلوق کی نافرمانی کی پروانہ کرے۔ اور جو خدا کو ناراض کرے وہ اس کا سزاوار ہے کہ خدا اس پر مخلوق کی ناراضی مسلط کرے۔ (التوحید، الاصول)

۱۰۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ ﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا كَلَّا سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا﴾ کی تفسیر میں فرمایا: عبادت صرف رکوع وسجود ہی نہیں ہے بلکہ لوگوں کی اطاعت ہے لہٰذا جو شخص خدا کی نافرمانی کر کے مخلوق کی اطاعت کرے تو اس شخص نے گویا کہ اس کی عبادت کی ہے۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۹ از وجوب حج میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

اپنے آپ کو ذلیل کرنے کے درپے ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالحسن احمسی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے مؤمن کے تمام امور اس کے سپرد کئے ہیں مگر اسے اپنے آپ کو ذلیل کرنے کا اختیار نہیں دیا۔ کیا تم خداوند عالم کا یہ ارشاد نہیں سنتے کہ فرماتا ہے: ﴿......لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (عزت تو بس خدا کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے ہے اور اہل ایمان کے لئے ہے) پس مؤمن عزت والا ہوتا ہے وہ ذلیل نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا: مؤمن پہاڑ سے بھی زیادہ عزیز وقوی ہوتا ہے کیونکہ پہاڑ کو تو کدال سے کاٹا جا سکتا ہے اور اسے کم کیا جا سکتا ہے مگر مومن کے دین سے کچھ کم نہیں کیا جا سکتا۔ (الاصول، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے آپ کو ذلیل کرنے کے سوا خدا نے مومن کے تمام امور اس کے حوالہ کر رکھے ہیں۔ (الاصول)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ مجھے اپنے آپ کو ذلیل کرنے کے عوض سرخ رنگ کے اونٹ دیئے جائیں۔ اور فرمایا: جس قدر مشروبات پئے ہیں اس گھونٹ سے زیادہ پسندیدہ گھونٹ نہیں پیا کہ غصہ کو پیا جائے اور انتقام نہ لیا جائے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

اس کام کے کرنے کے درپے ہونا جو طاقت سے باہر ہو اور ایسے کام میں دخل دینا جس سے بعد میں معذرت خواہی کرنا پڑے مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد رقی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مؤمن کو نہیں چاہیئے کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے! عرض کیا گیا: وہ کس طرح اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے؟ فرمایا: اس کام کے کرنے کے درپے ہو جو اس کی طاقت سے باہر ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کو نہیں چاہیئے کہ اپنے آپ کو ذلیل و رسوا کرے؟ عرض کیا گیا کہ کس طرح وہ ذلیل کرتا ہے؟ فرمایا: ایسے کام میں دخل دے جس سے معذرت خواہی کرنی پڑے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب حسین بن سعید (اہوازی) باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! ایسا کام نہ کرنا جس سے عذر خواہی کرنی پڑے۔ کیونکہ مومن نہ برائی کرتا ہے اور نہ معذرت طلب کرتا ہے اور منافق ہر روز برائی کرتا ہے اور پھر معذرت کرتا ہے۔ (کتاب الزہد)

۴۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ کلام نقل کرتے ہیں فرمایا: عذر خواہی سے بے نیاز ہونا سچی عذر خواہی سے زیادہ کمیاب ہے۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

اہل ایمان کو مستحبات کا حکم دینے اور مکروہات سے روکنے میں نرم روی کرنی چاہیئے اور صرف ان امور پر اکتفا کرنا چاہیئے جو مامورین پر شاق نہ ہوں۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن حنظلہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے عمر! ہمارے شیعوں پر زیادہ بوجھ نہ لادو اور ان کے ساتھ نرمی برتو کیونکہ جو کچھ تم برداشت کرتے ہو وہ عام لوگ نہیں برداشت کر سکتے۔ (الروضہ)

۲۔ عمار بن ابو الاحوص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے ایمان کو سات حصوں پر تقسیم کیا ہے یعنی (۱) نیکی پر۔ (۲) سچائی پر۔ (۳) یقین پر۔ (۴) رضا پر۔ (۵) وفا پر۔ (۶) علم پر۔ (۷) اور حلم پر۔ پھر اسے لوگوں میں تقسیم کیا ہے پس جس شخص میں یہ ساتوں حصے رکھ دیئے ہیں وہ کامل ہے اور سارا بوجھ اٹھانے والا بھی! باقی کسی کو ایک حصہ اور کسی کو دو حصے اور بعض کو تین حصے وعلی ھذا القیاس سات حصوں تک تقسیم کئے گئے ہیں۔ پھر فرمایا: پس ایک حصے والے (مؤمن) پر دو حصے والے کا بوجھ نہ لادو۔ اور نہ ہی دو حصے والے پر تین حصے والے کا بوجھ ڈالو ورنہ تم ان کو بے جا زحمت دو گے پھر اسی طرح ساتویں حصہ تک سلسلۂ کلام کو پہنچایا۔ (الاصول)

۳۔ یعقوب بن ضحاک ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے

ایک حدیث کے ضمن میں جب ایک گروہ کا ذکر ہوا تو راوی نے عرض کیا: آیا ہم ان سے بیزاری ظاہر کریں؟ کیونکہ وہ لوگ اس کے قائل نہیں جس کے آپ قائل ہیں؟ اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ ہم سے محبت کرتے ہیں لیکن (معرفت کی کمی کی وجہ سے) وہ بات نہیں کہتے جو تم کہتے ہو اور تم ان سے برأت کرتے ہو؟ راوی نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: پھر تو ہمارے پاس وہ (معرفت) ہے جو تمہارے پاس نہیں ہے تو پھر ہمیں تم سے بیزاری اختیار کرنی چاہیئے؟ (یہاں تک کہ فرمایا) ان سے محبت کرو اور ان سے بیزاری اختیار نہ کرو۔ کیونکہ کچھ مسلمان وہ ہیں جن کے پاس اسلام کا ایک حصہ ہے اور کچھ وہ ہیں جن کے پاس دو حصے ہیں (تا آخر حدیث نمبر ۲۔ یہاں تک کہ فرمایا) چھ حصے والے پر سات حصے والے کا بوجھ نہیں لادنا چاہیئے۔ (پھر فرمایا) میں تمہیں اس کی ایک مثال سناتا ہوں ایک (مسلمان) کے پڑوس میں ایک نصرانی شخص رہتا تھا۔ اس نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اور پھر اسلام کی ایسی تصویر کشی کی کہ وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ جب صبح سحری کا وقت ہوا تو اس کا دروازہ جا کھٹکھٹایا۔ اس نے اندر سے پوچھا: کون؟ اس نے جواب دیا کہ فلاں (مسلمان)۔ اس نے پوچھا: اس وقت کیوں آئے؟ کہا: اٹھو وضو کرو۔ اور دو پاکیزہ کپڑے پہن کر ہمارے ساتھ آؤ اور نماز (صبح) پڑھو۔ چنانچہ وہ اٹھا اور وضو کیا، پھر کپڑے پہنے اور اس کے ساتھ ہو لیا۔ اور (مسجد میں پہنچ کر) جس قدر خدا نے چاہا نماز نافلہ (تہجد وغیرہ) پڑھی۔ پھر (صبح صادق کے بعد) نماز صبح ادا کی۔ اور پھر کافی دیر تک تعقیبات وغیرہ پڑھتے رہے۔ اور صبح کے بعد نو مسلم نے گھر جانا چاہا تو (قدیمی) مسلمان نے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا: گھر جاتا ہوں! کہا: دن چھوٹے ہیں۔ تھوڑی دیر تک نماز ظہر کا وقت داخل ہو جائے گا وہ بھی پڑھ لیں پھر گھر جائیں گے۔ چنانچہ وہ وہیں بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ (بھوکے پیاسے رہ کر) وہیں نماز ظہر ادا کی۔ پھر کہا کہ ظہر اور عصر کے درمیان بالکل تھوڑا سا وقفہ ہے وہ بھی پڑھ لیں چنانچہ اسے روکے رکھا یہاں تک کہ نماز عصر بھی وہیں ادا کی۔ پھر وہ نو مسلم اٹھا اور گھر جانا چاہا تو اس (مبلغ اسلام) نے کہا: اب تو دن کا آخری حصہ ہے۔ ابھی تھوڑی دیر تک نمازِ مغرب کا وقت ہونے والا ہے وہ بھی یہیں پڑھ لیں پھر گھر چلے جائیں گے۔ وہ پھر بیٹھ گیا۔ حتیٰ کہ نمازِ مغرب بھی وہیں ادا کی۔ اس کے بعد اس (بیچارے) نے گھر جانا چاہا تو یہ پھر آڑے آیا اور کہا: بس اب (نماز پنجگانہ میں سے) صرف ایک نماز باقی رہ گئی ہے وہ بھی پڑھتے جائیں چنانچہ نماز عشاء بھی وہیں پڑھی اس کے بعد وہ اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے۔ جب پھر صبح ہوئی تو مبلغ صاحب نے نو مسلم کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے پوچھا: کون؟ کہا: فلاں! کیسے آئے؟ کہا: اٹھو نماز صبح کا وقت ہونے والا ہے۔ وضو کرو، کپڑے پہنو تا کہ نماز صبح پڑھیں! اس نے کہا: (بابا مجھے معاف کر) اور اس دین کیلئے کسی فارغ شخص کو تلاش کر۔ میں تو ایک غریب اور مسکین انسان ہوں۔ اور میرے

اہل و عیال ہیں۔ (میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ الغرض اس غلط روش کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ وہ نو مسلم مرتد ہوگیا)۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اسے ایسی چیز میں داخل کرو جس سے نکلنے کا راستہ بھی ہو اور اسے نکال بھی سکو۔ (ایضاً)

۴۔ شہاب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ خداوند حکیم نے کس طرح اس مخلوق کو پیدا کیا ہے تو کوئی کسی کی ملامت نہ کرتا۔ میں نے عرض کیا: اصلحک اللہ! وہ کس طرح؟ فرمایا: خداوند عالم نے چند اجزاء پیدا کئے۔ جن کو انچاس (۴۹) تک پہنچایا۔ پھر اجزاء کو اعشار بنایا۔ یعنی ایک ایک جزء کے دس دس جزء بنائے پھر ان کو لوگوں میں تقسیم کیا۔ پس کسی میں ایک جزء کا دسواں حصہ، کسی میں دس میں سے دو حصے۔ یہاں تک کہ کسی میں پورا جزء رکھا۔ اور کسی میں ایک پورا جزء اور دوسرے کا دسواں حصہ۔ اور کسی میں ایک جزء اور دوسرے جزء کے دس میں سے دو حصے۔ تا آخر یہاں تک کہ کسی میں پورے دو جزء رکھے۔ پھر اسی حساب سے کسی اجل وارفع شخص میں پورے انچاس حصے رکھ دیئے۔ پس جس شخص میں خدا نے ایک جزء کا دسواں حصہ رکھا ہے وہ بیس اجزاء والے کی مانند نہیں ہوسکتا۔ اور اسی طرح بیس جزؤں والا صاحب اعشار (تیس اور چالیس) اجزاء والے کی طرح نہیں ہوسکتا۔ بعینہٖ اسی طرح جس میں ایک کامل جزء ہے وہ دو جزء والے کی مانند نہیں ہوسکتا۔ پس اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ خدا نے اس مخلوق کو اس طرح خلق کیا ہے تو کوئی کسی کی ملامت نہ کرتا۔ (ایضاً)

۵۔ عبدالعزیز قراطیسی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے عبدالعزیز! سیڑھی کے پایوں کی طرح ایمان کے دس درجے (پایے) ہیں۔ ایک پایہ کے بعد دوسرے پایہ پر چڑھا جاتا ہے۔ فرمایا: پس جو دوسرے پایہ پر کھڑا ہے وہ ایک پایہ والے سے یہ ہرگز نہ کہے کہ تو کچھ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ دسویں درجہ والے تک پہنچے (کہ تیسرے درجہ والا دوسرے درجہ والے کو نہ کہے الخ......) پس تم اپنے سے نیچے والے کو نہ گراؤ۔ ورنہ جو تمہارے اوپر ہے وہ تمہیں گرا دے گا۔ بلکہ جب اس شخص کو دیکھو جو تم سے نچلے پایہ پر ہو تو اسے نرمی کے ساتھ پکڑ کر اوپر بلند کرو۔ اور اس پر وہ بوجھ نہ لادو۔ جس کی برداشت کی اس میں طاقت نہیں ہے ورنہ اسے توڑ دو گے اور جو کسی مؤمن کو توڑے تو اس پر اس کا جوڑنا واجب ہے۔ (الاصول، الخصال)

نوٹ:۔ الخصال کی روایت میں یہ بھی وضاحت موجود ہے کہ مقداد ایمان کے آٹھویں درجہ پر، ابوذرؓ نویں اور سلمانؓ دسویں درجہ پر فائز تھے۔

۶۔ صباح بن سیابہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کیا بات ہے کہ تم ایک دوسرے

سے برأت و بیزاری ظاہر کرتے ہو۔ حالانکہ (بات دراصل یہ ہے کہ) بعض مومن دوسرے بعض سے افضل ہوتے ہیں اور بعض دوسرے بعض سے زیادہ نمازی ہوتے ہیں اور بعض دوسرے بعض سے زیادہ بابصیرت ہوتے ہیں الغرض سب کے درجات مختلف ہیں۔ (الاصول)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زہری سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ آخری وصیت جو جناب خضر علیہ السلام نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو کی تھی وہ یہ تھی کہ کسی شخص کو کسی گناہ پر طعنہ نہ دینا، اور تمام چیزوں سے بڑھ کر خدا کو تین چیزیں پسند ہیں: (۱) سخاوت میں میانہ روی کرنا۔ (۲) باوجود قدرت رکھنے کے معاف کرنا اور انتقام نہ لینا۔ (۳) اور بندگانِ خدا سے نرمی برتنا۔ اور جو کوئی دارِ دنیا میں کسی سے نرمی برتے گا قیامت کے دن خدا اس سے نرمی برتے گا۔ اور حکمت و دانائی کا رأس رئیس خوفِ خدا ہے۔ (الخصال)

باب ۱۵

محبت و مودت، بغض و نفرت، عطاو بخشش اور منع و امساک، للہ فی اللہ ہونا واجب ہے۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی سولہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدۂ حذاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص (کسی سے) محبت کرے تو خدا کیلئے، نفرت کرے تو خدا کیلئے اور عطا کرے تو خدا کیلئے وہ کامل الایمان ہے۔ (الاصول، المحاسن)

۲۔ سعید اعرج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ بات ایمان کے محکم ترین دستوں میں سے ہے کہ تم کسی سے محبت کرو۔ تو خدا کیلئے، کسی سے نفرت کرو تو خدا کیلئے، کسی کو عطا کرو تو خدا کیلئے اور کسی کو کچھ نہ دو تو خدا کیلئے۔ (الاصول، ثواب الاعمال، الامالی، المحاسن)

۳۔ سلام بن مستنیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کا مومن سے خدا کیلئے محبت کرنا ایمان کے عظیم حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ آگاہ باشید! جو شخص کسی سے محبت کرے تو خدا کیلئے، کسی سے انس کرے تو خدا کیلئے، کسی کو کچھ دے تو خدا کیلئے اور کسی کو کچھ نہ دے تو خدا کیلئے۔ تو وہ خدا کے برگزیدہ بندوں میں سے ہے۔ (الاصول، المحاسن)

۴۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو لوگ خدا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں وہ قیامت کے دن نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے، اور ان

کے چہروں، بدنوں اور ان کے منبروں کا نور ہر چیز پر غالب ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ اسی سے پہچانے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ یہ وہ شخص ہیں جو محض خدا کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ (الاصول، المحاسن، الامالی)

۵۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (بروزِ قیامت) خدائے تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو اکٹھا کرے گا تو ایک منادی لوگوں کو سنا کر ندا کرے گا کہ خدا کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ کہا: پس لوگوں کی ایک جماعت کھڑی ہوگی۔ اور اُن سے کہا جائے گا کہ تم حساب کے بغیر جنت میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ جب وہ جا رہے ہوں گے تو کچھ فرشتے ان کے سامنے آ کر پوچھیں گے کہ کہاں جا رہے ہو؟ وہ جواب دیں گے حساب کے بغیر جنت کی طرف! وہ دریافت کریں گے لوگوں کی کس قسم سے تمہارا تعلق ہے؟ وہ جواب دیں گے کہ (بلا طمع و لالچ اور بغیر کسی دنیوی مقصد و مفاد کے) ہم محض خدا کی خاطر ایک دوسرے سے (اس کے ایمان و عمل کی وجہ سے) محبت کرتے تھے۔ وہ کہیں گے تمہارے اعمال کیا تھے؟ یہ کہیں گے کہ ہم محبت کرتے تھے تو خدا کیلئے اور دشمنی کرتے تھے تو خدا کیلئے۔ اس پر فرشتے کہیں گے عمل کرنے والوں کا اجر بہترین ہے۔ (الاصول، المحاسن)

۶۔ داؤد بن فرقد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں مؤمن کی علامات میں سے ہیں: (۱) اسے خدا کا علم ہو۔ (۲) جس سے محبت کرتا ہے اس کا علم ہو۔ (۳) اور جس سے دشمنی کرتا ہے اس کا علم ہو (یعنی معرفت خداوندی کے بعد اسی کی خاطر محبت و نفرت کرے)۔ (ایضاً)

۷۔ بشیر کناسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک محبت خدا و رسولؐ کی خاطر کی جاتی ہے اور دوسری محبت دنیا کی خاطر کی جاتی ہے پس جو محبت خدا و رسولؐ کی خاطر کی جائے تو اس کا ثواب خدا کے ذمہ ہے۔ اور جو دنیا کی خاطر کی جائے وہ ہیچ ہے۔ (الاصول، مصادقۃ الاخوان، المحاسن)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مامون کے نام اپنے مکتوب میں لکھا کہ اولیاء اللہ کی محبت (اور ان سے تولّا) کرنا اور اسی طرح ان کے دشمنوں سے دشمنی کرنا اور ان سے تبرا کرنا واجب ہے۔ (عیون الاخبار الرضا)

۹۔ حمران بن اعین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم کا زبرجد کا ایک بڑا سا ستون ہے جس کا بالائی حصہ عرش سے بندھا ہوا ہے اور نچلا حصہ ساتویں زمین کی نچلی سطح تک پہنچا ہوا ہے جس کے اوپر ستر ہزار قصر (محل) ہیں اور ہر قصر کے اندر ستر ہزار مقصورے (کمرے) ہیں اور ہر ہر کمرہ میں ستر ہزار حوریں ہیں یہ سب کچھ خداوند کریم نے ان لوگوں کیلئے مہیا کیا ہے جو ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو خدا

کیلئے اور دشمنی کرتے ہیں تو خدا کیلئے۔ (مصادقۃ الاخوان)

۱۰۔ جناب شیخ حسن بن محمد دیلمی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آل محمدؑ کے دوست سے محبت کرو۔ اگرچہ وہ فاسق و گنہگار ہی ہو۔ اور ان کے دشمن سے نفرت کرو۔ اگرچہ صائم النہار اور قائم اللیل ہی ہو۔ (ارشاد القلوب دیلمی)

۱۱۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقی ” باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا محبت اور عداوت بھی ایمان سے ہیں؟ فرمایا: ایمان محبت اور نفرت ہی کا تو نام ہے! پھر اس آیت کی تلاوت کی: ﴿حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَ زَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَ کَرَّهَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْیَانَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ﴾ (اللہ نے ایمان کو تمہارا محبوب بنایا اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دی ہے اور اس نے کفر و فسق اور عصیان کو تمہارے لئے ناپسندیدہ قرار دیا ہے اور وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں)۔ (المحاسن، الاصول)

۱۲۔ ابو عبیدہ حذاء حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اے زیاد! افسوس ہے تجھ پر۔ دین محبت ہی کا تو نام ہے۔ کیا تم خدا کے اس کلام کی طرف نگاہ نہیں کرتے کہ فرماتا ہے: ﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ﴾ (اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا)۔ اور کیا خدا کا یہ فرمان نہیں دیکھتے جو اس نے آنحضرتؐ کو خطاب کرکے فرمایا: ﴿حبب الیکم الایمان و زینہ فی قلوبکم﴾...... نیز فرماتا ہے: ﴿یحبون من ہاجر الیہم﴾ (وہ اس سے محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کرکے جائے) پس فرمایا: دین محبت اور محبت دین ہے۔ (المحاسن)

۱۳۔ محمد بن عجلان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: افسوس ہے اس شخص کیلئے جو خدا کی دی ہوئی نعمت کا کفران کرکے اسے تبدیل کر دے۔ اور خوشخبری ہے ان لوگوں کیلئے جو خدا کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۴۔ حسین بن مصعب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص خدا سے محبت کرے اور پھر اس کے دشمن سے (اسی کی خاطر) نہ کہ اپنی کسی ذاتی رنجش کی خاطر دشمنی کرے۔ پھر اگر وہ قیامت کے دن سمندر کی جھاگ کے برابر بھی گناہ لے کر آئے گا تب بھی خدا اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ (ایضاً)

۱۵۔ عبداللہ بن قاسم جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ نیکوکاروں کا نیکوکاروں سے محبت کرنا نیکوکاروں کا ثواب ہے، نیز نیکوکاروں کا نیکوکاروں سے محبت کرنا نیکوکاروں کی فضیلت ہے۔ اور بدکاروں کا نیکوکاروں سے محبت کرنا نیکوکاروں کیلئے زینت ہے اور نیکوکاروں کا بدکاروں سے بغض رکھنا بدکاروں کیلئے ذلت و رسوائی ہے۔ (المحاسن، مصادقۃ الاخوان)

۱۶۔ اسی سلسلۂ سند سے اسی راوی سے مروی ہے۔ کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص اپنی محبت بے محل رکھے (غلط آدمی سے پیار کرے) تو وہ قطع تعلقی کے درپے ہوا ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ میں اور اس سے پہلے باب ۱۱ الصوم مندوب، باب ۴ و ۲۱ و ۲۳ از جہاد النفس میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۷ و ۱۸ اور ۲۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

اچھے طریقوں کا قائم کرنا اور عمدہ عادات کا جاری کرنا اور ان پر چلنے کا حکم دینا اور ان کی تعلیم دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کسی کو اچھی چیز تعلیم دے تو اس کو اس پر عمل کرنے والے کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ (عمل کرنے والا) آگے کسی اور شخص کو تعلیم دے تو پھر اس کے برابر بھی ملے گا؟ فرمایا: اگر وہ تمام لوگوں کو تعلیم دے تو اسے ان سب کے برابر ثواب ملے گا۔ میں نے عرض کیا: اور اگر مر جائے تو؟ فرمایا: اگرچہ مر جائے۔ (الاصول)

۲۔ ابوعبیدہ حذاء حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی کو ہدایت کے باب کی تعلیم دے تو اسے اس پر عمل کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔ بغیر اس کے کہ ان کے اجر و ثواب میں کوئی کمی واقع ہو۔ اور جو کسی کو گمراہی کے باب کی تعلیم دے تو اس پر عمل کرنے والوں کے برابر اس پر وزر و وبال ہوگا۔ بغیر اس کے کہ ان کے وزر و وبال میں کچھ کمی واقع ہو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص ایسا کلمہ حق کہے جس کو لے لیا جائے تو اسے لینے والے کے برابر اجر ملے گا۔ اور جو شخص کوئی ایسا گمراہی کا کلمہ کہے جسے لے لیا جائے تو لینے والے کے برابر اس پر وزر و وبال ہوگا۔

(ثواب الاعمال)

۴۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی کے مر جانے کے بعد اسے تین چیزوں کے سوا اور کسی چیز کا ثواب نہیں ملتا۔ (۱) وہ صدقۂ جاریہ جسے وہ اپنی زندگی میں جاری کر جائے۔ جو اس کی وفات کے بعد بھی جاری رہے۔ (۲) کوئی ہدایت و راہنمائی کا طریقہ قائم کر جائے کہ جس پر اس کی وفات کے بعد بھی عمل ہوتا رہے۔ (۳) نیک اولاد چھوڑ جائے جو اس کے لئے مغفرت طلب کرے۔

(الامالی، الفروع، التہذیب)

۵۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقیؒ باسناد خود اسماعیل جعفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص عدل و انصاف (اور رشد و ہدایت) کا کوئی طریقہ قائم کر جائے جس کی پیروی کی جائے تو اسے اس پر عمل کرنے والوں کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔ بغیر اس کے کہ ان کے اجر میں کچھ کمی واقع ہو۔ اور جو شخص ظلم و جور (اور ضلالت و گمراہی) کا کوئی ایسا طریقہ رائج کر جائے جس کی پیروی کی جائے تو اس پر عمل کرنے والوں کے برابر اس پر وزر و وبال ہوگا۔ بغیر اس کے کہ ان کے وزر و وبال میں کچھ کمی واقع ہو۔ (المحاسن)

۶۔ سیف بن عمیرہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری امت کے اختلاف کے وقت میری سنت سے تمسک کرے گا تو اسے ایک سو شہید کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔ (ایضاً)

۷۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے لئے کوئی اچھا طریقہ یا خیر و خوبی کا انتظام کرے اور پھر اس کے اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جائے (کہ اسے انجام نہ دے سکے) تو خدا اس کے ایام دنیا کے برابر اس کے نامۂ اعمال میں ثواب لکھتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب سید رضیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک خطبہ کے دوران فرمایا: جب بھی کوئی بدعت ایجاد کی جاتی ہے تو اس کی وجہ سے کوئی سنت ترک ہو جاتی ہے۔ لہٰذا بدعتوں سے بچو۔ اور کشادہ راستے کو لازم پکڑو۔ عزیمت والے کام افضل ہوتے ہیں اور بدترین امور وہ ہیں جو نو ایجاد ہوں۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ا از وقوف وصدقات میں) بیان کی جائیں

گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

مؤمن سے محبت کرنا اور کافر سے دشمنی کرنا واجب ہے اور اس کا عکس (مومن سے دشمنی اور کافر سے محبت کرنا) حرام ہے۔

(اس باب میں کل انیس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی سولہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم اور حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک شخص تم (مومنین) سے محبت کرتا ہے اگرچہ یہ نہیں جانتا ہے کہ تم کس (مذہب) پر ہو۔ تاہم خدا اسے تمہاری محبت کی وجہ سے جنت میں داخل کر دے گا اور ایک شخص تم سے دشمنی کرتا ہے اگرچہ وہ یہ نہیں جانتا کہ تم کس (مسلک) پر ہو؟ تو خدا اسے تمہاری دشمنی کی وجہ سے جہنم میں داخل کرے گا۔ (الاصول)

۲۔ صفوان جمال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی دو مومن آپس میں ملاقات کرتے ہیں تو ان میں سے افضل وہ ہوتا ہے جو اپنے (ایمانی) بھائی سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ (الاصول، المحاسن)

(نوٹ) ایک دوسری روایت میں دو مسلمان کا لفظ وارد ہے۔ فراجع۔ (ایضاً)

۳۔ عمرو بن مدرک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: بتاؤ کہ ایمان کے دستوں میں سے کون سا دستہ زیادہ محکم ہے؟ تو بعض اصحاب نے نماز، بعض نے زکوٰۃ، بعض نے روزہ، بعض نے حج و عمرہ اور بعض نے جہاد کا نام لیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جن چیزوں کا تم نے نام لیا ہے۔ ان سب کیلئے فضیلت ہے۔ مگر جو کچھ میں نے کہا ہے وہ یہ نہیں۔ (پھر خود ہی) فرمایا: ایمان کا محکم ترین دستہ خدا کے لئے محبت، خدا کیلئے نفرت، اور خدا کے دوستوں سے تولاّ اور اس کے دشمنوں سے تبرا ہے۔ (ایضاً و معانی الاخبار)

۴۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص دین پر (کسی دیندار سے) محبت اور دین پر (کسی بے دین سے) نفرت نہیں کرتا۔ اس کا کوئی دین نہیں ہے۔ (الاصول)

۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس شخص سے خدا کی خاطر محبت کرو جو تمہارا ہمنوا ہے اور خدا کی خاطر اس سے نفرت کرو جو تمہارا مخالف ہے اور اپنی محبت اور نصیحت اس شخص

کیلئے صرف کرو جو تمہارا ہموا ہے۔ اور اس کیلئے صرف نہ کرو جو تمہارے نظریہ سے روگردان ہے۔ (الروضہ)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن سیار سے اور وہ اپنے اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے ایک دن اپنے بعض اصحاب سے فرمایا: اے بندۂ خدا! خدا کی خاطر محبت کر اور خدا کی خاطر دشمنی کر، خدا کی خاطر تعلق قائم کر اور خدا کی خاطر تعلق توڑ۔ کیونکہ تو اس کے بغیر ہرگز خدا کی ولایت (دوستی) حاصل نہیں کر سکتا۔ اور کوئی شخص اگرچہ وہ بڑا نماز گزار اور روزہ دار ہو مگر اس کے بغیر ایمان کا مزہ چکھ ہی نہیں سکتا۔ فرمایا: آج کل اکثر لوگوں کا بھائی چارہ محض دنیا (اور اس کے مفادات) کی خاطر ہو رہا ہے اسی کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور اسی کی خاطر ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں۔ اور یہ چیز ان کو خدا کی طرف سے کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مجھے یہ بات کس طرح معلوم ہو کہ میری محبت اور میری دشمنی محض خدا کیلئے ہے؟ اور خدا کا ولی کون ہے جس سے محبت کروں اور خدا کا دشمن کون ہے تاکہ اس سے نفرت کروں؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: کیا انہیں دیکھ رہا ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: پس جو ان کا دوست ہے وہ خدا کا دوست ہے پس تو اس سے محبت کر اور جو ان کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے پس تو اس سے دشمنی کر۔ اور پھر ان کے دوست سے دوستی کر اگرچہ تیرے باپ اور تیرے بیٹے کا قاتل بھی ہو اور ان کے دشمن سے دشمنی کر اگرچہ وہ تیرا باپ یا بیٹا ہی ہو۔ (معانی الاخبار، عیون الاخبار، الامالی، صفت الشیعہ، علل الشرائع)

۷۔ فضیل بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی آدمی کے اپنے دین سے محبت کرنے کا (عملی ثبوت) یہ بھی ہے کہ وہ اپنے (دینی) بھائیوں سے محبت کرے۔ (الخصال)

۸۔ حسن بن علی خزاز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو لوگ ہماری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں ان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جن کا فتنہ ہمارے شیعوں کیلئے دجال کے فتنہ سے بھی بڑا ہے۔ میں نے عرض کیا: وہ کس طرح؟ فرمایا: وہ اس طرح کہ وہ ہمارے دشمنوں سے دوستی اور ہمارے دوستوں سے دشمنی کرتے ہیں۔ (فرمایا) جب ایسا ہوا تو حق باطل کے ساتھ گڈمڈ ہو جائے گا اور معاملہ اس طرح مشتبہ ہو جائے گا کہ مومن منافق سے پہچانا نہیں جائے گا۔ (صفات الشیعہ)

۹۔ ابن ابی نجران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص ہمارے شیعوں سے عداوت کرے تو اس نے (گویا) ہم سے عداوت کی ہے اور جو ان سے محبت

کرے تو اس نے (گویا) ہم سے محبت کی ہے کیونکہ وہ ہم سے ہیں وہ ہماری (مقدس) طینت سے پیدا ہوئے ہیں۔ پس جو شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ ہم میں سے ہے۔ اور جو ان سے دشمنی کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) جو ان کی بات رد کرتا ہے وہ خدا کی بات رد کرتا ہے اور جو ان پر طعنہ زنی کرتا ہے وہ خدا پر طعنہ زنی کرتا ہے کیونکہ وہ خدا کے حقیقی بندے ہیں اور اس کے سچے ولی ہیں۔ خدا کی قسم ان میں سے کوئی بھی ایک شخص ربیعہ ومضر جیسے (کثیر التعداد) قبائل کے برابر آدمیوں کی سفارش کرے گا اور خدا اپنے نزدیک اس کی قدر و منزلت کی بنا پر اس کی سفارش کو قبول کرے گا۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابن فضال حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا کے دشمنوں سے دوستی کرتا ہے وہ (دراصل) خدا کے دوستوں سے دشمنی کرتا ہے اور جو خدا کے دوستوں سے دشمنی کرتا ہے وہ (دراصل) خدا سے دشمنی کرتا ہے اور خدا پر لازم ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ میں داخل کرے۔ (ایضاً)

۱۱۔ علاء بن فضیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی کافر سے محبت کرتا ہے وہ (دراصل) خدا سے دشمنی کرتا ہے اور جو شخص کسی کافر سے دشمنی کرتا ہے وہ (دراصل) خدا سے محبت کرتا ہے۔ پھر فرمایا: خدا کے دشمن کا دوست دشمن خدا ہوتا ہے۔ (الامالی وصفات الشیعہ)

۱۲۔ جمیل بن درّاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں خدا کے نزدیک کسی آدمی کی یہ فضیلت ہے کہ وہ اپنے (دینی) بھائیوں سے محبت کرے اور خدا کو جس شخص کے بارے میں پتہ چل جائے کہ وہ (دینی) بھائیوں سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اس سے محبت کرتا ہے اور جس سے خدا محبت کرے گا تو قیامت کے دن اسے پورا پورا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ (ثواب الاعمال)

۱۳۔ فضل بن شاذان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون کے نام مکتوب میں لکھا کہ خدا کے دوستوں سے محبت کرنا واجب ہے۔ اسی طرح خدا کے دشمنوں سے دشمنی کرنا۔ اور ان سے اور ان کے اماموں سے بیزاری کرنا بھی واجب ہے۔ (عیون الاخبار والخصال)

۱۴۔ حسین بن خالد حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جبر و تشبیہ کے بارے میں ان غالیوں نے حدیثیں گھڑ کر ہماری طرف منسوب کی ہیں جو کہ خدا کی عظمت و جلالت کو گھٹاتے ہیں۔ پس جو شخص ان (غالیوں) سے محبت کرتا ہے وہ ہم سے دشمنی کرتا ہے۔ اور جو ان سے دشمنی کرتا ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے، جو ان سے تعلق توڑتا ہے وہ ہم سے جوڑتا ہے اور جو ان سے جوڑتا ہے تو وہ ہم سے توڑتا ہے۔ جو ان سے بدسلوکی کرتا ہے وہ ہم سے نیک سلوک کرتا ہے اور جو ان سے نیک سلوکی کرتا

ہے وہ ہم سے بدسلوکی کرتا ہے جو ان کا احترام کرتا ہے وہ ہماری اہانت کرتا ہے اور جو ان کی اہانت کرتا ہے وہ ہمارا احترام کرتا ہے جو ان کو مسترد کرتا ہے وہ ہمیں قبول کرتا ہے اور جو ان کو قبول کرتا ہے وہ ہمیں مسترد کرتا ہے جو ان سے اچھائی کرتا ہے وہ ہم سے برائی کرتا ہے اور جو ان سے برائی کرتا ہے وہ ہم سے اچھائی کرتا ہے جو ان کی تصدیق کرتا ہے وہ ہمیں جھٹلاتا ہے اور جو ان کو جھٹلاتا ہے وہ ہماری تصدیق کرتا ہے جو ان کو عطا کرتا ہے وہ ہمیں محروم کرتا ہے اور جو ان کو محروم کرتا ہے وہ ہمیں عطا کرتا ہے اے فرزند خالد! جو شخص ہمارے شیعوں میں سے ہے وہ ان میں سے کسی کو نہ دوست بنائے اور نہ یار و مددگار۔ (عیون الاخبار)

۱۵۔ جناب ابن ادریس حلیؒ جامع بزنطی سے اور وہ (باسناد خود) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس شخص پر کوئی ملامت نہیں ہے جو اپنی قوم سے محبت کرے اگر چہ وہ کافر ہی ہو۔ راوی نے عرض کیا کہ خدا کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے جو فرماتا ہے: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (جو قوم خدا اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے تو اسے خدا اور رسولؐ کے دشمنوں سے دوستی کرتا ہوا نہیں پائے گا)؟ فرمایا: اس کا وہ مطلب نہیں جو تو سمجھ رہا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ (اسے اپنی قوم سمجھ کر محبت کرے اور) خدا کی خاطر اس سے نفرت کرے اور دوستی نہ کرے اور اسے (صلہ رحمی کے طور پر) کھلائے مگر دوسرے (دشمنانِ خدا) کو نہ کھلائے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں محبت و عداوت دو اعتبار سے جمع ہو رہی ہے۔ (اپنی قوم ہونے کے اعتبار سے محبت اور دشمن خدا ہونے کی بنا پر نفرت)۔

۱۶۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن میثم تمار، مولیٰ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اپنے باپ (میثم تمار) کی کتابوں میں یہ روایت پڑھی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے میرے باپ سے فرمایا: اے میثم! آل محمدؐ کے دوست سے دوستی کر اگر چہ فاسق و فاجر بھی ہو۔ اور آل محمدؐ کے دشمن سے دشمنی کر۔ اگر چہ صائم النہار اور قائم اللیل ہی کیوں نہ ہو؟ کیونکہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرمار ہے تھے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ﴾ (جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی بجالائے وہ سب لوگوں سے بہتر ہیں)۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: بخدا یہ لوگ تم اور تمہارے شیعہ ہیں تمہاری اور ان کی وعدہ گاہ کل حوض کوثر ہے (جہاں ملاقات ہوگی) جن کے اعضاء وضو چمک رہے ہوں گے اور سر پر تاج ہوں گے یہ روایت سن کر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

نے فرمایا ہمارے ہاں حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں بھی (یہ حدیث) اسی طرح ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)
مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱ باب ۱ از مقدمۃ العبادات، و باب ۴ و ۳۳ و ۳۶ از جہاد النفس اور یہاں باب ۸ و ۱۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۸ و ۲۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

خدا و رسول کے مطیع و فرمانبردار سے پیار و محبت اور عاصی و نافرمان سے نفرت اور دشمنی کرنا واجب ہے اور اس کا الٹ کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جابر جعفی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم جب یہ معلوم کرنا چاہو کہ تمہارے اندر کوئی خیر و خوبی ہے تو اپنے دل پر نگاہ کرو۔ پس اگر وہ خدا کے مطیع و فرمانبردار بندوں سے محبت کرتا ہے اور اس کے نافرمانوں سے نفرت کرتا ہے تو پھر تم میں ضرور خیر و خوبی ہے اور خدا تم سے محبت کرتا ہے اور اگر (اس کے برعکس) وہ خدا کے فرمانبرداروں سے نفرت اور اس کے نافرمانوں سے پیار کرتا ہے تو پھر تم میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے اور خدا تم سے نفرت کرتا ہے اور (یاد رکھو کہ) ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ (محشور) ہوتا ہے۔ (الاصول، المحاسن، علل الشرائع و مصادقۃ الاخوان)

۲۔ حسین بن ابان بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص محض خدا کیلئے کسی شخص سے محبت کرے تو خدا اسے اس کی محبت پر اجر و ثواب دے گا اگرچہ اس کا یہ محبوب خدا کے علم میں جہنمی ہی کیوں نہ ہو اور اگر کوئی شخص محض خدا کی خاطر کسی شخص سے نفرت کرے تو خدا اسے اس کی اس نفرت پر اجر و ثواب دے گا اگرچہ اس کا مبغوض خدا کے علم میں جنتی ہی کیوں نہ ہو۔ (الاصول، مصادقۃ الاخوان، المحاسن)

۳۔ جناب برقیؒ باسنادِ خود صالح بن بشیر دھان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص خدا کے کسی دوست سے محبت کرتا ہے جبکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ کیا کہتا ہے (کسی نظریہ کا مالک ہے؟) تو خدا اسے جنت میں داخل کرے گا اور ایک شخص خدا کے کسی دوست سے دشمنی کرتا ہے جبکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ کیا کہتا ہے (اس کا کیا مذہب ہے؟) اور مر جاتا ہے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ (المحاسن)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ انسانی دلوں کی سرشت میں یہ چیز ودیعت کی گئی ہے کہ جو ان سے بھلائی کرتا ہے وہ اس سے پیار کرتے ہیں اور جو ان سے برائی

کرتا ہے وہ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ (الفقیہ، الروضہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ قسم سابقہ حکم سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ یہ چیز فطری ہے اختیاری نہیں ہے۔

۵۔ ابراہیم بن محمد ثقفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کسی گنہگار سے پیار کرتا ہے وہ گنہگار ہے اور جو کسی فرمانبردار سے پیار کرتا ہے وہ فرمانبردار ہے، جو کسی ظالم کی مدد کرتا ہے وہ خود ظالم ہے اور جو ظالم کی نصرت نہیں کرتا وہ عادل ہے۔ (یادرکھو) خدا اور کسی بندہ کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ہے اور خدا کی دوستی اس کی اطاعت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی الحدیث۔

(عیون الاخبار)

باب ۱۹

(لوگوں کو) ایمان و اسلام کی طرف دعوت دینا مستحب ہے بشرطیکہ قبولیت کی امید ہو اور کوئی خوف نہ ہو۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اصلحک اللہ! میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں؟ فرمایا: ہاں (پوچھو) چنانچہ میں نے عرض کیا کہ میں پہلے اور حالت میں تھا اور آج اور حالت میں؟ میں پہلے ایک دو آدمیوں کو، کبھی کسی عورت کو دعوت (اسلام) دیتا تھا اور خدا جسے چاہتا تھا جہنم سے بچا لیا تھا۔ مگر میں آج کل کسی کو دعوت نہیں دیتا......؟ فرمایا: اگر تم لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو تو تم پر کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ جب خدا کسی بندہ کو ظلمت (کفر) سے نکال کر نور (اسلام) میں داخل کرنا چاہے تو (خود بخود) کر دیتا ہے پھر فرمایا: ہاں البتہ اگر تم کسی شخص میں کچھ خیر و خوبی محسوس کرو تو پھر اگر اس کی طرف (رشد و ہدایت کی) کوئی بات پھینک دو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ میں نے عرض کیا: مجھے اس ارشاد خداوندی کے بارے میں کچھ بتائیں؟ ﴿وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ (جو کسی نفس کو زندہ کرے (ہدایت کرے) تو گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ کر دیا) کس چیز سے زندہ کرے؟ فرمایا: جلنے سے یا ڈوبنے سے! پھر خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا: اس کی بڑی تاویل یہ ہے کہ آدمی کسی نفس کو دعوت (حق) دے اور وہ اسے قبول کر لے (اور اس طرح وہ اسے چاہ ضلالت سے نکال کر راہ راست پر لائے)۔ (الاصول)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خداوند عالم کے

اس ارشاد کا مطلب کیا ہے؟ ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا. وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ (جو شخص بغیر اس کے کہ اس نے کسی نفس کو قتل کیا ہو یا زمین میں کوئی فساد پھیلایا ہو، قتل کر دے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا ہے اور جو اسے زندہ کرے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ کر دیا ہے)۔ فرمایا: جو شخص کسی کو ضلالت و گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لائے۔ تو گویا اس نے اسے زندہ کر دیا ہے۔ اور جو اسے ہدایت سے نکال کر گمراہی میں داخل کرے تو اس نے گویا اسے قتل کر دیا ہے۔ (الاصول، المحاسن، امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۳۔ اسماعیل بن عبد الخالق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابو جعفر احول سے فرما رہے تھے کہ کیا تو کبھی بصرہ گیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: تو نے لوگوں کو اس امر (حق) کی طرف کس طرح جلدی سے داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: بخدا ایسے لوگ تو بہت کم ہیں۔ فرمایا: ذرا مصیبتیں آنے دیں وہ بڑی سرعت کے ساتھ ہر نیکی کی طرف جائیں گے۔

(الروضۃ، قرب الاسناد)

۴۔ جناب حسین بن سعید (اہوازیؒ) باسناد خود زید بن علیؑ سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہ بنا اور اپنے والدین کی نافرمانی نہ کر۔ (یہاں تک کہ فرمایا) اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے اور جان لے کہ ہر اس شخص کے عوض جو تیری دعوت پر لبیک کہے گا اولادِ یعقوبؑ میں سے ایک مظلوم کے آزاد کرنے کا تجھے ثواب ملے گا۔

(کتاب الزہد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی مطلب پر عمومی اور خصوصی دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۶ از جہاد عدو وغیرہ ابواب سابقہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۰ و ۲۱ میں) بیان کی جائیں گی اور کچھ اس کے منافی بھی آئیں گی جن کی ہم کوئی مناسب توجیہہ پیش کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

اپنے اہل خانوادہ کو ایمان کی دعوت دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے کچھ ایسے اہل خاندان ہیں جو میری بات مانتے ہیں آیا میں ان کو اس امر (مذہب حق) کی دعوت دوں؟ فرمایا: ہاں۔ خداوند عالم اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ (اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے)۔ (الاصول، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۹ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۱

عام رعایا پر لوگوں کو ایمان کی دعوت دینا واجب نہیں ہے اور اگر تقیہ کا مقام ہو تو پھر جائز ہی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا ہم لوگوں کو اس امر (حق) کی طرف بلائیں؟ فرمایا: اے فضیل! جب خدا کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو ایک فرشتے کو حکم دیتا ہے جو اس کی گردن سے پکڑ کر اس امر میں داخل کر دیتا ہے خواہ خوشی سے داخل ہو یا ناخوشی سے۔ (الاصول) (مقصد یہ کہ تم پر دعوت دینا واجب نہیں ہے)۔

۲۔ کلیب بن معاویہ صیداوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: خبردار! لوگوں کو کچھ نہ کہو۔ چونکہ خداوند عالم جب کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل میں ایک نشان لگا دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ (تلاشِ حق کی خاطر) چکر لگاتا ہے (اور پھر اسے ڈھونڈھ کے رہتا ہے) پھر فرمایا: جب تم لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے (بحث کو سمیٹتے ہوئے) یوں کہتے تو ٹھیک ہوتا کہ ہم ادھر گئے جدھر خدا لے گیا۔ اور ہم نے اسے منتخب کیا جسے خدا نے منتخب کیا۔ خدا نے حضرت محمد (مصطفیٰ ﷺ) کو منتخب کیا اور ہم نے آل محمد ﷺ کا انتخاب کیا۔ (لہٰذا موسیٰ بدین خود و عیسیٰ بدین خود۔ تمہیں اپنے پیشوا مبارک ہمیں اپنے راہنما مبارک)۔ (ایضاً)

۳۔ ثابت بن ابو سعید بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ثابت! تمہیں لوگوں سے کیا سروکار ہے؟ لوگوں سے رک جاؤ۔ اور کسی کو اپنے امر (مذہب حق) کی طرف نہ بلاؤ۔ خدا کی قسم اگر تمام اہل آسمان و زمین کسی بندہ کو گمراہ کرنے پر تل جائیں۔ جبکہ خدا اس کی ہدایت چاہتا ہو تو وہ اسے گمراہ نہیں کر سکتے۔ لوگوں سے رک جاؤ۔ اور تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ (فلاں) میرا بھائی ہے یا میرا چچازاد ہے اور فلاں میرا پڑوسی ہے (لہٰذا میں اسے ہدایت کروں) جب خدا کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کی روح کو پاکیزہ کر دیتا

ہے پس جب وہ کوئی معروف سنتا ہے تو اسے پہچان لیتا ہے اور جب کوئی منکر سنتا ہے تو اس کا انکار کرتا ہے پھر خدا اس کے دل میں کوئی ایسا کلمہ ڈال دیتا ہے جس سے اس کے معاملہ کو جمع کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ علی بن عقبہ اپنے باپ (عقبہ) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے اس امر (حق) کو خدا کیلئے بناؤ۔ اور اسے لوگوں کیلئے (نمائش) نہ بناؤ کیونکہ جو چیز خدا کیلئے ہوتی ہے وہ خدا کے لئے ہوتی ہے اور جو لوگوں کیلئے ہوتی ہے وہ آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتی۔ (قبول نہیں ہوتی)۔ اور اپنے دین کی خاطر لوگوں سے جھگڑا نہ کرو کیونکہ مخاصمت دل کو بیمار کر دیتی ہے۔ خداوند عالم اپنے نبیؐ سے فرماتا ہے: ﴿اِنَّکَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (جسے تو چاہے ہدایت نہیں کر سکتا۔ ہاں جسے خدا چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے)۔ نیز فرماتا ہے: ﴿اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ (کیا تم لوگوں کو مومن بننے پر مجبور کرتے ہو؟) لوگوں کو (اپنے حال پر) چھوڑ دو۔ کیونکہ عام لوگوں نے (اپنا دین) لوگوں سے لیا ہے اور تم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر علیہ السلام سے لیا ہے۔ لہٰذا (تم اور وہ) برابر نہیں ہو۔ اور میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب خدا کسی بندہ پر لکھ دے کہ وہ اس امر میں داخل ہو تو وہ پرندہ کے اپنے آشیانہ کی طرف آنے سے پہلے اس طرف آ جاتا ہے۔[1] (ایضاً)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں سے (مذہب کے نام پر) نہ جھگڑو۔ کیونکہ وہ ہم سے محبت کر سکتے ہیں تو ضرور کریں گے۔ (المحاسن)

۶۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں لوگوں کو اس امر کی طرف بلاؤں جو میرے پاس ہے؟ فرمایا: نہ! عرض کیا: اور کوئی شخص از خود مجھ سے راہنمائی چاہے تو؟

---

[1] ایک ظاہر بین یہ کہہ سکتا ہے کہ ان حدیثوں سے تو جبر کی بو آتی ہے۔ حالانکہ حقیقت حال اس کے برعکس ہے اس سے تفویض کی نفی تو ہوتی ہے مگر جبر لازم نہیں آتا۔ فرشتہ کا گردن سے پکڑ کر ایمان میں داخل کرنا صرف ایک استعارہ ہے۔ جس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جب توفیق الٰہی کسی بندہ کے شامل حال ہو جاتی ہے تو اس کے راہ راست پر آنے میں دیر نہیں لگتی۔ اور یہ حقیقت کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ توفیق الٰہی بھی انہی لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے جو حق وحقیقت کی جستجو کرتے ہیں چنانچہ ارشاد قدرت ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا. وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾۔ الغرض۔

توفیق باندازہ ہمت ہے ازل سے آنکھوں میں ہے وہ قطرہ گوہر نہ بنا تھا

نیز مخفی نہ رہے کہ یہ لوگوں کو رشد و ہدایت کی دعوت کی نفی عدم وجوب پر محمول ہے اور وہ بھی اس صورت میں کہ جب تبلیغ کی خاطر لوگوں سے بے جا بحث و تکرار کی جائے اور نوبت لڑائی جھگڑے تک پہنچ جائے ورنہ اس کے استحباب و عمدگی میں تو جب وہ بطریق احسن ہو کوئی کلام نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

فرمایا: ہاں۔ اسے راہنمائی کرو۔ اور اگر مزید طلب کرے تو زیادہ کرو۔ اور اگر وہ تجھ سے مجاحدہ (باہمی انکار) کرے تو تو بھی کر۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ اور باب ۱۰ و ۱۱ از جہاد میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

جان اور ناموس کے آگے مال خرچ کرنا اور جان کا دین کے آگے خرچ کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دین کی سلامتی اور بدن کی صحت مال سے بہتر ہے۔ اور مال دین کی زینتوں میں سے ایک اچھی زینت ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابو جمیلہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو جو وصیت فرمائی تھی اس میں یہ بھی تھا کہ جب کوئی بلاء و مصیبت نازل ہو تو اپنے مال کو اپنی جان کا فدیہ بناؤ اور جب کوئی حادثہ رونما ہو تو اپنی جان کو دین پر فدا کرو۔ اور جان لو کہ ہلاک ہونے والا اصل وہ ہے جس کا دین ہلاک ہو جائے اور لوٹا ہوا وہ ہے جس کا دین لٹ جائے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جنت کے مل جانے کے بعد کوئی فقر و فاقہ نہیں ہے۔ اور جہنم میں داخلہ کے بعد کوئی غنا و تونگری نہیں ہے جس کا اسیر کبھی آزاد نہیں ہوگا اور جس کا اندھا کبھی تندرست نہیں ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے بعض خطبوں میں فرمایا: بہترین کام یہ ہے کہ مال قربان کر کے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کی جائے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسن بن علی خزاز سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا: اے بنی اسرائیل! جب تمہارا دین سلامت ہو تو دنیا کے فوت ہو جانے پر افسوس نہ کرو۔ جس طرح دنیا والے دین کے فوت ہو جانے پر افسوس نہیں کرتے جبکہ ان کی دنیا سلامت ہو۔ (الآمالی)

۵۔ جناب برقیؒ باسنادِ خود محمد بن اسماعیل سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ!

میں تمہیں چند خصلتوں کی وصیت کرتا ہوں۔ ان کو یاد کرو۔ پھر فرمایا: ﴿اللّٰھم اعنہ﴾ (یا اللہ! اس معاملہ میں ان کی مدد کر)۔ (یہاں تک کہ فرمایا) پانچویں خصلت یہ ہے کہ اپنا مال اور اپنا خون اپنے دین کے آگے صرف کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۹ میں) بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

ذاتِ خداوندی کے بارے میں کلام کرنا، اور اس کی گہرائی میں غور وفکر کرنا، اور دین کے بارے میں باہم نزاع اور جھگڑا کرنا اور ائمہ اہل بیتؑ کے کلام کے بغیر کلام کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل بتیس حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو چھوڑ کر باقی چوبیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداتعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی﴾ (تمہارے پروردگار پر انتہا ہے)۔ پس جب سلسلہ کلام خدا تک پہنچ جائے تو خاموش ہو جاؤ۔ (الاصول، کتاب التوحید)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے محمد! لوگوں کو بے شک بولنے دو۔ یہاں تک کہ ان کا سلسلہ گفتگو خدا تک پہنچ جائے۔ پس جب یہ بات سنو تو کہو ﴿لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْوَاحِدُ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ﴾ (خدا کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے جو ایسا واحد و یکتا ہے کہ کوئی چیز اس جیسی نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ ابوعبیدہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے زیاد! (مذہبی) نزاعات اور جھگڑوں سے اجتناب کرنا۔ کیونکہ یہ شک وشبہ کا باعث بنتے ہیں، عمل کو حبط کرتے ہیں اور آدمی کو ہلاک کر دیتے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ آدمی (جوش میں آکر) کوئی ایسا کلمہ کہہ جائے جو اسے نہ بخشا جائے۔ چنانچہ گزشتہ زمانہ میں ایک گروہ موجود تھا جس نے ان چیزوں کا علم حاصل کرنا چھوڑ کر جن کی انہیں تکلیف دی گئی تھی ان چیزوں کا علم حاصل کرنا شروع کیا جن کی ان سے کفایت کی گئی تھی (ان کو ان کی ضرورت نہ تھی) یہاں تک کہ ان کا سلسلہ کلام خدا تک پہنچ گیا۔ پس وہ اس طرح حیران وسرگردان ہوگئے کہ جب ان کے کسی آدمی کو آگے کی طرف سے پکارا جاتا تھا تو وہ پیچھے مڑکر جواب دیتا تھا۔ اور جب پچھلی جانب سے پکارا جاتا تھا تو وہ اگلی جانب سے جواب دیتا تھا۔ (دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ وہ حیران و پریشان ہوکر زمین میں چکر لگانے لگے)۔

(الاصول، الامالی، التوحید، المحاسن)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! خداوند عالم (کی ذات) کے بارے میں زیادہ غور وفکر نہ کرنا ہاں البتہ جب اس کی عظمت و جلالت کو دیکھنا چاہو تو اس کی مخلوق کی عظمت پر نگاہ ڈالو۔ (الاصول، التوحید)

۵۔ حسین بن صباح اپنے باپ (صباح) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص خدا کے بارے میں غور وفکر کرے گا کہ وہ کیا ہے؟ وہ ہلاک و برباد ہو جائے گا۔ (الاصول، المحاسن)

۶۔ زرارہ بن اعین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک عظیم الشان بادشاہ اپنی بزم میں بیٹھا تھا کہ خدا کے بارے میں کچھ ناروا گفتار کی جس کے بعد وہ گم ہو گیا۔ اور پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں ہے؟ (الاصول، التوحید)

۷۔ ابو بصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کی مخلوق کے بارے میں گفتگو کرو۔ مگر خدا کی ذات کے بارے میں گفتگو نہ کرو۔ کیونکہ خدا کے بارے میں گفتگو کرنے سے آدمی کی پریشانی اور سراسیمگی میں اضافہ کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

۸۔ عبد الرحمٰن بن عتیک القصیر (عبد الرحیم القصیر) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے صفت (باری) کے بارے میں سوال کیا؟ امام علیہ السلام نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے فرمایا: ﴿تعالی الجبار، تعالی الجبار﴾ (خدائے جبار بلند ہے)۔ جو اسے پانے کی کوشش کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (الاصول، التوحید، المحاسن)

۹۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں! میں نے سنا ہے کہ آپ کلام کی ممانعت کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ افسوس ہے اہل کلام پر جو کہتے ہیں کہ یہ بات (ہمارے قواعد پر) چلتی ہے (ٹھیک ہے) اور یہ نہیں چلتی ہے (ٹھیک نہیں ہے) یہ بات ہم سمجھتے ہیں اور یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ بات میں نے اس صورت میں کہی ہے کہ جب وہ میرا قول چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق باتیں کریں۔ (الاصول)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! خدا کے بارے میں (زیادہ) غور وفکر نہ کرنا کیونکہ اس سلسلہ میں مزید غور وفکر کرنا ہلاکت میں اضافہ کے سوا اور کچھ نہیں کرتا۔ خدا کو آنکھیں درک نہیں کر سکتیں اور نہ ہی کسی مقدار کے ساتھ اسے

متصف کیا جا سکتا ہے۔ (الامالی، التوحید)

۱۱۔ عنبسہ العابد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! دین کے بارے میں نزاع اور جھگڑا نہ کرنا کیونکہ یہ بات دل کو یادِ خدا سے باز رکھتی ہے، باہمی نفاق کا باعث ہوتی ہے، دلوں میں بغض وکینہ پیدا کرتی ہے اور جھوٹ بولنے کے بہانے تلاش کرتی ہے۔ (الامالی)

۱۲۔ ضریس کناسی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس قدر چاہو خدا کی عظمت بیان کرو مگر اس کی ذات (کی اصل حقیقت) بیان نہ کرو۔ کیونکہ تم جو کچھ بھی بیان کرو گے وہ اس سے اجل و ارفع ہوگا۔ (التوحید)

۱۳۔ برید عجلی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار آپ اصحاب پر برآمد ہوئے جو اکھٹے بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے تھے۔ فرمایا: کس بات پر اکھٹے ہوئے ہو؟ عرض کیا کہ خدا کا ذکر کر رہے ہیں اور اس کی عظمت و کبریائی کے بارے میں غور و فکر کر رہے ہیں! فرمایا: اس کی عظمت میں غور و فکر کرکے اس تک ہرگز نہیں پہنچ سکو گے۔ (ایضاً)

۱۴۔ فضیل بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ ایک گروہ جو خدا کی ربوبیت کے بارے میں باتیں کیا کرتا تھا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام علیہ السلام نے ان سے فرمایا: خدا سے ڈرو۔ اس کی تعظیم کرو۔ اور (اس کے بارے میں) وہ بات نہ کہو جو ہم نہیں کہتے۔ کیونکہ اگر تم نے کچھ اور کہا اور ہم نے کچھ اور؟ تو پھر تم نے بھی مرنا ہے اور ہم نے بھی اور خدا تمہیں بھی زندہ کرے گا اور ہمیں بھی! تو تم وہاں (دوزخ میں) ہو گے جہاں خدا چاہے گا اور ہم وہاں (جنت میں) ہوں گے جہاں خدا چاہے گا۔ (ایضاً)

۱۵۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم سے پہلے لوگوں نے صفات (باری تعالیٰ) کے بارے میں بہت گفتگو کی ہے تو آپ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: یہ ناپسندیدہ بات ہے کیا تم خدا کا یہ کلام نہیں سنتے کہ فرماتا ہے: ﴿وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی﴾ اس موضوع کے علاوہ دوسری باتوں میں گفتگو کرو۔ (ایضاً)

۱۶۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: باتیں کرنے والے ہلاک ہو جائیں گے اور تسلیم کرنے والے (اور عمل کرنے والے) نجات پا جائیں گے۔ (پھر فرمایا) تسلیم کرنے والے ہی نجیب و شریف ہیں۔ (ایضاً)

۱۷۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ

(دینی امور میں) نزاع اور جھگڑا نہیں کرتا مگر وہ شخص کہ جس میں ورع و تقویٰ نہیں ہوتا یا وہ جسے شک ہوتا ہے۔(ایضاً)

۱۸۔ ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ابوعبیدہ! جھگڑالو اور ہم پر جھوٹ بولنے والے لوگوں سے بچنا! کیونکہ انہوں نے اس چیز کا علم ترک کر دیا ہے جس کے حاصل کرنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔ اور آسمان کا علم حاصل کرنے کا تکلف کیا ہے۔(ایضاً)

۱۹۔ جعفر بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خبردار! اس شخص سے مجادلہ نہ کرنا جو کسی چیز پر فریفتہ ہو۔ کیونکہ جو شخص کسی چیز پر فریفتہ ہوتا ہے وہ آخر وقت تک کج بحثی کرتا رہتا ہے۔ اور جب اس کی مدت ختم ہو جائے تو اس کا فتنہ اسے آگ میں جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔(ایضاً)

۲۰۔ محمد بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے علی بن ہلال کی کتاب میں پڑھا ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے آباء طاہرین علیہم السلام سے دین میں کلام کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے تو جو لوگ متکلم ہیں اور آپ کے موالی بھی۔ انہوں نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ ممانعت اس کے بارے میں ہے۔ جو عمدہ کلام نہیں کر سکتا۔ مگر جو عمدہ کلام کر سکتا ہے اس کے لئے کوئی ممانعت نہیں ہے کیا یہ تاویل درست ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: جو عمدہ کلام کر سکتا ہے یا جو نہیں کر سکتا۔ کوئی بھی اس بارے میں کلام نہ کرے کیونکہ اس کا گناہ اس کے فائدہ سے بڑا ہے۔(ایضاً)

۲۱۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اپنے اصحاب کو حکم دو کہ وہ اپنی زبانوں کو روکے رکھیں اور دین میں جھگڑے کو ترک کر دیں۔ البتہ خدا کی عبادت میں جدوجہد کریں۔(ایضاً)

۲۲۔ عمر بن عبدالعزیز ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر صنف سے جو متکلم ہیں وہ اس صنف کے بدترین لوگ ہیں۔(ایضاً و کشف المحجہ)

۲۳۔ جناب سید بن طاؤسؒ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا۔ تو مؤمن طاق نے کہا کہ میرے لئے بھی اذن دخول طلب کرنا۔ چنانچہ جب میں امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو مؤمن طاق کا تذکرہ کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اسے اجازت نہ دو۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں! اس شخص کا آپ سے تعلق ہے، ولاء و محبت ہے اور اس نے آپ کے حق میں مناظرے کئے ہیں، اور مخلوق خدا میں سے کوئی شخص اس پر غالب نہیں

آ سکتا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ان پر تو ایک طفل مکتب بھی غالب آ سکتا ہے۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں! وہ بہت بڑا مجادل و مناظر ہے! اس نے تمام اہل ادیان سے مناظرے کئے ہیں اور سب پر غالب آیا ہے! تو اس پر ایک طفل مکتب کس طرح غالب آ سکتا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: جب ایک بچہ اس سے یہ کہے گا کہ تو جو یہ مناظرے کرتا ہے تو کیا تیرے امام نے تجھے اس کا حکم دیا ہے؟ تو وہ مجھ پر جھوٹ نہیں بول سکتا۔ وہ یقیناً کہے گا کہ نہیں! تو بچہ اس سے کہے گا تو تو حکم امام کے بغیر لوگوں سے کیوں مناظرے کرتا پھرتا ہے؟ تو پھر تو تُو اپنے امام کا نافرمان ہے! تو اس طرح وہ بچہ اس پر غالب آ جائے گا۔ اے پسر سنان! اسے اذن دخول نہ دو۔ کیونکہ کلام اور جھگڑے نیت کو خراب اور دین کو ملیامیٹ کر دیتے ہیں۔ (کشف الحجہ)

۲۴۔ ابوعبیدہ حذاءؒ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے ابوعبیدہ! اصحاب کلام اور جھگڑالو لوگوں سے اور ان کی ہمنشینی سے اجتناب کرو۔ کیونکہ جن چیزوں کا علم حاصل کرنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا وہ اسے ترک کر کے ان چیزوں کے علم حاصل کرنے لگے جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ آسمان کا علم حاصل کرنے لگے۔ اے ابوعبیدہ! لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔ اور ان کے اعمال سے علیحدہ رہو۔ اے ابوعبیدہ! ہم اس وقت تک کسی شخص کو فقیہ نہیں جانتے جب تک وہ ہمارے کلام کا لہجہ اور اس کا مطلب جاننے والا نہ ہو۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ﴾ (تم ان کو ان کے لب و لہجہ سے پہچان لو گے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع کے بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ اسی طرح قضا و قدر میں گفتگو کرنے کی ممانعت میں بھی بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جبکہ بدا کے بارے میں کلام کرنے کا حکم وارد ہوا ہے۔[1]

باب ۲۴

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ الشریف کے ظہور تک خوف کی حالت میں تقیہ واجب ہے۔

(اس باب میں کل پینتیس حدیثیں ہیں جن میں سے دس مکررات کو قلمزد کر کے باقی پچیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم وغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

---

[1] علم کلام کے بارے میں وارد شدہ ان حدیثوں اور علم کلام کی مدح و قدح کے بارے میں آخری فیصلہ کیا ہے؟ اس موضوع پر ہم نے اپنی کتاب "احسن الفوائد فی شرح العقائد" کے مقدمہ میں مفصل گفتگو کر کے احقاق حق کا فریضہ ادا کیا ہے۔ شائقین تفصیل اس کی طرف رجوع فرمائیں۔ اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ ممانعت اس صورت میں ہے کہ کلام امامؑ سے ہٹ کر کلام کیا جائے۔ ورنہ یہ کلام و بیان ممنوع نہیں ہے بلکہ ممدوح ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۹ میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ ﴿اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا﴾ (ان کے صبر کی وجہ سے ان کو دو بار اجر دیا جائے گا) کے بارے میں فرمایا کہ اس سے تقیہ پر صبر کرنا مراد ہے۔ ﴿وَ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ﴾ (کہ وہ برائی کا دفاع اچھائی سے کرتے ہیں) فرمایا: یہاں "حسنہ" (اچھائی) سے مراد تقیہ اور سیئہ (برائی) سے مراد بات کو پھیلانا ہے۔ (الاصول، المحاسن)

۲۔ ابوعمر اعجمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ابوعمران! دین کے نو حصے تقیہ میں ہیں اور جس میں تقیہ نہیں ہے اس میں دین نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ معمر بن خلاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے حکام (جور) کیلئے کام کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: تقیہ میرا اور میرے آباء و اجداد کا دین ہے۔ اور جس میں تقیہ نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ تقیہ سے بڑھ کر کون سی چیز میری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی ہے؟ تقیہ کرنا مومن کی جنت ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جمیل بن صالح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لغزشوں کے انجام کار سے ڈرو۔ (الاصول)

۶۔ عبداللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تقیہ مومن کی ڈھال ہے۔ اور تقیہ مومن کی پناہ گاہ ہے۔ اور جس میں تقیہ نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے۔ (ایضاً)

۷۔ عبداللہ بن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے دین کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔ اور (مقام تقیہ میں) اسے تقیہ (کرکے چھپاؤ)۔ کیونکہ جس میں تقیہ نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے۔ تم لوگوں میں اس طرح ہو جس طرح پرندوں میں شہد کی مکھی ہوتی ہے کہ اگر پرندوں کو پتہ چل جائے کہ اس (مکھی) کے پیٹ میں کیا (شہد) ہے تو وہ سب اس کو کھا جائیں گے اور شہد کی ایک مکھی بھی زندہ نہیں بچے گی۔ اسی طرح اگر عام لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تمہارے اندر ہم اہل بیتؑ کی ولایت (کا مٹھاس) ہے تو وہ تمہیں کھا جائیں گے۔ ہم ظاہر اور باطن میں تمہیں میٹھا سمجھتے ہیں۔ خدا تم میں سے اس بندہ پر رحم فرمائے جو ہماری ولایت پر ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حبیب بن بشیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے نہ قسم بخدا! روئے زمین پر مجھے تقیہ سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں ہے۔ اے حبیب! جو شخص تقیہ کرے گا خدا اسے بلند کرے گا اور جو تقیہ نہیں کرے گا خدا اسے پست کرے گا۔ اے حبیب! آج کل لوگ چونکہ صلح اور امن میں ہیں اگر وہ (خوف) ہوتا تو یہ (تقیہ) بھی ہوتا۔ (ایضاً)

۹۔ حریز بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ﴾ (کہ نیکی اور برائی برابر نہیں ہیں) کی تفسیر میں فرمایا کہ یہاں "حسنہ" سے تقیہ مراد ہے اور "سیئہ" سے اشاعت (بات کو پھیلانا) مراد ہے۔ اور ارشاد قدرت ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ﴾ (برائی کا احسن طریقہ سے دفاع کر) کی تفسیر میں فرمایا: احسن سے مراد تقیہ ہے۔ ﴿فَاِذَا الَّذِیْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِيْمٌ﴾ (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے اور جس کے درمیان دشمنی ہے وہ مخلص دوست بن جائے گا)۔ (ایضاً)

۱۰۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جوں جوں یہ امر (مذہب حق) قریب سے قریب تر ہوتا جائے گا تو تقیہ سخت سے سخت تر ہوتا جائے گا۔ (ایضاً)

۱۱۔ حریز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تقیہ خدا اور بندہ کے درمیان خدا کی ڈھال ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ "خباء" سے بہتر کسی چیز سے خدا کی عبادت نہیں کی گئی ہے۔ میں نے عرض کیا: "خباء" کیا ہے؟ فرمایا: تقیہ۔ (معانی الاخبار)

۱۳۔ شعبان بن سعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے تم پر تقیہ کرنا لازم ہے کیونکہ یہ جناب ابراہیم خلیل علیہ السلام کی سنت ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا کہ) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کرتے تھے تو قافلہ والوں سے رفق و مدارا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا نے مجھے لوگوں سے مدارا کرنے کا اسی طرح حکم دیا ہے جس طرح فرائض قائم کرنے کا حکم دیا ہے! اور خداوند عالم نے ان کی تقیہ پر تادیب کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِيْمٌ وَمَا يُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا الآية﴾ (احسن طریقہ سے دشمن کا دفاع کر۔ نتیجہ یہ برآمد ہوگا کہ تمہارے اور جس کے درمیان دشمنی ہوگی وہ مخلص دوست بن جائے گا۔ اور یہ بات نصیب نہیں

ہوتی مگر صبر کرنے والے لوگوں کو)۔ فرمایا: اے سفیان! جو شخص تقیہ پر عمل کرتا ہے۔ وہ قرآن کی چوٹی پر چڑھ گیا ہے اور مؤمن کی عزت زبان کی حفاظت کرنے میں ہے۔ اور جو شخص اپنی زبان پر کنٹرول نہیں کرتا وہ پشیمان ہوتا ہے۔ (الحدیث)۔ (ایضاً)

۱۴۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس شخص میں تقیہ نہیں ہے اس میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ جناب یوسف علیہ السلام نے (مقام تقیہ میں) فرمایا: ﴿اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّکُمْ لَسٰارِقُوْنَ﴾ (اے قافلہ والو! تم چور ہو) حالانکہ انہوں نے کوئی چوری نہیں کی تھی۔

(علل الشرائع)

۱۵۔ جعفر بن محمد بن عمارہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مؤمن علوی ہے.. (یہاں تک کہ فرمایا) اور مؤمن مجاہد ہوتا ہے وہ برابر جہاد کرتا رہتا ہے۔ اگر باطل کی حکومت ہو تو تقیہ سے جہاد کرتا ہے اور اگر حق کی حکومت ہو تو پھر تلوار سے کرتا ہے۔ (ایضاً)

۱۶۔ ابان بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس میں تقیہ نہیں ہے اس میں دین نہیں ہے اور جس میں ورع (وتقویٰ) نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے۔ (صفات الشیعہ)

۱۷۔ جناب سعید بن عبداللہ (قمی) باسناد خود معلّٰی بن خنیس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے معلّٰی! ہمارے امر (مذہب حق) کو چھپاؤ۔ اور اس کا کھلم کھلا اظہار نہ کرو۔ کیونکہ (باطل کی حکومت میں جو ہمارے امر کو چھپائے گا تو خدا اسے دنیا میں عزت دے گا۔ اور (قیامت کے دن) اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایسا نور قرار دے گا جو اسے کھینچ کر جنت کی طرف لے جائے گا۔ اے معلّٰی! تقیہ میرا اور میرے آباء و اجداد کا دین ہے۔ اور جس میں تقیہ نہیں ہے اس میں دین نہیں ہے۔ اے معلّٰی! خدا اس بات کو پسند کرتا ہے کہ پوشیدہ طور پر بھی اس کی اسی طرح عبادت کی جائے جس طرح وہ یہ چاہتا ہے کہ علانیہ طور پر اس کی عبادت کی جائے۔ اور (اس نازک دور میں) ہمارے امر کی اشاعت کرنے والا اس کے منکر کے مانند ہے۔ (مختصر البصائر)

۱۸۔ جناب علی بن محمد خزاز باسناد خود حسین بن خالد سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص میں ورع نہیں ہے اس میں دین نہیں ہے اور جس میں تقیہ نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے۔ ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ﴾ فرمایا: مطلب یہ ہے کہ تم سب میں سے زیادہ مکرم وہ ہے جو تم سب سے

زیادہ تقیہ پر عمل کرتا ہے۔ عرض کیا گیا: فرزند رسولؐ: کب تک؟ فرمایا: قائم آل محمدؐ کے ظہور تک۔ فرمایا: جو شخص ظہور قائم علیہ السلام تک تقیہ کو ترک کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (کفایۃ الاثر، اعلام الوریٰ و اکمال الدین)

۱۹۔ جناب ابن ادریس حلیؒ کتاب مسائل الرجال و مکاتباتھم کے حوالہ سے داؤد صرمی کے مسائل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے داؤد! اگر تو یہ کہے کہ تقیہ کا تارک نماز کے تارک کی مانند ہے تو تو سچا ہوگا۔ (السرائر)

۲۰۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود منصوری سے اور وہ اپنے باپ کے چچا سے اور وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص تقیہ کو لازم نہیں پکڑتا اور رعایا کے بے وقوف لوگوں سے ہماری عزت کی حفاظت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۲۱۔ اسی سلسلہ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: تم پر تقیہ لازم ہے جو شخص تقیہ کو اس شخص کے ساتھ اپنا اوڑھنا بچھونا نہ بنائے جس سے اسے امن ہے تاکہ جس سے اسے خوف ہے وہ اس کی عادت بن جائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ایضاً)

۲۲۔ جناب عیاشیؒ باسنادخود حسن بن زید بن علیؑ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص میں تقیہ نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ خدا فرماتا ہے: ﴿إِلَّآ أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقٰةً﴾ (مگر یہ کہ تمہیں دشمنوں سے تقیہ کرنا پڑے)۔ (تفسیر عیاشی)

۲۳۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں سوال کیا: ﴿أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا﴾ (کہ میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دوں؟) فرمایا: اس دیوار سے مراد تقیہ ہے۔ ﴿فَمَا اسْطَاعُوٓا أَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا﴾ (کہ وہ نہ اس پر غالب آسکتے ہیں اور نہ ہی اس دیوار میں نقب لگا سکتے ہیں)۔ فرمایا: جب تم تقیہ پر عمل کرو گے تو وہ تمہارے خلاف کوئی تدبیر نہیں کر سکیں گے۔ اور یہ (تقیہ) تمہارے دشمنوں کے درمیان وہ محکم قلعہ ہے کہ جس کو وہ نقب نہیں لگا سکتے۔ (ایضاً)

۲۴۔ اسی سلسلہ سند سے مروی ہے کہ راوی نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ ﴿فاذا جاء وعده ربي جعله دكاً﴾ (کہ جب میرے پروردگار کا وعدہ آجائے گا تو وہ اس دیوار کو ریزہ ریزہ کر دے گا)۔ فرمایا: اس سے اظہار حق

(ظہورِ امام زمانہؑ) کے وقت تقیہ کا اٹھ جانا مراد ہے۔ پس اس وقت دشمنانِ خدا سے انتقام لیا جائے گا۔ (ایضاً)

۲۵۔ حذیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو) کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد تقیہ (کا ترک کرنا) ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ اور اس سے پہلے باب ۱۱ از مواقیت میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

ہر ضرورت کے وقت اس کی مقدار کے مطابق تقیہ کرنا واجب ہے اور اگر ضرورت نہ ہو تو پھر حرام ہے اور شراب پینے، موزوں پر مسح کرنے اور متعۃ الحج میں تقیہ کا حکم؟

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تقیہ ہر ضرورت کے وقت ہوتا ہے اور ضرورت مند بہتر جانتا ہے جسے وہ درپیش ہوتی ہے۔ (الاصول)

۲۔ اسماعیل جعفی، معمر بن یحییٰ بن سالم محمد بن مسلم اور زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تقیہ ہر اس جگہ پر ہوتا ہے جہاں آدمی مضطر و مجبور ہو جائے۔ تو خدا نے اس کے لئے اسے حلال قرار دیا ہے۔ (الاصول، المحاسن)

۳۔ ابوعمر اعجمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جس میں تقیہ نہیں ہے اس میں دین نہیں ہے۔ اور تقیہ ہر چیز میں روا ہے سوائے نبیذ کے پینے اور موزوں پر مسح کرنے کے۔ (ایضاً)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تقیہ خدا کے دین میں سے ہے۔ میں نے عرض کیا: آیا یہ دین میں سے ہے؟ فرمایا: ہاں بخدا! یہ دین میں سے ہے۔ چنانچہ جناب یوسف علیہ السلام نے (اپنے بھائیوں) کے بارے میں کہا: ﴿أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ﴾ (اے قافلہ والو! تم چور ہو)۔ حالانکہ انہوں نے کوئی چیز نہیں چرائی تھی۔ اور جناب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾ (میں بیمار ہوں) حالانکہ بخدا وہ بیمار نہیں تھے۔ (ایضاً)

۵۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا

موزوں پر مسح کرنے میں تقیہ ہے؟ فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ میں ان میں کسی سے تقیہ نہیں کرتا۔ (۱) نشہ آور چیز کا پینا۔ (۲) موزوں پر مسح کرنا۔ (۳) اور متعہ الحج! زرارہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ تم پر واجب ہے کہ ان باتوں میں کسی سے تقیہ نہ کرو۔ (بلکہ کر سکتے ہو)۔ (الفروع)

۶۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر ایک مؤمن پہلے ایمان کو ظاہر کرے۔ پھر اس سے بظاہر ایمان کے منافی کوئی کام صادر ہو تو دیکھا جائے گا کہ اگر اس نے یہ کام مقام تقیہ میں کیا ہے بشرطیکہ اس کے حق میں تقیہ کا امکان ہو ورنہ اس کام سے اس کا ایمان ختم ہو جائے گا۔ تقیہ کے مخصوص مقامات ہیں مثلاً کسی قوم کی حکومت ہو اور اس کا حکم اور عمل حق کے خلاف غالب ہو۔ تو مومن ان کے درمیان رہ کر خلاف حق جو کام کرے گا تو اسے تقیہ پر محمول کیا جائے گا بشرطیکہ وہ دین کے بگاڑ تک نہ پہنچائے اور وہ جائز ہوگا۔ اور جو کام تقیہ سے ہٹ کر کیا جائے۔ وہ درست نہ ہوگا۔ (الاصول)

۷۔ جناب محمد بن عمر کشیؒ باسناد خود درست بن ابو منصور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور ان کے پاس کمیت بن زید (اسدی شاعر) بھی موجود تھے۔ امام علیہ السلام نے کمیت سے فرمایا: تو نے ہی یہ کہا ہے: ﴿فالآن صرت الی امیّة والأمور الی مصائر﴾ (اب میں بنی امیہ کی طرف چلا گیا ہوں اور ہر چیز اپنے انجام کی طرف جاتی ہے) اس پر کمیت نے کہا: ہاں یہ شعر تو میرا ہے۔ مگر خدا کی قسم میں اپنے ایمان سے منحرف نہیں ہوا۔ میں آپ کا موالی ہوں اور آپ کے دشمنوں کا دشمن ہوں۔ مگر یہ شعر میں نے تقیہ کے طور پر کہا ہے اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو نے تقیہ کے طور پر کہا ہے تو تقیہ تو شراب پینے میں بھی جائز ہے۔ (رجال کشی)

۸۔ جناب احمد بن علی ابن ابی طالب باسناد خود حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے چند (نام نہاد) شیعوں کو ملاقات کی اجازت نہ دی۔ انہوں نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! یہ جفاء عظیم ہے اور یہ ہماری توہین کیوں؟ فرمایا: محض اس لئے کہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ تم شیعہ ہو! حالانکہ تم اکثر اعمال میں ان کے مخالف ہو۔ اور بہت سے فرائض میں کوتاہی کرتے ہو۔ اور اپنے برادرانِ ایمانی کے حقوق کی ادائیگی میں سہل انگیزی کرتے ہو اور وہاں تقیہ کرتے ہو جہاں ضرورت نہیں ہوتی اور جہاں ضرورت ہوتی ہے وہاں کرتے نہیں ہو۔ (الاحتجاج)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱ باب ۳۲ و ۳۸ از وضو باب ۳ از اقسام حج،

باب ۸۱ از مزار اور باب ۳۴ و ۵۶ از جہاد النفس میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد ذبیحۂ ناصبی باب ۲۸ اور اشربۂ محرمہ باب ۲۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

عامہ (برادرانِ اسلامی) کے ساتھ تقیہ سے معاشرت واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود رست واسطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی شخص کا تقیہ اصحاب کہف کے تقیہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ وہ (کفار کی) عیدوں میں شریک ہوتے تھے اور (ان کی طرح) زنار پہنتے تھے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ان کو دو بار اجر و ثواب عطا فرمایا (ایمان پر، اور تقیہ رواداری پر)۔ (الاصول، تفسیر عیاشی)

۲۔ ہشام کندی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خبردار! ہرگز کبھی کوئی ایسا کام نہ کرنا جس کی وجہ سے ہمیں طعنہ دیا جائے کیونکہ برا بیٹا اپنی بدعملی سے اپنے والد کو طعنہ دلواتا ہے جن ہستیوں سے تمہارا تعلق ہے تم ان کے لئے باعث زیب و زینت بنو۔ اور باعث ننگ و عار نہ بنو۔ ان لوگوں کے قبیلوں میں (ان کے ہمراہ) نماز پڑھو، ان کے بیماروں کی مزاج پرسی کرو، ان کے جنازوں میں شرکت کرو۔ اور خیال رکھو کہ وہ لوگ کسی خیر و خوبی کے انجام دینے میں تم پر سبقت نہ لے جائیں۔ تم ان سے اس کے زیادہ حقدار ہو۔ (فرمایا) خدا کی قسم "خباء" سے بہتر کسی چیز سے خدا کی عبادت نہیں کی گئی! میں نے عرض کیا: "خباء" کیا ہے؟ فرمایا: تقیہ۔ (الاصول)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب صبیانیہ (بچوں کی حکومت) ہو تو تم برانیہ (بظاہر) ان لوگوں سے میل جول رکھو اور جوانیہ (باطن) میں ان کی مخالفت کرو۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مدرک بن ہزھاز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا اس بندہ پر رحم فرمائے جو اپنی طرف لوگوں کی محبت کھینچتا ہے (اور وہ اس طرح) کہ ان سے وہ کچھ بیان کرتا ہے جسے وہ پہچانتے (اور برداشت کرتے) ہیں اور وہ چیز بیان نہیں کرتا ہے جس کا وہ انکار کرتے ہیں۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۰ از نماز جمعہ و باب ۲۱ و ۱۰۰ از احکام عشرت اور یہاں باب ۱۴ و ۲۳ و ۲۴ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۳۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

مقام تقیہ میں حاکم (جابر) کی اطاعت واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن اسماعیل سے اور وہ اپنے والد (اسماعیل) سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے شیعوں سے فرمایا: اپنے حاکم کی اطاعت ترک کر کے اپنے آپ کو ذلیل نہ کرو۔ پس اگر وہ حاکم عادل ہے تو خدا سے اس کی بقا کی دعا کرو۔ اور اگر ظالم ہے تو خدا سے اس کی اصلاح کی دعا کرو۔ کیونکہ تمہاری بہتری تمہارے حاکم کی بہتری میں ہے اور حاکم عادل بمنزلہ مہربان والد کے ہوتا ہے پس تم اس کے لئے وہ کچھ پسند کرو جو کچھ اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ اور اس کے لئے وہ کچھ ناپسند کرو جو کچھ اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔ (الآمالی)

۲۔ انس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بادشاہ کی اطاعت واجب ہے اور جو شخص اس کی اطاعت کرتا ہے وہ گویا کہ خدا کی اطاعت کرتا ہے اور جو اس کی اطاعت ترک کرتا ہے وہ گویا خدا کی اطاعت ترک کرتا ہے اور اس کی ممانعت میں داخل ہوتا ہے۔[1] کیونکہ ﴿وَلاَ تُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو)۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن فضل اپنے باپ (فضل) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک طویل حدیث کے اندر فرمایا: اگر میں نے اپنے جد بزرگوار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ حدیث نہ سنی ہوتی کہ تقیہ کے مقام میں بادشاہ کی اطاعت واجب ہے تو میں ہرگز لبیک نہ کہتا۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۴ میں اور اس سے پہلے باب ۳ از جہاد نفس میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں اور باب ۳۲ از فعل معروف میں) بیان کی

---

[1] مخفی نہ رہے کہ بنابر صحت روایت یہ حکم عام حالات میں عام لوگوں کیلئے ہے۔ ورنہ نبی ہوں یا امامؑ یا خاص لوگ تو خاص حالات میں ان کی مخصوص شرعی تکلیف اور ہوتی ہے اور وہ ایک ماہر طبیب کی طرح بہتر جانتے ہیں کہ انہیں کس مقام پر کیا کاروائی کرنی چاہیئے؟ اور حکام جور کے ساتھ کیا روش و رفتار اختیار کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ع

ہر سخن جائے و ہر نکتہ مقامے دارد
کردم اشارتے و مکرر نمی کنم

(احقر مترجم عفی عنہ)

جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

تقیہ میں خاص اہتمام کرنا اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کا ادا کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ تفسیر منسوب بہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں آیت مبارکہ ﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ عقیدہ توحید و رسالت اور امامت کے بعد تمام فرائض کو انجام دیتے ہیں اور ان تمام فرائض میں سے بڑے فرض دو ہیں۔ ایک برادرانِ ایمانی کے حقوق کا ادا کرنا۔ اور دوسرے دشمنانِ خدا سے تقیہ کرنا۔

(تفسیر منسوب بہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام)

۲۔ نیز اسی تفسیر میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: اس مؤمن کی مثال جو تقیہ نہیں کرتا اس جسم کی مانند ہے جس کا سر نہیں ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا)۔ اسی طرح وہ مؤمن جو اپنے برادران ایمانی کے حقوق کو نہیں جانتا (اور نہ ہی ادا کرتا ہے) اور اس طرح ان کی ادائیگی کے ثواب سے محروم ہو جاتا ہے اس کی مثال اس پیاسے شخص کی مانند ہے جس کے پاس ٹھنڈا پانی موجود ہو مگر وہ اسے نہ پئے یہاں تک کہ جاں بلب ہو جائے۔ یا اس شخص کی مانند ہے جس کے تمام حواس صحیح و سالم ہوں مگر وہ ناپسندیدہ امور سے بچنے اور پسندیدہ امور سے استفادہ کرنے میں ان کو استعمال نہ کرے۔ جس کی وجہ سے اس سے ہر نعمت سلب ہو جائے اور ہر بلاء و مصیبت میں گرفتار ہو جائے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز اسی تفسیر میں حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: تقیہ کرنا مومن کے افضل ترین اعمال میں سے ہے جس سے وہ اپنے آپ کو اور اپنے (دینی) بھائیوں کو فاسقوں فاجروں سے بچاتا ہے اور برادرانِ ایمانی کے حقوق ادا کرتا ہے اور متقی کے اشرف ترین اعمال میں سے ہے جس سے وہ ملائکہ مقربین کی محبت اور حور العین کے شوق کو جلب کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز اسی تفسیر میں حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: تقیہ کی برکت سے بعض اوقات خدا پوری ایک امت کی اصلاح کر دیتا ہے۔ لہٰذا اس تقیہ کرنے والے کو ان کے سب اعمال کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اور اگر وہ اسے ترک کر دے تو بعض اوقات اس سے وہ ایک پوری امت کی ہلاکت و بربادی کا باعث بنتا ہے۔ اس طرح وہ ہلاک کرنے والے کے ساتھ شریک (جرم) ہوتا ہے۔ اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کا پہچاننا (اور پھر ان کا ادا کرنا) آدمی کو خدائے رحمٰن کا محبوب بناتا ہے۔ اور ملک دیان کا مقرب بناتا ہے اور ان کا ادا نہ کرنا آدمی کو

خدائے رحمٰن کا دشمن بناتا ہے۔ اور کریم منان کی بارگاہ میں بندہ کا مرتبہ گھٹاتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز اسی تفسیر میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: اگر تقیہ نہ ہوتا تو ہمارے دوست کی ہمارے دشمن سے پہچان نہ ہوسکتی اور اگر برادرانِ (ایمانی) کے حقوق کی معرفت (اور ان کی ادائیگی) نہ ہوتی تو برائیوں میں سے کسی برائی کی معرفت نہ ہوتی اور اس طرح آدمی کو ان تمام باتوں پر عذاب کیا جاتا۔ (ایضاً)

۶۔ نیز اسی تفسیر میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: خدا مومن کا ہر گناہ معاف کر دے گا اور دنیا و آخرت میں اسے اس سے پاک و صاف کر دے گا سوائے دو گناہوں کے (جو معاف نہیں کرے گا) ایک تقیہ کا ترک کرنا اور دوسرا برادرانِ ایمانی کے حقوق کا ضائع کرنا۔ (ایضاً)

۷۔ نیز اسی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: ائمہ اور ہمارے فاضل شیعوں کے اشرف ترین اخلاق میں سے دو چیزیں ہیں ایک تقیہ کا عمل میں لانا، دوسرا اپنے نفس کو برادرانِ ایمانی کے حقوق ادا کرنے پر آمادہ کرنا۔ (ایضاً)

۸۔ نیز اسی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: برادرانِ ایمانی کی حفاظت کیلئے اور کسی خائف و ترسان (مومن) کی حمایت کی خاطر تقیہ کا عمل میں لانا مجد و کرم کی اشرف خصلتوں میں سے ہے اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کا پہچاننا (اور پھر ادا کرنا) تمام صدقات، زکوٰۃ، حج اور مجاہدات سے افضل ہے۔ (ایضاً)

۹۔ نیز اسی تفسیر میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب نے ایک شخص سے پوچھا کہ اگر تجھے (منجانب اللہ) دنیا میں کوئی خواہش کرنے کی رخصت دی جاتی تو تو کیا طلب کرتا؟ اس نے کہا: میں چاہتا کہ دین میں مجھے تقیہ کرنے کی اور برادرانِ ایمانی کے حقوق ادا کرنے کی توفیق دی جائے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: بہت خوب! (پھر حکم دیا کہ) اسے دو ہزار درہم دے دو۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز اسی تفسیر میں مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ میرے لئے پروردگار عالم سے دو چیزوں کا سوال کریں۔ ایک اچھے تقیہ کرنے کا۔ دوسرا برادرانِ ایمانی کے حقوق پہچاننے اور پہچاننے کے بعد ان کے ادا کرنے کا۔ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: خدا نے تجھے یہ دونوں چیزیں عطا کر دی ہیں کیونکہ تو نے اس چیز کی خواہش کی ہے جو نیکوکار بندوں کا بہترین شعار و دثار ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ نیز اسی تفسیر میں مروی ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ فلاں شخص کسی تہمت کے سلسلہ میں پکڑا گیا۔ اور اسے سو کوڑے لگائے گئے ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس نے برادرِ مومن کے حق کو ضائع کیا اور تقیہ کو ترک کیا تھا۔ (جس کی پاداش میں اس مصیبت میں گرفتار ہوا ہے)۔ جب اس شخص تک یہ

بات پہنچی تو اس نے توبہ وانابہ کی۔ (ایضاً)

۱۲۔ نیز اسی تفسیر میں مروی ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ تمام لوگوں سے بڑھ کر کامل انسان کون ہے؟ فرمایا: جو سب سے زیادہ تقیہ پر عمل کرتا ہے اور سب سے بڑھ کر اپنے برادرانِ ایمانی کے حقوق ادا کرتا ہے (یہاں تک کہ ارشاد باری تعالیٰ ﴿وَ اِلٰـهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: وہ اہل ایمان یعنی آل محمد کے شیعوں پر رحیم ہے کہ اس نے ان کو تقیہ کی اجازت دی ہے کہ اس نے ان کو حکم دیا ہے کہ اگر قدرت و طاقت ہو تو اولیاء اللہ سے تولا اور دشمنانِ خدا سے تبرا کا اظہار کریں اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو پھر اسے چھپائیں۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز اسی تفسیر میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر خدا چاہتا تو تقیہ کو تمہارے لئے حرام قرار دے دیتا۔ اور اس کے نتیجہ میں اور حق کے ظاہر کرنے کی وجہ سے تمہیں دشمنوں کی طرف سے جو تکلیف پہنچتی اس پر صبر کرنے کا حکم دیتا! (مگر اس نے از راہ لطف وکرم) ایسا نہیں کیا)۔ لہٰذا ہماری ولایت و مودت اور ہمارے دشمنوں کی دشمنی و عداوت کے فرض ہونے کے بعد خدا کے باقی سب فرائض سے بڑا فریضہ اپنی ذات، مال اور احباب میں تقیہ کا عمل میں لانا اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کا ادا کرنا ہے۔ اور ان دو فرضوں کی ادائیگی کے بعد خدا ہر گناہ بخش دے گا۔ لیکن جہاں تک ان دو کے ترک کرنے کے گناہ کا تعلق ہے تو سخت عذاب بھگتے بغیر کوئی شخص نجات حاصل نہیں کر سکے گا۔ مگر یہ کہ ان لوگوں کے ناصبیوں اور کافروں کے ذمہ مظلمے ہوں تو ان کا عذاب و عقاب بطور قصاص ان کفار و نصاب پر ہوگا۔ پس خدا سے ڈرو اور تقیہ کو ترک کر کے اپنے آپ کو خدا کی ناراضی کا مستوجب نہ بناؤ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ از جہاد نفس اور دیگر سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

کلمۂ کفر کہنے جیسے انبیاءؑ وائمہؑ پر سب وشتم کرنا، ان سے برأت ظاہر کرنا جائز ہے۔ مگر اس سلسلہ میں تقیہ واجب نہیں ہے۔ اگرچہ قتل ہونے کا یقین بھی ہو۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی سولہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب ابو طالب علیہ السلام کی مثال اصحاب کہف کی مانند ہے جنھوں نے ایمان اپنے اندر چھپا

کر شرک کو ظاہر کیا تھا اس لئے خداوند عالم نے ان کو دو بار اجر و ثواب عطا کیا تھا۔ (الاصول، امالی صدوقؒ)

۲۔ مسعدہ بن صدقہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ کے منبر پر فرمایا: ایہا الناس! عنقریب تم لوگوں کو مجھ پر سب و شتم کرنے کو کہا جائے گا۔ تو تم بے شک مجھے گالی دے دینا۔ پھر تمہیں مجھ سے بیزاری اختیار کرنے کو کہا جائے گا مگر مجھ سے بیزاری اختیار نہ کرنا؟ یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام پر کس قدر زیادہ جھوٹ بولا جاتا ہے؟ حالانکہ آنجناب علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا کہ عنقریب تم کو مجھ پر سب و شتم کرنے کو کہا جائے گا تو تم بے شک مجھ پر سب و شتم کر لینا اور پھر تمہیں مجھ سے بیزاری اختیار کرنے کو کہا جائے گا حالانکہ میں حضرت محمد ﷺ کے دین (برحق) پر قائم ہوں یہاں آنجنابؑ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تم مجھ سے بیزاری اختیار نہ کرنا۔ اس پر ایک سائل نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص بیزاری کا اظہار نہ کرے اور شہید ہونا پسند کرے تو آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: خدا کی قسم ان پر ایسا کرنا واجب نہیں ہے اور اسے وہ ہی کچھ کرنا چاہیئے جو کہ عمار بن یاسرؓ نے کیا تھا۔ جبکہ اہل مکہ نے ان کو (حضرت رسول خدا ﷺ سے بیزاری پر) مجبور کیا تھا۔ (اور انہوں نے اظہار کیا تھا) مگر ان کا دل ایمان پر مطمئن تھا۔ اس پر خداوند عالم نے یہ آیت نازل کی۔ ﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ﴾ (مگر وہ جسے کفر پر مجبور کیا جائے لیکن اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو) اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ لوگ دوبارہ تم سے یہ کلمات کہلوائیں تو کہہ دینا۔ جبکہ خداوند عالم نے تمہارا عذر قبول کر لیا ہے۔ اور تمہیں حکم دیا ہے کہ اگر وہ دوبارہ کہلوائیں تو تم کہہ دینا۔ (الاصول، قرب الاسناد)

۳۔ محمد بن مروان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ (جناب) میثم رحمۃ اللہ کو تقیہ کرنے سے کس چیز نے روکا؟ (اور تقیہ نہ کر کے شہید ہو گئے) جبکہ بخدا وہ جانتے تھے کہ یہ آیت مبارکہ اور ان کے اصحاب کے حق میں اتری ہے: ﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ﴾۔ (الاصول)

۴۔ عبداللہ بن عطا بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کوفہ کے دو شخصوں کو پکڑا گیا اور ان کو حضرت امیر علیہ السلام سے بیزاری اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ ایک نے بیزاری کا اظہار کیا جسے چھوڑ دیا گیا۔ مگر دوسرے کو شہید کر دیا گیا۔ تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: جو بیزاری ظاہر کر کے بچ گیا وہ دینی بصیرت رکھنے والا شخص ہے اور جس نے بیزاری ظاہر نہیں کی (اور شہید ہو گیا) اس نے جنت میں داخل ہونے میں جلدی کی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب کشیؒ باسناد خود یوسف بن عمران میثمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے جناب میثم نہروانی

(تمار) کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ بیان کر رہے تھے کہ مجھے حضرت امیر علیہ السلام نے بلایا۔ اور فرمایا: اے میثم! تمہاری کیا حالت ہوگی۔ جبکہ بنی امیہ کا ولد الزنا عبید اللہ بن زیاد تمہیں مجھ سے بیزاری کا حکم دے گا! تو میں نے کہا: یا امیر المومنین! خدا کی قسم میں آپ سے ہرگز بیزاری اختیار نہیں کروں گا۔ فرمایا: بخدا پھر وہ تمہیں شہید کر دے گا اور سولی پر لٹکا دے گا۔! میں نے عرض کیا کہ میں اس پر صبر کروں گا۔ فرمایا: اے میثم! پھر تو (جنت میں) میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔ (رجال کشی، الخرائج والجرائح)

۶۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن میمون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب و جد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عنقریب تمہیں مجھ پر سب وشتم کرنے کی طرف بلایا جائے گا۔ پس مجھ پر سب وشتم کر لینا۔ اور پھر تمہیں مجھ سے بیزاری کرنے کی طرف بلایا جائے گا۔ پس تم اپنی گردن (قتل کیلئے) بڑھا دینا کیونکہ میں (دین) فطرت پر قائم ہوں۔

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ کذا عن الرضا علیہ السلام)

۷۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے بعد تم پر ایک شخص غالب آجائے گا جس کا حلق بڑا چوڑا ہوگا اور پیٹ بڑا ہوگا۔ جو کچھ پائے گا کھا جائے گا اور جو کچھ نہیں پائے گا اسے تلاش کرے گا اسے قتل کر دینا مگر تم اسے قتل نہیں کر سکو گے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ وہ تمہیں مجھ پر سب وشتم کرنے اور مجھ سے بیزاری کا حکم دے گا۔ پس جہاں تک سب وشتم کا تعلق ہے؟ تو وہ بے شک کر لینا کیونکہ وہ میرے لئے زکوٰۃ اور تمہارے لئے نجات ہے۔ لیکن جہاں تک مجھ سے بیزاری کا تعلق ہے تو مجھ سے بیزاری اختیار نہ کرنا، کیونکہ میری ولادت فطرۃ (اسلامی) پر ہوئی ہے اور اظہار ایمان اور ہجرت کرنے کی طرف مجھے سب پر سبقت حاصل ہے۔

(نہج البلاغہ)

۸۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابی طالبؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے یونان کے بعض حضرات پر احتجاج کرتے ہوئے فرمایا: میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اپنے دین اور ہمارے اس علم کی حفاظت کر جو ہم نے تمہارے سپرد کیا ہے۔ ہمارے علوم کو ان لوگوں پر ظاہر نہ کر جو بغض وعناد سے ان کا مقابلہ کرے اور ہمارا راز اس پر فاش نہ کر جو ہم پر طعن وتشنیع کرتا ہے اور میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اپنے دین کے معاملہ میں تقیہ پر عمل کر۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً﴾ (اہل ایمان مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اس کا خدا سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ مگر یہ کہ تم تقیہ کرو (تمہیں ان سے خوف

ہو۔ اور میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ اگر (جان و مال کا) خوف دامنگیر ہو تو تم ہمارے دشمنوں کو ہم پر فضیلت دے سکتے ہو۔ اور ہم سے بیزاری کا اظہار کر سکتے ہو۔ اور اگر اپنی جان کو کسی آفت یا عاہت کا خوف ہو تو تم نماز ہائے فریضہ بھی ترک کر سکتے ہو۔ کیونکہ خوف و ہراس کے وقت اگر تم ہمارے دشمنوں کو ہم پر فضیلت دو گے تو وہ ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گا اور ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اور جب تمہارے دل میں یقین (اور ایمان) موجود ہے تو ظاہر میں ہم سے بیزاری کا اظہار ہماری شان میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ اور اگر تم ایک ساعت کیلئے زبانی طور پر ہم سے برأت کا اظہار کرو جبکہ دل و جان سے تم ہمارے موالی اور حبدار ہو تو اگر اس (اظہار برأت) سے تم اپنے روح اور مال و جاہ کی حفاظت کرو جس سے تمہارے نفس کا قوام اور قیام ہے اور جس (جاہ) سے تم ہمارے دوستوں اور بھائیوں کی حفاظت کرتے ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم (تقیہ ترک کر کے) اپنے آپ کو ہلاکت کیلئے پیش کرو اور نہ دین کا کوئی کام کر سکو اور نہ ہی اپنے برادرانِ ایمانی کی بہتری کیلئے کوئی کام انجام دے سکو۔ اور خبردار! پھر خبردار! تقیہ کو ہرگز ترک نہ کرنا۔ جس کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے ورنہ تم اپنا اور اپنے دینی بھائیوں کا خون رائگان کرو گے اور اپنی اور ان کی نعمتوں کے زوال کا باعث بنو گے۔ اور ان کو دشمنان خدا کے ہاتھوں میں ذلیل کرو گے حالانکہ خدا نے ان کے اعزاز و اکرام کا حکم دیا ہے۔ پس اگر تو نے میری اس وصیت کی خلاف ورزی کی تو اس کا تمہیں اور تمہارے دینی بھائیوں کو جو ضرر و زیاں ہوگا وہ ناصبیوں کے ضرر و نقصان سے زیادہ ہوگا۔ (الاحتجاج)

۹۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آیا (آپ سے برأت کرنے) سے انکار کر کے (قتل کیلئے) گردنوں کا دراز کرنا آپ کو زیادہ پسند ہے یا حضرت علی علیہ السلام سے بیزاری کا اظہار کر کے جان بچانا؟ فرمایا: رخصت مجھے زیادہ پسند ہے۔ کیا تم خدا کا یہ فرمان نہیں سنتے ہو کہ فرماتا ہے: ﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ﴾۔ (تفسیر عیاشی)

۱۰۔ عبداللہ بن عجلان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ضحاک نامی ایک (حاکم ظالم) کوفہ میں ظاہر ہوا ہے اور قریب ہے کہ ہمیں حضرت علی علیہ السلام سے بیزاری کرنے کیلئے بلایا جائے تو ہم کیا کریں؟ فرمایا: بیزاری کا اظہار کر دو۔ عرض کیا: ان دو کاموں (برأت نہ کر کے شہید ہونے اور برأت ظاہر کر کے بچ جانے) میں سے آپ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے؟ فرمایا: تم اس راستہ پر چلو جس پر جناب عمار یاسرؓ چلے تھے۔ جن کو مکہ میں پکڑ کر رکھا گیا تھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برأت کرو۔ تو

انہوں نے برائت ظاہر کی اور خدا نے یہ آیت نازل کی۔ ﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ ۢ بِالْاِیْمَانِ﴾ (مگر وہ جسے کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کیا جائے جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو)۔ (ایضاً)

۱۱۔ عبداللہ بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے اصحابِ کہف کا تذکرہ کیا گیا۔ فرمایا: اگر تمہاری قوم تمہیں اس امر کی تکلیف دے جس کی تکلیف اصحاب کہف کی قوم نے ان کو دی تھی؟ (تو تم کیا کرو گے؟) عرض کیا گیا کہ ان کی قوم نے ان کو کس چیز کی تکلیف دی تھی؟ فرمایا: خدا کا شریک بنانے کی۔ تو انہوں نے شرک کو ظاہر کیا۔ اور ایمان کو چھپایا۔ یہاں تک کہ ان کے پاس کشائش آئی۔ (ایضاً)

۱۲۔ جناب سید مختار بن مسعد موسویؒ باسناد خود عبدالرحمٰن بن کثیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ (ایک بار) جبرئیلؑ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: یا محمدؐ! آپ کا پروردگار تحفۂ درود و سلام کے بعد فرماتا ہے کہ اصحابِ کہف نے ایمان کو چھپایا اور شرک کا اظہار کیا۔ اس لئے خدا نے ان کو دو بار اجر و ثواب عطا فرمایا اور جناب ابو طالبؑ نے بھی ایمان چھپا کر شرک کا اظہار کیا لہٰذا خدا نے آپ کو دو بار اجر عطا فرمایا اور وہ اس وقت تک دنیا سے نہیں نکلے جب تک خدا کی طرف سے ان کے پاس جنت کی بشارت نہیں آئی۔

(کتاب الحجہ علی الذاھب الی تکفیر ابی طالب)

۱۳۔ شعبی مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کی قسم! ابو طالب عبد مناف بن عبدالمطلب مسلمان اور مومن تھے جو کہ بنی ہاشم کی خاطر اپنے ایمان کو چھپاتے تھے کہ قریش ان کی کھلم کھلا مخالفت نہ کریں۔ پھر شعبی نے حضرت امیر علیہ السلام کے وہ اشعار نقل کئے ہیں جو آپ نے جناب ابو طالبؑ کے مرثیہ میں کہے تھے اور آپ کے حق میں دعا کی تھی۔ (ایضاً)

۱۴۔ یوسف بن محمد بن زیاد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جناب ابو طالبؑ مومن آل فرعون کی طرح تھے جو اپنا ایمان چھپاتے تھے۔ (ایضاً)

۱۵۔ جناب سید مرتضیٰؒ اپنے رسالہ محکم و متشابہ میں تفسیر نعمانی سے نقل کرتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ رخصت کہ جس کے کرنے یا نہ کرنے کا آدمی کو اختیار ہے اس کی مثال یہ ہے کہ خدا نے مومن کو کافر سے محبت کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ پھر تقیہ کے وقت اس سے حسب ظاہر محبت کرنے کی رخصت دی ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّاۤ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَیُحَذِّرُكُمُ

اللّٰہُ نَفْسَہٗ﴾ پس یہ اظہارِ محبت تقیہ کے مقام میں تھا یہ خدا کی طرف سے رخصت ہے جو خدا نے مقام تقیہ میں اہل ایمان پر رحم کرتے ہوئے تفضل فرمایا ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی رخصتوں پر اسی طرح عمل کیا جائے جس طرح وہ چاہتا ہے کہ اس کے عزائم (واجبات و محرمات) پر عمل کیا جائے۔ (المحکم والمتشابہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں اور باب ۵۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور قبل ازیں (حدیث نمبر ۲ میں) یعنی مسعدہ بن صدقہ کی روایت میں حضرت علی علیہ السلام سے بیزاری اختیار کرنے والے جملہ کی نفی کی گئی ہے (جبکہ عام روایتوں میں یہ فقرہ موجود ہے) تو اس روایت کا راوی (مسعدہ) چونکہ عامی المذہب ہے لہٰذا وہ ناقابل اعتماد ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس نفی کو نہی تنزیہی پر محمول کیا جائے (یعنی بہتر ہے کہ مجھ سے بیزاری نہ کرنا) یہ حرمت کے معنیٰ میں نہیں ہے بلکہ کراہتی و تنزاہتی ہے کہ بیزاری ظاہر کرنا مکروہ ہے اور بہتر ہے کہ بیزاری ظاہر نہ کی جائے۔ اور شہادت اختیار کی جائے۔ واللہ العالم۔

باب ۳۰

ضرورت کے وقت فتویٰ دینے میں تقیہ کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ محمد بن عمر بن عبدالعزیز کشیؒ باسناد خود ابان بن تغلب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مسجد میں بیٹھتا ہوں اور لوگ آ کر مجھ سے مسائل پوچھتے ہیں۔ اگر ان کو جواب نہ دوں تو وہ میرا عذر قبول نہیں کرتے۔ اور یہ بات میں (تقیہ کی وجہ سے) پسند نہیں کرتا کہ آپ کے نظریہ کے مطابق ان کو جواب دوں تو؟ (فرمایا: غور کر لے۔ تمہیں ان کا جو قول معلوم ہے اس کے مطابق ان کو آگاہ کر۔ (رجال کشی)

۲۔ معاذ بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم مسجد میں بیٹھ کر فتویٰ دیتے ہو! میں نے عرض کیا: ہاں! اور میرا خیال تھا کہ جانے سے پہلے آپ سے اس معاملہ میں کچھ دریافت کروں؟ کہ میں مسجد میں بیٹھتا ہوں اور کوئی شخص آ کر مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے اور جب مجھے پتہ چلتا ہے کہ وہ اہل خلاف میں سے ہے تو میں اسے اس کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیتا ہوں پھر ایک ایسا شخص آتا ہے جس کو میں جانتا ہوں کہ وہ آپ کا محب ہے تو اسے آپ سے حاصل کردہ احکام

کے مطابق فتویٰ دیتا ہوں۔ پھر ایک ایسا شخص آجاتا ہے جسے میں نہیں پہچانتا کہ وہ کس نظریہ کا مالک ہے؟ تو جب وہ سوال کرتا ہے تو میں اس سے کہتا ہوں کہ فلاں (امام) نے یوں کہا ہے اور فلاں امام نے یوں؟ اس طرح آپ کا قول ان اقوال میں داخل کر دیتا ہوں تو؟ فرمایا: اسی طرح کر۔ کہ میں خود بھی ایسا ہی کرتا ہوں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

خون (بہانے) کے سلسلہ میں تقیہ کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تقیہ صرف اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس سے خون کی حفاظت کی جائے لیکن جب خود کسی کا خون (بہانے) تک نوبت پہنچ جائے تو پھر تقیہ جائز نہیں ہے۔ (الاصول، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زمین کسی ایسے عالم کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی جو حق کو باطل سے جانتا ہے (اور ان کے درمیان امتیاز قائم کرتا ہے)۔ اور فرمایا: تقیہ اس لئے جائز قرار دیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے خون کی حفاظت کی جائے۔ پس جب تقیہ خود خون (بہانے) تک پہنچ جائے تو پھر تقیہ (جائز) نہیں ہے۔ اور خدا کی قسم اگر تم لوگوں کو ہماری نصرت کی طرف بلایا جائے تو تم کہو گے کہ ہم نہیں کر سکتے۔ ہمیں ڈر ہے اور اس وقت یہ تقیہ تمہیں اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ عزیز ہوگا۔ اور جب ہمارے قائم آل محمدؐ قیام فرمائیں گے تو ان کو تم سے اس (نصرت) کا سوال کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی بلکہ وہ تم میں سے بہت سے منافقوں پر حد جاری کریں گے۔ (التہذیب)

باب ۳۲

تقیہ کی صورت میں دین (حق) کو نااہلوں سے چھپانا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے سلیمان! تم ایک ایسے دین پر ہو جو اسے (مقام تقیہ میں نااہلوں سے) چھپائے گا تو خدا اسے عزت دے گا اور جو اس کا اظہار کرے گا خدا اسے ذلیل کرے گا۔ (الاصول، المحاسن)

۷۔ ابو عبداللہ صالحی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد لوگوں نے مجھ سے سوال کیا کہ میں سوال کروں کہ ان کے وارث کا نام کیا ہے اور مکان کہاں ہے؟ جواب برآمد ہوا کہ اگر تمہیں نام بتایا گیا تو تم اسے شائع کر دو گے اور اگر انہوں نے ان کا مکان پہچان لیا تو وہ دشمنوں کو اس کی طرف راہنمائی کریں گے۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کا قرینہ ہے کہ یہ ممانعت خوف کی حالت کے ساتھ مخصوص ہے۔

۸۔ عبداللہ بن جعفر حمیریؒ نے جناب محمد بن عثمان عمری (نائب خاص) سے پوچھا کہ آیا تم نے (امام حسن عسکری علیہ السلام کے) جانشین کو دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں بخدا.......... (یہاں تک کہ میں نے کہا؟ ان کا نام کیا ہے؟ کہا: اس کے متعلق تم پر سوال کرنا حرام ہے! اور میں یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ کیونکہ مجھے کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے؟ بلکہ یہ خود ان کی جانب سے ہے۔ کیونکہ بادشاہ (وقت) کو تو یہی معلوم ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کوئی اولاد چھوڑ کر نہیں گئے۔........... (یہاں تک کہ فرمایا) پس جب نام کا پتہ چل گیا تو پھر ان کی تلاش شروع ہو جائے گی۔ پس خدا سے ڈرو اور اس بات سے باز آ جاؤ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی اس مطلب پر دلالت بڑی واضح ہے کہ یہ ممانعت تقیہ اور خوف کی وجہ سے وارد ہوئی ہے۔

۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالعظیم حسنی سے روایت کرتے ہیں کہ جب انہوں نے اپنے عقائد حقہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں پیش کئے تو ائمہ طاہرین علیہم السلام کا اقرار کرتے ہوئے جب وہ دسویں امام علیہ السلام تک پہنچے تو کہا: پھر آپ امام برحق ہیں اے میرے آقا! یہاں امام علیہ السلام نے فرمایا: اور میرے بعد میرا بیٹا حسن (عسکریؑ) امام ہوگا۔ اور ان کے جانشین کے وقت لوگوں کی کیا حالت ہوگی؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں کیا ہوگا؟ فرمایا: ان کا جسم تو نظر نہیں آئے گا (کہ وہ غائب ہوں گے) اور جب تک وہ ظاہر ہو کر زمین کو عدل و انصاف سے پُر نہیں کر دیں گے تب تک ان کے نام سے ان کا تذکرہ حلال نہیں ہوگا۔ (یہاں تک کہ فرمایا) یہ میرا اور میرے آباء و اجداد کا دین ہے۔ (اکمال الدین، التوحید)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت اس ممانعت کو تقیہ پر محمول کرنے کے منافی نہیں ہے (بلکہ اس کی مؤید ہے) کیونکہ یہ مدت بھی تقیہ کی مدت ہے۔ گو ہر زبان، ہر مکان اور ہر شخص کیلئے عام نہیں ہے۔ کما لا یخفی۔

۔ ابو احمد محمد بن زیاد ازدی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے بارہویں امام علیہ

السلام کے اوصاف اور ان کی غیبت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: لوگوں پر آپ کی ولادت مخفی رہے گی۔ لیکن ان کے لئے ان کا نام لینا جائز نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ خدا ان کو ظاہر کرے اور ان سے زمین کو اس طرح عدل و داد سے پُر کرے جس طرح پہلے ظلم و بیداد سے پُر ہو چکی ہوگی۔ (ایضاً)

۱۱۔ صفوان بن مہران بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپؑ کی اولاد میں سے مہدی کون ہے؟ فرمایا: ساتویں بیٹے میں سے پانچواں! جس کا جسم تم سے غائب ہو جائے گا اور تمہارے لئے ان کا نام لینا جائز نہ ہوگا۔ (ایضاً)

۱۲۔ علی بن عاصم کوفی بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی توقیعات مبارکہ میں صادر ہوا ہے کہ فرمایا: ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو لوگوں کی کسی محفل میں میرا نام لے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث اور اس جیسی حدیثوں میں ہمارے عنوان میں مذکور دعویٰ کی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ نام لینے کی ممانعت کو بزم کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے جو بالعموم تقیہ کا مقام ہوتا ہے۔

۱۳۔ شاہزادہ عبدالعظیم حسنی حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ الشریف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: لوگوں پر ان کی ولادت پوشیدہ ہوگی۔ اور ان پر ان کا نام لینا حرام ہوگا۔ جبکہ وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمنام ہیں اور ہم کنیت بھی۔ (ایضاً)

۱۴۔ ابو غانم خادم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ہاں ایک مولود پیدا ہوا جس کا انہوں نے ''محمد'' نام رکھا۔ اور اسے تیسرے دن اپنے اصحاب پر پیش کیا۔ اور فرمایا: میرے بعد یہ تمہارا امام ہے اور یہ میرا جانشین ہے۔ اور یہی قائم ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ علان رازی بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی کنیز (جناب نرجس خاتون) حاملہ ہوئیں تو امام علیہ السلام نے فرمایا: تو عنقریب ایسے بچے سے حاملہ ہوگی جس کا نام محمد ہوگا اور میرے بعد قائم ہوگا۔ (ایضاً)

۱۶۔ جابر بن عبداللہ انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے پاس ایک صحیفہ دیکھا جس میں ان کی اولاد میں سے ائمہ علیہم السلام کے اسماء گرامی درج تھے۔ انہوں نے اس میں پڑھا............ (یہاں تک کہ دیکھا) ''ابو القاسم محمد بن الحسن حجۃ اللہ علی خلقہ القائم۔ ان کی ماں ایک کنیز ہوگی جس کا نام نرجس ہے۔'' (ایضاً)

۱۷۔ ابو الجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے منبر پر فرمایا کہ آخری زمانہ میں میری اولاد میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا (پھر

۲۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بخدا۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اپنے شیعوں کی دو خصلتوں کا اپنی کلائی کا گوشت دے کر فدیہ دوں۔ (۱) ایک غصہ کی وجہ سے طیش میں آنا۔ (۲) دوسرا (دین کو) کم چھپانا۔ (الاصول، الخصال)

۳۔ ابواسامہ زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں کو دو خصلتوں کا حکم دیا گیا تھا جن کو انہوں نے ضائع کر دیا جن سے اب وہ بالکل خالی ہوگئے ہیں (۱) ایک صبر کرنا۔ (۲) اور دوسرا چھپانا۔ (الاصول، المحاسن)

۴۔ ابن بکیر ایک شخص کے واسطہ سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک جماعت کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: چاہیئے کہ تمہارا طاقتور آدمی تمہارے کمزور آدمی کو تقویت بہم پہنچائے، اور تمہارے مالدار تمہارے غریب و نادار پر دولت صرف کریں اور ہمارے راز کو افشا نہ کرو۔ اور ہمارے امر کو شائع نہ کرو۔ (الاصول)

۵۔ عبدالاعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ ہمارے امر (مذہب حق) کو برداشت کرنے کا مطلب صرف اس کی تصدیق کرنا اور اسے قبول کرنا ہی نہیں ہے بلکہ اسے برداشت کرنے کا مطلب اسے نااہلوں سے چھپانا اور اس کی حفاظت کرنا بھی ہے۔ پس تم (ہمارے موالیوں کو) ہمارا سلام پہنچاؤ۔ اور ان سے کہو کہ خدا اس بندہ پر رحم فرمائے جو لوگوں کو ہمارا محب بنائے۔ لہٰذا تم ان سے وُہ کچھ بیان کرو جسے وہ جانتے (اور برداشت کر سکتے) ہیں۔ اور جس کا وہ انکار کرتے ہیں اسے ان سے چھپاؤ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۴ و ۲۹ اور اس سے پہلے باب ۴ از جہاد النفس میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۳ و ۳۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

تقیہ کے وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام اور دوسرے ائمہ طاہرین علیہم السلام کا نام لینا اور ان کا ذکر کرنا حرام ہے اور جب خوف نہ ہو تو پھر جائز ہے۔

(اس باب میں کل تیس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی بیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل کے شریک کار قاسم سے (جو کہ ایک اچھے آدمی تھے) روایت کرتے

ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ کچھ لوگ مسجد میں بیٹھ کر ہماری بھی تشہیر کرتے ہیں اور اپنی بھی! ایسے لوگ ہم میں سے نہیں ہیں اور نہ ہم ان سے ہیں! میں چل کر رفق و مدارا اور پردہ پوشی کرتا ہوں اور وہ میری پردہ دری کرتے ہیں۔ خدا ان کی پردہ دری کرے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ان کا امام ہوں۔ خدا کی قسم میں صرف ان لوگوں کا امام ہوں جو میری اطاعت کرتے ہیں اور جو شخص میری نافرمانی کرتا ہے میں اس کا امام نہیں ہوں۔ وہ میرے نام سے کیوں چمٹتے ہیں۔ وہ میرا نام لینا کیوں بند نہیں کرتے۔ خدا کی قسم خدا کبھی مجھے اور ان کو ایک گھر (جنت) میں اکٹھا نہیں کرے گا۔ (الروضہ)

۲۔ عنبسہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! علی و فاطمہ علیہا السلام کا عام (لوگوں کے سامنے) ذکر نہ کرنا کیونکہ عام لوگوں کے نزدیک ان ذواتِ مقدسہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز بری نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو ہاشم داؤد بن قاسم جعفری حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث خضرؑ کے ضمن میں فرمایا: میں حسین علیہ السلام کے بیٹے پر گواہی دیتا ہوں کہ جس کا نہ نام لیا جائے گا اور نہ کنیت! یہاں تک کہ زمین میں ان کا معاملہ غالب ہو جائے گا۔ پس وہ اسے اس طرح عدل وداد سے پُر کر دیں گے جس طرح پہلے وہ ظلم و جور سے لبریز ہو چکی ہوگی۔ وہ (بزرگ) حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام کے معاملہ پر قائم ہوگا۔ (الاصول، اکمال الدین، عیون الاخبار)

۴۔ ابن رئاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو اس امر (امامت) کا صاحب ہوگا اس کا نام نہیں لے گا۔ مگر کافر۔ (الاصول، اکمال الدین)

۵۔ ریان بن الصلت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے جبکہ ان سے حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا گیا تھا کہ ان کا جسم (بوجہ غیبت) نظر نہیں آئے گا اور ان کا نام لیا نہیں جائے گا۔ (ایضاً)

۶۔ داؤد بن قاسم جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ میرے بعد میرے جانشین امام حسن (عسکری) ہونگے۔ اور اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب ان کے جانشین کا وقت آئے گا؟ میں نے عرض کیا: وہ کس طرح؟ خدا مجھے آپ کا فدیہ بنائے؟ آپؑ نے فرمایا: وہ اس طرح کہ تم ان کے جسم کو تو دیکھ نہیں سکو گے اور ان کا نام لے کر ان کا ذکر کرنا تمہارے لئے جائز نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا: پھر ہم کس طرح ان کا تذکرہ کریں گے؟ فرمایا: یوں کہنا ''آل محمد'' کی حجت علیہ السلام۔ (ایضاً)

قائم آل محمد علیہ السلام کے صفات و احوال بیان کر کے فرمایا) ان کے دو نام ہوں گے۔ ایک نام مخفی ہوگا دوسرا علانیہ۔ پس جو مخفی ہے وہ احمد ہے اور جس کا اعلان ہوگا وہ محمد ہے۔ (ایضاً)

۱۸۔ جابر بن عبداللہ انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے سامنے ایک ایسی چمکدار لوح دیکھی جس کی روشنی آنکھوں کو چکاچوند کر رہی تھی جس میں بارہ نام تھے۔ میں نے پوچھا یہ کن کے نام ہیں؟ فرمایا: اوصیاء کے نام ہیں پہلا میرا ابن عم (حضرت امیر علیہ السلام) ہیں اور گیارہ میری اولاد میں سے آخری قائم ہیں۔ جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس لوح میں محمدؐ محمدؐ محمدؐ تین مقامات پر اور علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ چار مواقع پر لکھا دیکھا۔ (ایضاً)

۱۹۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اچھا ہوتا اگر آپ ہمیں یہ بتا دیتے کہ آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا؟ فرمایا: میرے بعد امام میرا بیٹا موسیٰ (کاظم علیہ السلام) ہے۔ اور وہ خلف (صالح) جس کا انتظار کیا جا رہا ہے وہ محمد ابن الحسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ علیہم السلام ہے۔ (اکمال الدین، اعلام الوریٰ)

۲۰۔ فاضل طبرسیؒ باسناد خود محمد بن عثمان عمری سے اور وہ اپنے والد (عثمان عمری) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ اس روایت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو آپؑ کے آباء طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے کہ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی۔ اور جو شخص مر جائے اور وہ اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانے اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں یہ اسی طرح برحق ہے جس طرح یہ دن حق ہے۔ عرض کیا گیا: فرزند رسولؐ! آپؑ کے بعد حجت اور امام کون ہے؟ فرمایا: میرا بیٹا محمد میرے بعد حجت اور امام ہے پس جو مر جائے اور ان کو نہ پہچانے اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ (اعلام الوریٰ، کشف الغمہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بارہویں محمد بن الحسن المہدی کے نام کی عموماً یا خصوصاً، تصریحاً، تلویحاً نصوص میں، زیارات میں، دعاؤں میں اور تعقیبات میں اور تلقین وغیرہ میں بکثرت حدیثیں ہیں جن میں سے بعض گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ جو باب میں مذکورہ عنوان کی صحت پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۴

حق کی نشر و اشاعت حرام ہے اگر اس نشر میں خوف دامنگیر ہو۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی سترہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی ولایت ایک راز ہے جو اس نے جبرئیل کو بتایا اور جبرئیلؑ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا اور آنحضرت ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو بتایا اور حضرت علی علیہ السلام نے یہ راز اسے بتایا جسے خدا نے چاہا۔ مگر تم اس کو اس شخص کے سامنے ظاہر کرتے ہو جو ایک حرف سن لے تو اسے روک لیتا ہے؟ فرمایا: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آل داؤدؑ کی حکمت میں موجود ہے کہ ایک مسلمان کو چاہیئے کہ اپنے نفس کا مالک ہو۔ اپنی ذات پر متوجہ ہو۔ اپنے اہل زمانہ کو پہچانے، خدا سے ڈرو۔ اور ہماری (مخصوص) حدیث کو شائع نہ کرو۔ (الاصول)

۲۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے دن کا افتتاح اپنے راز کی تشہیر سے کرے تو خدا اس پر لوہے کی گرمی اور مجالس کی تنگی کو مسلط کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ عثمان بن عیسیٰ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنی زبانوں کو روکو اور اپنے گھروں کو لازم پکڑو۔ (ایضاً)

۴۔ عثمان بن عیسیٰ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تمہارے ایک ہاتھ میں کوئی چیز موجود ہو تو ہو سکے تو کوشش کرو کہ دوسرے ہاتھ کو پتہ نہ چلے۔ راوی کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام کے پاس ایک انسان موجود تھا اور آپ (راز کو) فاش کرنے کا تذکرہ کر رہے تھے۔ فرمایا: اپنی زبان کی حفاظت کر۔ اس سے تمہیں عزت حاصل ہوگی۔ اور (بے محل کلام کر کے) لوگوں کو اپنی گردن پر مسلط نہ کر ورنہ ذلیل ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن عجلان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ خداوند عالم نے ایک گروہ پر ان کے راز فاش کرنے پر طعنہ زنی کی ہے چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ﴾ (جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی بات پہنچتی ہے تو وہ اسے پھیلا دیتے ہیں) خبردار! راز کو فاش کرنے سے اجتناب کرو۔ (الاصول، المحاسن)

۶۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَيَقْتُلُونَ الْأَنبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ﴾ (کہ وہ لوگ بغیر حق نبیوں کو قتل کرتے تھے) کی تفسیر میں فرمایا: بخدا ان لوگوں نے ان کو اپنی تلواروں سے قتل نہیں کیا تھا۔ البتہ ان کے بارے میں بے پرکیاں اڑائیں اور ان کے راز فاش کیے جن کی وجہ سے وہ قتل ہو گئے۔ (الاصول، المحاسن)

۷۔ خالد بن نجیح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ہمارے امور میں سے بعض امر ایسے پوشیدہ اور عہد و پیمان سے ڈھکے ہوئے ہیں پس جو ان کی پردہ دری کرے گا خدا اسے ذلیل کرے گا۔(الاصول)

۸۔ عیسیٰ بن ابومنصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جو شخص ہمارے اوپر ڈھائے گئے مظالم کی وجہ سے مغموم ہو اس کا سانس لینا بھی تسبیح ہے۔ اور اس کا ہماری خاطر ہم و غم کرنا بھی عبادت ہے۔ اور اس کا ہمارے راز کو چھپانا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ محمد بن سعید نے مجھ سے کہا کہ اس حدیث کو آبِ زر سے لکھ لو۔ کہ تم نے کبھی اس سے بہتر کوئی چیز نہ لکھی ہوگی۔(الاصول)

۹۔ نضر بن ساعد اپنے باپ (ساعد) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ (ہمارے) راز کو فاش کرنے والا شک کرنے والا ہے اور جو نااہلوں کے سامنے اسے بیان کرے وہ کافر ہے اور جو عروۂ وثقیٰ سے تمسک کرے وہ نجات پانے والا ہے۔ میں نے عرض کیا: وہ (عروۂ وثقیٰ) کیا ہے؟ فرمایا: (ہمارے امر کو) تسلیم کرنا۔(ایضاً)

۱۰۔ محمد خزاز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہماری (راز والی) حدیث کو شائع کرے وہ بمنزلہ ہمارے حق کے منکر کے ہے۔ اور آپؑ نے معلّی بن خنیس سے فرمایا: جو ہماری (مخصوص) حدیث کی اشاعت کرے وہ ہمارے منکر کی مانند ہے۔(ایضاً)

۱۱۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہماری (رازدارانہ) حدیث کو مشتہر کرے گا خدا اس سے ایمان سلب کرے گا۔(ایضاً)

۱۲۔ یونس بن یعقوب بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہماری (رازدارانہ) حدیث کو شہرت دیتا ہے وہ خطاءً ہمیں قتل نہیں کرتا بلکہ عمداً ہمیں قتل کرتا ہے۔(ایضاً)

۱۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ ایک بندہ کو قیامت کے دن محشور کیا جائے گا۔ جس نے دنیا میں کسی کا خون نہیں بہایا تھا۔ اسے خون کی ایک شیشی دے دی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا کہ یہ فلاں شخص (مقتول) کے خون سے تمہارا حصہ ہے۔ وہ کہے گا: پروردگارا! تو جانتا ہے کہ جب تو نے میری روح قبض کی تو اس وقت تک میں نے کسی کا خون نہیں بہایا تھا؟ ارشاد ہوگا: ہاں ٹھیک ہے مگر تو نے فلاں فلاں شخص سے فلاں فلاں روایت سنی۔ اور پھر اسے آگے روایت کیا۔ پھر وہ نقل

ہوتے ہوئے فلاں جبار و سرکش تک پہنچی۔ اور اس نے اس آدمی کو قتل کر دیا۔ لہٰذا اس کے قتل سے یہ تمہارا حصہ ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ ابو خالد کابلی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا جو شخص اس چیز کی تشہیر کرے جسے خدا پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے تو وہ خارج از دین ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقی ؒ باسناد خود داؤد رقیؒ مفضل اور فضیل سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ہمارے امر کو مشتہر نہ کرو۔ اور سوائے اہل کے اسے کسی کے سامنے بیان نہ کرو۔ کیونکہ جو ہمارے (رازدارانہ) امر کو شائع کرتا ہے وہ ہمارے دشمن سے بھی بڑھ کر ہمارے لئے تکلیف کا باعث ہے۔ (پھر فرمایا) لوٹ جاؤ۔ خدا تم پر رحم فرمائے۔ اور ہمارے راز کو فاش نہ کرو۔ (المحاسن)

۱۶۔ حسین بن عثمان بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو ہمارے خلاف کوئی ناپسندیدہ بات کرتا ہے وہ اس شخص سے زیادہ ہماری تکلیف کا باعث ہے جو ہمارے راز کو فاش کرتا ہے۔ (ایضاً)

۱۷۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث کے ضمن میں سوال کیا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو نے کبھی کوئی بات چھپائی ہے؟ میں سوچنے لگا: امام علیہ السلام نے میری سراسیمگی دیکھ کر فرمایا: جو حدیثیں تم نے اپنے اصحاب سے بیان کی ہیں ان میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ''اذاعت'' (راز کو فاش کرنا) یہ ہے کہ غیروں کے سامنے اسے بیان کیا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کئی حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹۷ و ۲۴، ۲۹، ۳۲ اور ۳۳ میں اور اس سے پہلے باب ۱ از مواقیت، و باب ۳۷ و ۴۷ اور ۱۴۵ از احکام عشرت میں) گزر چکی ہیں۔ جناب نعمانی نے اپنی کتاب غیبت میں اس قسم کی بہت سی حدیثیں نقل کی ہیں۔

باب ۳۵

تقیہ کے مقام میں ایک آزاد آدمی کا اپنے غلام ہونے کا اقرار کرنا جائز ہے۔ اگرچہ سردار ہی ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود برید بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ یزید بن معاویہ حج کے ارادہ سے مدینہ میں داخل ہوا۔ اور قریش کے ایک آدمی کو بلا بھیجا۔ جب وہ آیا تو یزید نے اس سے کہا: تو میرے لئے اقرار کر کہ تو میرا غلام

ہے۔ چاہوں تو تجھے فروخت کروں اور چاہوں تو تجھے غلام بنائے رکھوں............ (یہاں تک کہا کہ) یزید نے کہا کہ اگر تو نے اس کا اقرار نہ کیا تو میں بخدا تجھے قتل کر دوں گا۔ اس پر اس قریشی نے کہا: تیرا مجھے قتل کرنا حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل سے بڑا (جرم) تو نہیں ہے۔ الغرض یزید نے حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ پھر اس نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو طلب کیا۔ اور ان سے وہی بات کہی جو اس نے قریشی شخص سے کہی تھی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تیرا کیا خیال ہے اگر میں اقرار نہ کروں تو تُو مجھے بھی اسی طرح قتل کر دے گا جس طرح کل اس قریشی کو قتل کیا تھا؟ یزید نے کہا: ہاں۔ اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تیرا مجبور عبد ہوں۔ چاہے تو روکے رکھ اور چاہے تو فروخت کر۔ اس پر یزید نے کہا: آپ نے بہت اچھا کیا۔ آپ نے اپنا خون بچا لیا اور اس سے آپ کے شرف و مجد میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا۔[1] (الروضہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۶

تقیہ کے مقام میں مخالفوں اور ان کے اماموں سے کف لسان واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک حدیث کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کس قدر آسان چیز پر لوگ تم سے راضی ہو سکتے ہیں؟ صرف ان سے اپنی زبانوں کو بند رکھو۔ (الروضہ)

۲۔ مفسر قمیؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس کلام کا مطلب پوچھا گیا کہ تم میں شرک اس سے زیادہ مخفی چال چلتا ہے جس طرح اندھیری رات میں سیاہ رنگ کے پتھر پر چیونٹی چلتی ہے؟ فرمایا: اہل ایمان! مشرکوں کے

---

[1] یہ روایت قانون روایت و درایت کے خلاف ہے۔ درایۃً اس طرح کہ وہ امام زین العابدین علیہ السلام جس کے رگ و ریشہ میں اپنے اس والد ماجد حضرت امام حسین علیہ السلام کا خون گردش کر رہا تھا جس نے بھرا ہوا گھر لٹوا کر، پورا کنبہ کٹوا کر اور اپنی گردن کٹوا کر اور بعد ازاں نوک نیزہ پر بلند کرا کر بھی یزید کی ہاں میں ہاں نہیں ملائی تھی اور اس کے سامنے گردن نہیں جھکائی تھی اس کا بیٹا کس طرح اسی یزید کے سامنے اس طرح سرنگوں ہو سکتا تھا؟ اور یزید ایسا مطالبہ ان سے کر کس طرح سکتا تھا؟ کیا وہ کسی دوسری کربلا کا متحمل تھا؟ حاشا و کلا۔ کوئی عقل سلیم رکھنے والا شخص ہرگز یہ باور نہیں کر سکتا؟ اور روایۃً اس طرح کہ سرکار علامہ مجلسیؒ مرآۃ العقول میں لکھتے ہیں کہ مؤرخین کا اتفاق ہے کہ یزید پلید نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد سفر مکہ کیا ہی نہیں ہے۔ بنا بریں اس روایت کی چونکہ کوئی بھی چول سیدھی نہیں ہے اس لئے وہ قابل قبول اور قابل اعتماد نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

معبودوں کو گالی دیتے تھے اور مشرک (جواب میں) مومنوں کے معبود کو گالیاں دیتے تھے۔ تو خدا نے ان (مشرکوں) کے معبودوں کو گالی دینے کی ممانعت فرمائی۔ تاکہ مومنوں کے معبود کو گالی نہ دی جائے ورنہ مومن لاعلمی سے شرک کے مرتکب قرار پائیں گے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ﴾ (جو لوگ خدا کے غیر کی پرستش کرتے ہیں ان کو گالی نہ دو۔ ورنہ وہ خدا کو گالی دیں گے)۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے جہاد النفس (باب ۱۸ و ۳۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۷

اختیاری حالت میں گنہگاروں کی مجاورت کرنا اور ان سے میل جول رکھنا اور ان کی بقاء کو چاہنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مہاجر اسدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب عیسیٰ بن مریم ایک ایسی بستی کے پاس سے گزرے جس کے رہنے والے سب انسان، پرندے اور جانور مر چکے تھے۔ انہوں نے کہا: یہ خدا کی ناراضی سے یکبارگی مرے ہیں۔ ورنہ ایک دوسرے کو دفن تو کرتے۔ حواریوں نے کہا: یا روح اللہ! آپ خدا کی بارگاہ میں دعا کریں کہ وہ انہیں زندہ کرے تاکہ وہ بتائیں کہ وہ کیا برے کام کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے تاکہ ہم ان کاموں سے اجتناب کریں؟ چنانچہ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی۔ پس فضا سے آواز آئی کہ آپ ان لوگوں کو پکاریں! پس رات کے وقت جناب عیسیٰ علیہ السلام ایک بلند جگہ پر کھڑے ہوئے اور کہا: اے بستی والو! پس ایک جواب دینے والے نے کہا: لبیک! فرمایا: افسوس ہے تم پر تمہارے کیا اعمال تھے (جن کی پاداش میں ہلاک ہوئے ہو؟) اس نے کہا: طاغوت (شیطان) کی پرستش، دنیا کی محبت، خوف کم اور امیدیں زیادہ اور لہو و لعب میں مشغولیت۔ (یہاں تک کہا کہ) تم شیطان کی کس طرح پرستش کرتے تھے؟ اس نے کہا: گنہگاروں کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے تھے۔ فرمایا: پھر تمہارا انجام کیا ہوا؟ کہا: آرام سے سوئے تھے کہ صبح ہاویہ میں کی۔ فرمایا: ہاویہ کیا ہے؟ کہا: سجین۔ فرمایا: سجین کیا ہے؟ کہا: انگاروں کے پہاڑ ہیں جو قیامت تک ہمارے لئے بھڑکائے جاتے ہیں۔ (یہاں تک فرمایا کہ) افسوس ہے تجھ پر! کیا وجہ ہے کہ تیرے سوا اور کسی نے مجھ سے کلام نہیں کیا؟ کہا: یا روح اللہ! ان کے مونہوں میں آگ کی لگامیں ہیں جو سخت شدید فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ اور میں اگرچہ رہتا تو انہی لوگوں میں تھا مگر ان میں

سے نہیں تھا۔ پس جب عذاب نازل ہوا تو ان کے ساتھ مجھے بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ پس میں ایک بال کے ساتھ جہنم کے اوپر لٹکا ہوا ہوں۔ نہیں جانتا کہ اس میں ناک کے بل گر جاؤں گا یا نجات پاؤں گا؟ جناب عیسٰی علیہ السلام حواریوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے دوستانِ خدا! خشک روٹی کا نمک سے کھا لینا اور مزبلوں (اروڑیوں) پر سو رہنا بہت بہتر ہے جبکہ دنیا و آخرت محفوظ ہو۔

(الاصول، علل الشرائع، عقاب الاعمال، معانی الاخبار)

۲۔ عبداللہ بن مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے دو پڑوسی ہیں ایک ناصبی ہے دوسرا زیدی (چار امامی) ہے۔ مگر مجھے ان سے میل جول رکھنا پڑتا ہے۔ پس میں ان دو میں سے کس سے تعلق رکھوں؟ فرمایا: وہ دونوں برابر ہیں جو کتاب اللہ کی ایک آیت جھٹلائے۔ تو اس نے گویا اسلام کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اور وہ پورے قرآن، تمام انبیاء و مرسلینؑ کو جھٹلانے والا ہے۔ پھر فرمایا: یہ ناصبی ہے جو تمہارا دشمن ہے۔ اور یہ زیدی ہے جو ہمارا دشمن ہے۔ (الروضہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حارث اعور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے چند مسائل پوچھتے ہوئے فرمایا: بیٹا! سفاہت و حماقت کیا ہے؟ عرض کیا: کمینوں کی پیروی کرنا اور گمراہوں کی صحبت اختیار کرنا۔ (معانی الاخبار)

۴۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کوئی سال بارش کے اعتبار سے کسی سال سے کم نہیں ہوتا (یعنی ہر سال برابر بارش برستی ہے) البتہ خدا جہاں چاہتا ہے برساتا ہے جب کوئی قوم گناہ کرتی ہے تو ان کے حصہ کی مقررہ بارش کو خدا کسی دوسری (فرمانبردار) قوم کی طرف اور جنگلوں، سمندروں اور پہاڑوں کی طرف پھیر دیتا ہے۔ فرمایا: خدا ایک سیاہ بھونرا کو اس کی بل میں بارش سے محروم کر کے اس کے پاس رہنے والے لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے عذاب کرتا ہے۔ کیونکہ خدا نے اس کیلئے گنجائش رکھی ہے۔ کہ وہ بدکاروں کے محلّہ کو چھوڑ کر کسی اور محلّہ میں چلا جائے۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: پس عبرت حاصل کرو۔ آنکھوں والو۔ (الامالی، عقاب الاعمال)

۵۔ فضیل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: لوگوں میں سے ورع اور پرہیزگار کون ہے؟ فرمایا: جو خدا کے حرام کاموں سے بچے اور جوان (بدکار) لوگوں سے اجتناب کرے۔ اور جو شبہات سے نہیں بچے گا وہ غیر شعوری طور پر حرام میں مبتلا ہو جائے گا۔ اور جو کسی منکر کو دیکھے اور اس کا انکار نہ کرے جبکہ اس کی قدرت رکھتا ہو۔ تو گویا اس نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ خدا کی نافرمانی کی

جائے اور جو اس بات کو پسند کرے کہ خدا کی نافرمانی کی جائے۔ تو گویا وہ خدا کی دشمنی کا اعلان کرتا ہے اور جو شخص ظالموں کی بقا چاہتا ہے تو گویا وہ خدا کی نافرمانی چاہتا ہے۔ خدا نے ظالموں کو ہلاک کرنے پر اپنی تعریف کی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾۔
(الامالی، معانی الاخبار، تفسیر قمی)

۶۔ فضیل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے چند مطالب کے بارے میں سوال کیا؟ جن سے امام علیہ السلام نے مجھے منع فرمایا اور فرمایا: اے فضیل! ان لوگوں کا اس امت کو جو ضرر وزیاں ہے وہ ترک و دیلم کے کافروں سے زیادہ سخت ہے۔ پھر پوچھا: لوگوں میں سے ورع اور پرہیزگار کون ہے؟ تا آخر روایت سابقہ۔ (ایضاً)

۷۔ جناب کشیؒ باسناد خود صفوان جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے صفوان! تمہاری ہر بات اچھی ہے۔ سوائے ایک بات کے؟ میں نے عرض کیا: وہ کون سی بات ہے؟ فرمایا: تمہارا اس شخص یعنی ہارون عباسی کو کرایہ پر اونٹ دینا! (یہاں تک کہ فرمایا) اے صفوان! تمہارا کرایہ ان کے ذمہ ہوتا ہے؟ کہا: ہاں! فرمایا: آیا تو یہ بات پسند کرتا ہے کہ وہ تیرا کرایہ ادا کرنے تک باقی رہیں۔ کہا: ہاں! فرمایا: پس جو ان (ظالموں) کی بقا چاہے وہ انہی میں سے ہے۔ اور جو ان میں سے ہوگا وہ جہنم کا ایندھن ہے۔ صفوان بیان کرتے ہیں کہ میں گیا اور جا کر اپنے اونٹ فروخت کر دیے۔ تا آخر حدیث۔ (رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے احکام عشرت (باب ۱۵ و ۱۷ اور جہاد النفس باب ۴ و باب ۵۱ میں اور یہاں باب ۱۱ و ۱۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۸

گنہگاروں اور بدعتی لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے؟

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی انیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اہل بدعت کی صحبت اور ان کی ہمنشینی اختیار نہ کرو۔ ورنہ تم بھی انہی میں سے ہو جاؤ گے۔ جیسا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی اپنے دوست اور ساتھی کے دین پر ہوتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس بندہ کے پاس بیٹھے جو اولیاء اللہ کو گالیاں دیتا ہو تو اس نے خدا کی نافرمانی کی ہے۔ (الاصول)

۳۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: خبردار! گنہگاروں کی صحبت سے، ظالموں کی اعانت کرنے سے اور فاسقوں کے اڑوس پڑوس سے اجتناب کرو، ان کے فتنہ سے بچو اور ان کے صحن سے دور رہو۔ (الروضہ)

۴۔ عبداللہ بن صالح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کو نہیں چاہیئے کہ کسی ایسی محفل میں بیٹھے جہاں خدا کی نافرمانی ہوتی ہو۔ جبکہ وہ اسے بدلنے پر قادر نہ ہو۔ (ایضاً)

۵۔ جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ کیا وجہ ہے کہ میں نے تمہیں عبدالرحمٰن بن یعقوب کے پاس دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ وہ میرا ماموں ہے! فرمایا: وہ تو خدا کے بارے میں بڑی (غلط) بات کہتا ہے۔ وہ خدا کے (محدود) وصف بیان کرتا ہے حالانکہ اس کے وصف بیان نہیں ہو سکتے! (پھر فرمایا) یا تو اس کے پاس بیٹھ اور ہمارے پاس بیٹھنا چھوڑ دے۔ یا ہمارے پاس بیٹھ اور اسے چھوڑ دے۔ میں نے عرض کیا: وہ جو چاہے کہے۔ جب میں اس کا قائل نہیں ہوں تو پھر مجھے کیا ہے؟ فرمایا: کیا تو اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اس پر کوئی عذاب نازل ہو اور وہ تم سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ کیا تمہیں اس شخص کے بارے میں معلوم نہیں ہے جو کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھا جس کا باپ اصحاب فرعون میں سے تھا! جب فرعون کے گھوڑے جناب موسیٰ علیہ السلام کے قریب پہنچے تو وہ وہیں پیچھے رہ گیا۔ تاکہ اپنے باپ کو وعظ و نصیحت کرکے جناب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملائے۔ جب اس کا باپ وہاں پہنچا اور اس صحابی نے اس سے بحث کرنی شروع کی۔ یہاں تک کہ سمندر کے اندر کچھ حصے تک چلے گئے، پس دونوں غرق ہو گئے۔ جب جناب موسیٰ علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی تو فرمایا: وہ ہے تو خدا کی رحمت میں لیکن جب عذاب نازل ہوتا ہے تو جو شخص گنہگاروں کے پاس موجود ہوتا ہے تو اسے اس سے کوئی نہیں روک سکتا۔ (ایضاً)

۶۔ شعیب عقرقوفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اس ارشاد ایزدی کا مطلب کیا ہے: ﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ الآية﴾ (خدا نے قرآن میں نازل کیا ہے کہ جب سنو کہ آیاتِ الٰہیہ کا انکار کیا جاتا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو وہاں لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو)۔ فرمایا: خدا کی مراد یہ ہے کہ جب کوئی شخص حق کا انکار کرے، اسے جھٹلائے اور ائمہ حق کے حق میں گستاخی کرے تو اس کے پاس سے اٹھ جاؤ اور اس کے پاس نہ بیٹھو

خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ (ایضاً)

۷۔ عبدالاعلیٰ بن اعین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ کسی ایسی مجلس میں نہ بیٹھے جس میں کسی امام (برحق) کی تنقیص کی جا رہی ہو۔ یا کسی مؤمن کی عیب جوئی ہو رہی ہو (یا مومن کی غیبت ہو رہی ہو)۔ (الاصول، تفسیر القمی)

۸۔ ابن قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ کسی مشکوک جگہ پر نہ بیٹھے۔ (الاصول)

۹۔ عبید بن زرارہ اپنے والد (زرارہ) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی ایسی محفل میں بیٹھے جہاں ائمہ (حق) میں سے کسی امام کو گالی دی جا رہی ہو۔ اور وہ انتقام لینے پر قادر ہو۔ مگر ایسا نہ کرے تو خدا اسے دنیا میں ذلت کا لباس پہناتا ہے اور آخرت میں اسے عذاب کرے گا اور خدا نے اسے ہماری معرفت کی جو دولت دی ہے وہ اس سے سلب کر لے گا۔ (ایضاً)

۱۰۔ اسحاق بن موسیٰ اپنے بھائی اور چچا سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین ایسی محفلیں ہیں جن کو خدا دشمن سمجھتا ہے اور ان محفل والوں پر اپنا عذاب نازل کرتا ہے۔ پس تم ان کے پاس نہ بیٹھو اور ان کے ساتھ ہمنشینی نہ کرو۔ (۱) ایک وہ محفل جس میں وہ شخص موجود ہو جو اپنے غلط فتویٰ کی تعریف میں رطب اللسان ہو۔ (۲) دوسری وہ محفل جس میں ہمارے دشمنوں کا ذکر تو جدید ہو (بڑے طمطراق سے کیا جائے) اور ہمارا ذکر بوسیدہ ہو (معمولی ہو)۔ (۳) تیسری وہ محفل جس میں کوئی شخص ہم سے لوگوں کو روکے اور تم جانتے ہو پھر امام علیہ السلام نے تین آیتیں اس طرح پڑھیں کہ گویا ان کے منہ میں تھیں یا کہا گویا ان کے ہاتھ میں تھیں۔ (۱) ﴿وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا ۢبِغَيْرِ عِلْمٍ﴾۔ (۲) ﴿وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ﴾۔ (۳) ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾۔ (ایضاً)

۱۱۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جہاں بھی (ہمارے) تین منکر اکٹھے ہوتے ہیں تو ان سے دس گنا زیادہ شیطان وہاں اکٹھے ہوتے ہیں۔ اگر یہ کلام کرتے ہیں تو وہ بھی ان کے ساتھ انہی کی طرح کلام کرتے ہیں، اور اگر یہ ہنستے ہیں تو وہ بھی ہنستے ہیں اور اگر یہ اولیاء اللہ کی تنقیص کرتے ہیں تو وہ بھی ان کی تنقیص کرتے ہیں پس اہل ایمان میں سے کوئی شخص

اگر ایسے لوگوں میں پھنس جائے تو جب وہ اس قسم کی گفتگو شروع کریں تو وہ وہاں سے اٹھ جائے اور شرک شیطان نہ بنے اور نہ اس کا ہمنشین۔ کیونکہ خدا کے قہر و غضب کی کوئی تاب نہیں لا سکتا۔ اور اس کی لعنت کو کوئی چیز ٹال نہیں سکتی۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: اور اگر کوئی شخص ان کو (زبان سے) نہ روک سکتا ہو تو کم از کم دل سے تو انکار کرے۔ اور اٹھ کھڑا ہو اگرچہ وہ (اٹھنا) بقدر بکری دوھنے کے ہو یا اونٹنی کے دو دوھنے کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہو۔ (ایضاً)

۱۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کے نام وصیت میں فرمایا: کسی آدمی کا بہترین حصہ یہ ہے کہ اسے اچھا ساتھی مل جائے۔ لہٰذا تم نیکوں کے ساتھ بیٹھو تو انہی میں سے ہو گے اور برے لوگوں سے اور جو باطل اور من گھڑت باتوں سے خدا اور موت کے ذکر سے لوگوں کو باز رکھتے ہیں ان سے الگ تھلگ رہو۔ (الفقیہ)

۱۳۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہم پر عیب لگانے والے کے پاس بیٹھے یا ہمارے دشمن کی مدح کرے یا ہمارے ساتھ قطع تعلقی کرنے والے کے ساتھ تعلق قائم کرے یا ہم سے وصل کرنے والے سے قطع تعلق کرے یا ہمارے دشمن سے دوستی کرے یا ہمارے دوست سے دشمنی کرے وہ اس ذات کا منکر ہے جس نے سبع مثانی اور قرآن عظیم نازل کیا ہے۔ (الآمالی)

۱۴۔ عبدالعظیم حسنی حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: بدکار لوگوں کی ہمنشینی نیکوکاروں سے بدظنی کا باعث بنتی ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین ؑ کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اشرار و بدکار لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اخیار و نیکوکار لوگوں سے بدگمانی کا باعث بنتا ہے اور نیکوکار لوگوں سے میل جول رکھنا بدکاروں کو نیکوکاروں میں شامل کر دیتا ہے اور بدکاروں کا نیکوکاروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ان کو نیکوکاروں کے ساتھ ملحق کر دیتا ہے پس جس شخص کا دین (و مذہب) تم پر مشتبہ ہو جائے اور تم اس کے دین کو نہ سمجھ سکو۔ تو اس کے ہمنشینوں کو دیکھو پس اگر وہ خدا کے دین پر ہیں تو وہ بھی خدا کے دین پر ہوگا۔ اور اگر وہ دین خدا پر نہیں ہیں تو اس کا بھی دین خدا سے کوئی حصہ نہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص خدا اور رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے وہ ہرگز کسی کافر سے بھائی چارہ نہ کرے اور کسی فاسق و فاجر سے اختلاط نہ کرے اور جو کسی کافر سے بھائی چارہ کرے گا یا کسی فاجر سے اختلاط رکھے گا تو وہ بھی کافر اور فاجر متصور ہوگا۔ (صفات الشیعہ)

۱۶۔ ابن فضال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو ہم سے قطع تعلق کرنے والے سے وصل کرے یا ہم سے وصل کرنے والے سے قطع تعلق کرے، یا ہمارے عیب جو کی مدح کرے یا کسی ہمارے مخالف کا اکرام کرے پس وہ ہم سے نہیں ہے اور نہ ہم اس سے ہیں۔ (ایضاً)

۱۷۔ کئی راوی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جو اہل شک وشبہ سے ہمنشینی کرے تو وہ خود شک وشبہ والا ہے۔ (ایضاً)

۱۸۔ جناب ابن ادریسؒ حلی کتاب روایۃ ابو القاسم بن قولویہ سے اور وہ عبد الاعلیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ ہرگز کسی ایسی محفل میں نہ بیٹھے جس میں کسی امام (برحق) کو گالی دی جاتی ہو۔ یا کسی مسلمان کو عیب لگایا جاتا ہو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاِذَا رَاَیۡتَ الَّذِیۡنَ یَخُوۡضُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ﴾۔ (السرائر)

۱۹۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الخیر سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار چیزیں ایسی ہیں جو دلوں کو خراب کرتی ہیں (۱) تنہائی میں عورتوں کے ساتھ بیٹھنا۔ (۲) ان سے تمتع حاصل کرنا۔ (۳) ان کی رائے پر عمل کرنا۔ (۴) اور مُردوں کے ساتھ ہمنشینی اختیار کرنا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! مردوں کی ہمنشینی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اس شخص کی ہمنشینی اختیار کرنا جو ایمان سے گمراہ ہے اور احکام (دینی کی تعمیل) سے تکبر کرتا ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ و ۱۷ از احکام عشرت، باب ۴۹ از جہاد النفس اور یہاں باب ۷ و ۱۹ و ۱۱ و ۱۵ و ۳۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۹ و ۴۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۹

بدعتی لوگوں سے بیزاری اختیار کرنا اور ان کو بُرا کہنا اور لوگوں کو ان سے ڈرانا اور جب ان کا خوف نہ ہو تو ان کی تعظیم و تکریم نہ کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن سرحان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب میرے بعد شک والوں اور بدعتی

لوگوں کو دیکھو تو ان سے بیزاری ظاہر کرو۔ اور ان کو بہت برا بھلا کہو، اور ان کی غیبت و گلہ گوئی کرو۔ اور ان پر بہتان لگا کر بدنام کرو۔ تا کہ وہ اسلام میں فساد نہ پھیلا سکیں اور لوگ ان سے ان کی بدعتیں نہ سیکھیں۔ ایسا کرنے سے خدا تمہارے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھے گا اور اس کی وجہ سے آخرت میں تمہارے درجے بلند کرے گا۔(الاصول)

۲۔ جناب برقیؒ محمد بن جمہور مرفوعاً پیغمبر اسلام ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کسی بدعتی کے پاس جائے اور اس کی تعظیم وتکریم کرے تو اس نے گویا (دیوار) اسلام کے گرانے کی کوشش کی ہے۔ (المحاسن، کذا فی الاصول)

۳۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود معمر بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا قدریہ (یعنی جبریہ) پر لعنت کرے اور خدا حروریہ (یعنی خارجیوں) پر لعنت کرے اور خدا مرجئہ پر لعنت کرے، خدا مرجئہ پر لعنت کرے جو کہتے ہیں کہ کسی آدمی کے بڑے سے بڑا گناہ کرنے کے بعد بھی بخشش کی امید ہے اور وہ مومن بھی رہے گا۔ میں نے عرض کیا: اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ نے دوسروں پر ایک ایک بار لعنت کی ہے اور مرجئہ پر دو بار؟ فرمایا: اس لئے کہ یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ جن لوگوں (ظالموں) نے ہمیں شہید کیا وہ مومن تھے۔ لہٰذا قیامت تک ان کے کپڑے ہمارے خون سے لتھڑے ہوئے ہیں۔ کیا تم خدا کا یہ ارشاد نہیں پڑھتے۔ ﴿اَلَّذِيْنَ قَالُوْآ اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ تا قوله تعالیٰ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ (جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے ہم سے عہد و پیمان باندھا ہے......... پس تم نے ان (نبیوں) کو کیوں قتل کیا۔ اگر تم سچے ہو؟) فرمایا: اصلی قاتلوں اور اس قول کے مخاطب لوگوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ تھا۔ مگر اس کے باوجود انہیں قاتل کہا گیا ہے کیونکہ یہ لوگ ان لوگوں کے کام پر راضی تھے۔ (تفسیر عیاشی)

۴۔ محمد بن ہیثم تمیمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ. لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾ (وہ منکر اور قبیح بات سے جسے وہ کرتے تھے رکتے نہیں تھے) کی تفسیر میں فرمایا یہ لوگ (جن کی خدا نے یہاں مذمت کی ہے) نہ تو ان لوگوں کے داخل ہونے کی مقامات میں داخل ہوتے تھے اور نہ ہی ان کی محافل میں بیٹھتے تھے۔ ہاں جب کبھی سر راہ ان سے ملاقات ہو جاتی تھی۔ تو یہ ان کے روبرو ہنستے تھے اور ان سے مانوس ہوتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ و ۱۵ و ۳۷ و ۳۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۰

جب بدعات کا ظہور ہو جائے تو (عالم پر) اپنے علم کا اظہار کرنا واجب ہے اور تقیہ اور خوف کے بغیر اس کا چھپانا حرام ہے اور بدعت کا ایجاد کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ احمد بن محمد بن خالد برقیؒ باسناد خود محمد بن جمہور عمی سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میری امت میں بدعات کا ظہور ہو جائے تو عالم پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم کا اظہار کرے اور جو ایسا نہیں کرے گا اس پر خدا کی لعنت ہوگی۔ (المحاسن، الاصول)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے آباءِ طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ عالم جو اپنے علم کو چھپاتا ہے وہ اس حالت میں محشور ہوگا کہ تمام اہل محشر سے اس کی بدبو زیادہ ہوگی اور اس پر زمین کے تمام چھوٹے جانور لعنت کر رہے ہوں گے۔ (المحاسن)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک کلمہ کہتا ہے اور اس کی وجہ سے دوسرے شخص کے دل میں ایمان راسخ ہو جاتا ہے تو اس سے خدا ان دونوں آدمیوں کی مغفرت کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کم ترین ناصبیت کیا ہے؟ فرمایا: کوئی شخص ایک ناپسند رائے گھڑے اور پھر اس پر (لوگوں سے) محبت اور نفرت کرے۔ (الفقیہ)

۵۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کمترین قسم کا شرک یہ ہے کہ کوئی آدمی ایک بدعت ایجاد کرے اور پھر اسی پر (لوگوں سے) محبت و نفرت کرے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا راستہ سیدھا جہنم کی طرف جاتا ہے۔ (ایضاً کذا فی الاصول)

۷۔ یونس بن عبدالرحمٰن نے ایک حدیث کے ضمن میں کہا: ہمیں صادقین علیہما السلام سے یہ روایت پہنچی ہے فرمایا کہ جب بدعتیں ظاہر ہو جائیں تو عالم پر واجب ہے کہ اپنے علم کا اظہار کرے (حق گوئی کا فریضہ ادا کرے) اور اگر ایسا نہیں کرے گا تو اس سے نورِ ایمان سلب کر لیا جائے گا۔ (عیون الاخبار)

۸۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحیم قیصر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ و ۱۶ و ۳۹ اور اس سے قبل باب ۹ ۷ از جہاد النفس میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۱

منکرات اور فواحش کا کھلم کھلا ارتکاب کرنا حرام ہے اور چند محرمات اور مکروہات کا تذکرہ؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ ایسی (بری عادتیں) ہیں کہ اگر ان کو درک کرو تو ان سے خدا کی پناہ مانگنا (۱) جب بھی کسی قوم میں فاحشہ (زنا کاری یا ہر گناہ) کھلم کھلا ہونے لگے تو اس قوم میں طاعون اور وہ درد والم ظاہر ہو جائیں گے جو پہلے اس قوم کے اسلاف میں نہیں تھے۔ (۲) جب بھی وہ ناپ تول میں کمی کریں گے تو وہ قحط سالی، تنگی رزق اور بادشاہ کے ظلم و جور میں مبتلا ہو جائیں گے۔ (۳) جب بھی زکوٰۃ کی ادائیگی بند کر دیں گے تو آسمان سے بارشیں برسنا بند ہو جائیگی۔ اور اگر حیوانات نہ ہوتے تو ان پر ہرگز بارش نہ برستی۔ (۴) اور جب بھی خدا اور رسول کا عہد و پیمان توڑیں گے تو خدا ان پر ان کے دشمن کو مسلط کر دے گا اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس سے کچھ وہ لے جائے گا۔ (۵) اور جب بھی وہ حکم خدا کے خلاف فیصلے کریں گے تو خدا ان کے درمیان جنگ وجدل واقع کر دے گا۔ (الاصول، عقاب الاعمال)

۲۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم نے حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہوا پایا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب میرے بعد زنا کاری ظاہر ہو جائے گی تو ناگہانی موت عام ہو جائے گی، جب ناپ و تول میں کمی کی جائے گی تو لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو جائیں گے، جب لوگ زکوٰۃ نہیں دیں گے تو زمین زراعت، پھل فروٹ اور کانوں کی برکت کھو دے گی، جب حاکم اپنے فیصلوں میں ظلم و زیادتی کریں گے تو پھر ظلم و تعدی میں ایک دوسرے کی امداد کریں گے، جب عہد شکنی کریں گے تو خدا ان پر دشمن کو مسلط کر دے گا۔ اور جب قطع رحمی کریں گے تو ان کی دولت اشرار کے ہاتھوں میں چلی جائے گی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا نہیں کریں گے اور میرے خانوادہ کے اخیار و نیکوکار حضرات کی

پیروی نہیں کریں گے تو خدا ان پر ان کے بُروں کو مسلط کر دے گا اور جب ان کے نیکوکار دعا کریں گے تو وہ قبول نہیں ہوگی۔ (الاصول، الامالی، عقاب الاعمال، المحاسن)

۳۔ مجاہد اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (۱) وہ گناہ جو نعمتوں کو تبدیل کر دیتے ہیں یہ ہیں بغی (ظلم)، قصور اور نافرمانی۔ (۲) اور وہ گناہ جو ندامت و پشیمانی کا باعث ہوتے ہیں وہ یہ ہیں: (۱) قتل اور غارت، (۳) اور وہ گناہ جو قسمت و عذاب کے نزول کا سبب ہوتے ہیں وہ یہ ہیں ظلم و زیادتی۔ (۴) اور وہ گناہ جو پردہ دری کرتے ہیں وہ یہ ہیں شراب خواری۔ (۵) اور وہ گناہ جو روزی کو روکتے ہیں وہ یہ ہیں زنا کاری۔ (۶) اور وہ گناہ جو جلدی فنا و موت کا سبب بنتے ہیں وہ یہ ہیں قطع رحمی۔ (۷) اور وہ گناہ جو دعا کے رد ہونے اور ہوا و فضا کو تیرہ و تار کرنے کا موجب ہوتے ہیں وہ یہ ہیں والدین کی نافرمانی۔
(الاصول، معانی الاخبار، علل الشرائع)

۴۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میرے والد بزرگوار فرماتے تھے کہ ان گناہوں سے خدا کی پناہ مانگ، جو جلد فنا کرتے ہیں اور موت کو قریب لاتے ہیں اور شہروں کو ویران کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) قطع رحمی کرنا۔ (۲) والدین کی نافرمانی کرنا۔ (۳) اور نیکی اور بھلائی کو ترک کرنا۔ (الاصول)

۵۔ حمران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ جو میرے امر (کشائش کار) کا انتظار کرے گا اور اس سلسلہ میں خوف و ہراس اور اذیت و تکلیف پر صبر کرے گا تو وہ کل کلاں ہمارے زمرہ میں ہوگا۔ (پھر قرب قیامت اور ظہور امامؑ کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا) پس جب تو دیکھے کہ حق مر گیا اور اہل حق چلے گئے، اور دیکھے کہ ظلم و جور تمام شہروں میں عام ہو گیا اور دیکھے کہ قرآن پرانا ہو گیا، اور اس میں وہ کچھ بڑھا دیا گیا جو اس میں نہ تھا اور اس کی توجیہہ و تاویل اپنی خواہشات کے مطابق کی جانے لگے اور تو دیکھے کہ دین اس طرح اوندھا کر دیا جائے جس طرح پانی انڈیل دیا جاتا ہے اور دیکھے کہ اہل باطل اہل حق پر غالب آ جائیں۔ اور دیکھے کہ شر اور برائی کھلم کھلا ہوتی ہے اور اس سے روکا نہیں جاتا۔ اور شریروں کو معذور سمجھا جاتا ہے اور دیکھے کہ فسق و فجور عام ہو گیا ہے اور مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے اکتفا کرتی ہوں، اور دیکھے کہ مومن خاموش ہے کیونکہ اس کی بات سنی نہیں جاتی۔ اور فاسق کو دیکھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے مگر اس کے کذب و افتراء کی رد نہیں کی جاتی۔ اور تو دیکھے کہ چھوٹا اپنے بڑے کو حقیر جانتا ہے اور دیکھے کہ قطع رحمیاں کی جا رہی ہیں اور تو دیکھے کہ ایک فاسق و فاجر شخص کی فسق سے مدح کی جاتی ہے۔ مگر

اس کو روکا ٹوکا نہیں جاتا۔ اور تو دیکھے کہ ایک نوجوان وہ کچھ دیتا ہے جو عورت دیتی ہے اور دیکھے کہ عورتیں عورتوں سے بیاہی جارہی ہیں اور دیکھے کہ (جھوٹی) مدح و ثنا عام ہوگئی ہے، اور دیکھے کہ آدمی گناہ کے کاموں میں بے دریغ روپیہ خرچ کرتا ہے مگر نہ اسے روکا جاتا ہے اور نہ اس کا ہاتھ پکڑا جاتا ہے اور تو دیکھے کہ ایک دیکھنے والا مومن کی مشقت و زحمت کو دیکھ کر خدا کی پناہ مانگے۔ اور دیکھے کہ پڑوسی اپنے پڑوسی کو اذیت پہنچاتا ہے اور اسے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے۔ اور تو دیکھے کہ مومن کو جو رنج والم زمین میں فتنہ وفساد دیکھ کر ہوتا ہے! سے دیکھ کر کافر خوش وخرم ہو۔ اور دیکھے کہ علانیہ شراب خواری ہوتی ہے اور اس پر وہ لوگ اکٹھے ہوتے ہیں جن کے دلوں میں خوف خدا نہیں ہے اور دیکھے کہ نیکی کا حکم دینے والا ذلیل وخوار ہے اور فاسق کو دیکھے کہ خدا کے ناپسندیدہ کام کر کے بھی اس کی ستائش کی جاتی ہے اور دیکھے کہ آیات (ومعجزات) والے لوگوں اور ان سے محبت کرنے والوں کو حقیر سمجھا جاتا ہے اور دیکھے کہ اچھائی کا راستہ بند ہوگیا ہے اور برائی کے راستہ پر چلا جاتا ہے اور دیکھے کہ خدا کا گھر معطل ہوگیا ہے (کوئی حج پر نہیں جاتا) اور اس کے ترک کا حکم دیا جاتا ہے اور دیکھے کہ آدمی وہ کچھ کہتا ہے جو کرتا نہیں ہے۔ اور تو دیکھے کہ مردوں کو مردوں کے لئے اور عورتوں کو عورتوں کیلئے پالا پوسا جاتا ہے اور دیکھے کہ مرد کی روزی اس کی دبر میں (قوم لوط کا عمل کرنے میں) اور عورت کی کمائی اس کی فرج (زناکاری) میں ہے اور دیکھے کہ عورتیں اسی طرح مجالس ومحافل برپا کرتی ہیں جس طرح مرد کرتے ہیں اور تو دیکھے کہ اولادِ عباسؑ میں ہجڑا پن ظاہر ہو جائے۔ اور وہ خضاب لگائیں اور اس طرح کنگھی پٹی کریں جس طرح عورت اپنے شوہر کیلئے کرتی ہے اور لوگوں کو اپنی شرمگاہوں کیلئے رقمیں دیں۔ اور مرد میں رغبت کی جائے اور مرد پر لوگ ایک دوسرے سے اس طرح غیرت کریں (جس طرح عورتوں پر کی جاتی ہے) اور مالدار کی عزت مومن سے بڑھ کر کی جائے اور سود اس طرح کھلے عام ہو تو اسے تبدیل نہ کیا جائے اور زناکاری پر عورتوں کی مدح وثنا کی جاتی ہو۔ اور دیکھے کہ عورت مردوں سے اختلاط کرنے کیلئے اپنے شوہر سے نرمی و مدارات کرتی ہو، اور دیکھے کہ اکثر لوگ اور سب سے اچھا گھر وہ ہو جو عورتوں کے فسق و فجور میں ان کی امداد کرے اور دیکھے کہ مومن غمناک ہے، حقیر ہے اور ذلیل و خوار ہے اور دیکھے کہ بدعت اور زناکاری عام ہے اور دیکھے کہ لوگ جھوٹے گواہ کی اقتداء کرتے ہیں اور دیکھے کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیا جارہا ہے اور دیکھے کہ دین کو ذاتی رائے کے سانچہ میں ڈھالا جاتا ہے اور کتاب خدا اور اس کے احکام معطل ہو کر رہ گئے ہیں اور دیکھے کہ رات کے وقت بھی خدا پر جرأت و جسارت کرنے سے حیا نہیں کی جاتی۔ اور دیکھے کہ ایک بندہ مومن سوائے دل کے منکر کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور تو دیکھے کہ زیادہ تر مال خدا کی ناراضی کے کاموں میں صرف کیا جاتا ہے اور دیکھے کہ والی اور حاکم کافروں کا قرب حاصل کرتے ہیں

اور اہل خیر کو اپنے سے دور کرتے ہیں اور دیکھے کہ حکام اپنے فیصلوں میں رشوت لیتے ہیں اور تو دیکھے کہ وہ ولایت (اور عہدہ) کو جو زیادہ (رشوت) دے اس کیلئے قبالہ سمجھتے ہیں اور دیکھے کہ محارم سے بدکاری کی جاتی ہے اور (حلال کے عوض) ان سے اکتفا کیا جاتا ہے اور دیکھے کہ ایک آدمی کو صرف بدگمانی پر قتل کر دیا جاتا ہے (اور جرم کی تحقیق نہیں کی جاتی) اور مذکر پر غیرت کی جاتی ہے اور اس کی خاطر جان و مال صرف کیا جاتا ہے اور دیکھے کہ مرد کو (مردوں کو چھوڑ کر) عورتوں کے پاس جانے پر طعنہ دیا جاتا ہے۔ اور دیکھے کہ ایک مرد اپنی عورت کی زنا کی کمائی کھاتا ہے۔ جو یہ سب کچھ جانتا ہے مگر خاموش رہتا ہے۔ اور دیکھے کہ عورت مرد پر مہربان ہے اور جو کچھ وہ نہیں چاہتا وہ وہ کچھ کرتی ہے (زنا) اور پھر (اپنی کمائی) اپنے شوہر پر صرف کرتی ہے۔ اور دیکھے کہ مرد اپنی زوجہ اور کنیز کو کرایہ پر دیتا ہے اور گھٹیا قسم کے آب و طعام پر راضی ہوتا ہے اور دیکھے کہ خدا کے نام کی جھوٹی قسمیں عام کھائی جاتی ہیں اور دیکھے کہ جوا عام کھیلا جاتا ہے اور دیکھے کہ شراب کھلے بندوں فروخت کی جاتی ہے مگر کوئی روکتا نہیں ہے اور دیکھے کہ عورتیں اپنے آپ کو کافروں پر پیش کرتیں ہیں اور دیکھے کہ آلاتِ لہو ولعب عام ہو جائیں اور کوئی کسی کو نہ روکے۔ اور نہ ہی کوئی اس سے منع کرنے کی جرأت کرے، اور تو دیکھے کہ ایک شریف آدمی کو وہ آدمی ذلیل سمجھ رہا ہے جس کی سطوت سے ڈرا جاتا ہے اور تو دیکھے کہ (اس دور کے) حاکموں کا سب سے زیادہ مقرب بارگاہ وہ ہے جس کی مدح یہ کی جاتی ہے کہ وہ ہم اہل بیتؑ کو گالیاں دیتا ہے۔ اور تو دیکھے کہ جو ہم سے جھوٹی محبت کرتا ہے اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی۔ اور تو دیکھے کہ لوگ جھوٹ بولنے میں رغبت کرتے ہیں۔ اور دیکھے کہ قرآن کا سننا لوگوں پر گراں گزرے۔ اور باطل کا سننا آسان ہو۔ اور دیکھے کہ ایک پڑوسی اپنے پڑوسی کا احترام محض اس کی زبان کے شر سے بچنے کیلئے کرتا ہے اور دیکھے کہ حدودِ خداوندی معطل ہو کر رہ گئی ہیں۔ اور ان پر خواہشاتِ نفسانیہ کے مطابق عمل ہوتا ہے اور دیکھے کہ مسجدوں پر نقش و نگار کئے جاتے ہیں اور دیکھے کہ جو شخص سب سے زیادہ سچا اور راست گو ہے اسے مفتری اور کذّاب سمجھا جاتا ہے اور دیکھے کہ شر اور چغلخوری عام ہو جائے اور دیکھے کہ ظلم و جور عام ہو جائے اور دیکھے کہ غیبت اور گلہ کو نمکین سمجھا جائے اور اس کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کو بشارت دیں۔ اور دیکھے کہ حج اور جہاد غیر اللہ کی خاطر کیا جائے۔ اور دیکھے کہ بادشاہ کافر کی خاطر مومن کو ذلیل کرے اور دیکھے کہ آبادی کی جگہ خرابی سے بدل جائے۔ اور دیکھے کہ ایک آدمی کی روزی ناپ تول میں کمی کرنے کی وجہ سے ہو جائے اور دیکھے کہ خون بہانے کو معمولی سمجھا جاتا ہے اور دیکھے کہ آدمی دنیا کی خاطر اباحت طلب کرے اور دیکھے کہ آدمی اپنے آپ کو بدکلامی سے مشہور کرے تا کہ اس سے ڈرا جائے اور اس کے معاملات درست ہو جائیں اور دیکھے کہ نماز کو خفیف سمجھا جائے اور دیکھے کہ ایک آدمی کے پاس بہت سا مال ہے مگر وہ اس

کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ اور دیکھے کہ مردہ کو قبر سے نکال کر اذیت پہنچائی جائے اور اس کا کفن بیچا جائے۔ اور دیکھے کہ ہرج برج (افترا تفری) زیادہ ہو جائے۔ اور دیکھے کہ آدمی نشہ آور چیز پی کر شام کرے اور مدہوشی کی حالت میں صبح کرے جسے لوگوں کی حاجت برآری کا کوئی اہتمام نہ ہو۔ اور دیکھے کہ حیوانات کے ساتھ بدفعلی کی جائے اور چوپاؤں کو دیکھے کہ بعض کا شکار کریں اور دیکھے کہ آدمی بغیر کپڑوں کے جائے نماز کی طرف جائے اور واپس آئے۔ اور دیکھے کہ لوگوں کے دل سخت اور آنکھیں خشک ہوگئی ہیں اور ان کو ذکر (خدا) گراں گزرے۔ اور دیکھے کہ رزق حرام اس طرح عام ہوگیا ہے کہ اس میں رغبت کی جاتی ہے اور دیکھے کہ نماز گزار صرف اس لئے نماز پڑھتا ہے کہ لوگ اسے دیکھیں۔ اور دیکھے کہ ایک فقیہ دین کی خاطر نہیں بلکہ دنیا اور ریاست حاصل کرنے کی خاطر فقہ حاصل کر رہا ہے اور دیکھے کہ لوگ ہر غالب و قاہر کے ساتھ ہیں۔ اور دیکھے کہ (رزق) حلال کے طلبگار کی مذمت و منقصت اور طالب حرام کی مدح اور تعظیم کی جاتی ہے۔ اور حرمین (مکہ و مدینہ) کو دیکھے کہ ان میں ایسے کام کئے جاتے ہیں جن کو خدا پسند نہیں کرتا ہے مگر ان کو کوئی روکنے والا روکتا نہیں ہے اور ان کے اور فعل قبیح کے درمیان کوئی حائل نہیں ہوتا۔ اور دیکھے کہ چنگ و رباب حرمین میں ظاہر ہو چکے ہیں اور دیکھے کہ ایک شخص جب کلمہ حق کہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے تو دوسرا شخص اسے نصیحت کرنے کیلئے اٹھ کھڑا ہو جو اس سے کہے یہ تم سے ساقط ہے۔ اور دیکھے کہ لوگ ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اور شریروں کی اقتداء کرتے ہیں۔ اور دیکھے کہ نیکی اور بھلائی کا راستہ خالی پڑا ہے۔ اس پر چلنے والا کوئی نہیں ہے اور دیکھے کہ میت کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور کوئی اس کی فریادرسی نہیں کرتا۔ اور دیکھے کہ ہر سال میں پہلے سے بڑھ کر شر اور بدعت ظاہر ہو رہی ہے اور دیکھے کہ اہل محافل مالداروں کے سوا اور کسی کی پیروی نہیں کرتے اور دیکھے کہ ایک محتاج کو صرف اس لئے کچھ دیا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ ہنسی مذاق ہوتا ہے اور اگر کسی پر رحم بھی کیا جاتا ہے تو غیر اللہ کیلئے، اور دیکھے کہ آسمانی نشانیوں سے کوئی نہیں ڈرتا۔ اور دیکھے کہ لوگ اس طرح (ننگے تڑنگے اور لوگوں کے آمنے سامنے) مباشرت کر رہے ہیں جس طرح چوپائے کرتے ہیں۔ اور کوئی شخص لوگوں سے ڈر کر کسی کو اس فعل قبیح سے منع نہیں کرتا۔ اور دیکھے کہ ایک شخص اطاعت خدا کے علاوہ بہت سا مال خرچ کر رہا ہے مگر اطاعت خدا میں صرف نہیں کرتا۔ اور دیکھے کہ والدین کی نافرمانی عام ہوگئی ہے اور ماں باپ کو خفیف سمجھا جاتا ہے اور وہ اولاد کی نظروں میں تمام لوگوں سے بدتر ہیں۔ اور اگر ان پر افترا پردازی کی جائے تو وہ خوش ہوتے ہیں اور دیکھے کہ عورتیں ملک پر غالب ہیں اور ہر چیز میں اس طرح غالب ہیں کہ صرف وہی کام انجام پاتا ہے جس میں ان کی خواہش شامل ہو۔ اور دیکھے کہ بیٹا اپنے باپ پر افترا پردازی کرتا ہے اور اپنے ماں باپ پر بددعا کرتا ہے اور ان کی موت سے خوش ہوتا ہے اور دیکھے کہ جب کسی

شخص پر کوئی ایسا دن گزر جائے کہ اس میں اس نے کوئی بڑا گناہ از قسم فجور، ناپ تول میں کمی، حرام کاری اور شرابخوری نہ کی ہو تو وہ غمناک نظر آئے۔ اور یہ خیال کرے کہ اس کی زندگی کا یہ دن گھاٹے کا دن ہے۔ اور دیکھے کہ بادشاہ طعام (خورد و نوش کی چیزوں) کا احتکار کرتا ہے (جمع کر کے رکھتا ہے اور خرچ نہیں کرتا)۔ اور دیکھے کہ رشتہ داروں کا مال غلط کاموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یعنی اس سے جوا کھیلا جاتا ہے، شراب خوری کی جاتی ہے اور دیکھے کہ شراب سے علاج کیا جاتا ہے اور بیمار کو بتایا جاتا ہے اور اس سے شفا طلب کی جاتی ہے (حالانکہ حرام میں شفا نہیں ہے) اور دیکھے کہ سب لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنے میں برابر ہیں۔ اور دیکھے کہ منافقوں کی ہوائیں چل رہی ہیں اور اہل حق کی ہوائیں ساکن ہیں اور دیکھے کہ اذان دی جاتی ہے تو اجرت پر اور نماز پڑھائی جاتی ہے تو اجرت پر۔ اور دیکھے کہ مسجدیں ان لوگوں سے پُر ہیں جن میں خوف خدا نہیں ہے۔ جو وہاں صرف گلہ گوئی اور اہل حق کا گوشت کھانے کیلئے اکھٹے ہیں اور وہ وہاں بیٹھ کر شراب کی تعریف و توصیف کرتے ہیں اور دیکھے کہ ایک مخمور آدمی لوگوں کو نماز پڑھا رہا۔ جسے یہ تک معلوم نہیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ نشہ کو عیب ہی نہ سمجھا جائے۔ اور مخمور کا احترام کیا جائے۔ اور اس سے ڈرا جائے اور اسے کوئی سزا نہ دی جائے۔ اور اسے معذور سمجھا جائے اور دیکھے کہ یتیموں کا مال کھانے والے کی نیکوکاری کی تعریف کی جائے اور دیکھے کہ قاضی حکم خدا کے خلاف فیصلے کرتے ہیں اور دیکھے کہ حکام خیانت کاروں کو امین بناتے ہیں اور حکام مال وراثت کو فاسقوں اور فاجروں کیلئے مقرر کرتے ہیں تا کہ وہ اس مال سے من مانی کاروائی کریں اور منبروں کو دیکھے کہ ان پر تقویٰ کا حکم تو دیا جاتا ہے مگر خود قائل اس پر عمل نہیں کرتا۔ اور دیکھے کہ نماز کے اوقات کو سبک جانا جاتا ہے اور دیکھے کہ صدقہ بھی سفارش پر دیا جاتا ہے خدا کی خاطر نہیں دیا جاتا۔ اور دیکھے کہ لوگوں کا سب سے بڑا مقصد ان کے پیٹ اور شرم گاہ ہیں۔ انہیں نہ اس کی پرواہ ہے کہ کھا کیا رہے ہیں اور نہ اس سے غرض ہے کہ مباشرت کس سے کر رہے ہیں۔ اور دیکھے کہ دنیا ان کی طرف متوجہ ہے۔ اور دیکھے کہ حق کے جھنڈے بوسیدہ ہو گئے ہیں تو اس وقت ڈر اور خدا سے نجات طلب کر۔ اور جان لے! کہ لوگ خدا کی ناراضی میں مبتلا ہیں۔ مگر وہ صرف اس لئے ان کو کسی خاص وجہ سے ڈھیل دیتا ہے۔ پس انتظار کر۔ اور کوشش کر کہ خدا تجھے اس حالت پر نہ دیکھے جس پر عام لوگ ہیں۔ پس اگر اس حالت میں ان پر عذاب نازل ہوا اور تم ان میں (اس کی لپیٹ میں) آ گئے۔ تو جلدی رحمت ایزدی سے پیوست ہو جاؤ گے۔ اور اگر اس سے بچ گئے تو وہ مبتلا ہو جائیں گے اور تم اس جرأت علی اللہ کے گناہ سے محفوظ رہ جاؤ گے جس کا وہ شکار تھے اور جان لے کہ خدا بھلائی کرنے والوں کے اجر و ثواب کو ضائع نہیں کرتا۔ اور خدا کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے۔ (الروضہ)

۶۔ جناب کراجکیؒ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ ایک حدیث کے ضمن میں فرما رہے تھے: اے یونس! ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنے پڑوسی کو اذیت پہنچاتا ہے اور ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جس کا بھائی اس سے صلح کا آغاز کرے مگر یہ اس سے صلح نہ کرے۔ اور ملعون ہے ملعون ہے وہ حامل قرآن جو شراب نوشی پر مصر ہے اور ملعون ہے ملعون ہے وہ عالم دین جو کسی ظالم حکمران کی پیروی کر کے اس کے ظلم و جور میں اس کی اعانت کرتا ہے اور ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو حضرت علی علیہ السلام سے بغض و عداوت رکھتا ہے حالانکہ جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض رکھتا ہے۔ اور جو شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض رکھتا ہے خدا اس پر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو کسی مؤمن پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے اور جو کسی مؤمن پر کفر کا الزام لگائے وہ خود کلمۂ کفر کہنے والے کی مانند ہے۔ اور ملعونہ ہے ملعونہ ہے وہ عورت جو اپنے شوہر کو اذیت یا غم پہنچاتی ہے اور سعیدہ ہے سعیدہ (نیک بخت) ہے وہ عورت جو اپنے شوہر کا احترام کرتی ہے اور اسے اذیت نہیں پہنچاتی۔ اور تمام حالات میں اس کی اطاعت کرتی ہے۔..............

(یہاں تک کہ فرمایا) ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا ہے اور ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو جادو کی تصدیق کرتا ہے اور ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ایمان صرف قول (عقیدہ) بلا عمل کا نام ہے۔ اور ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جسے خدا نے مال عطا کیا ہے مگر وہ اس سے کچھ صدقہ نہیں دیتا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ کا ایک درہم دس راتوں کی نمازوں سے افضل ہے اور ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنے باپ یا ماں کو مارے اور ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو والدین کا نافرمان ہے اور ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو مسجد کا احترام نہیں کرتا۔ (کنز الفوائد کراجکی)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خالد کابلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ وہ گناہ جو نعمتوں کو بدل دیتے ہیں یہ ہیں: (۱) لوگوں پر ظلم و زیادتی کرنا۔ (۲) خیر و خوبی کی عادت ترک کر دینا۔ (۳) کفرانِ نعمت کرنا۔ (۴) اور خدا کا شکر ادا نہ کرنا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ اور وہ گناہ جو ندامت و پشیمانی کا باعث ہوتے ہیں وہ یہ ہیں: (۱) قتل نفس محترم چنانچہ خداوند عالم ہابیلؑ و قابیل کے قصہ میں بیان کرتا ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا اور ان کو دفن نہ کر سکا تو ﴿فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ﴾

(وہ پشیمان ہوا)۔ (۲) صلہ رحمی نہ کرنا۔ (۳) نماز نہ پڑھنا۔ یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے۔ (۴) وصیت نہ کرنا۔ (۵) ردمظالم (لوگوں کے حقوق) ادا نہ کرنا۔ (۶) زکوٰۃ نہ دینا۔ یہاں تک کہ موت کا وقت آجائے اور زبان بند ہو جائے۔ اور وہ گناہ جو عذاب کے نازل ہونے کا سبب بنتے ہیں وہ یہ ہیں: (۱) ظلم کرنے سے منع کرنے والے کی نافرمانی کرنا۔ (۲) لوگوں پر اپنی بڑائی ظاہر کرنا۔ (۳) لوگوں کا تمسخر اڑانا اور وہ گناہ جو تقسیم (روزی) کو دور کرتے ہیں یہ ہیں: اپنی احتیاج کا اظہار کرنا۔ (۲) نماز عشاء پڑھے بغیر سو جانا۔ (۳) نماز صبح کے وقت سوتے رہنا۔ (۴) چوپایوں کو حقیر جاننا۔ (۵) معبود برحق کی شکایت کرنا۔ اور وہ گناہ جو پردہ دری کرتے ہیں یہ ہیں: (۱) شراب نوشی کرنا۔ (۲) جوا کھیلنا۔ (۳) لہو ولعب کا ارتکاب کرنا اور لوگوں کی عیب جوئی کرکے لوگوں کو ہنسانا۔ (۴) اور مشکوک لوگوں کی ہمنشینی اختیار کرنا اور وہ گناہ جو بلا ومصیبت کے نازل ہونے کا سبب ہوتے ہیں یہ ہیں: (۱) غم زدہ آدمی کی فریادرسی نہ کرنا۔ (۲) مظلوم کی دادرسی نہ کرنا۔ (۳) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ضائع کرنا۔ (۴) اور وہ گناہ جو دشمنوں کے غلبہ کا باعث بنتے ہیں وہ یہ ہیں: (۱) کھلم کھلا ظلم کرنا۔ (۲) علانیہ فجور کرنا۔ (۳) حرام کو حلال جاننا۔ (۴) نیکوکاروں کی مخالفت کرنا اور بدکاروں کی فرمانبرداری کرنا۔ اور وہ گناہ جو جلدی فنا و بربادی کا سبب بنتے ہیں یہ ہیں: (۱) قطع رحمی کرنا۔ (۲) جھوٹی قسم کھانا۔ (۳) جھوٹی باتیں کرنا۔ (۴) زنا کرنا۔ (۵) مسلمانوں کا راستہ روکنا۔ (۶) اور بغیر حق امامت کا دعویٰ کرنا۔ اور وہ گناہ جو امید و آس کو قطع کرتے ہیں وہ یہ ہیں: (۱) خدا کی کشائش کار سے مایوس ہونا۔ (۲) خدا کی رحمت سے ناامید ہونا۔ (۳) اللہ پر بھروسہ نہ کرنا۔ (۴) خدا کے وعدہ کو جھٹلانا۔ اور وہ گناہ جو ہوا و فضا کو تیرہ و تاریک کرتے ہیں وہ یہ ہیں: (۱) جادو کرنا۔ (۲) کہانت (غیبی خبریں دینا)۔ (۳) ستاروں پر ایمان رکھنا۔ (۴) قضا و قدر کو جھٹلانا۔ (۵) والدین کی نافرمانی کرنا۔ اور وہ گناہ جو پردہ دری کرتے ہیں وہ یہ ہیں: (۱) ادا کی نیت کے بغیر قرضہ لینا۔ (۲) خرچ کرنے میں باطل میں اسراف کرنا۔ (۳) اور اہل حق (مستحقین) از قسم اہل وعیال اور رشتہ داروں پر خرچ کرنے میں کنجوسی کرنا۔ (۴) بدخلقی کرنا۔ (۵) بے صبری اور رنج و ملال کا اظہار کرنا۔ (۶) دینداروں کی توہین کرنا۔ اور وہ گناہ جو دعا کو رد کرتے ہیں اور قبولیت سے مانع ہوتے ہیں وہ یہ ہیں: (۱) بدنیتی۔ (۲) بدباطنی۔ (۳) بھائیوں سے منافقت۔ (۴) اجابت دعا کی تصدیق نہ کرنا۔ (۵) نماز ہائے فریضہ کا ان کے اوقات سے مؤخر کرنا۔ (۶) نیکی وصدقہ سے خدا کا قرب حاصل نہ کرنا۔ (۶) بدزبانی و بدکلامی کرنا۔ اور وہ گناہ جو آسمانی بارش کو روکتے ہیں وہ یہ ہیں: (۱) حکام کا اپنے فیصلوں میں بے انصافی کرنا۔

(۲) جھوٹی گواہی دینا۔ (۳) سچی گواہی کا چھپانا۔ (۴) زکوٰۃ اور قرض ادا نہ کرنا۔ (۵) فقراء اور مساکین پر سختی کرنا۔ (۶) یتیم اور رانڈوں پر ظلم کرنا۔ (۷) سائل کو جھڑکنا اور رات کے وقت سائل کو خالی ہاتھ واپس لوٹانا۔

(معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱ باب ۲ از مقدمۃ العبادات اور باب ۸۴ از جہاد النفس اور باب ۵۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ از فعل معروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

معروف اور نیکی بجالانے کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل انتالیس (۳۹) باب ہیں)

باب ۱

نیکی بجالانا مستحب ہے اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چوبیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی اُنیس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن عبد الخالق سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اسلام اور مسلمانوں کی بقا اس بات میں ہے کہ اموال ان لوگوں کے ہاتھ میں ہوں جو ان (کے مصرف) حق کو پہچانتے ہیں اور نیکی کرتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کی فنا اور تباہی اس میں ہے کہ اموال ان لوگوں کے ہاتھ میں ہوں جو نہ ہی حق کو پہچانتے ہیں اور نہ ہی نیکی کرتے ہیں۔(الفروع)

۲۔ معاویہ بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے۔(ایضاً)

۳۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: خداوند عالم نے اپنی مخلوق میں سے معروف (بھلائی) کیلئے کچھ اہل بنائے ہیں جن کی نگاہوں میں اس کے بجالانے کو پسندیدہ بنا دیا ہے اور بھلائی کے طلبگاروں کے دل میں ان کی طرف رجوع کرنے کی تڑپ پیدا کر دی ہے اور ان کیلئے اس کام کی انجام دہی اس طرح آسان کر دی ہے جس طرح بارش کیلئے قحط زدہ زمین کی سیرابی! اور خداوند عالم نے اپنی مخلوق میں سے بھلائی کے کچھ دشمن قرار دیئے ہیں جن کی نظروں میں اس کی بجا آوری کو ناپسندیدہ بنا دیا ہے۔ اور بھلائی کے طلبگاروں کیلئے ان کے پاس جانا اور طلب کرنا حرام قرار دے دیا ہے اور ان کے لئے ان کی حاجت برآری اس طرح حرام قرار دی ہے۔ جس طرح بارش پر قحط زدہ زمین کی سیرابی۔ تاکہ وہ زمین بھی ہلاک ہو جائیں اور اس پر رہنے والے بھی۔ اور جو کچھ خدا معاف کر دیتا ہے وہ بہت زیادہ ہے۔(ایضاً)

۴۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا کو اپنے تمام بندوں میں سے سب سے زیادہ محبوب وہ بندہ ہے جس کی نظر میں اس نے بھلائی کو اور اس کی بجا آوری کو پسندیدہ بنا دیا ہے۔(ایضاً)

۵۔ ابن قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر بھلائی صدقہ ہے اور نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والا اس کے بجالانے والے کی مانند ہے اور خدا مظلوم اور غمگین کی فریادرسی کو پسند کرتا ہے۔ (الفروع، الخصال، الفقیہ)

۶۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: معروف زکوٰۃ کے علاوہ ایک چیز ہے پس تم نیکی اور صلہ رحمی کر کے خدا کا قرب حاصل کرو۔ (الفروع، الفقیہ)

۷۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس گھر میں بھلائی کی جائے اس میں خیر و برکت اس سے زیادہ تیزی کے ساتھ داخل ہوتی ہے جس قدر تیزی سے تلوار کی دھار اونٹ کی کوہان میں اترتی ہے۔ یا جس قدر سیلاب تیزی سے اپنے نشیب کی طرف جاتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن ولید وصافی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بھلائیوں کا انجام دینا بُری موتوں سے بچاتا ہے اور ہر بھلائی صدقہ ہے اور جو لوگ دنیا میں اہل معروف ہیں آخرت میں بھی وہی لوگ اہل معروف ہوں گے اور جو لوگ دنیا میں اہل منکر ہیں وہی لوگ آخرت میں بھی اہل منکر ہوں گے۔ (فرمایا) اور تمام جنتیوں میں سے سب سے پہلے جنت میں اہل معروف داخل ہوں گے۔ اور تمام جہنمیوں میں سے سب سے پہلے جہنم میں اہل منکر داخل ہوں گے۔ (الامالی، کتاب الزہد)

۹۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس مالدار شیعوں کا تذکرہ کیا تو ہم نے ان کے بارے میں جو کچھ بیان کیا امام علیہ السلام نے اسے گویا ناپسند کیا۔ اور فرمایا: اے ابو محمد! جب کوئی مومن مالدار ہو اور ہو بھی صلہ رحمی کرنے والا، مہربان اور اپنے اصحاب و احباب سے بھلائی کرنے والا تو خدا اسے اس کے اس مالی انفاق کا دو بار دوگنا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ﴿وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ﴾ (تمہارے مال اور اولاد تمہیں ہمارا مقرب بارگاہ نہیں بنا سکتے مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے) البتہ ان کو ان کے نیک عمل کے عوض دوگنا خیر دی جائے گی اور وہ جنت کے بلند و بالا غرفوں میں امن و امان کے ساتھ رہیں گے)۔ (علل الشرائع)

۱۰۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے بیان کیا کہ بنی اسرائیل میں ایک

مومن رہتا تھا جس کا پڑوسی کافر تھا مگر وہ مومن کے ساتھ نرمی برتتا اور بھلائی کرتا تھا۔ پس جب وہ کافر مر گیا تو خدا نے جہنم کے اندر اس کے لئے مٹی کا ایک گھر بنایا جو اسے دوزخ کی گرمی سے بچاتا تھا اور دوزخ کے باہر سے اس کا رزق بھیجتا تھا اور اسے کہا جاتا تھا کہ یہ سب کچھ اس کا معاوضہ ہے جو دار دنیا میں تو اپنے فلاں مومن پڑوسی سے نرمی اور بھلائی کرتا تھا۔ (ثواب الاعمال)

۱۱۔ حریز یا مرازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کوئی مومن اپنے کسی مومن بھائی سے بھلائی کرے تو گویا اس نے وہ بھلائی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ کی ہے۔

(ثواب الاعمال، الفروع)

۱۲۔ میسر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیامت کے دن تمہارے کسی مومن کے پاس سے ایک ایسا جاننے والا شخص گزرے گا جسے جہنم میں ڈالنے کا فیصلہ ہو چکا ہوگا اور فرشتہ اسے ہانکتے ہوئے لے جا رہا ہوگا کہ وہ مومن سے کہے گا: اے فلاں! میری فریادرسی کر۔ کیونکہ میں دنیا میں تمہارے ساتھ بھلائی کیا کرتا تھا اور تمہاری حاجت برآری کرتا تھا تو کیا تو مجھے اس کا بدلہ نہیں دے گا؟ تو وہ مومن اس مؤکل فرشتے سے کہے گا تو اسے چھوڑ دے۔ چنانچہ خدا مومن کی یہ بات سن کر فرشتے کو حکم دے گا کہ وہ مومن کے قول پر عمل کرتے ہوئے اسے چھوڑ دے۔ (ثواب الاعمال)

۱۳۔ احمد بن ابوعبداللہ برقی اپنے والد سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو دنیا میں اہل معروف ہیں وہ آخرت میں بھی اہل معروف ہوں گے! عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! وہ کس طرح؟ فرمایا: خدا ان کو تو اپنے فضل و کرم سے بخش دے گا اور ان کی نیکیاں دوسرے لوگوں کو دے دی جائینگی تو وہ ان کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اس طرح وہ دنیا و آخرت میں بھلائی والے ہوں گے۔ (ایضاً)

۱۴۔ مروک بن عبید ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خداوند عالم قیامت کے دن فقراء سے کہے گا کہ (عرصۂ محشر میں) لوگوں کے چہروں کو دیکھو اور انہیں پہچانو۔ پس ان میں سے جس نے بھی تم سے کوئی بھلائی کی تھی اس کے ہاتھ سے پکڑ کر اسے جنت میں داخل کرو۔ (ایضاً)

۱۵۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ کلام نقل کرتے ہیں فرمایا: نیکی پر عمل کرنے والا نیکی سے اچھا اور برائی پر عمل کرنے والا برائی سے بُرا ہوتا ہے۔ (نہج البلاغہ)

۱۶۔ نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد خداوندی ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ﴾ (کہ خدا عدل و احسان کا حکم

دیتا ہے) کی تفسیر میں فرمایا: عدل سے مراد انصاف اور احسان سے مراد تفضل اور بھلائی ہے۔ (ایضاً)

۱۷۔ نیز فرمایا کہ جو شخص چھوٹے ہاتھ سے کچھ دے گا اسے بڑے لمبے ہاتھ سے دیا جائے گا۔ (ایضاً)

۱۸۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سچائی سے سچ بولنے والا زیادہ اچھا اور نیکی سے نیکی کرنے والا زیادہ نیک ہے۔

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۹۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک اس میں چار صفتیں نہ پائی جائیں (۱) اس کا اخلاق اچھا ہو۔ (۲) اس کا نفس سخی ہو۔ (۳) وہ زیادہ گفتگو کو روکے۔ (۴) اور زیادہ مال کو خرچ کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۳ و ۷ از وجوب زکوٰۃ، و باب ۲۶ و ۳۹ از صدقہ باب ۴۹ از آداب سفر باب ۷، ۱۰ از احکام عشرت و باب ۴ و ۱۴ و ۲۰ و ۸۶ از جہاد نفس اور باب ۴۱ از امر بالمعروف میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

معذوری سے پہلے بھلائی کرنے میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الیقظان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے معروف کو اس کے نام کی طرح معروف (بھلائی) کی طرح پایا ہے اور کوئی چیز معروف سے بہتر نہیں ہے۔ سوائے اس کے ثواب کے اور یہی اس کا مقصد ہے اور ہر وہ شخص جو بھلائی کرنا چاہے وہ کر نہیں سکتا۔ اور جو بھلائی کرنے میں رغبت رکھتا ہو وہ اس پر قادر نہیں ہوتا اور نہ ہی قادر کو اس کی اجازت ملتی ہے پس جب رغبت، قدرت اور اجازت اکٹھے ہو جائیں تب طالب و مطلوب کیلئے سعادت مکمل ہوتی ہے۔

(الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب بالخصوص باب ۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

مستحب ہے کہ ہر ایک کے ساتھ بھلائی کی جائے اگر چہ یہ معلوم نہ بھی ہو کہ وہ اس کا اہل ہے یا نہ؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر شخص کے ساتھ بھلائی کرو خواہ وہ اس کا اہل ہو یا نہ ہو۔ پس اگر وہ اس کا اہل نہیں ہے تو تم تو اس کے اہل ہو۔ (الفروع، کذا فی الفقیہ عنہ وکذا فی عیون الاخبار عن النبیؐ)

۲۔ جناب علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد بزرگوار نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: بیٹا! میرے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اسی طرح میرا ہاتھ پکڑا تھا جس طرح میں نے تمہارا ہاتھ پکڑا ہے۔ اور فرمایا تھا کہ اے بیٹے ہر اس شخص سے بھلائی کرو جو تم سے اس کا مطالبہ کرے۔ پس اگر وہ اس کا اہل ہوا تو تم نے اس کا محل پالیا۔ اور اگر وہ اس کا اہل نہ ہوا تو تم تو اس کے اہل ہو۔ اور اگر کوئی شخص تمہاری دائیں جانب سے تمہیں گالی دے اور پھر بائیں جانب سے آ کر معذرت طلب کرے تو اس کا عذر قبول کرلو۔ (الروضہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایمان کے بعد عقل کا سر (کمال) یہ ہے کہ لوگوں کا محبوب بنا جائے اور ہر نیک و بد سے بھلائی کی جائے۔ (عیون الاخبار، صحیفۃ الرضا)

۴۔ نیز حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ابرار کو اس لئے ابرار کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے آباء، ابناء اور اخوان سے برّ (نیکی و بھلائی) کرتے ہیں۔ (عیون الاخبار)

۵۔ جناب حسین بن سعید (اہوازی) باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنت کے ایک دروازہ کا نام "باب المعروف" ہے جس سے صرف اہل معروف (لوگوں سے بھلائی کرنے والے) ہی داخل ہوں گے۔ (کتاب الزہد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں اور باب ۴۱ از امر بالمعروف میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور کچھ بظاہر اس کے منافی حدیثیں بھی آئینگی اور ہم ان کی توجیہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

نیکی اور بھلائی کے اہل کے ساتھ بھلائی کرنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حدید بن حکیم یا مرازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کوئی مومن اپنے برادر (ایمانی) تک عطیہ پہنچائے تو اس نے گویا وہ عطیہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچایا ہے۔(الفروع، الفقیہ)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار بنی تمیم کا ایک بدو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: مجھے کچھ وصیت فرمائیں! تو آنحضرتؐ نے اسے جو وصیت فرمائی اس میں یہ بات بھی تھی کہ فرمایا: بھلائی کے اہل کے ساتھ بھلائی کرنے میں ہرگز بے رغبتی نہ کرنا۔(الفروع)

۳۔ ضریس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے تمہیں یہ زائد از ضرورت مال اس لئے دیا ہے کہ تم اسے وہاں صرف کرو جہاں خدا نے حکم دیا ہے اور اس لئے نہیں دیا کہ تم اسے جمع کرکے رکھو۔(الفروع، الفقیہ)

۴۔ اسماعیل بن جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ اگر لوگ مال خدا کے حکم کے مطابق (حلال طریقہ) سے کمائیں مگر ممنوعہ جگہ پر صرف کریں تو خدا قبول نہیں کرے گا اور اگر ممنوعہ جگہ سے حاصل کریں اور اچھی جگہ پر خرچ کریں تو تب بھی خدا قبول نہیں فرمائے گا۔ ہاں البتہ جب جائز طریقہ سے حاصل کریں گے اور جائز کام میں صرف کریں گے تو تب خدا اسے قبول فرمائے گا۔(ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: احسان اور بھلائی نہیں ہوتی مگر کسی حسبی نسبی یا کسی دیندار شخص کے ساتھ۔(الفقیہ، السرائر)

۶۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار چیزیں ایسی ہیں جو رائگاں جاتی ہیں: (۱) بے وفا آدمی سے محبت کرنا۔ (۲) بے شکرے آدمی سے بھلائی کرنا۔ (۳) بے شوق آدمی کو علم پڑھانا۔ (۴) اور غیر ذمہ دار آدمی کو راز بتانا۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۳ میں اور باب ۱۴ از صدقہ میں) گزر

چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

بے محل اور نا اہل کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سیف بن عمیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل بن عمر سے فرمایا: اے مفضل! جب یہ معلوم کرنا چاہو کہ کوئی شخص بد بخت ہے یا نیک بخت؟ تو یہ دیکھو کہ وہ بخشش اور بھلائی کس سے کرتا ہے؟ پس اگر وہ اس کے اہل سے کرتا ہے تو وہ خیر و خوبی پر ہے؟ اور اگر وہ نااہلوں سے کرتا ہے تو پھر جان لو کہ خدا کے نزدیک اس میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔[1]

(الفروع، امالی شیخ طوسی، الفقیہ)

(دوسری روایت میں یوں ہے کہ پھر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے)۔

۲۔ ابو مخنف ازدی حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے جس کے پاس مال ہو تو وہ اسے خراب و برباد کرنے سے اجتناب کرے! کیونکہ اس کا غیر مستحق کو دینا (یا ناجائز جگہ پر صرف کرنا) تبذیر و اسراف (فضول خرچی) ہے اور ایسا کرنے سے اگرچہ لوگوں میں اس شخص کا نام بلند ہوتا ہے مگر خدا کے نزدیک پست ہوتا ہے اور جو شخص بھی اپنا مال ناجائز جگہ پر صرف کرتا ہے یا غیر مستحقوں کو دیتا ہے تو خدا اسے ان کے شکریہ سے محروم کر دیتا ہے اور وہ کسی اور سے محبت کرتے ہیں اور اگر ان میں سے کوئی شخص شکر کا اظہار بھی کرتا ہے تو یہ جھوٹی چاپلوسی ہے (اس میں خلوص نہیں ہے) پس اگر اس کے دن بدل گئے اور یہ ان لوگوں کی امداد و اعانت کا محتاج و طلبگار ہوا تو وہ بدترین اور لئیم ترین دوست ثابت ہوں گے۔ اور جو شخص بھی اپنا مال غیر مستحقوں کو دے تو اس کا حصہ سوائے کمینوں اور شریروں کی مدح و ثناء کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ اور وہ بھی اس وقت تک جب تک وہ جود و سخا کا مظاہرہ کرتا رہے گا۔ جاہل کہیں گے کہ وہ شخص کس قدر سخی ہے حالانکہ خدا کے نزدیک وہ کنجوس شمار ہوگا تو کون سا حصہ اس سے زیادہ خسارے والا ہوگا۔ اور کسی بھلائی کا فائدہ اس سے اور کیا کم ہوگا؟ پس تم میں سے جس شخص کے

---

[1] یہ خیال نہ کیا جائے کہ باب ۳ میں تو ہر شخص سے بھلائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہاں نااہل سے بھلائی کرنے سے روکا گیا ہے؟ کیونکہ وہاں ہر ایک سے بھلائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگرچہ اس کے اہل ہونے کا علم نہ ہو۔ اور یہاں نااہل سے بھلائی کرنے سے منع کیا گیا یعنی جب کسی شخص کے نااہل ہونے کا علم ہو۔ اور ان دونوں باتوں میں جو باریک فرق ہے وہ اہل دانش و بینش پر مخفی نہیں ہے۔ ولنعم ما قیل ؎

نکوئی با بداں کردن چنیں است ۔۔۔ کہ بد کردن بجائے نیک مرداں۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

پاس کچھ مال ہے وہ اس سے رشتہ داروں کو دے (صلہ رحمی کرے) یا مہمان نوازی کرے اور اس سے کسی قیدی کو قید سے اور مسافر کو (مشقت سے) چھڑائے۔ کہ فوز و فلاح ان ہی خصلتوں میں ہے کہ اس میں دنیا میں عزت اور آخرت میں شرف ہے۔ (الفروع، امالی فرزند شیخ طوسی، نہج البلاغہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت امیر علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! چار چیزیں ایسی ہیں جو رائگاں جاتی ہیں (۱) شکم سیری پر کھانا۔ (۲) چاند کی روشنی میں چراغ چلانا۔ (۳) شور زمین میں کاشت کرنا۔ (۴) اور نااہلوں سے بھلائی کرنا۔ (الفقیہ)

۴۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصوری سے اور وہ اپنے باپ کے چچا سے اور وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ چیزیں ایسی ہیں جو رائگاں جاتی ہیں: (۱) وہ چراغ جو دن کو جلایا جائے کہ اس کا تیل ضائع ہو جاتا ہے اور روشنی سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔ (۲) وہ بارش جو شور زمین پر برسے کہ بارش ضائع ہو جاتی ہے اور زمین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ (۳) وہ طعام جو کسی شکم سیر کو پیش کیا جائے کہ وہ اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا۔ (۴) وہ خوبصورت عورت جو کسی نامرد سے بیاہی جائے کہ وہ اس سے کوئی تمتع حاصل نہیں کر سکتا۔ (۵) وہ بھلائی جو اس شخص سے کی جائے جو شکریہ ادا نہیں کرتا۔ (الامالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ و ۴ اور باب ۱ و ۱۲ از احکام المساکن میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶

بھلائی کرنے والے کی تعظیم اور منکر اور قبیح کام کرنے والے کی تحقیر واجب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن ولید وصافی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جو دنیا میں معروف والے ہیں وہ آخرت میں بھی معروف والے ہوں گے۔ اور جو دنیا میں منکر والے ہیں وہ آخرت میں بھی منکر والے ہوں گے۔ (الفروع، الزہد)

۲۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: سب سے پہلے جنت میں معروف (بھلائی) والے داخل ہوں گے۔ اور اسی طرح سب سے پہلے حوضِ کوثر پر وہی وارد ہوں گے۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ سیف بن عمیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بھلائی کرنے والوں کی لغزشوں سے درگزر کرو اور انہیں معاف کرو۔ کیونکہ ان پر خدا کی ہتھیلی اس طرح ہے۔ (یہاں امام علیہ السلام نے اپنے کف دست سے اس طرح اشارہ کیا کہ گویا کسی چیز پر سایہ کر رہے ہیں۔ (یعنی ان پر خدا کا سایۂ رحمت ہے)۔ (الفروع)

۴۔ داؤد بن فرقد یا قتیبہ اعشی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (ایک بار) اصحاب نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں! معروف والے دنیا میں تو اپنے معروف (احسان اور بھلائی) سے پہچانے جاتے تھے مگر وہ آخرت میں کس طرح پہچانے جائیں گے؟ فرمایا: جب خداوند عالم اہل جنت کو جنت میں داخل کر دے گا تو ایک خوشبودار ہوا کو چلنے کا حکم دے گا جو معروف والوں سے چمٹ جائے گی۔ پس جب بھی ان کا کوئی آدمی جنتیوں کے کسی گروہ کے پاس سے گزرے گا تو وہ اس کی خوشبو محسوس کرے گا اور کہے گا کہ یہ معروف والوں میں سے ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابوعبداللہ برقی بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو دنیا میں اہل معروف تھے وہ آخرت میں اہل معروف ہی ہوں گے ان سے (منجانب اللہ) کہا جائے گا کہ تمہارے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔ (لہٰذا تم جنت میں داخل ہو جاؤ)۔ (الفقیہ) .... پس تم اپنی نیکیاں جسے چاہو ہبہ کر سکتے ہو۔ (چنانچہ وہ اپنی نیکیاں دوسرے بعض لوگوں کو دے دیں گے جس کی وجہ سے وہ بھی بخشے جائیں گے)۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ و ۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

مستحب ہے کہ بھلائی کرنے والے کے ساتھ اس کی بھلائی کے عوض اس جیسی بھلائی کی جائے یا اس سے دوگنی کی جائے یا کم از کم اس کے حق میں دعا ہی کی جائے۔ ہاں البتہ بھلائی کرنے والے کے لئے عوض کا مطالبہ کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بھلائی کرنے والے کے ساتھ اس جیسی بھلائی کرے تو اس نے اس کا بدلہ ادا کر دیا ہے اور جو دوگنا بھلائی کرے اس نے شکریہ کا حق ادا کر دیا ہے اور جو شکریہ ادا کرے وہ کریم ہے اور جو شخص یہ حقیقت جان لے کہ اس نے جو کسی سے بھلائی کی ہے وہ اپنے ساتھ کی ہے تو وہ لوگوں کے شکریہ کو تاخیر پر محمول نہیں کرے گا۔ (اگر انہوں نے دیر کی) اور وہ (بھلائی کریں گے) تو ان لوگوں سے محبت میں زیادتی کا طلبگار نہیں ہوگا۔ اور جو کام تم نے اپنے لئے کیا ہے اور اپنی آبرو بچائی ہے تو اس کا لوگوں سے شکریہ طلب نہ کر۔ اور جان لے کہ جس شخص نے تم سے اپنی حاجت طلب کی ہے اس نے اپنے چہرہ کو تمہارے چہرہ سے زیادہ مکرم نہیں سمجھا۔ پس تو اسے خالی ہاتھ لوٹانے سے اپنے چہرہ کو مکرم سمجھ۔ (الفروع، معانی الاخبار)

۲۔ سیف بن عمیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بھلائی کا شکریہ ادا کرنے والے کس قدر کم ہیں؟ (الفروع)

۳۔ جناب حسین بن سعیدؒ باسناد خود علی بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ خدا کی کتاب میں ایک آیت ہے۔ میں نے عرض کیا وہ کون سی آیت ہے؟ فرمایا: وہ یہ ہے: ﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانِ﴾ (کہ احسان کا بدلہ سوائے احسان کے اور کچھ نہیں ہے) فرمایا: یہ مؤمن و کافر اور نیک و بد سب میں جاری ہے۔ پس جس سے بھلائی کی جائے اس پر اس کا بدلہ واجب ہے اور بدلہ یہ نہیں ہے کہ جس طرح اس سے بھلائی کی گئی ہے وہ بھی ایسی ہی کر دے و بس۔ بلکہ وہ یہ ہے کہ وہ جواب میں اس جیسی بھلائی کر کے بھی یہ سمجھے کہ فضیلت پہلے کو حاصل ہے کہ اس نے پہل کی ہے۔ (کتاب الزہد، کذافی مجمع البیان)

۴۔ ابراہیم بن ابو البلاد مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا کے نام پر تم سے کچھ مانگے۔ اسے عطا کرو۔ اور جو تم سے بھلائی کرے تو تم اس کو اس کا بدلہ دو۔ اگر بدلہ کے لئے کچھ پاس نہ ہو تو اس کے حق میں دعا کرو۔ تا کہ اس کی بھلائی کا کچھ تو بدلہ ہو جائے۔ (کتاب الزہد)

۵۔ اسحاق بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے اپنے کچھ بندے پیدا کئے ہیں جن کو ہمارے فقیر و نادار شیعوں کے لئے منتخب کیا ہے (کہ وہ ان کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں) تا کہ اس طرح ان کو اجر و ثواب عطا فرمائے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارا کوئی بھائی تم سے بھلائی کرے تو تمہارے بدلہ چکانے کے لئے اتنا کافی ہے کہ اس سے کہو: ﴿جَزَاکَ اللّٰهُ خَیْراً﴾ اس طرح کر کے تم اس کا بدلہ چکا دو

گے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن ابوعبید اللہ برقی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن کے احسان کا (لوگوں کی طرف سے) شکریہ ادا نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ وہ خدا کے لئے (چھپ کر) بھلائی کرتا ہے لہٰذا وہ (بھلائی) آسمان کی طرف بلند ہو جاتی ہے۔ اور لوگوں میں مشہور نہیں ہوتی۔ اور کافر کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے کیونکہ وہ بھلائی لوگوں کے لئے کرتا ہے اس لئے لوگوں میں مشہور ہو جاتی ہے اور آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتی۔ (علل الشرائع)

۸۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جن لوگوں کے احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا جاتا تو خدا کا دست رحمت ان کے سروں پر رحمت ورأفت کے ساتھ سایہ فگن ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ حسین بن موسیٰ اپنے والد ماجد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کفرانِ نعمت کیا جاتا تھا یعنی ان کی بھلائی کا شکریہ ادا نہیں کیا جاتا تھا۔ حالانکہ ان کی بھلائی قریشی (اور غیر قریشی) پر، عربی اور عجمی پر (الغرض سب پر) تھی اور اس مخلوق پر بھلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کون بھلائی کرنے والا ہے؟ اور اسی طرح ہم اہل بیتؑ ہیں کہ ہماری بھلائیوں کا شکریہ ادا نہیں کیا جاتا۔ اور یہی کیفیت بہترین اہل ایمان کی ہے کہ ان کی بھلائیوں کا بھی شکریہ ادا نہیں کیا جاتا۔ (ایضاً)۔ (اور اس کی وجہ اوپر بیان کی جا چکی ہے)۔

۱۰۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زیاد بن منذر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص تم پر کوئی احسان کرے تو اس کا حق ہے کہ اس محسن کی جزاء عمدہ طریقہ سے دو۔ اور اگر تمہاری مالی وسعت اس کی متحمل نہ ہو تو (پھر اس کی زبانی مدح وثنا کرو۔ اور اگر ایسا بھی نہ کر سکو تو پھر) اپنے محسن کو پہچانو اور اس سے محبت کرو اور اگر ایسا بھی نہ کر سکو تو پھر تم احسان و بھلائی کے اہل نہیں ہو۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ و ۴ از جہاد النفس میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ و ۱۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

احسان اور بھلائی خدا کی طرف سے ہو یا خلق کی جانب سے اس کا کفران (شکریہ ادا نہ کرنا) حرام ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوجعفر بغدادی سے اور وہ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا لعنت کرے ان لوگوں پر جو بھلائی کا راستہ روکتے ہیں؟ عرض کیا گیا کہ بھلائی کا راستہ روکنے والے کون ہیں؟ فرمایا: (ناشکرے لوگ یعنی) ایک شخص کے ساتھ بھلائی کی جاتی ہے اور وہ اس کا کفران کرتا ہے تو بھلائی کرنے والا (بددل ہوکر) کسی اور کے ساتھ بھلائی نہیں کرتا۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی جائے تو اسے چاہیئے کہ اس کا بدلہ چکائے۔ اور اگر اس سے عاجز ہو تو زبانی مدح وثنا کرے اور اگر ایسا بھی نہ کرے تو اس نے کفرانِ نعمت کیا ہے۔
(الفروع، الفقیہ، امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۳۔ عمار دھنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا ہر غمناک دل کو دوست رکھتا ہے اور ہر شکر گزار بندہ سے پیار کرتا ہے۔ فرمایا: خداوند عالم قیامت کے دن اپنے بندوں میں سے ایک بندہ سے کہے گا کہ آیا تو نے فلاں (اپنے محسن) کا شکریہ ادا کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں نے تو تیرا شکریہ ادا کیا تھا! اس پر خدا فرمائے گا کہ تو نے اس کا شکریہ ادا نہیں کیا تو پھر میرا شکریہ بھی ادا نہیں کیا۔ پھر فرمایا: تم میں سے سب سے بڑا خدا کا شکر گزار وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ (اپنے محسن) بندوں کا شکر گزار ہے۔ (الاصول)

۴۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جب خداوند عالم اپنے کسی بندہ پر شکر ادا کرنے کا دروازہ کھول دیتا ہے تو پھر اس پر زیادتی نعمت کا دروازہ بند نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۵۔ اسحاق جعفری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: توراۃ میں لکھا ہے کہ جو شخص تم پر احسان کرے اس کا شکریہ ادا کرو اور جو شکریہ ادا کرے اس پر احسان کرو۔ کیونکہ جب نعمتوں کا شکریہ ادا کیا جائے تو ان کے لئے زوال نہیں ہوتا۔ اور اگر ان کا کفران کیا جائے تو ان کے لئے بقا نہیں ہوتی۔ (پھر فرمایا) شکریہ نعمتوں میں اضافہ اور ان کے بدلنے سے امان کا باعث ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب ابن ادریس حلیؒ عیون الاخبار، اور امالی مفیدؒ سے نقل کرتے ہیں اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے

روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خداوند عالم کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا فرمائے۔ اور وہ صدقِ دل سے اس کا شکریہ ادا کرے تو قبل اس کے کہ زبان سے شکریہ ادا کرے وہ خدا کی طرف سے اضافہ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ (السرائر)

۷۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کا ہاتھ (محسن کے احسان کا) بدلہ چکانے سے قاصر ہو تو وہ زبان کو شکریہ کے ساتھ دراز کرے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز انہی حضرتؑ سے مروی ہے، فرمایا: خدا کا اس طرح شکریہ ادا کرنا جس طرح ادا کرنے کا حق ہے اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس شخص کا بھی شکریہ ادا کیا جائے جس کے ہاتھ سے وہ احسان جاری ہوا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو اسحاق ہمدانی سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین گناہ ایسے ہیں کہ جن کی سزا جلدی (دنیا میں) دی جاتی ہے۔ (۱) ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ (۲) لوگوں پر ظلم و زیادتی کرنا۔ (۳) اور کفرانِ نعمت کرنا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۰۔ عبد السلام ھروی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب گناہوں سے جس گناہ کی سزا جلدی ملتی ہے وہ کفرانِ نعمت ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: قیامت کے دن ایک بندہ کو خدا کی بارگاہ میں حاضر کیا جائے گا۔ پس خدا حکم دے گا کہ اسے جہنم میں جھونک دو۔ وہ بندہ عرض کرے گا: پروردگارا! تو نے مجھے جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا ہے حالانکہ میں نے قرآن پڑھا تھا! ارشاد ہوگا: اے میرے بندے! میں نے تجھ پر احسان کیا مگر تو نے میرا شکریہ ادا نہ کیا۔ اس پر وہ عرض کرے گا: پروردگارا! تو نے مجھ پر فلاں احسان کیا تو میں نے اس طرح اس کا شکریہ ادا کیا، تو نے مجھ پر فلاں انعام کیا تو میں نے اس طرح اس کا شکریہ ادا کیا اس طرح وہ برابر خدا کی نعمتیں اور اپنے شکریے شمار کرتا جائے گا اس پر خداوند عالم فرمائے گا: میرے بندے! تو نے سچ کہا، مگر تو نے اس شخص کا شکریہ ادا نہیں کیا تھا جس کے ذریعہ میں نے تجھ پر احسان و انعام کیا تھا! اور میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ میں کسی نعمت پر کسی شخص کا شکریہ اس وقت تک ہرگز قبول نہیں کروں گا جب تک وہ اس شخص کا شکریہ ادا نہیں کرے گا جس کے ذریعہ میں نے وہ نعمت اس تک پہنچائی ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین الفاظ میں سے ہے کہ فرمایا: ﴿لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس﴾ جو انسانوں میں سے (اپنے محسن کا) شکریہ ادا نہیں کرتا وہ

خدا کا بھی شکر گزار نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۱۳۔ محمود بن ابو البلاد کی روایت میں اس مطلب کی مزید وضاحت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مخلوق میں سے جو اپنے محسن کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خالق کا بھی شکر گزار نہیں ہے۔ (عیون الاخبار)

۱۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے ایک قوم کو بعض عطیات سے نوازا مگر اس نے خدا کا شکر ادا نہ کیا تو وہ عطیات اس کے لئے وبال جان بن گئے۔ اور ایک دوسری قوم پر مصائب نازل کئے مگر اس نے صبر کیا۔ پس وہ اس کے لئے نعمت بن گئے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں اور اس سے بھی پہلے باب ۱۲۲ از ذکر اور باب ۱۴ و ۱۴۱ از امر بالمعروف میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

نیکی اور بھلائی کو چھوٹا سمجھنا اور اسے چھپانا اور جلدی انجام دینا مستحب ہے اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حاتم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے دیکھا ہے کہ احسان اور بھلائی تین چیزوں کے بغیر مکمل نہیں ہوتی: (۱) اسے چھوٹا سمجھا جائے۔ (۲) اسے چھپایا جائے۔ (۳) اور اسے جلدی انجام دیا جائے۔ کیونکہ جب تم اسے چھوٹا سمجھو گے تو تم جس سے بھلائی کر رہے ہو ہم اس کی نگاہ میں اسے بڑا کر دیں گے، جب اسے چھپاؤ گے تو اسے مکمل کریں گے اور جب اسے جلدی انجام دو تو ہم اسے خوشگوار کریں گے۔ (الفروع، الفقیہ، الخصال)

۲۔ حمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہر چیز کا کوئی ثمرہ (پھل) ہوتا ہے اور بھلائی کا ثمرہ اس کا جلدی انجام دینا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ کلام حق ترجمان پیش کرتے ہیں، فرمایا: حاجتوں کا بر لانا مکمل نہیں ہوتا مگر تین چیزوں کے ساتھ: (۱) ان کو چھوٹا جاننے سے، تاکہ وہ بڑی ہوں۔ (۲) ان کے چھپانے سے تاکہ (ریاکاری

سے) پاک ہوں۔ (۳) اور جلدی انجام دینے سے تاکہ خوشگوار ہوں۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (مقدمۃ العبادات اور باب ۴ و ۴۳ از جہاد النفس میں) گزر چکی ہیں (اور کچھ اس کے بعد آئندہ ابواب میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ)۔

باب ۱۰

کسی آدمی کیلئے کوئی ایسا کام کرنا مکروہ ہے جس کا اسے نقصان زیادہ ہو بہ نسبت اس فائدہ کے جو اپنے بھائی کو پہنچانا چاہتا ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حذیفہ بن منصور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایسے معاملہ میں داخل نہ ہو جس کا تمہارے لئے نقصان اس فائدہ سے زیادہ ہو جو اپنے بھائی کو پہنچانا چاہتے ہو۔ ابن سنان نے کہا (اس کی مثال یہ ہے کہ) ایک شخص پر بہت سا قرضہ ہو اور تمہارے پاس کچھ رقم ہو اور تم اس کا قرضہ ادا کرنا چاہو تو تمہارا مال بھی ہاتھ سے نکل جائے اور اس کا قرضہ بھی ادا نہ ہو سکے گا۔ (الفروع)

۲۔ حسن بن علی جرجانی ایک شخص کے توسط سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے اوپر (بہت سے) حقوق واجب نہ کر۔ اور مصائب پر صبر کر۔ اور کسی ایسے کام میں دخل نہ دے جس کا تمہیں نقصان اس فائدہ سے زیادہ ہو جو تم اپنے بھائی کو پہنچانا چاہتے ہو۔ (ایضاً، کذا فی التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: اپنے (دینی) بھائیوں کے لئے وہ کچھ خرچ نہ کر۔ جس کا تجھے نقصان اس کے فائدہ سے زیادہ ہو۔ (الفقیہ)

۴۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک بار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ہمیں اکھٹا کر کے فرمایا: بیٹو! خبردار حقوق کے درپے نہ ہونا۔ اور مصائب پر صبر کرنا اور اگر تمہیں کچھ لوگ کسی ایسے کام کی طرف بلائیں جس کا تمہیں نقصان اس کے نفع سے زیادہ ہو تو تم لبیک نہ کہنا۔

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

باب ۱۱

مومن کو قرضہ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبد الحمید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے آیت مبارکہ ﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ﴾ (ان کی بہت سی راز و نیاز کی باتوں میں کوئی بھلائی نہیں ہے سوائے اس شخص کے جو صدقہ دینے یا بھلائی کرنے کا حکم دے) فرمایا: یہاں بھلائی سے مراد قرضہ (دینا) ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ فضیل بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کوئی مومن محض خدا کی خوشنودی کی خاطر کسی مومن کو قرضہ دے تو جب تک اس کا مال واپس نہ آئے تو خداوند عالم اسے صدقہ کے حساب سے اجر وثواب عطا فرمائے گا۔ (الفروع، ثواب الاعمال، الفقیہ)

۳۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صدقہ ایک کے عوض دس اور قرضہ ایک کے عوض اٹھارہ ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۴۔ جناب کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں (اٹھارہ کی بجائے) پندرہ وارد ہے۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ ایک کے عوض دس، قرضہ ایک کے عوض اٹھارہ اور برادران (ایمانی) کے ساتھ صلہ میں ایک کے عوض بیس اور صلۂ رحمی میں ایک کے عوض چوبیس ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الزکوۃ وغیرہ (باب ۷ مما تجب فیہ الزکاۃ و باب ۴۹ از مستحقین اور باب ۴ از احکام العشرہ اور دیگر ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۰ و ۳۵ و ۳۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

غریب و نادار (سے اگر کچھ لینا ہو تو اس) کو مہلت دینا واجب ہے اور اسے (معاف کر کے) بریٔ الذمہ قرار دے دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ خدا اسے اس دن سایہ نصیب کرے جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا (امام علیہ السلام نے یہ جملہ تین بار فرمایا) لوگ ڈر گئے کہ سوال کریں (کہ وہ کیا کرے؟) پس خود فرمایا کہ اسے چاہیئے کہ غریب و نادار کو مہلت دے یا اپنے قرضہ میں سے اسے کچھ چھوڑ دے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گرم دن میں فرمایا: جبکہ آپؐ نے کف دست پر مہندی لگی ہوئی تھی! کوئی شخص جہنم کی گرمی سے بچنا چاہتا ہے؟ تین بار یہ جملہ فرمایا جبکہ ہر بار لوگ کہتے تھے ہم یا رسول اللہؐ! تب فرمایا: جو مقروض کو مہلت دے یا غریب کو کچھ چھوڑ دے! پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ عبداللہ بن کعب بن مالک کہتے ہیں کہ میرے والد (کعب) نے مجھے بتایا کہ انہوں نے اپنے ایک مقروض کو مسجد (نبویؐ) میں پکڑ رکھا تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں تشریف لے گئے اور ہم دونوں (میں اور میرا مقروض) وہیں بیٹھے رہے۔ پھر گرمی کے وقت برآمد ہوئے۔ اور پردہ ہٹا کر فرمایا: اے کعب! (کیا بات ہے) تم دونوں برابر یہاں بیٹھے ہو؟ میرے والد نے عرض کیا: ہاں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان! پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہتھیلی کے اشارہ سے فرمایا: نصف (قرضہ) لے لے انہوں نے عرض کیا: (اچھا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان!) اور بقیہ (نصف) اسے معاف کر دے! چنانچہ میں نے نصف لے لیا اور باقی نصف اسے معاف کر دیا۔ (الفروع)

۳۔ یعقوب بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غریب و نادار کا راستہ اسی طرح چھوڑ دو۔ (معاف کر دو جس طرح خدا نے چھوڑا ہے۔ (معاف کیا ہے)۔ (الفروع، الفقیہ)

۴۔ یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کرنے کے بعد فرمایا: ایہا الناس! تمہارا حاضر یہ بات غائب تک پہنچا دے! آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص کسی غریب و نادار کو مہلت دے تو اس کا وہ مال و زر خدا کے ذمہ صدقہ ہوگا (وہ اسے صدقہ کا ثواب دے گا) یہاں تک کہ وہ اسے وصول کر لے! پھر امام علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت کی ﴿وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَیْسَرَةٍ. وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (اور اگر مقروض غریب ہو تو اس کی وسعت تک اسے مہلت دو اور اگر کچھ صدقہ دے دو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر جانتے ہو) کہ وہ غریب ہے تو اسے اپنے مال میں سے کچھ صدقہ دے دو کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۴ یہاں اور باب ۲۵ از قرض میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

میت اور زندہ (مقروض) کو قرضہ حلال کر دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن خنیس (خنیش ن د) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں

نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عبدالرحمٰن بن سیابہ نے ایک شخص سے کچھ قرضہ لینا تھا جو کہ مر گیا ہے۔ ہم نے ان سے کہا ہے کہ وہ اسے معاف کر دیں مگر انہوں نے انکار کر دیا ہے؟ فرمایا: افسوس ہے اس کے لئے کیا اسے معلوم نہیں ہے کہ اسے ایک ایک درہم پر جو اسے معاف کرے گا دس دس درہم کا ثواب ملے گا اور اگر معاف نہیں کرے گا تو ایک درہم کے عوض ایک درہم کا حقدار ہوگا۔

(الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۲۔ معتب بیان کرتے ہیں کہ ایک بار محمد بن بشر وشا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے خواہش کی کہ آپ شہاب سے سفارش کریں کہ اس موسم کے گزرنے تک انہیں ڈھیل دے! شہاب نے محمد بن بشر سے ایک ہزار درہم لینے تھے۔ چنانچہ امام علیہ السلام نے آدمی بھیج کر شہاب کو طلب فرمایا۔ جب آ گیا تو آپؑ نے اس سے فرمایا کہ تم محمد (بن بشر) کی حالت اور ان کا ہم سے اخلاص و محبت جانتے ہو۔ انہوں نے بتایا ہے کہ تم نے ان سے ایک ہزار درہم لینے ہیں۔ جو نہ کسی کے شکم میں چلے گئے ہیں اور نہ اندام نہانی میں۔ بلکہ کچھ لوگوں کے ذمہ (قرض) ہیں۔ تو میں چاہتا ہوں کہ تو اسے حلال کر دے! اور فرمایا: شاید تو یہ گمان کرتا ہے کہ بروزِ قیامت اس (محمد بن بشر) کی نیکیوں سے خدا تجھے عطا کرے گا۔ شہاب نے عرض کیا: ہمارے ہاں تو یہی خیال ہے؟ فرمایا: خدا اس سے اجل و ارفع اور اعدل ہے کہ کوئی بندہ ٹھنڈی رات میں نمازیں پڑھ کر، گرم دن میں روزے رکھ کر اور اس گھر کا طواف کر کے اس کا تقرب حاصل کرے اور پھر وہ اس سے کھینچ کر تجھے دے دے۔ ہاں خدا کے ہاں بہت فضل و کرم ہے جس سے وہ مومن کو معاوضہ پورا کر دیتا ہے یہ سن کر شہاب نے کہا پس یہ قرضہ ان کے لئے حلال ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۳ از قرض میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

لوگوں کے (اخراجات کے) بوجھ برداشت کر کے نعمت کو دوام بخشنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حدید بن حکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص پر خدا کی نعمت عظیم ہو جائے اس کی طرف لوگوں کی احتیاج بھی بڑھ جاتی ہے۔ پس تم لوگوں کا بوجھ اٹھا کر اس نعمت کو دائمی بناؤ۔ اور اسے زوال پذیر نہ کرو کیونکہ ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں کہ جن کی نعمت

زائل ہونے کے بعد دوبارہ لوٹ آئے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ ابراہیم بن محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص پر خدا کی نعمت بہت نمایاں ہوتی ہے اس پر لوگوں کا بوجھ بہت بڑھ جاتا ہے۔ پس جو شخص لوگوں کی حاجتیں نہیں بر لاتا۔ وہ اپنی اس نعمت کو زوال کے لئے پیش کرتا ہے۔ راوی نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! بھلا ان تمام لوگوں کی حاجتیں کون پوری کر سکتا ہے؟ فرمایا: خدا کی قسم یہاں لوگوں سے مراد صرف اہل ایمان ہیں۔ (الفروع)

۳۔ ابان بن تغلب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے حسین صحاف سے فرمایا: اے حسین! جب خدا کسی بندہ پر نعمتوں کی فراوانی کرتا ہے تو اس پر لوگوں کا بوجھ بھی بہت بڑھ جاتا ہے۔ پس جو اس پر صبر کرے اور ان کی ضروریات کو اہمیت دے تو خدا اس کی نعمتوں میں اضافہ کرتا ہے۔ اور جو ان پر صبر نہ کرے اور ان کی ضروریات پورا کرنے میں اہتمام نہ کرے تو خدا اس کی اس نعمت کو زائل کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (آسمانی) امداد (اخراجات کے) بوجھ کے مطابق نازل ہوتی ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ حسین بن عثمان بن نعیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے حسین! خدا کی نعمت کا احترام کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ نعمت کے احترام کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: اس کے ذریعہ سے (لوگوں سے) نیکی اور بھلائی کرو جس سے وہ باقی رہ جائے۔ (معانی الاخبار)

۶۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے جابر سے فرمایا: اے جابر! جس شخص پر خدا کی نعمتیں زیادہ ہوں۔ اس کی طرف لوگوں کی ضرورتیں بھی بڑھ جاتی ہیں۔ پس جو شخص اس سلسلہ میں خدا کا حق ادا کرتا ہے تو وہ ان نعمتوں کو دوام بخشتا ہے اور جو خدا کا حق ادا نہیں کرتا وہ ان کو زوال کے درپے کرتا ہے۔ (نہج البلاغہ)

۷۔ نیز فرمایا: خدا کے کچھ ایسے خاص بندے ہوتے ہیں جن کو وہ اس لئے نعمتوں کے لئے منتخب کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو فائدہ پہنچائیں۔ پس اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو خدا ان نعمتوں کو ان کے لئے باقی رکھتا ہے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو خدا ان سے وہ نعمتیں چھین کر دوسروں کے حوالہ کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب ابن ادریس حلیؒ موسیٰ بن بکیر کی کتاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا آدمی کے خرچ کے بوجھ کے مطابق اعانت نازل کرتا ہے اور مصیبت کی مقدار کے مطابق صبر نازل کرتا

ہے۔(السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

نعمتوں کا شکریہ اور ان کے حقوق ادا کرکے ان کا حق الجوار ادا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ خدا کی نعمتوں کا جوار (پڑوس) احسن طریقہ سے ادا کرو۔ اور اس بات سے ڈرو کہ کہیں وہ تم سے دوسروں کی طرف منتقل نہ ہو جائیں۔ آگاہ باشید کہ جب وہ کسی سے دوسری طرف منتقل ہو جائیں تو پھر شاذ و نادر ہی اس کی طرف پلٹ کر آتی ہیں۔ فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ایسا بھی کم ہوتا ہے کہ کوئی گئی ہوئی چیز واپس آئے۔(الفروع، امالی فرزند شیخ طوسیؒ، الفقیہ)

۲۔ محمد بن عرفہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے فرزند عرفہ! نعمتیں ان اونٹوں کی مانند ہیں جو کسی قوم کے تھان پر بندھے ہوں اور ان کے پاؤں میں رسی بندھی ہوئی ہو کہ وہ تب تک وہاں رہتے ہیں جب تک ان سے اچھا سلوک کیا جائے گا ورنہ وہ بھاگ جاتے ہیں۔(الفروع، عیون الاخبار)

۳۔ محمد بن عجلان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ نعمتوں کے جوار (پڑوس) کو عمدہ نبھاؤ! میں نے عرض کیا کہ نعمتوں کے جوار کو عمدہ نبھانے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: جو شخص تم پر احسان کرے اس کا شکریہ ادا کرو۔ اور ان نعمتوں کے حقوق ادا کرو۔(الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حقوق کے درپے نہ ہو (خواہ مخواہ ان کو اپنے اوپر لازم نہ کرو) اور جب (اتفاقاً) لازم ہو جائیں تو ان کی ادائیگی پر صبر کرو۔(الفقیہ)

۵۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نعمتوں کا ساتھ احسن طریقہ پر نبھاؤ۔ قبل اس کے کہ وہ تم سے علیحدہ ہو جائیں۔ کیونکہ (اگر ان کا ساتھ عمدہ طریقہ پر نہ نبھایا جائے تو) وہ الگ ہو جاتی ہیں اور جو سلوک صاحب نعمت نے ان کے ساتھ کیا ہوگا وہ اس کے بارے میں گواہی دیتی ہیں۔(علل الشرائع)

۶۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہاری طرف نعمتوں کے کنارے متصل ہو

جائیں (مسلسل آنے لگیں) تو تھوڑا سا شکر ادا کر کے آخری سرے والی نعمت کو نہ بھگاؤ۔ (نہج البلاغہ)

۷۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن سرحان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ سدیر صیرفی داخل ہوئے۔ اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ امام علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے سدیر! جب بھی کسی بندہ کے پاس مال زیادہ ہو جاتا ہے تو اس پر خدا کی حجت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اگر ہو سکتا ہے تو خدا کی حجت کو اپنے سے ٹالو۔ سدیر نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! کس طرح ٹالیں؟ فرمایا: اپنے مال سے اپنے (محتاج) برادرانِ ایمانی کی ضرورتیں پوری کرو۔ پھر فرمایا: اے سدیر! حسن جوار سے نعمتوں کا استقبال کرو۔ اور جو تم پر احسان کرے اس کا شکریہ ادا کرو۔ اور جو شکریہ ادا کرے اس پر احسان کرو۔ پس جب تم ایسا کرو گے تو خداوند عالم کی طرف سے اضافہ و ازدیاد کے اور اپنے بھائیوں سے مخلصانہ نصیحت کے مستحق قرار پاؤ گے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں نعمتوں کو زیادہ کروں گا)۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۸۔ فضیل بن یسار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو دعا کی توفیق عطا ہو جائے وہ قبولیت سے محروم نہیں رہتا۔ اور جس کو شکر ادا کرنے کی توفیق مرحمت ہو جائے وہ اضافہ سے محروم نہیں رہتا۔ پھر امام علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ از دعا میں، باب ۱۸ از احکام شہر رمضان، اور باب ۱۰۱ از احکام عشرت میں اور باب ۴ و ۶ و ۷ و ۴۴ و ۶۲ و ۸۳ و ۸۶ از جہاد النفس میں اور یہاں باب ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

(لوگوں کو) کھانا کھلانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن بکر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مغفرت کے اسباب میں سے ایک (لوگوں کو) کھانا کھلانا بھی ہے۔ (الفروع)

۲۔ حماد بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حُسن خلق اور کھانا کھلانا ایمان میں سے ہیں۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ عبداللہ بن قاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم نے فرمایا: تم سب سے بہتر وہ ہے جو (لوگوں کو) کھانا کھلائے، سلام کو عام کرے اور اس وقت نماز پڑھے جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ (ایضاً)

۴۔ ابو بصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم (راہِ حق میں) خون بہانے اور (لوگوں کو) کھانا کھلانے کو پسند کرتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ عبداللہ بن سعدان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص (لوگوں کو) کھانا کھلاتا ہے تو روزی اس کی طرف اس سے زیادہ تیزی سے آتی ہے جس طرح چھری کوہان میں جاتی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ از احتضار، باب ۴۷ از صدقہ، باب ۴۹ از آدابِ سفر، باب ۳۴ اور باب ۸۸ از احکامِ عشرت اور باب ۴ و ۱۹ از جہاد النفس اور یہاں باب ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲ میں اور باب ۲۶ از آدابِ مائدہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

سادات اور علویوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میرے خانوادہ میں سے کسی کے ساتھ بھلائی کرے گا تو میں قیامت کے دن اس کا بدلہ دوں گا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ احمد اپنے باپ سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار شخص ایسے ہیں کہ جن کی قیامت کے دن ضرور سفارش کروں گا اگرچہ وہ تمام اہل دنیا کے برابر گناہ لے کر آئیں۔ (۱) ایک وہ شخص جو میری اولاد کی نصرت کرے۔ (۲) دوسرا وہ شخص جو تنگی رزق کے وقت میری اولاد کی مالی امداد کرے۔ (۳) تیسرا وہ شخص جو دل و زبان سے میری اولاد سے محبت کرے۔ (۴) اور چوتھا وہ شخص جو میری اولاد کو وطن سے دوری کے وقت ان کی حاجت برآری میں کوشش کرے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا: ایہا الناس! خاموش ہو جاؤ! کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تم سے کچھ بات کرنا چاہتے

ہیں۔ پس تمام لوگ خاموش ہو جائیں گے۔ تب آنحضرت ﷺ کھڑے ہوں گے اور فرمائیں گے: اے لوگو! جس شخص کا مجھ پر کوئی احسان اور بھلائی ہے وہ اٹھے تا کہ میں اسے اس کا بدلہ دوں! اس پر لوگ عرض کریں گے: ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں یا رسول اللہؐ! بھلا ہمارا آپ پر کیا احسان یا بھلائی ہے۔ بلکہ یہ سب کچھ خدا کا اور آپ کا ہم پر احسان ہے۔ آنحضرت ﷺ فرمائیں گے کہ ہاں! جس کسی نے میرے اہل خاندان میں سے کسی کو پناہ دی ہو یا ان میں سے کسی سے کوئی نیکی کی ہو یا ان میں سے کسی ننگے کو کپڑا پہنایا ہو یا کسی بھوکے کو کھانا کھلایا ہو تو وہ کھڑا ہو جائے۔ تا کہ میں اس کا بدلہ چکاؤں! اس پر کچھ لوگ اٹھیں گے جنہوں نے یہ کام کئے ہوں گے۔ تب خدا کی طرف سے ندا آئے گی کہ اے میرے حبیب محمدؐ! میں نے ان لوگوں کی مکافات آپ کے حوالہ کی ہے۔ پس آپ جہاں چاہیں ان کو جنت میں ٹھہرائیں۔ فرمایا: پس وہ ان کو مقامِ وسیلہ میں ٹھہرائیں گے۔ جہاں ان کے اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کے درمیان کوئی حجاب نہ ہوگا۔ (الفقیہ)

۴۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس کسی نے میری اولاد میں سے کسی سے کوئی بھلائی کی ہو اور اس نے اس کا بدلہ نہ دیا ہو تو وہ آئے تا کہ میں اس کی مکافات دوں۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۵۔ علی بن دعبل جو کہ دعبل بن علی خزاعی کے بھائی ہیں وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں قیامت کے دن چار شخصوں کی ضرور شفاعت کروں گا: (۱) جو میرے بعد میری اولاد کا احترام کرے گا۔ (۲) جو میری اولاد کی حاجت برآری کرے گا۔ (۳) جو ان کے اضطرار کے وقت ان کے کاموں میں سعی کرے گا۔ (۴) جو دل و زبان سے ان سے محبت کرے گا۔ (ایضاً و عیون الاخبار)

۶۔ محمد بن عمر اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص دارِ دنیا میں میرے خانوادہ کے کسی شخص کی بقدر ایک قیراط[1] اعانت کرے گا تو میں قیامت کے دن ایک قنطار سے اس کا بدلہ دوں گا۔

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۷۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقیؒ باسنادِ خود ابوحمزہ (ثمالی) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت

[1] قیراط ایک تھوڑا سا وزن ہے۔ اور قنطار ایک بہت بڑا وزن ہے۔ (المنجد)

کرتے ہیں فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا اور خداوند عالم تمام اولین و آخرین کو جمع کرے گا تو ایک منادی ندا دے گا کہ جس کسی کا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی احسان ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ اس پر کچھ لوگ کھڑے ہوں گے۔ وہ پوچھے گا کہ تمہارا آنحضرت ﷺ پر کیا احسان ہے؟ وہ کہیں گے کہ ہم آپؐ کے بعد آپ کے خانوادہ سے صلہ (رحمی) کرتے تھے! تو ان سے کہا جائے گا کہ جاؤ اور لوگوں میں چکر لگاؤ۔ پس جس کسی کا تم پر کوئی احسان ہے تو اس کے ہاتھ سے پکڑ کر اسے بھی جنت میں داخل کرو۔ (المحاسن)

۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص نے ہم سے وصل کیا اس نے گویا حضرت رسول خدا ﷺ سے وصل کیا ہے اور جس نے آنحضرت ﷺ سے وصل کیا اس نے گویا خدا تعالیٰ سے وصل کیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ از جہاد النفس میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

مسلمانوں کے معاملات میں اہتمام کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قاسم ہاشمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مسلمانوں کے معاملات میں اہتمام نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہے۔ (الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ اسے مسلمانوں کے معاملات کا کوئی اہتمام و خیال نہ ہو تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن محمد جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک مومن کے پاس کوئی برادرِ مومن حاجت لے کر جاتا ہے اور وہ اس کا کام نہیں کر سکتا۔ اور اس کی وجہ سے اس کا دل غمناک ہوتا ہے تو خداوند عالم اسے اس غم کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

کمزور پر رحم کرنا، راستہ کی اصلاح کرنا، یتیم کو پناہ دینا اور غلام سے نرمی کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت امیر علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! چار صفتیں ایسی ہیں کہ وہ جس میں بھی پائی جائینگی تو خدا اس کے لئے جنت میں ضرور گھر تعمیر فرمائے گا۔ (۱) جو کسی یتیم کو پناہ دے۔ (۲) جو کسی کمزور پر رحم کرے۔ (۳) جو اپنے والدین کے ساتھ شفقت کرے۔ (۴) جو اپنے غلام سے نرمی کرے۔ پھر فرمایا: یا علیؑ! جو شخص اپنے مال سے کسی یتیم کے نان ونفقہ کا اہتمام کرے یہاں تک کہ وہ مالدار ہو جائے۔ تو یقیناً اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ یا علیؑ! جو شخص از روئے رحم یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے تو خداوند عالم اسے اس کے ہر ہر بال کے عوض قیامت کے دن نور عطا فرمائے گا۔

(الفقیہ، کذا فی المحاسن وثواب الاعمال)

۲۔ ابراہیم بن محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار جناب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ اس قبر والے کو عذاب کیا جا رہا ہے۔ پھر جب اس سے اگلے سال وہاں سے گزرے تو اس کا عذاب بند ہو چکا تھا۔ چنانچہ انہوں نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کیا: پروردگارا! میں گزشتہ سال جب یہاں سے گزرا تھا تو اس قبر والے کو عذاب ہو رہا تھا مگر جب اس سال گزرا ہوں تو عذاب نہیں ہو رہا؟ خدا نے ان کو وحی فرمائی: اے روح اللہ! (اس شخص کو اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا) مگر اب اس کا ایک لڑکا بڑا ہو گیا ہے اور اس نے ایک راستہ کی اصلاح کی ہے اور ایک یتیم کو پناہ دی ہے تو میں نے اس کے بیٹے کے نیک عمل کی وجہ سے اسے بخش دیا ہے۔ (الآمالی)

۳۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: خداوند عالم نے ایک شخص کو محض اس لئے جنت میں داخل کیا کہ اس نے ایک کانٹے دار ٹہنی کو مسلمانوں کے راستہ سے ہٹایا تھا۔ (الخصال)

باب ۲۰

مسافروں کی رہائش کے لئے راستہ میں مکان بنانا، نیز راستہ پر مسافروں کے پانی پینے کے لئے کنواں کھودنا اور مومن کی سفارش کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص راستہ میں کوئی مکان بنائے جس میں گزرنے والے قیام کر سکیں۔ تو بروزِ قیامت خداوند عالم اسے دُرّ و جوہر کی ناقہ پر سوار کر کے لائے گا اور اس کے چہرہ سے اہل محشر کے لئے نور ساطع ہوگا۔ جو جناب خلیل علیہ السلام کے نور کی برابری کرے گا۔ چنانچہ فرشتے اس کے نور کو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ فرشتوں میں سے کوئی ایسا فرشتہ ہے جس جیسا فرشتہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور اس کی وجہ سے چالیس ہزار در ہزار آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔ اور جو شخص خدا کی نظر کرم کی خاطر اپنے برادر (مومن) کی سفارش کرے تو خدا پر لازم ہے کہ اسے کبھی عذاب نہ کرے۔ اور جو شخص اپنے برادر (ایمانی) کے مطالبہ کے بغیر از خود اس کی سفارش کرے تو خدا اسے ستر شہیدوں کے برابر اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ اور جو مسلمانوں کے لئے کنواں کھودے تو خدا اسے ان تمام لوگوں کے برابر اجر و ثواب دے گا جو اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھیں گے۔ اور اسے ہر پانی پینے والے کے ہر ہر بال کے عوض خواہ وہ انسان ہو یا حیوان یا درندہ، پرندہ، ایک ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور قیامت کے دن اس کی سفارش کی وجہ سے آسمانی ستاروں کی تعداد کے برابر لوگ حوضِ قدس پر وارد ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! حوضِ قدس کیا ہے؟ فرمایا: اس سے مراد میرا حوض ہے، میرا حوض ہے، میرا حوض ہے۔ (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۰ از احتضار اور یہاں باب ۱۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۸ و ۱۹ اور ۲۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

مسلمانوں کو نصیحت کرنا اور ان کے بارے میں حسن ظن رکھنا واجب ہے جب تک اس کے خلاف ظاہر نہ ہو جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب لوگوں سے بڑا عبادت گزار وہ ہے جو سب سے بڑھ کر مسلمانوں کو نصیحت کرے اور سب سے بڑھ کر مسلمانوں سے صلح وصفائی رکھے۔ (الاصول)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (لوگوں کے لئے اچھی بات کہو) کی تفسیر میں فرمایا یعنی مسلمانوں کے بارے میں اچھی بات کہو۔ اور جب تک ان کی اصل حقیقت معلوم نہ ہو تو ان کے متعلق سوائے اچھی بات کے اور کچھ نہ کہو۔ (ایضاً)

۳۔ جابر بن یزید (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ کی تفسیر میں فرمایا: تم لوگوں کے بارے میں وہ بہترین بات کہو جو تم خود پسند کرتے ہو کہ تمہارے بارے میں کہی جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے عشرت وغیرہ ابواب (باب ۲۳ از احکام عشرت و باب ۳ از جہاد النفس) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۵ و ۳۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

اہل ایمان کو نفع اور فائدہ پہنچانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: تمام مخلوق خدا کا عیال ہے اور تمام مخلوق سے بڑھ کر خدا کو وہ شخص محبوب ہے جو خدا کے عیال کو فائدہ پہنچائے اور ان پر سرور وخوشی داخل کرے۔ (الاصول)

۲۔ سیف بن عمیرہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ خدا کی بارگاہ میں سب لوگوں سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: جو تمام لوگوں سے بڑھ کر لوگوں کو نفع پہنچائے۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن جبلہ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ﴾ (کہ میں جہاں کہیں بھی ہوں خدا نے مجھے مبارک بنایا ہے) فرمایا: اس "مبارک" کا مطلب یہ ہے کہ مجھے (سب لوگوں کو) بہت نفع پہنچانے والا بنایا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے (ایمانی) بھائیوں سے بہت صلہ کرے انہیں نقصان سے بچانے سے یا نفع پہنچائے تو خداوند عالم اس کے قدموں کو (پل صراط پر) اس دن ثابت قدم رکھے گا جس دن (لوگوں کے) قدم پھسل رہے ہوں گے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے برادرِ مؤمن کی حاجت برآری کرے تو گویا اس نے خدا کی حاجت برآری کی ہے! اور خدا (اس کے عوض) اس کی سو (۱۰۰) حاجتیں برلائے گا جن میں سے ایک حاجت جنت ہے (جو اسے عطا فرمائے گا) اور جو اپنے (مومن) بھائی کے کسی رنج وغم کو دور کرے تو خدا اس سے دنیا وآخرت کے رنج وغم کو دور کرے گا۔ اور جو شخص اپنے برادر (مومن) کی کسی ظالم کے خلاف مدد کرے تو خدا پل صراط سے گزرنے پر اس کی مدد کرے گا۔ جس دن لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔ اور جو شخص اپنے مومن بھائی کی حاجت برآری میں کوشش کرے یہاں تک کہ اسے پورا کرکے اسے خوش کرے تو گویا اس نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کیا ہے۔ اور جو اپنے پیاسے بھائی کی پیاس کو سیراب کرے تو خدا اسے (جنت کے) مہر زدہ شرابِ طہور سے سیراب کرے گا۔ اور جو کوئی اپنے کسی بھوکے بھائی کو کھانا کھلائے تو خدا اسے جنت کے پھل کھلائے گا۔ اور جو اپنے کسی ننگے بھائی کو کپڑا پہنائے تو جب تک اس کپڑے کا ایک تار بھی اس شخص کے بدن پر رہے گا تو یہ خدا کی حفظ وامان میں رہے گا۔ اور جو اپنے کسی بیمار (بھائی) کی مزاج پرسی کرے تو ملائکہ اسے گھیر لیتے ہیں اور اس کے واپس لوٹنے تک اس کے حق میں دعا کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں تو مبارک ہے اور تجھے جنت مبارک ہو۔ اور جو کسی (مومن بھائی) کی ایسی عورت سے شادی کرائے جس سے وہ انس کرے اور سکون حاصل کرے تو خدا قبر میں اسے ایسی صورت سے مانوس کرے گا جو اس کے خاندان کے عزیز ترین شخص کی ہوگی۔ اور جو اس کی کسی اہانت آمیز کام سے کفایت کرے گا اور اس کی آبرو کو بچائے گا تو خدا (جنت کے) ہمیشہ رہنے والے غلاموں سے اس کی خدمت کرائے گا۔ اور جو کسی پیادے (مومن بھائی) کو سواری پر سوار کرے تو خداوند عالم قیامت کے دن اسے جنت کی ناقہ پر سوار کرے گا جس سے وہ ملائکہ پر فخر ومباہات کرے گا اور جو اسے کفن دے تو گویا اس نے اس کی پیدائش سے لے کر اس کی وفات تک اسے کپڑا پہنایا ہے۔ بخدا برادر مومن کی حاجت برآری کرنا خدا کے نزدیک دو مہینہ کے مسلسل روزے رکھنے اور مسجد الحرام میں مسلسل اعتکاف بیٹھنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(ثواب الاعمال)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا: جو شخص کسی اندھے کو کھینچ کر مسجد کی طرف، گھر کی طرف یا کسی اور کام کی طرف لے جائے تو خدائے تعالیٰ اس کے ہر ہر قدم کے اٹھانے اور رکھنے پر اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اس کے اس (اندھے) سے الگ ہونے تک فرشتے اس کے لئے خدا سے رحمت طلب کرتے رہیں گے۔ اور جو کوئی کسی اندھے کی کوئی حاجت برلانے کے لئے چلے یہاں تک کہ اسے پورا کرے تو خدا اسے دو برأتیں عطا کرتا ہے۔ ایک آتش دوزخ سے برأت اور دوسری منافقت سے برأت۔ اور دنیا میں اس کی ستر ہزار حاجتیں پوری کرتا ہے۔ اور اپنے واپس لوٹنے تک وہ خدا کی رحمت میں غوطے لگاتا رہتا ہے۔ اور جو کسی بیمار کے پاس (تیمارداری کے لیے) ایک شب و روز تک قیام کرے تو خدا اسے جناب ابراہیم خلیلؑ کے ساتھ محشور فرمائے گا اور وہ پل صراط سے برق لامع کی مانند گزر جائے گا۔ اور جو کسی بیمار کی حاجت برآری میں سعی و کوشش کرے یہاں تک کہ اسے پورا کرے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح شکم مادر سے نکلا تھا۔ یہاں ایک انصاری شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہؐ! اگر وہ بیمار اس کے اپنے خاندان سے ہو تو بھی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: سب سے زیادہ اجر و ثواب اس شخص کو ملے گا۔ جو اپنے خانوادہ کی حاجت برآری میں کوشش کرے۔ اور جو اپنے اہل و عیال کو ضائع کرے اور قطع رحمی کرے تو خدا جس دن نیک لوگوں کو جزائے خیر دے گا۔ اس دن اسے بہترین جزا سے محروم رکھے گا اور اسے ضائع کرے گا۔ اور جسے خدا ضائع کر دے گا وہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ چکر لگاتا رہے گا جسے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ملے گا۔ اور جو کسی غمزدہ کو قرضہ دے گا اور پھر احسن طریقہ سے اس سے مطالبہ کرے گا تو (اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور) وہ از سر نو عمل کرے گا اور اس کے ہر ہر درہم کے عوض جنت کا ایک قنطار عطا فرمائے گا۔ اور جو شخص اپنے (مومن) بھائی سے دنیا کے غموں سے کوئی رنج و غم دور کرے تو خدا اس پر اس طرح نظر رحمت فرمائے گا کہ جس کی وجہ سے وہ جنت حاصل کرے گا۔ اور اس کے دنیا و آخرت کے رنج و غم دور فرمائے گا اور جو شخص کسی زن و شوہر کے اختلاف کو دور کرنے کے لئے چل کر جائے تو خدا اسے ان ہزار شہیدوں کے برابر اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ جو خدا کی راہ میں شہید کئے گئے ہوں اور اسے ہر ہر قدم کے عوض جو وہ اس سلسلہ میں اٹھائے گا ہر ہر کلمہ کے عوض جو وہ اس سلسلہ میں کہے گا اسے ایک سال کی ایسی عبادت کا ثواب دے گا جس کی راتوں میں جاگ کر خدا کی عبادت کی جائے اور دنوں میں روزہ رکھا جائے۔ (عقاب الاعمال)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ

اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مومن کی حاجت برآری کرے خدا اس کی بہت سی حاجتیں برلاتا ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی (جس طرح اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب ۲۷ از ملابس، باب ۱۵۲ از احکام عشرت میں گزر چکی ہیں)۔

باب ۲۳

ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے فضل وکمال کا اور ان کی حدیثوں کا تذکرہ کرنا مستحب ہے اور ان کے دشمنوں کا تذکرہ کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: ہمارے شیعہ وہ ہوتے ہیں جو آپس میں مہربان ہوتے ہیں۔ اور جب وہ تنہائی میں ہوتے ہیں تو خدا کو یاد کرتے ہیں (پھر فرمایا) جب ہمارا تذکرہ کیا جائے تو وہ خدا کا تذکرہ ہوتا ہے اور جب ہمارے دشمنوں کا تذکرہ کیا جائے تو وہ شیطان کا تذکرہ ہوتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ عباد بن کثیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک قصہ گو کے پاس سے گزرا جو قصہ گوئی کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ یہ وہ مجلس ہے جس میں بیٹھنے والا کبھی بدبخت نہیں ہوسکتا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہائے افسوس! اس نے خطا کی ہے! (پھر فرمایا) کراماً کاتبین کے علاوہ خدا کے کچھ خاص فرشتے ہیں جو زمین میں چلتے پھرتے رہتے ہیں پس جب وہ کسی ایسی قوم کے پاس سے گزرتے ہیں جو سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام کا تذکرہ کر رہے ہوں تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ ٹھہرو۔ چنانچہ وہ بیٹھ جاتے ہیں اور اس سے درسِ بصیرت حاصل کرتے ہیں اور جب وہ (لوگ) اٹھ کر چلے جاتے ہیں تو یہ ان کے بیماروں کی مزاج پرسی کرتے ہیں اور ان کے جنازوں میں شرکت کرتے ہیں اور ان کے غائبوں کی نگہداشت کرتے ہیں۔ یہ وہ مجلس ہے جس میں بیٹھنے والا کبھی شقی و بدبخت نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

۳۔ یزید بن عبدالملک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک دوسرے سے ملاقات کیا کرو کیونکہ ایسا کرنے میں تمہارے دلوں کی حیات ہے اور ہماری حدیثوں کا تذکرہ ہے۔ اور ہماری حدیثیں تم میں سے بعض کو دوسرے بعض پر مہربان بناتی ہیں۔ اگر تم ان پر عمل کرو گے تو راہِ راست اور نجات پا جاؤ گے۔ اور اگر ان کو ترک کرو گے تو گمراہ اور ہلاک ہو جاؤ گے۔ پس تم ان پر عمل کرو اور میں تمہاری نجات کا ضامن

ہوں۔(ایضاً)

۴۔ مستدرک بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آسمان میں کچھ ایسے فرشتے ہیں کہ جب وہ جھانکتے ہیں (اور دیکھتے ہیں کہ) ایک، دو اور تین آدمی آل محمدؐ کی فضیلت بیان کر رہے ہیں تو وہ کہتے ہیں کیا تم ان لوگوں کو دیکھتے ہو کہ باوجودیکہ قلیل ہیں اور ان کے دشمن کثیر ہیں مگر بایں ہمہ وہ آل محمدؐ کے فضائل بیان کر رہے ہیں جب وہ یہ کہتے ہیں تو فرشتوں کا دوسرا گروہ کہتا ہے: ﴿ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوا لْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾۔(ایضاً)

۵۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک ایسا عالم دین جس کے علم سے استفادہ کیا جائے وہ ستر ہزار عابدوں سے افضل ہے۔(ایضاً)

۶۔ ابوالمعزا بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ شیطان اور اس کے انصار و اعوان کے لئے اہل ایمان کی باہمی ملاقات سے بڑھ کر کوئی امر منکر (برا کام) نہیں ہے۔ فرمایا: جب دو مومن آپس میں ملتے ہیں اور خدا کا ذکر کرتے ہیں اور پھر ہم اہل بیتؑ کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے شیطان کے چہرہ کے تمام گوشت پر خراشیں آجاتی ہیں۔ یہاں تک کہ شدتِ رنج و الم سے اس کی روح فریاد کرتی ہے جسے ملائکہ اور خازنانِ جنت محسوس کرتے ہیں اور اس پر لعنت کرتے ہیں۔ پھر ہر ملک مقرب اس پر لعنت کرتا ہے اس طرح وہ خائب و خاسر ہوتا ہے اور اس کی ناک رگڑی جاتی ہے۔(ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علیؑ کا ذکر (خدا کی) عبادت ہے۔(الفقیہ)

۸۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معتب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپؑ داؤد بن سرحان سے فرما رہے تھے کہ اے داؤد! ہمارے موالیوں کو ہمارا اسلام پہنچاؤ۔ اور انہیں بتاؤ کہ میں کہتا ہوں خدا اس بندہ پر رحم فرمائے جو دوسرے بندہ کے ساتھ اکٹھا ہو، اور پھر دونوں مل کر ہمارا ذکر کریں۔ تو ان کے ساتھ تیسرا فرشتہ ہوتا ہے جو ان دونوں کے لئے طلب مغفرت کرتا ہے۔ اور جب دو شخص ہمارے ذکر پر اکٹھے ہوں۔ تو خداوند عالم بزم ملائکہ میں ان پر فخر کرتا ہے۔ پس جب تم اکٹھے ہو تو ہمارا ذکر کیا کرو۔ کیونکہ تمہارے اکٹھا ہونے اور باہمی مذاکرہ کرنے میں ہمارے دین کا احیاء ہے۔ اور ہمارے بعد سب لوگوں سے بہتر وہ ہے جو باہم مل کر ہمارا ذکر کرے اور ہمارے ذکر کی طرف (لوگوں کو) بلائے۔(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۹۔ جناب احمد بن محمد البرقیؒ باسناد خود ابن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے اہل بیتؑ کا ذکر بخار، بیماریوں، وسواس اور شک وشبہ سے شفا (کا باعث) ہے۔ اور ہماری محبت پروردگار کی محبت ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ از احکام عشرت و باب ۹۸ از المزار، اور باب ۴ از جہاد النفس میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

مومن کے دل میں سرور داخل کرنا مستحب ہے اور رنج وغم داخل کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی مومن کو خوش کیا۔ اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے خدا کو خوش کیا۔ (الاصول، مصادقۃ الاخوان)

۲۔ جابر (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی کا اپنے (دینی) بھائی کے سامنے مسکرانا ایک نیکی ہے۔ اور اس سے پریشانی کا دور کرنا بھی ایک نیکی ہے۔ اور مومن کے دل میں سرور داخل کرنے سے بہتر و پسندیدہ تر طریقہ سے خدا کی کوئی عبادت نہیں کی گئی۔ (الاصول)

۳۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ اگر اس نے کسی مومن کو خوش کیا ہے تو صرف اسے ہی خوش کیا ہے بلکہ خدا کی قسم اس نے ہمیں خوش کیا ہے بلکہ خدا کی قسم اس نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کیا ہے۔ (الاصول، مصادقۃ الاخوان)

۴۔ ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص نے کسی مومن کو خوش کیا اس نے گویا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کیا۔ اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کیا۔ اس کی یہ خوشی خدا تک پہنچ جاتی ہے اور اسی طرح جو کسی مومن کو رنج والم پہنچائے اس کی بھی یہی کیفیت ہے (کہ اس نے خدا و مصطفیٰؐ کو رنج پہنچایا ہے)۔ (الاصول)

۵۔ ہشام بن الحکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب اعمال میں سے جو عمل خدا کو

سب سے زیادہ محبوب ہے وہ مومن کو شادکام کرنا ہے یعنی بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا کر یا اس کی پریشانی کو دور کر کے یا اس کا قرضہ ادا کر کے۔ (الاصول، التہذیب، مصادقۃ الاخوان)

۶۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے جناب داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک بندہ ایک ایسی نیکی بجالاتا ہے کہ میں اس کی وجہ سے اس کے لئے جنت مباح کر دیتا ہوں۔ جناب داؤد علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگارا! وہ کون سی نیکی ہے؟ ارشاد ہوا: وہ کسی مومن کو شادکام کرنا ہے۔ اگرچہ ایک دانۂ خرما کے ساتھ ہو۔ اس پر جناب داؤد علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگارا! جو شخص تجھے پہچانتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ تجھ سے کبھی اپنی امید قطع نہ کرے۔

(الاصول، امالی صدوق، ثواب الاعمال)

۷۔ حکم بن مسکین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مومن کو خوش کرے تو خداوند عالم اس خوشی سے ایک مخلوق (مثال) پیدا کرتا ہے جو اس کی موت کے وقت اس کے پاس آ کر اس مومن کو خدا کی کرامت و خوشنودی کی بشارت دیتی ہے۔ پھر جب اسے قبر میں اتارا جاتا ہے تو پھر وہ وہاں آ کر یہی بشارت دیتی ہے۔ اور جب قبر سے مبعوث ہوگا تو پھر وہ آ کر اسے یہی بشارت دے گی۔ اور میدانِ حشر میں مومن جب بھی کوئی ہولناک منظر دیکھے گا تو وہ اسے تسلی دے گی کہ حزن و ملال نہ کر۔ اور اسے خدا کی کرامت و رضوان کی خوشخبری دے گا۔ (یہاں تک کہ خدا اس کا معمولی سا حساب و کتاب لے کر اسے جنت میں داخل کرنے کا حکم دے گا)۔ تب مومن اس سے کہے گا کہ خدا تجھ پر رحم فرمائے تو کون ہے؟ وہ کہے گی: میں وہ سرور ہوں جو تو نے فلاں (مومن) کے دل میں داخل کیا تھا۔ (اس سے خدا نے مجھے خلق کیا تا کہ میں آپ کو بشارت دوں اور تنہائی میں مونس بنوں)۔ (الاصول، ثواب الاعمال، امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۸۔ محمد بن جمہور والیٔ اہواز و فارس والی حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ اس کے عملہ کے بعض (اہل ایمان) نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نجاشی کے دیوان میں میرے نام خراج کی بیس ہزار درہم کی خطیر رقم لکھی ہے۔ اس کے نام مجھے سفارش نامہ لکھ دیں کہ وہ مجھے معاف کر دے۔ امام علیہ السلام نے بسم اللہ کے بعد اسے لکھا: اپنے بھائی کو خوش کر۔ خدا تجھے خوش کرے گا۔ جب امام علیہ السلام کا مکتوب اسے ملا۔ (تو اس نے خط کو چوما اور آنکھوں پر رکھا اور پھر اس سے اس کا کام پوچھا اور اس نے بتایا) تو انہوں نے یہ رقم اپنی گرہ سے ادا کر دی (اور پوچھا: کیا میں نے تمہیں خوش کیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں)۔ پھر اسے سواری دی، غلام دیا۔ کنیز دی اور کپڑے دیئے (اور ہر ہر بار یہ پوچھتا گیا کہ کیا میں نے تمہیں خوش کیا ہے؟ اور وہ شخص جواب میں برابر کہتا

رہا: ہاں۔ میں آپ پر نثار)۔ یہاں تک کہ اس مکان کا فرش فروش بھی اس کے حوالے کر دیا۔ اور مزید برآں اسے یہ بھی کہا کہ آئندہ بھی کوئی کام ہو تو مجھے کہنا۔ اس کے بعد جب وہ شخص امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سارا ماجرا بتایا (کہ نجاشی نے کس طرح ان کے سفارشی رقعہ کی قدر کی؟) تو آپ علیہ السلام سن کر خوش ہونے لگے۔ اس پر اس شخص نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! گویا اس شخص نے میرے ساتھ یہ سلوک کر کے آپ علیہ السلام کو خوش کیا ہے؟ فرمایا: ہاں خدا کی قسم۔ (نہ صرف مجھے بلکہ) خدا اور اس کے رسول کو بھی خوش کیا ہے۔ (الاصول)

۹۔ ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ مومن کا حق مومن پر کیا ہے؟ فرمایا: وہ (بیان) سے بہت بڑا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں پورے حقوق بیان کر دوں تو تم کہیں انکار نہ کر دو۔ (پھر فرمایا) مومن جب قبر سے نکلے گا تو اس کے ساتھ ایک مثال بھی برآمد ہوگی جو اسے خدا کی کرامت و سرور کی بشارت دے گی۔ (تا آخر روایت نمبر ۷ بتفاوت یسیر)۔ (ایضاً)

۱۰۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اس نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ (جو لوگ مومنین و مومنات کو اذیت پہنچاتے ہیں بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی جرم کیا ہو وہ بہتانِ جسیم اور گناہِ عظیم کے مرتکب ہوئے ہیں)۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کسی مومن کو خوش کرے اس کا اجر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: دس نیکیاں! امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں بخدا (یہ بھی) اور ہزار در ہزار (دس لاکھ) نیکیاں بھی۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مومن کو خوش کرے تو خدا اسے قیامت کے دن خوش کرے گا! اور اس سے کہا جائے گا کہ تو جو چاہتا ہے وہ خدا سے طلب کر! کیونکہ تو دارِ دنیا میں خدا کے دوستوں کو خوش کرتا تھا۔ پس وہ جو کچھ چاہے گا خدا اسے عطا فرمائے گا۔ اور مزید برآں اسے جنت کی وہ نعمتیں عطا فرمائے گا جو کبھی اس کے دل میں بھی نہیں گزری ہوں گی۔ (ثواب الاعمال)

۱۲۔ ربیع بن صبیح مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس طرح اپنے برادر (مومن) سے ملاقات کرے کہ اسے خوش کر دے تو قیامت کے دن خدا اسے خوش کرے گا اور جو اس طرح اپنے بھائی سے ملاقات کرے کہ اسے رنج پہنچائے تو قیامت کے دن خدا اسے رنج پہنچائے گا۔ (ایضاً)

۱۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، فرمایا: جو شخص کسی مومن کو شاد کام کرے تو اس نے گویا خدا کو

شاد کام کیا ہے اور جو کسی مومن کو اذیت پہنچائے تو اس نے گویا خدا کو عرشِ علا پر اذیت پہنچائی ہے اور خدا اس سے انتقام لے گا۔ (المقنع)

۱۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب اعمال سے خدا کو زیادہ محبوب کون سا عمل ہے؟ فرمایا: مسلمان کو خوش کرنے کی پیروی! عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! مسلمان کو خوش کرنے کی پیروی کیا ہے؟ فرمایا: بھوکے کو شکم سیر کر کے کھانا کھلانا، اس کے ہم و غم کو دور کرنا اور اس کا قرض ادا کرنا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸۰ و ۸۴ از احکامِ عشرت، باب ۱۷ از امر بالمعروف، اور باب ۲۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۵ و ۲۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

مومن کی حاجت برآری کرنا اور اس میں اہتمام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جو شخص (دنیا میں) اپنے برادر مومن کی حاجت برآری کرے تو خدا قیامت کے دن اس کی ایک لاکھ حاجتیں برلائے گا۔ ان میں پہلی حاجت جنت کا عطا کرنا ہے اور منجملہ ان کے ایک اپنے رشتہ داروں، جاننے پہچاننے والوں اور بھائیوں کا جنت میں داخل کرنا ہے۔ بشرطیکہ وہ ناصبی (دشمن اہل بیتؑ) نہ ہوں۔ (الاصول، مصادقۃ الاخوان)

۲۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے کچھ ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جسے ہمارے فقیر و نادار شیعوں کے کام کرنے کے لئے منتخب کیا ہے تا کہ اس طرح ان کو اجر و ثواب عطا فرمائے۔ پس اگر تجھ سے ہو سکے تو اس مخلوق سے بننے کی کوشش کر۔ (الاصول)

۳۔ بکر بن محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی حاجت برآری کرتا ہے تو اسے خدا ندا کرتا ہے کہ تیرا ثواب میرے ذمہ ہے۔ اور میں جنت سے کم تر جزاء پر راضی نہیں ہوں گا۔ (الاصول، ثواب الاعمال، قرب الاسناد)

۴۔ اسماعیل بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا مومن مومن کے لئے رحمت ہے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: کس طرح؟ فرمایا: جو کوئی مومن کسی کام کے سلسلہ میں کسی مومن کے پاس جائے تو یہ خدا کی رحمت ہے۔ جو اس نے اس کے پاس بھیجی ہے! پس اگر اس نے اس کی حاجت برآری کر دی تو اس نے خدا کی اس رحمت کو قبول کر لیا۔ اور اگر حاجت برآری کی قدرت رکھتے ہوئے اس کا کام نہیں کیا تو پھر اس نے خدا کی اس رحمت کو رد کر دیا ہے جو اس نے اس کی طرف بھیجی تھی اور (اگر اسے رد نہ کرتا تو اس نے) اسے قیامت تک ذخیرہ کرنا تھا اور پھر روزِ قیامت اسی مومن نے اس کا فیصلہ کرنا تھا کہ اسے اپنے پاس رکھے یا کسی اور کو دے دے............۔ (یہاں تک کہ فرمایا) یقین رکھ کہ وہ اسے اپنی ذات سے نہ پھیرتا۔ اے اسماعیل! جس شخص کے پاس اس کا برادرِ مومن کوئی حاجت لے کر آئے اور وہ اس کی مطلب برآری پر قدرت رکھتے ہوئے نہ کرے تو خدا (اس کی قبر میں) اس پر ایک ناگ مسلط کرے گا جو قیامت تک اس کے انگوٹھے پر ڈستا رہے گا۔ خواہ وہ بخشا ہوا ہو یا معذب ہو۔ (الاصول، عقاب الاعمال)

۵۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے بھائیوں کے ساتھ بھلائی کرنے میں رغبت کرو اور اس نیکی کے اہل میں سے ہو۔ کیونکہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کا نام ''معروف'' ہے جس سے صرف وہ لوگ داخل ہوں گے جنہوں نے دارِ دنیا میں (بھائیوں سے) بھلائی کی ہوگی۔ فرمایا: جب کوئی مومن اپنے برادرِ مومن کی حاجت برآری کے لئے چلتا ہے تو خداوند عالم دو فرشتوں کو اس کے ساتھ موکل کر دیتا ہے۔ ایک اس کی دائیں جانب اور دوسرا اس کی بائیں جانب۔ جو اس کے لئے خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اس کی حاجت برآری کے لئے دعا کرتے ہیں پھر فرمایا: خدا کی قسم جب کسی (مومن) کی حاجت پوری کی جائے تو اس سے زیادہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شادکام ہوتے ہیں۔ (الاصول)

۶۔ عقبہ بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں عثمان بن عمران سے فرمایا: اے عثمان! اگر تجھے معلوم ہوتا کہ خدا کے نزدیک مومن کی کیا منزلت ہے؟ تو پھر کبھی اس کی حاجت برآری میں سُستی نہ کرتا۔ اور جو کسی مومن کو شادکام کرتا ہے تو وہ گویا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شادکام کرتا ہے۔ اور مومن کی حاجت پوری کرنا جنون (دیوانگی)، جذام (کوڑھ) اور برص (پھلبھری) کو دور کرتا ہے۔ (الفروع)

۷۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میرے بندوں میں سے کچھ ایسے بندے ہیں جو ایک مخصوص نیکی سے میرا قرب حاصل کرتے ہیں۔ جس

کی وجہ سے میں ان کو جنت میں حاکم بناتا ہوں (کہ وہ جسے چاہیں اس میں داخل کریں)۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگارا! وہ کون سی نیکی ہے؟ فرمایا: ایک (مومن کا) اپنے برادرِ مومن کی حاجت برآری کے لئے اس کے ساتھ چلنا۔ خواہ وہ پوری ہو یا نہ ہو۔ (الاصول)

۸۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر یعنی یحییٰ بن قاسم اسدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آبا و اجداد علیہم السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے برادرِ مومن کی حاجت برآری کرے تو وہ اس شخص کی مانند ہوگا جس نے تمام عمر خدا کی عبادت کی ہو۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی حاجت بر لائے تو خدا اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے، دس برائیاں مٹاتا ہے، دس درجے بلند کرتا ہے اور اسے اس دن اپنے سایہ (رحمت) میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (مصادقۃ الاخوان)

۱۰۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد بزرگوار علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اہل ایمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ اس لئے وہ ایک دوسرے کی حاجت برآری کرتے ہیں اور میں قیامت کے دن ان کی حاجت برآری کروں گا۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: قیامت کے دن ایک ایسے بندہ کو (مقام حساب میں) روکا جائے گا جس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی۔ اس سے کہا جائے گا کہ اپنی کوئی نیکی یاد کر۔ وہ کہے گا: مجھے اور تو اپنی کوئی نیکی یاد نہیں سوائے اس کے کہ ایک بار تیرا فلاں بندۂ مومن میرے پاس سے گزرا تھا۔ اور اس نے مجھ سے وضو کے لئے پانی مانگا تھا۔ چنانچہ میں نے اسے پانی دیا تھا جس سے اس نے وضو کرکے نماز پڑھی تھی۔ اس پر خدا اس بندۂ مومن کو طلب فرمائے گا اور اسے وہ واقعہ یاد دلائے گا اور وہ عرض کرے گا: ہاں پروردگارا! یہ درست ہے! تب خداوند عالم فرمائے گا: میں نے تجھے بخش دیا۔ (پھر فرشتوں کو حکم دے گا کہ) میرے اس بندہ کو جنت میں داخل کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ از مقدمۃ العبادات، باب ۱۱ و ۱۸ از احتضار، باب ۷ از مماتجب فیہ الزکوٰۃ، باب ۴۷ از صدقہ، باب ۱۲۲ از احکام عشرت، باب ۹۶ از جہاد النفس، باب ۲۸ از امر بالمعروف اور یہاں باب ۲۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶، ۲۸، ۳۷ اور ۳۹ میں)

بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

مومن کی حاجت برآری کو دوسرے تقرّبِ الٰہی کے کاموں پر حتیٰ کہ غلام آزاد کرنے، طواف کرنے اور مستحبی حج کرنے پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صدقۂ احدب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن کی (ایک) حاجت برلانا ایک ہزار غلام آزاد کرنے، اور راہ خدا میں ایک ہزار گھوڑے دینے سے بہتر ہے۔ (الاصول، مصادقۃ الاخوان)

۲۔ ابوالصباح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی بندۂ مومن کی حاجت پوری کرنا خدا کے نزدیک ایسے بیس حجوں سے زیادہ پسندیدہ ہے جن میں سے ہر حج میں ایک لاکھ (درہم) خرچ کیا جائے۔ (لاصول)

۳۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس خانۂ کعبہ کے اردگرد ایک طواف کرے تو خداوند عالم اس کے (نامۂ اعمال میں) چھ ہزار نیکیاں لکھتا ہے، چھ ہزار برائیاں مٹاتا ہے۔ اور چھ ہزار درجے بلند کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ملتزم کے پاس پہنچتا ہے تو خداوند عالم اس کے لئے جنت کے ساتوں دروازے کھول دیتا ہے۔ راوی نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں! یہ سب فضیلت طواف میں ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر فرمایا: آیا تجھے وہ عمل بتاؤں جو اس سے بھی افضل ہے؟ ایک مسلمان کی حاجت برآری کرنا افضل ہے طواف سے، طواف سے۔ یہاں تک کہ دس طواف تک پہنچ گئے۔ (ایضاً)

۴۔ ابراہیم خارقیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص خدا کا اجر و ثواب طلب کرتے ہوئے اپنے برادرِ مومن کی حاجت برآری کے لئے چل کر جائے یہاں تک کہ اس کی حاجت برآری پوری ہو جائے۔ تو خداوند عالم اس کے نامۂ اعمال میں اس مبرور و مقبول حج و عمرہ کا ثواب لکھتا ہے جو اشہر حج میں کیا جائے اور ان دو مہینوں کے روزوں کا ثواب درج کرتا ہے جو محترم مہینوں میں رکھے جائیں۔ اور ان دو مہینوں کے اعتکاف کا ثواب لکھتا ہے جو مسجد الحرام میں کیا جائے۔ اور جو اس حاجت میں (خالص) نیت کے ساتھ چل کر جائے مگر وہ حاجت پوری نہ ہو سکے تو اس کے لئے ایک حج مقبول کا ثواب لکھتا ہے۔ پس (اس) نیکی میں رغبت کرو۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالاعز نخاس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ مومن کی ایک حاجت پوری کرنا اس ایک مبرور حج سے افضل ہے جو اپنے تمام مناسک کے ساتھ بجالائی جائے اور وہ مقبول بھی ہو۔ اور خلوصِ نیت سے ایک ہزار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے اور راہِ خدا میں ایک ہزار زین و لگام والے گھوڑے پیش کرنے سے برتر ہے۔ (الامالی)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: ایک مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی کی حاجت برآری کے لئے چلنا خانۂ کعبہ کے اردگرد طواف کرنے سے افضل ہے۔ (مصادقة الاخوان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے طواف وغیرہ میں (باب ۷ از ما تجب فیہ الزکوٰۃ اور باب ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ از طواف اور یہاں باب ۲۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

مومن کی حاجت برآری کی کوشش کرنا مستحب ہے خواہ پوری ہو یا نہ ہو؟

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مروان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی کے اپنے مومن بھائی کی حاجت برآری کے لئے چلنے پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس برائیاں مٹائی جاتی ہیں۔ اور اس کے دس درجے بلند کئے جاتے ہیں۔ اور کہا: مجھے یاد پڑتا ہے کہ فرمایا: یہ عمل دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور ایک مہینہ کے اس اعتکاف سے افضل ہے جو مسجد الحرام میں بیٹھ کر کیا جائے۔ (الاصول، کتاب المقنع للصدوقؒ)

۲۔ معمر بن خلاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ زمین میں خدا کے کچھ ایسے خالص بندے بھی ہیں جو لوگوں کی حاجت برآری کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ یہی لوگ قیامت کے دن امان پانے والے ہیں۔ (پھر فرمایا) اور جو شخص کسی مومن کو شادکام کرے گا خدا اس کے دل کو قیامت کے دن خوش کرے گا۔ (الاصول، مصادقة الاخوان)

۳۔ ابوعبیدۂ حذاء حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت برآری کے لئے چلے تو خداوند عالم اس پر پچھتر ہزار فرشتوں کے ذریعہ سایہ کرے گا۔ اور اس سلسلہ میں اس کے

ہر ہر قدم اٹھانے پر اس کے لئے ایک نیکی لکھے گا، ایک برائی مٹائے گا اور ایک درجہ بلند کرے گا۔ اور جب اس کی حاجت برآری سے فارغ ہوگا تو خدائے عزوجل اس کے لئے حج وعمرہ ادا کرنے والوں کے برابر ثواب لکھے گا۔ (ایضاً)

۴۔ جمیل بن درّاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی آدمی کے اپنے بھائی پر اعتماد کرنے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ اپنا کام لے کر اس کے پاس جائے۔ (الاصول)

۵۔ ابراہیم بن عمر الیمانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کوئی مومن اپنے مومن بھائی کی حاجت برآری کے لئے چل کر جائے تو خداوند عالم اس کے ہر ہر قدم پر اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے، ایک برائی مٹاتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کے لئے مزید دس نیکیاں لکھتا ہے اور دس حاجتوں میں اس کی سفارش قبول کرتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ ابوایوب خزاز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا کی خوشنودی کی خاطر اپنے مسلمان بھائی کی حاجت برآری میں کوشش کرے۔ تو خدا اس کے لئے ہزار در ہزار نیکیاں لکھتا ہے جن میں سے اس کے عزیز و اقارب، جان پہچان والوں، پڑوسیوں اور بھائیوں اور دارِ دنیا میں اس کے ساتھ بھلائی کرنے والے لوگوں کی بخشش بھی شامل ہے۔ اور جب قیامت کا دن ہوگا تو اس سے کہا جائے گا کہ دوزخ میں داخل ہو۔ اور وہاں دیکھ کہ اگر اس میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے دنیا میں تیرے ساتھ کوئی بھلائی کی تھی تو اسے باذن اللہ وہاں سے نکال لے۔ مگر یہ کہ وہ ناصبی (دشمن اہل بیتؑ) ہو۔ (الاصول، مصادقۃ الاخوان)

۷۔ ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے کہ یہ مخلوق میری عیال ہے۔ پس ان سب سے مجھے زیادہ محبوب وہ ہے جو ان سے زیادہ لطف و مدارا کرتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر ان کی حاجت برآری میں کدوکاوش کرتا ہے۔ (الاصول)

۸۔ ابوعمارہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ بنی اسرائیل کا کوئی عابد جب عبادت کرتے کرتے اس کی انتہا تک پہنچ جاتا تھا تو وہ لوگوں کی حاجت برآری میں بہت چلنے لگتا تھا۔ اور ان کی اصلاحِ احوال کی خاطر زحمت برداشت کرتا تھا۔ (ایضاً)

۹۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ مدنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب تک کوئی بندہ اپنے مسلمان بھائی کی حاجت میں کوشاں رہتا ہے تب تک خداوند عالم اسکی حاجت میں کوشاں رہتا ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲۲ از احکامِ عشرت میں اور یہاں باب ۱۵ و۲۲ و۲۵ و۲۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

مومن کی حاجت برآری میں کدوکاوش کرنے کو غلام آزاد کرنے، مستحبی حج وعمرہ ادا کرنے، اعتکاف بیٹھنے اور طواف کرنے پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود صدقہ سے اور وہ اہل صنوان میں سے ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں اپنے برادر مسلمان کی حاجت برآری کے لئے جاؤں (کوشش کروں) تو یہ بات مجھے ایک ہزار غلام آزاد کرنے اور راہِ خدا میں ایک ہزار زین و لگام سمیت گھوڑے دینے سے زیادہ پسند ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت برآری کی کوشش کرے۔ اور خدا اس کے ذریعے سے اسے پورا کردے تو خداوند عالم اس کے نامۂ اعمال میں ایک حج وعمرہ اور مسجد میں دو مہینے کے اعتکاف اور ان مہینوں کے روزوں کا ثواب درج کر دیتا ہے اور اگر وہ کوشش تو کرے مگر اس کے ذریعہ سے اس کا وہ کام انجام نہ پاسکے تو پھر اس کے لئے حج وعمرہ کا ثواب لکھتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ مکہ کا رہنے والا میمون نامی ایک شخص حاضر ہوا۔ اور کرایہ کے نہ ہونے کی شکایت کی۔ امام علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ اٹھ اور اپنے بھائی کی اعانت کر۔ چنانچہ میں اس کے ہمراہ گیا۔ اور خدا نے اس کے کرایہ کا انتظام کر دیا۔ اس کے بعد میں اپنی جگہ واپس آ گیا۔ امام علیہ السلام نے پوچھا: تو نے اپنے بھائی کے کام کا کیا کیا؟ عرض کیا: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہو جائیں، خدا نے اس کا کام کر دیا ہے۔ فرمایا: آگاہ باش! اگر تو اپنے مسلمان بھائی کی اعانت کرے تو یہ خانۂ خدا کے سات طوافوں سے بہتر ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک شخص حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہو جائیں، میری حاجت برآری میں میری اعانت کریں! امام علیہ السلام نے جوتا پہنا اور اس کے ہمراہ چل پڑے۔ اس اثناء میں وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس سے گزرے جو کہ نماز پڑھ رہے تھے۔ امام (حسن علیہ السلام) نے فرمایا: تو نے امام حسین علیہ السلام سے اپنے کام کا کیوں تذکرہ نہیں کیا؟ اس نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان! میں نے عرض کیا تھا مگر وہ اعتکاف میں بیٹھے

ہوئے تھے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ تیرا یہ کام کرتے تو ان کے لئے ایک مہینہ کے اعتکاف سے بہتر ہوتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹
مومن کے رنج وغم کو دور کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے غم زدہ مومن بھائی کی اس کی زحمت کے وقت فریاد رسی کرے، اس کے رنج والم کو دور کرے اور اس کی حاجت برآری میں اس کی اعانت کرے تو خدا اس کے لئے اپنی بہتر (۷۲) رحمتیں لکھتا ہے جن میں سے ایک جلدی عطا کرتا ہے جس سے اس کی معاش کی اصلاح کر دیتا ہے۔ اور اکہتر (۷۱) کو قیامت کی ہولناکیوں کے لئے ذخیرہ کرتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ ذریح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو کسی غریب و نادار مومن کے رنج وغم کو دور کرے تو خدا دنیا و آخرت میں اس کی حاجتیں آسان کرتا ہے اور جو شخص کسی مومن کی لغزش کی پردہ پوشی کرے تو خدا دنیا و آخرت میں اس کی ستر (۷۰) لغزشوں پر پردہ ڈالے گا۔ فرمایا: خدا اس وقت تک ایک بندۂ مومن کی مدد میں ہوتا ہے جب تک وہ اپنے مومن کی مدد میں ہوتا ہے۔ پس نصیحت سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور نیکی میں رغبت کرو۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

۳۔ اس روایت کو حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس طرح نقل کیا ہے مگر اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ جو کوئی مومن کسی مومن سے کوئی رنج وغم دور کرے تو خدا دنیا و آخرت میں اس کے ستر (۷۰) رنج وغم دور کرتا ہے۔ تا آخر حدیث۔ (ثواب الاعمال)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع ابو سیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو کسی مومن کے غم کو دور کرے خدا اس کی آخرت کے غموں کو دور فرمائے گا اور وہ اس حالت میں قبر سے برآمد ہوگا۔ کہ اس کا دل ٹھنڈا ہوگا۔ اور جو اسے بھوک میں کھانا کھلائے، خدا اسے جنت کے پھل کھلائے گا۔ اور جو اسے پانی کا گھونٹ پلائے تو خدا اسے مہر زدہ شراب

طہور پلائے گا (الاصول، ثواب الاعمال)

۵۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مومن کی اعانت کرے خدا اس سے تہتر (۷۳) قسم کے رنج و الم دور فرمائے گا ایک دنیا میں اور بہتر (۷۲) آخرت میں اس کی سخت پریشانی کے وقت جب لوگ اپنے اپنے نفسوں میں مشغول ہوں گے۔ (الاصول)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حدیث مناہی میں فرمایا: جو شخص کسی مومن کے ایک رنج کو دور کرے تو خداوند عالم اس سے آخرت کے بہتر (۷۲) رنج اور دنیا کے بہتر (۷۲) رنج دور فرمائے گا جن میں سے کمترین رنج مغفرت کا ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ اشبد بن حنیرہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی فریاد رسی کرے یہاں تک کہ اسے اس کے ہم و غم سے نکالے تو خداوند عالم اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے، دس درجے بلند کرتا ہے، اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے، اس سے دس قسم کا عذاب دور کرتا ہے اور قیامت کے دن اس کے لئے دس سفارشیں مہیا کرتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

۸۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ کلام نقل کرتے ہیں فرمایا: دو بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ یہ ہے کہ مصیبت زدہ آدمی کی فریاد رسی کی جائے اور غمزدہ کا غم دور کیا جائے۔ (نہج البلاغہ)

۹۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے زبور میں پڑھا ہے کہ اس میں لکھا ہے: اے داؤدؑ! جو کچھ میں کہتا ہوں وہ سن اور میں جو کچھ کہتا ہوں وہ حق ہے۔ جو شخص میرے پاس ایک نیکی لے کر آئے گا تو میں اسے اس کی وجہ سے جنت میں داخل کر دوں گا۔ جناب داؤد علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگارا! وہ نیکی کیا ہے؟ فرمایا: ایک بندۂ مسلمان کے رنج و غم کو دور کرنا۔ اس پر جناب داؤد علیہ السلام نے کہا: یا اللہ! جو شخص تجھے پہچانتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ اپنی امید تجھ سے قطع نہ کرے۔

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ از مقدمۃ العبادات، باب ۴۷ از صدقہ، باب ۱۲۲ از احکام عشرت، باب ۹۶ از جہاد نفس، باب ۴۱ از امر بالمعروف میں اور یہاں سابقہ ابواب میں بالخصوص باب ۲۲ و ۲۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

مومن کے ساتھ مہربانی اور نوازش کرنا اور اسے تحفے تحائف پیش کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سعدان بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کے چہرہ سے تنکا (پریشانی) دور کرے تو خدا اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے۔ اور جو اپنے (ایمانی) بھائی کے سامنے مسکرائے گا اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ (الاصول)

۲۔ جمیل بن دراج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے (دینی) بھائی سے کہے: ﴿مرحبًا﴾ (خوش آمدید) تو خدا قیامت تک اس کے لئے مرحبا لکھتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ زید بن ارقم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میری امت کا جو شخص اپنے بھائی سے کوئی مہربانی کرے تو خدا اس کے ساتھ خدّامِ جنت کے ذریعہ سے مہربانی فرمائے گا۔

(الاصول، ثواب الاعمال)

۴۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آیا کوئی مومن اپنے (مومن) بھائی کو ایک خاص تحفہ دیتا ہے؟ راوی نے عرض کیا: وہ تحفہ کیا ہے؟ فرمایا: کوئی تکیہ، کوئی طعام یا کوئی کپڑا پیش کرنا یا (کم از کم) سلام میں پہل کرنا۔ تو جنت اسے معاوضہ دینے کے لئے بلند ہوتی ہے۔ اور خدا اسے وحی کرتا ہے کہ میں نے دنیا میں نبیؐ اور اس کے وصی کے سوا باقی تمام اہل دنیا پر تیرا طعام حرام قرار دیا ہے۔ ہاں جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا اسے وحی فرمائے گا کہ آج میرے دوستوں کو ان کے تحفوں کا معاوضہ ادا کر! تو اس وقت اس سے کچھ خدمت گزار غلام اور کنیزیں برآمد ہوں گی جن کے ہاتھوں میں کچھ طبق ہوں گے جو موتیوں کے رومالوں سے ڈھانپے ہوئے ہوں گے۔ پس جب وہ لوگ جہنم اور اس کی ہولناکیوں اور جنت اور اس کی نعمتوں پر نگاہ کریں گے تو ان کی عقلیں اڑ جائیں گی اور وہ کھانے پینے سے رک جائیں گے۔ اس وقت عرش سے آواز آئے گی کہ خداوند عالم نے اس شخص پر جہنم حرام قرار دی ہے جو جنت کا طعام کھائے گا تب وہ لوگ ہاتھ بڑھائیں گے اور (جنتی طعام) کھائیں گے۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے سابقہ ابواب میں عموماً اور بالخصوص باب ۲۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

مومن کا اکرام واحترام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے پاس اس کا مسلمان بھائی جائے اور وہ اس کا اکرام کرے تو اس نے گویا خدا کا اکرام کیا ہے۔(الاصول)

۲۔ عبداللہ بن جعفر بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے مومن بھائی کا مہربانی کے ایک کلمہ کے ساتھ اور اس کے رنج وغم کا ازالہ کرکے احترام کرے تو وہ برابر خدا کے اس سایۂ رحمت میں رہتا ہے جو اس کے سر پر دراز ہے۔

(الاصول، ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۷ و۱۲۲ و۱۴۶ و۱۴۷ از احکام عشرت، باب ۴ از جہاد النفس اور یہاں سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۹ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

مومن کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا اور نیکی کے کام میں اس کے ساتھ تعاون کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل (بن دراج) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ منجملہ ان چیزوں کے جن کے ساتھ خدا نے مومن کو مخصوص کیا ہے۔ایک یہ ہے کہ وہ اسے اپنے (مومن) بھائیوں کی بھلائی کی معرفی کراتا ہے۔اگرچہ وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔اور نیکی زیادتی کے ساتھ نہیں ہے۔(بلکہ خلوص کے ساتھ ہے)۔چنانچہ خداوند عالم اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود ان کو ضرورت ہوتی ہے)۔پھر فرمایا: ﴿وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (جو اپنے نفس کے بخل سے بچایا جائے وہی کامیاب ہونے والے ہیں)۔اور خدا جس (بندہ) کو اس حالت میں پہنچائے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہو۔اور خدا جس بندہ سے محبت کرے گا اسے قیامت کے دن بلا

حساب پورا پورا اجر عطا فرمائے گا۔ پھر فرمایا: اے جمیل! اس حدیث کو اپنے بھائیوں کے لئے نقل کرو۔ کیونکہ اس میں نیکی کی رغبت دلائی گئی ہے۔ (الاصول)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے اسحاق! جس قدر ہوسکتا ہے میرے دوستوں سے بھلائی کرو۔ کیونکہ جب بھی کوئی مومن کسی مومن سے بھلائی کرتا ہے اور جب بھی اس کی اعانت کرتا ہے تو وہ ابلیس کے (مکروہ) چہرہ پر خراش لگا کر کرتا ہے اور اس کے دل کو زخمی کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا رحم فرمائے اس بیٹے پر جو نیکی کے کام پر اپنے والد کی اعانت کرے، خدا رحم فرمائے اس باپ پر جو نیکی پر اپنے بیٹے کی مدد کرے۔ خدا رحم فرمائے اس پڑوسی پر جو نیکی میں اپنے پڑوسی کی اعانت کرے۔ خدا رحم فرمائے اس دوست پر جو نیکی پر اپنے دوست کی اعانت کرے، خدا رحم فرمائے اس ساتھی پر جو نیکی پر اپنے ساتھی کی مدد کرے۔ اور خدا رحم فرمائے اس شخص پر جو نیکی کے کام میں اپنے حاکم کی اعانت کرے۔ (ثواب الاعمال و الآمالی)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود بکر بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اکثر و بیشتر ہمیں نیکی اور صلہ (رحمی) کرنے کی وصیت کیا کرتے تھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ از مقدمۃ العبادات، باب ۴، ۱۰۴ و باب ۱۲۲ از احکام عشرت و باب ۹ و ۴۷ از جہاد النفس، باب ۱ از امر بالمعروف اور یہاں باب ۱ اور ۱۱ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

مومن کی پردہ پوشی کرنا اور جو کوئی اس کی طرف کسی برائی کی نسبت دے اس کو جھٹلانا واجب ہے جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن پر واجب ہے کہ مومن کے ستر (۷۰) گناہانِ کبیرہ پر پردہ ڈالے۔ (الاصول)

۲۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ کلام نقل کرتے ہیں، فرمایا: ایہا الناس! جو شخص اپنے بھائی کے دینی وثوق اور

اس کے راہِ راست پر ہونے کو جانتا ہو۔ تو وہ ہرگز اس کے بارے میں لوگوں کی باتیں نہ سنے۔ کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تیر انداز تیر چلاتا ہے مگر تیر چوک جاتا ہے۔ اور کوئی کلام بنایا جاتا ہے مگر باطل ہلاک ہو جاتا ہے۔ خدا سننے والا ہے اور حاضر و ناظر ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ حق اور باطل میں صرف چار انگل کا فاصلہ ہے۔ یہاں جناب علیہ السلام نے اپنی انگلیاں بند کر کے اپنے کان اور آنکھ کے درمیان رکھیں اور پھر فرمایا: باطل یہ ہے کہ تو کہے کہ میں نے سنا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ تو کہے کہ میں نے دیکھا ہے۔ (نہج البلاغہ)

۳۔ نیز فرمایا: یہ عدل و انصاف نہیں ہے کہ وثوق کے خلاف صرف گمان پر فیصلہ کیا جائے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز فرمایا: اس کلمہ کو جو تمہارے بھائی (کے منہ) سے نکلا ہے۔ اس کے بارے میں بدگمانی نہ کرو۔ جب تک اچھائی پر اس کے محمول کرنے کی گنجائش ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب العشرت وغیرہ (جیسے باب ۲۱ اور ۲۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

اپنے جاہ و جلال وغیرہ سے مسلمانوں کی خدمت اور اعانت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صالح بن ابو الاسود سے اور وہ مرفوعاً ابو المعتمر (ابو المعزا، ن د) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مسلمان کسی مسلمان قوم کی خدمت کرے تو ان لوگوں کی تعداد کے برابر خدا اسے جنت میں خادم عطا فرمائے گا۔ (الاصول)

۲۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ باسناد خود حماد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے قرآن میں تحمّل کو فرض قرار دیا ہے! راوی نے عرض کیا: تحمّل کیا ہے؟ فرمایا: اگر تمہارا منہ ملاحظہ تمہارے دینی بھائی سے زیادہ ہو تو اسے اس کی حاجت برآری کے لئے) کوئی حیلہ بناؤ۔ (تفسیر قمی)

۳۔ بعض حضرات مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے تم پر تمہارے جاہ و جلال کی زکوٰۃ اسی طرح فرض کی ہے جس طرح تمہارے مملوکہ مال کی زکوٰۃ فرض کی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے آداب سفر (باب ۴۶) وغیرہ (جیسے باب ۸۰ از جہاد النفس میں) گزر چکی ہیں (اور کچھ اس کے بعد جیسے باب ۸ از قضا میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ)۔

باب ۳۵

خلوصِ نیت سے مومن کو نصیحت کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن ابو منصور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن پر مومن کو نصیحت کرنا واجب ہے۔(الاصول)

۲۔ معاویہ بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن پر مومن کو اس کے حضور و غیاب میں نصیحت کرنا واجب ہے۔(ایضاً)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی ایک شخص اپنے بھائی کو اسی طرح (خلوصِ نیت سے) نصیحت کرے جس طرح اپنے آپ کو کرتا ہے۔(ایضاً)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن خدا کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قدر و منزلت اس شخص کی ہوگی جس نے اس کی زمین پر سب سے زیادہ چل کر اس کی مخلوق کو نصیحت کی ہوگی۔(ایضاً)

۵۔ سفیان بن عینیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ تم پر لازم ہے کہ محض خدا کی خوشنودی کی خاطر مخلوق کو نصیحت کرو۔ کیونکہ تم اس سے بہتر عمل کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہوگے۔(ایضاً)

۶۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود تمیم داری سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دین نصیحت ہی ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کس کے لئے؟ فرمایا: خدا کے لئے، اس کے رسول کیلئے، ائمہ دین کے لئے اور جماعت مسلمین کیلئے۔(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۶ میں) بیان کی جائینگی (جس طرح کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب ۲۳ و ۱۲۲ از احکامِ عشرت اور یہاں باب ۲۱ میں گزر چکی ہیں)۔

باب ۳۶

مومن کو نصیحت نہ کرنا نیز ایک دوسرے کو نصیحت نہ کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو حفص اعشی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص (بظاہر) اپنے بھائی کی حاجت برآری میں کوشش تو کرے مگر اسے خالص نصیحت نہ کرے تو اس نے خدا اور رسولؐ سے خیانت کی ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ اگر ہمارے اصحاب میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے کسی کام میں مدد طلب کرے اور وہ اس میں اپنی پوری کوشش صرف نہ کرے تو اس نے خدا و رسولؐ سے اور جملہ اہل ایمان سے خیانت کی ہے! راوی نے عرض کیا کہ آپؑ کی ''مومنین'' سے مراد کون سی ہستیاں ہیں؟ فرمایا: حضرت امیرؑ سے لے کر آخری امامؑ تک۔ (ایضاً)

۳۔ ابوجمیلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص (اپنے مومن) بھائی کی حاجت برآری کے سلسلہ میں چلے تو ضرور مگر پھر اسے (مخلصانہ) نصیحت نہ کرے۔ تو وہ اس شخص کی مانند ہوگا جو خدا اور اس کے رسولؐ سے خیانت کرے اور خدا ایسے شخص کا دشمن ہوگا۔

(الاصول، عقاب الاعمال، المحاسن)

۴۔ حسین بن عمر بن یزید اپنے باپ (عمر) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے بھائی سے مشورہ طلب کرے اور وہ (اپنی دانست کے مطابق) اسے خالص رائے نہ دے تو خدا اس سے اصابت رائے چھین لے گا۔ (الاصول، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں فرمایا: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۷

ضرورت کے وقت مومن کی اعانت نہ کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک گروہ کے پاس زائد از ضرورت مال موجود ہے اور ان کے (دینی) بھائیوں کو سخت مالی ضرورت ہے اور ان کے لئے زکوٰۃ کافی نہیں ہے۔ آیا یہ جائز ہے کہ وہ (مالدار) پیٹ بھر کر روٹی کھائیں۔ اور وہ (ان کے غریب بھائی) بھوکے رہیں؟ کیونکہ زمانہ بڑا سخت ہے!؟ فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے تنہا چھوڑتا ہے۔ اور نہ ہی اسے محروم کرتا ہے پس مسلمانوں پر

اس معاملہ میں جدو جہد کرنا، باہمی وصل کرنا اور ایک دوسرے کی اعانت کرنا اور صاحبانِ ضرورت سے مواسات (ہمدردی کرنا) اور عطوفت و مہربانی کرنا لازم ہے۔ تاکہ اس طرح ہو جاؤ جس طرح خدا نے حکم دیا ہے کہ مومن باہم مہربان اور ایک دوسرے پر رحم و کرم کرنے والے ہوتے ہیں۔ (الفروع)

۲۔ حسین بن امین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی اعانت کرنے اور اس کی حاجت برآری میں بخل سے کام لے اور اس سے مواسات نہ کرے تو وہ اس گنہگار کی اعانت کرنے میں مبتلا ہو جائے گا جس کی اعانت کرنے کا اسے اجر و ثواب نہیں ملے گا۔ (الاصول، عقاب الاعمال)

۳۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارے شیعوں میں سے جو شخص اپنے کسی برادرِ ایمانی کے پاس کسی کام کے لئے جائے اور وہ اس کی مطلب برآری کرنے پر قادر بھی ہو۔ مگر نہ کرے تو خدا اسے ہمارے دشمنوں کے کام میں مبتلا کر دیتا ہے۔ کہ جس پر اسے قیامت کے دن عذاب کرے گا۔

(الاصول، المحاسن)

۴۔ علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس شخص کے پاس اس کا کوئی (دینی) بھائی اپنے لئے جن (برے) حالات میں پناہ لینے کے لئے جائے اور وہ پناہ دینے پر قدرت رکھتے ہوئے بھی اسے پناہ نہ دے تو اس نے گویا خدا کی ولایت (اور حکومت) قطع کی ہے۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۵ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۸ و ۳۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۸

مومن کے ساتھ بخل کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے کہ اپنے (ایمانی) بھائیوں میں سے ایک بھائی کے لئے خدا سے تو جنت مانگوں اور خود درہم و دینار سے اس کے ساتھ بخل کروں؟ (اگر ایسا کیا) تو قیامت کے دن مجھ سے کہا جائے گا کہ اگر جنت تمہارے ہاتھ میں ہوتی تو تم اس کے دینے میں (دنیا سے) زیادہ بخیل ہوتے، زیادہ بخیل ہوتے، زیادہ بخیل ہوتے۔ (مصادقۃ الاخوان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۹

جو چیز آدمی کے پاس موجود ہو یا جو چیز کسی دوسرے شخص کے پاس ہو (مگر یہ دے سکتا ہو) اس کا مومن کو ضرورت کے وقت نہ دینا حرام ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فرات بن احنف سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے مومن بھائی کو وہ چیز نہ دے جس کی اسے ضرورت ہو جبکہ یہ دے سکتا ہو۔ خواہ اس کے اپنے پاس ہو یا کسی اور کے پاس ہو۔ اور وہ اس کے دینے پر قادر ہو۔ تو خداوند عالم قیامت کے دن اسے اس حالت میں کھڑا کرے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا، آنکھیں نیلی ہوں گی اور اس کے ہاتھ پشتِ گردن بندھے ہوئے ہوں گے۔ اور کہا جائے گا کہ یہ وہ مومن ہے جس نے خدا اور رسولؐ سے خیانت کی۔ پھر (اس تشہیر کے بعد) اسے واصل جہنم کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ (الاصول، عقاب الاعمال، المحاسن)

۲۔ یونس بن ظبیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے یونس! جو کوئی مومن کا حق دبائے گا تو خداوند عالم اسے قیامت کے دن پانچ سو سال تک پاؤں پر کھڑا رکھے گا۔ یہاں تک کہ اس کے پسینہ سے ندیاں بہہ نکلیں گی۔ اور خدا کی طرف سے ایک منادی ندا کرے گا کہ یہ وہ ظالم ہے کہ جس نے خدا کا حق دبایا تھا۔ فرمایا: اس طرح چالیس دن تک اس کی زجر و توبیخ کی جائے گی۔ پھر اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے پاس گھر موجود ہو اور کسی مومن کو اس میں سکونت رکھنے کی ضرورت ہو۔ اور یہ (باوجود گنجائش کے) اسے نہ دے تو خداوند عالم فرشتوں سے کہتا ہے۔ کیا میرا ایک بندہ میرے دوسرے بندے پر دنیا کی سکونت میں بخل کر رہا ہے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے یہ کبھی میری جنت میں ساکن نہیں ہوگا۔ (الاصول)

۴۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن مہران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے پاس کوئی مسلمان کسی کام کے لئے جائے اور وہ اس کام کے انجام دینے پر قادر بھی ہو۔ مگر وہ نہ کرے۔ تو خداوند عالم قیامت کے دن اس کی سخت زجر و توبیخ کرے گا اور اس

سے فرمائے گا کہ تیرا بھائی تیرے پاس ایک کام کے لئے آیا تھا جس کی انجام دہی میں نے تیرے ہاتھ میں رکھی تھی۔ مگر تو نے ثواب میں بے رغبتی کی وجہ سے اس کا وہ کام نہ کیا۔ لہٰذا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں بھی آج تیری کسی حاجت پر نگاہ نہیں کروں گا۔ خواہ تو معذّب ہو یا بخشا ہوا؟ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ایک ضرورت مند مومن کو مال نہ دے (جبکہ بآسانی دے سکتا ہو)۔ تو خداوند عالم نہ اسے جنت کا طعام چکھائے گا اور نہ ہی وہ جنت کا مہر زدہ شرابِ طہور پیے گا۔ (عقاب الاعمال، المحاسن)

۶۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا: جس شخص کے پاس اس کا کوئی مسلمان بھائی (اپنی ضرورت کا) اظہار کرے اور وہ اسے قرضہ نہ دے۔ تو خدا اس پر اس دن جنت حرام قرار دے گا جس دن وہ نیکوکاروں کو جزا دے گا۔ اور جو شخص کسی طالب حاجت کی حاجت برآری نہ کرے جبکہ کرنے پر قادر ہو تو اس پر عشار کے گناہ کے برابر گناہ ہوگا۔ اس موقع پر مالک بن عوف نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہؐ! عشار کا گناہ کس قدر ہے؟ فرمایا: عشار پر ہر شب و روز خدا، اس کے ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہوتی ہے۔ اور جس پر خدا لعنت کرے تم اس کا کوئی یاور و مددگار نہیں پاؤ گے۔ (عقاب الاعمال)

❀❀❀❀❀

وسائل الشیعہ کے ترجمہ مسائل الشریعہ کی گیارہویں جلد کا ترجمہ شب جمعہ

۲ دسمبر ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۷ جمادی الثانیہ ۱۴۱۴ھ بوقت سوا سات بجے شب اختتام پذیر ہوا۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ۔

و انا الاحقر محمد حسین النجفی عفی عنه بقلمه

❀❀❀❀❀

نظر ثانی ۲۶ جون ۲۰۰۶ء ۱۱ بجے شب مکمل ہوئی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

❀❀❀❀❀